غریبوں کا آسرا

یعنی

سوانح عمری سدگرو اپاسنی مہاراج

مصنفہ
منشی شیخ احمد عباس خاک پونوی و منشی میر ممتاز علی آشر دہلوی

پبلشر رستم جی خسرو ایرانی مینجر
دی سرکل اینڈ کمپنی ۱۶۷ منزل م۔ مین روڈ۔ دادر۔ بمبئی
سنہ ۱۳۴۱ھ مطابق سنہ ۱۹۲۳ء
مطبوعہ مطبع جہانگیری بمبئی
پرنٹر عبید اللہ خان

التماس

جن مہاتما کا حال اس کتاب مین درج کیا گیا ہے وہ اسوقت حیات ہین اور قصبۂ ساکوری ضلع احمد نگر مین قیام پذیر ہین۔ دراصل یہ کتاب سرزمین ہند پر بسنے والی دو بڑی قومون یعنی ہندو اور مسلمانون کے روحانی اتحاد کی داستان ہے۔ ایک ہندو مہاتما کا کسی مسلمان بزرگ سے یا ہندو سے کسی مسلمان کا فیض پانا کوئی نئی بات نہین ہے صفحات تاریخ مین اسکی متعدد مثالین ملتی ہین۔ چونکہ یہ ایک تازہ واقعہ ہے اور ٹھیک اسوقت ظہور پذیر ہوا ہے جبکہ ہمارے ملک کے ہر گوشہ مین ہندو و مسلمانونکے ظاہری اتحاد کیلئے جانتوڑ کوششین ہو رہی ہین اور بڑی حد تک اسمین کامیابی بھی ہوئی ہے۔ لہذا دل نے چاہا کہ مین اس ظاہری اتحاد کے پہلو بہ پہلو روحانی اتحاد کا نمونہ بھی اپنے بھائیونکے سامنے پیش کر دون کیونکہ یہی اصلی اور پائیدار چیز ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ اسوقت نہ صرف ہندوستان کی ان دو بڑی قومون کا بلکہ اس سرزمین مین بسنے والی ہر قوم کا باہمی اتحاد خداوند کریم کو منظور ہے۔ یقیناً وہ وقت قریب آگیا ہے جبکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے باہمی اختلافات کو مٹا کر ایک ہی رشتہ مین منسلک ہو جائینگے۔ اسی غرض کو مد نظر رکھکر مین نے مختلف ذرایع سے ان مہاتما کے حالات بہم پہنچائے اور تحقیق و تصدیق کے بعد قلمبند کرکے کتاب کی صورت مین شایع کئے ہین۔

آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات وغیرہ کیلئے مین آپکے برادر بزرگ مسٹر بالکرشن راؤ شاستری کا نہایت ممنون ہون۔ آپ کے مشاہدے جو دوسرے حصے مین بیان ہوئے ہین اور دیگر اقوال و افعال کی معلومات مین نے پیر و مرشد جناب مہر بابا سے (جنکے مختصر حالات اور فوٹو آگے درج کئے گئے ہین) حاصل کئے۔ مجھے ان معلومات کے معتبر ہونے مین کوئی شک نہین چونکہ جناب مہر بابا کو ان مہاتما سے روحانی تعلق ہے اور بقول مہاتما موصوف آپ انکے بعد انکے جانشین ہونیوالے ہین۔ آپنے یہ حالات اپنے پیر و مرشد کی زبانی وقتاً فوقتاً سنکر نوٹ کرلئے تھے اور جب مین نے آپکے مرشد کی سوانح عمری شایع کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تو آپنے بخوشی اپنے تحریر کردہ نوٹ میری



مہر بابا (پونہ)

کردئے اور انکو شائع کرنیکی اجازت دی۔ اسیطرح مہاتما موصوف کے شیرڈی۔ کہیڑگیور۔ ناگپور۔ شندی اور دیگر مقامات کے دورے اور قیام کے حالات انکے متعدد معتقدین سے دستیاب ہوئے۔ انکے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتہہ ذیل مین درج کئے جاتے ہین:۔ باپو صاحب جوگ، درگا بائی۔ سارجا بائی ساکنان ساکوری، سگون سکنہ شیرڈی۔ مسٹر چنا سوامی سکنہ کہیڑگیور، مسٹر باجی راؤ۔ مسٹر نانڈو، راؤ صاحب ونایک راؤ۔ مسٹر ایکناتہہ راؤ ساکنان کہیڑگیور، مسٹر کشن راؤ سکنہ ناگپور، مسٹر اشونت راؤ (ساکوری) ڈاکٹر گنپت راؤ (شندی) مسٹر مہتاجی (بمبئی) خانصاحب کیخسرو ایرانی (احمدنگر) دولو سیٹہہ (راہتا) اور دیگر متعدد اصحاب جنکے نام واقعات کے ضمن مین مختلف مقامات پر اس کتاب مین درج ہین

حضرت مہر بابا:۔ آپ ایرانی نژاد ہین اور پونہ کے باشندے ہین لیکن آجکل بمبئی مین بمقام وادر قیام پذیر ہین۔ آپ کی عمر قریباً ۴۰ سال کی ہے ۱۹۱۳ء مین جبکہ آپ ڈکن کالج پونہ مین میرے ہم سبق تہے حضرت باباجان کی نظر فیض اثر آپ پر پڑی۔ اور آپکے دل کو اسرار حقیقت سے پر کردیا۔ اسوقت سے آپکا سلسلہ تعلیم منقطع ہوگیا۔ اور ہر وقت حالت جذب آپ پر طاری رہنے لگی۔ قریباً چہہ ماہ تک آپ کی آنکہون نے خواب کی صورت نہین دیکہی۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ شری اپاسنی مہاراج اپنے مرشد حضرت سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بموجب قصبۂ شیرڈی مین کہنڈوبا کے مندر مین ٹہیرے ہوئے تہے اور بظاہر جذب یا دیوانگی کی حالت انپر طاری تہی۔ اسی زمانے مین ایک روز حضرت باباجان نے (جو اسوقت پونہ مین موجود ہین) مہر بابا کو ارشاد فرمایا کہ جا اور اپنا حصہ ہندو سے طلب کر۔ قدرت نے کچہہ ایسے سامان کئے کہ انہی دنون مین آپکو قصبہ شیرڈی جانیکا خیال ہوا۔ چنانچہ آپ شیرڈی پہنچے اور حضرت سائین باباؒ کا نیاز حاصل کیا۔ معاً آپ کو حضرت باباجان کا فرمان یاد آگیا۔ ادہر آپ اس خیال مین تہے کہ ادہر سائین بابا نے ارشاد فرمایا کہ کہنڈوبا کے مندر مین جاؤ۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ وہان پہنچے تو دیکہا کہ ایک ہندو فقیر برہنہ اپنے حال مین مست بیٹہے ہوئے ہین۔ آپنے سلام کیا اور دست بستہ سامنے کہڑے ہوگئے۔ یہ ہندو بزرگ مہاراج تہے جنکے حالات زندگی اس کتاب مین مفصل درج کئے گئے ہین۔ مہاراج نے انکی طرف دیکہا۔ اور باطنی طور پر حقیقت حال کو معلوم کرلیا

چنانچہ آپ کیڑگاؤ نارائن مہاراج کے پاس گئے۔ اور وہان سے ناگپور جاکر حضرت تاج الدین باباؒ کا نیاز حاصل کیا۔ ان بزرگون کی ملاقات کے بعد

لیکن اسکا اظہار نہ کیا۔ بلکہ آپ نے جھڑک دیا اور فرمایا یہان سے چلا جا۔ چنانچہ آپ اسوقت وہان سے
رخصت ہوئے۔ لیکن اس ملاقات نے آپس مین کچہہ ایسی باطنی کشش پیدا کی کہ ہر وقت آپکو مہاراج
کا خیال بندہا رہنے لگا۔ چنانچہ جب کبہی موقع ملا آپ مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوکر فیوض باطنی
سے مستفید ہوتے رہے یہ سلسلہ قریباً سات سال تک جاری رہا لیکن کسی پر یہ بات ظاہر نہ ہوئی۔
چونکہ پہلی ملاقات کے بعد سے ہی آپ کی حالت رو باصلاح ہو چلی تہی۔ رفتہ رفتہ آپ کے ہوش و
حواس درست ہو گئے اور آپ عام لوگون کیطرح اپنے کام کاج مین مصروف رہنے لگے۔ اور کسی
کو آپ کی روحانی طاقت کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ آپ خود ایسے ادنی کامون مین مصروف رہے کہ کسیکو آپکی
بزرگی کا پتہ نہ چلا۔ مگر جب میعاد مقررہ گذر چکی تو آپ کے مرشد حضرت باباجان اور شری سدگرو اپاسنی
مہاراج نے خود لوگون پر اس راز کا انکشاف کرنا شروع کیا۔ چونکہ حضرت مہر بابا کی خاکسار پر دیرینہ
تعلقات کیوجہ سے خاص نظر عنایت ہے لہذا سلسلۂ تقریر مین آپنے بعض حالات کا جو ہر انکشاف کیا ہے
چنانچہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنی حالت کو قریباً سات سال چہپایا لیکن چونکہ اب میرے
مرشد خود اس بات کو لوگونپر ظاہر کر رہے ہین لہذا مین مجبور ہون۔ پہر فرمایا کہ جذب کیحالت مجہے
حضرت باباجان سے عطا ہوئی اور شری سدگرو اپاسنی مہاراج نے مجہے دریائے جذب سے نکالکر منازل
سلوک طے کرائے۔ ان حالات کی تصدیق مجہے مئی ۱۹۲۲ء مین ہوئی جبکہ مین اور دیگر تیس چالیس
احباب قصبۂ ساکوری مین شری اپاسنی مہاراج کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے۔ اسوقت جنابنے
سلسلہ تقریر مین فرمایا کہ پونہ مین باباجان نامی بزرگ ہین انہون نے پہلے پہل مہربان جی کو میری
طرف روانہ کیا جبکہ مین حضرت سائین بابا کے حسب ارشاد کہنڈوبا کے مندر مین بیٹھا ہوا تہا۔ مجہے
مہربان جی سے روحانی تعلق تہا اور جس امانت کا مین حامل تہا وہ انکو سپرد کرنیکا وقت آچکا تہا۔ ان
اشارات کے بعد مہاراج نے حاضرین سے فرمایا کہ آپ لوگ مہربان جی کے کہنے پر عمل کرتے رہو
خدا کا فضل جلد تمہارے شامل حال ہوگا۔ مہربان جی تمکو ٹہیک راہ پر چلا رہا ہے اگر بفرض محال
اس سے کوئی غلطی ہوگئی تو مین سنبہال لونگا۔ اور سیدہے راستے سے ہٹنے نہ دونگا۔ وہ تو ہر وقت

میرے پاس آکر سر ٹپکتا رہتا ہے۔ تم لوگ نہیں جانتے۔ پھر ارشاد کیا کہ اسوقت مین حاضرین مین مختلف مذہب و ملت کے لوگونکو دیکھتا ہون جن مین ہندو مسلمان۔ پارسی اور ایرانی وغیرہ سب ہی قسم کے لوگ موجود ہین۔ مین انکو دکھانا چاہتا ہون کہ ابتدائے آفرینش سے صرف دو مذہب اصلی صورت مین چلے آتے ہین۔ یوَن اور برہمن۔ ایک پر مسلمان چل رہے ہین اور دوسرے کے پیرو ہندو ہین۔ باقی جتنے مذاہب دنیا مین ہین وہ انہی دو مذہبونکی شاخین ہین۔

لہذا خدا سے ملنے کیلئے یہی دو شاہراہ قایم ہین ان مین فرق صرف اتنا ہے کہ اہل ہنود کی اختیار کردہ راہ بہت دور دراز اور دشوار گذار ہے جس مین ہر ہر قدم پر لغزش کا اندیشہ ہے۔ یوَن (یعنی اسلام) کا طریق ایسا پیچیدہ نہین۔ مین برہمن کی اعلی ذات مین پیدا ہوا لیکن مجھے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے یوَن (مسلمان) کی حالت اختیار کرنی پڑی۔ لیکن عزیزو! یہ ایک راز ہے جسکو مین اسوقت آپ کے سامنے بیان نہین کرسکتا۔ لیکن اتنا عرض کرنے مین مضایقہ نہین دیکھتا کہ جسمانی تعلقات (ظاہری) کے لحاظ سے مین برہمن ہون اور روحانی تعلقات (باطنی) کے لحاظ سے مین یوَن ہون۔ یہ حالت الفاظ کے ذریعے نہین معلوم کرائی جاسکتی۔ صرف محسوس ہوسکتی ہے۔ لیکن اسکا احساس وہی کرسکتے ہین جو اس حالت مین سے گذرنے کی صلاحیت رکھتے ہون۔ پھر آپ نے ہمارے لئے دعا کی۔ اور ہم رخصت ہوئے۔ دوسری مرتبہ جولائی ۱۹۲۲ء مین خاکسار اپنے ایک دوست مسٹر سدا شیو راؤ شپالکے کے ہمراہ پھر حاضر خدمت عالی ہوا۔ اسوقت مہاراج ہماری طرف دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ پھر مجھسے مخاطب ہوکر فرمایا کہ دنیا پر جب ہم غور کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ تمام امور دنیوی عقل کے زور سے انجام پاتے ہین۔ ہر فن اور ہر پیشے کے لئے عقل کی ضرورت ہے اور عقل ہی کے تناسب سے کامیابی ہوا کرتی ہے۔ نیز کسی فن مین کامیاب ہونے کے لئے ایک شخص کو اس فن کے ماہر سے جو اس فن کے متعلق عقل کامل رکھتا ہو معلومات حاصل کرنی لازمی امر ہے۔ ورنہ کامیابی معلوم۔ اسیطرح خدا کو پہچاننے اور اس سے ملنے کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہے جو دنیا کے کاروبار مین کام آنے

والی عقل سے بالکل متضاد ہے۔ اور یہ ان لوگوں سے حاصل ہوتی ہے جو خدا رسیدہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر مرشد کامل کی استعانت کے سوا کوئی شخص معرفت الٰہی پر عبور نہیں حاصل کرسکتا۔ پھر آپنے سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور عظمت روحانی کا ذکر فرمایا۔ اپنے مرشد کا نام زبان پر آتے ہی فرط محبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دیر تک سسکتے کا عالم رہا۔ طبیعت سنبھلی تو آپنے فرمایا کہ سائیں بابا کے متعلق میں کیا عرض کرسکتا ہوں۔ میری زبان کو یارا نہیں کہ انکی تعریف کرسکے۔ اخیر میں فرمایا کہ میرے آقا سے جو کچھ مجھے عنایت ہوا اسکی کلید میں نے مہربان جی کے حوالے کی ہے۔ وہی اسکا مستحق ہے۔ ناظرین کو اس تذکرے سے کھل گیا ہوگا کہ حضرت مہربابا کو حضرت باباجان اور شری سدگرو اپاسنی مہاراج ان ہردو بزرگوں سے فیض حاصل ہوا ہے۔ حضرت باباجان کے متعلق جو معلومات مجھے معتبر ذرایع سے بہم پہنچی ہیں انکو بھی یہاں درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ آپ کی بزرگی اور عظمت کا دنیا کو پتہ چلے۔

حضرت باباجان۔ ابتدائی حالات کا پتہ نہیں مل سکا۔ سنہ ۱۹۰۳ء سے آپکے حالات ملے ہیں۔ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء میں آپ حیدری نامی جہاز سے حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے۔ اس جہاز میں جناب نور محمد قاسم مٹھا۔ نور محمد عرف نما پنکھے والے اور سیٹھ صالح محمد الیاس کپڑے والے جنکی دکان آجکل چکلہ اسٹریٹ بمبئی میں ہے۔ اور جناب حیدر ابراہیم سایانی اسسٹنٹ پروفیسر ڈکن کالج بھی اپنی والدہ مرحومہ اور بھائی کے ہمراہ تھے جہاں ان لوگوں نے آپ کی بہت سی کرامات دیکھیں۔ آپ سایانی صاحب کی والدہ کے ہمراہ جدہ سے مدینے شریف تشریف لیگئے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس سے آگے دیکھا گیا کہ جہاز پر جو حالت جذب آپ پر طاری رہتی تھی وہ سلوک سے بدل گئی اور آپ نے تاقیام مکہ و مدینہ پنجوقتہ نماز ادا کی اور ہر کام کاج ہوشیاروں کی طرح کیا۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں واپسی کے وقت آپنے جدہ میں ۵ ماہ قیام کیا اور یہاں آپ کیحالت پھر مجذوبانہ ہوگئی۔ جاتے وقت حیدری جہاز طوفان میں پھنس گیا تھا اور سب لوگ اپنی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو چکے تھے اسوقت آپ نے نور محمد عرف نما کو کہا کہ گلے میں رومال



mi Art, Bombay, 8

باندہ اور جہاز کے نیچے نیچے سے ایک ایک پیسہ لے اور خدا سے کہہ کہ خدایا ہمارے جہاز کو بچا ہم تیرے محبوب کی مدینے مین نیاز کرینگے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا جس مین جہاز کے انگریز سوار بھی شریک ہوئے اور جہاز ڈوبنے سے بچ گیا۔ جہاز پر آپ خلاصیون سے انگریزی مین بات چیت کرتے تھے۔ قریباً ۱۹۰۵ء مین آپ پونہ تشریف لائے اور لشکر مین چار باوڑی کے کنارے درخت کے نیچے قیام کیا۔ یہ جگہ آپکو ایسی پسند آئی کہ آجتک یعنی ۲۰ برس سے آپ نے اسکو نہین چھوڑا اور سردی گرمی بارش اسی جگہ بسر کرتے ہین جسمانی حالت جو ۲۰ برس پہلے تھی وہی آج ہے عمر کا اندازہ سو برس سے زیادہ لگایا جاتا ہے۔ آپ کو سب لوگ باباجان کہتے ہین۔ مائی یا ماں صاحب کوئی کہتا ہے تو سخت ناراض ہوتے ہین اور فرماتے ہین کہ مین عورت نہین ہون مرد ہون پشتو اور فارسی زبان نہایت صاف اور تیز بولتے ہین اکثر حافظ اور امیر خسرو کے اشعار آپ کی زبان سے سننے مین آتے ہین۔ غصہ کے وقت غصہ اور محبت کے وقت انتہائی محبت فرماتے ہین۔ کسی سے کبھی کوئی چیز نہین لیتے۔ پھول تک کوئی لیجاتا ہے تو آپ بگڑ جاتے ہین بہ نسبت پونہ والون کے باہر والے زیادہ مستفیض ہو رہے ہین۔

خاکسار

خاک پونوی

دیباچہ

(از حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی)

یہ اختلاف صورت فطرت کی مستیاں ہین
یہ انکشاف معنی ذہنون کی ہستیاں ہین
(حضرت اکبر الہ آبادی)

یہ شرف ایشیا اور اس کے خاص ملک ہندوستان ہی کو حاصل ہے جہانکے باشندون کا مقصد زندگی محض روپیہ حاصل کرنا اور مادی عیش و آرام مین مصروف رہنا نہین ہے۔ بلکہ اپنی حقیقت پر غور کرنا اور اسکے راستے سے خدا تک پہنچنا ہے۔ عنوان کے شعر مین حضرت اکبر الہ آبادی نے سچ فرمایا ہی کہ کائنات مین جس قدر موجودات ہے سب کی صورتین علیحدہ علیحدہ ہین۔ ہر درخت اپنی شان مین یکتا ہے۔ ہر پہاڑ اپنی صورت کا ایک ہی۔ ہر حیوان کی شکل دوسرے سے نہین ملتی۔ اور انسان باوجود اسکے کہ اعضا یکسان رکھتا ہے شکل مین دوسرے انسان سے نہین ملتا۔ وہی دو آنکھین ہین، وہی ایک ناک ہی، وہی رخسار، وہی پیشانی، وہی دانت ہونٹ، زبان ہے، مگر کیا مجال کہ ایک چہرہ دوسرے چہرے سے ملجائے۔

اکبر کہتے ہین کہ یہ فطرت کی مستیاں ہین۔ اسی مستی کے جوش نے یہ رنگا رنگی پیدا کی ہی۔ اور اس رنگا رنگی کے جو نئے نئے معنی نکالے جاتے ہین یہ بہی ہمارے ذہن کی رفتار ہے۔ یعنی ہر شخص کا ذہن جداگانہ مطلب پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت و اصلیت ان سب معانی اور مطالب سے جدا ہوتی ہی سوامی وویکانند نے امریکہ مین کہا تہا کہ اگر ایک گائے خدا کا تصور کرے تو یہی خیال کریگی کہ خدا ایک بڑی گائے ہی۔ اور ایک شیر خدا کا دہیان کرے تو وہ اسکو بڑا شیر اور جانورونکو ہلاک کرنیوالا جانور خیال کریگا۔

انسان نے بہی جس قدر صفات خدا کی مقرر کی ہین وہ سب وہی ہین جو خود اسکے اندر پائی جاتی ہین۔ آدمی دیکہتا ہے اسلئے اس نے خدا کی نسبت کہا وہ بصیر ہے یعنی دیکہنے والا ہے۔ آدمی سنتا ہے اسلئے اس نے کہا خدا سمیع ہے یعنی سننے والا ہے۔ انسان مین رحم کا مادہ ہے۔ اس نے

خداکو بھی رحمٰن ورحیم سمجھا۔ انسان انصاف کرنا چاہتا ہے تو خداکو بھی عادل سمجھتا ہے۔

غرض آدمی اپنی ہی حالت پر قیاس کرکے خدا کا تصور کرتا ہے۔ یوروپ کے آدمی اور امریکہ کے باشندے جب خدا کا خیال کرتے ہونگے تو وہ اسکو کارخانے بنانے والا۔ بھاپ اور بجلی کی حکمتون مین مصروف رہنے والا اور رات دن روپیہ کی فکر مین غلطان پیچان تصور کرتے ہونگے۔

ھندوستان کے آدمی اپنے خیالات کی بموجب یہ خیال کرتے ہونگے کہ خدا محبت مین مصروف ہے کیونکہ دنیا مین محبت کے سوا اور کچھ بھی نہین ہے محبت ہی سے اس نے ست۔ رج۔ تم کی صفات کو ظاہر کیا ہے۔ شیو کی اُپاسنا کرنے والون سے پوچھو کہ تم اپنے ماتھے پر تین لمبی لکیرین کیون بناتے ہو تو وہ کہینگے ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن کی علامتین یاد رکھنے کے لئے یہ نشانات ہین۔

رامانندی لوگون سے پوچھو تم نے ماتھے پر تین لکیرین کیسی بنائی ہین جو شیو اپاسکون کے برخلاف بالون کی طرف سے ناک کی طرف کھینچی گئی ہین تو وہ جواب دینگے سیتا رام لچھمن کی یاد ہے۔ ادھر رام ادھر لچھمن بیچ مین سیتا۔ کہ محبت ہے تین پتلے پیشانی پر درخشان ہین۔

قصہ مختصر تمام معانی و مطالب جو بیان کئے جاتے ہین یہ اپنی ذہنی و دماغی حالت کا اقتضا ہے ورنہ خدا کی ذات ان سب سے اعلیٰ و برتر ہے۔ اور اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے۔ **ماعرفناک حق معرفتک** "ہم نے تجکو تیرے پہچاننے کے حق کی موافق نہین پہچانا۔

پس جب اس کتاب کو پڑھنے والے پڑھینگے تو اپنی عقل اور سمجھ کی موافق رنگ رنگ کا مطلب سمجھینگے۔ کوئی کہیگا اس مین تو ہندوؤن کا بیان ہے۔ جہان دیکھو غیر خدا کی پوجا پاٹ کے قصے لکھے ہوئے ہین۔ کوئی بول اُٹھیگا یہ کتاب تو مسلمانون کی حکمت عملی ظاہر کرنے کو لکھی گئی ہے کہ سائین بابا ایک مسلمان درویش نے ایک برہمن کو مرید کرکے ہندو مذہب سے نکال لیا اور اسی کو اپنا جانشین بناکر دوسرے ہندوؤن کو مسلمان کرنیکی سڑک بنادی۔ تیسرا شخص کہیگا کہ ہندو وہ ا لمچ نے مہر بابا ایک پارسی کو نظر مہر سے اسواسطے دیکھا کہ پارسیون مین بھی اسلامی حکمت کے خیالات پھیل جائین۔

غرض ہر شخص اپنے اپنے خیالات اور اپنے اپنے حال کے موافق اسلئے زنی کریگا کہ المرء یقیس

علی نفسہ"، آدمی خود اپنے اوپر دوسرونکو قیاس کیا کرتا ہے۔

فقرا مین جلوہ ذات مگر اصلیت اس کتاب کی تمام خیالات مذکورہ کے خلاف ہر اس مین نہ مسلمانونکو بت پرستی سکہائی گئی ہے نہ ہندوؤن کو مسلمان کرنیکی کوئی ترکیب کی گئی ہے۔ نہ پارسیونکو اسلامی تعلیم کا حلقہ بگوش بنانیکا منشا ہے۔ بلکہ اس کتاب مین تو فقرا کی کیفیت ہر او دہنکے وہ قصے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ فقرا وہ مذہب نہین رکہتے جو آپس مین بیر رکہنا سکہاتا ہو یا جسکو ناوان لوگون نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مذہب وہی ہے جو دنیا مین فرقہ بندی کے تعصبات پیدا کرے۔ بلکہ فقرا کی ذات جلوہ الٰہی ہوتی ہے۔ خدا کی ذات کسی مذہب کسی قوم اور کسی خاص فرقہ کی طرفدار نہین ہے۔ کیونکہ وہ سورج کی روشنی گرمی سردی۔ ہوا۔ پانی۔ بہوک پیاس۔ خوشی و غم سب آدمیون کو برابر دیتا ہے۔ خواہ وہ ہندو ہون۔ یا مسلمان۔ عیسائی ہون یا یہودی۔ پارسی ہون یا منکر خدا گورے ہون یا کالے امیر ہون یا غریب۔ ادنی ہون یا اعلی۔ عورت ہو یا مرد بچے ہون یا جوان۔ خدا ایک وہ کا پروا ہی نہین کرتا وہ شراب خوارون اور حرام کارونکو بہی نیند کہانا پانی اور ہوا اور روشنی دیتا ہے اور عابد و زاہد لوگونکو بہی۔ پس فقرا وہی ہین جو خدا کے دستور کے موافق کسی فرقے اور کسی مذہب کے طرفدار نہ ہون۔ سب کو ایک ہی نظر سے دیکہین اور سب مین ایک ہی جلوہ پائین۔

سائین بابا مسلمان تہے۔ مسلمان رہے۔ مسلمان مرے۔ مہاراج برہمن تہے برہمن ہین اور برہمن کی حالت مین دنیا سے جائینگے۔ مہر بابا پارسی ہین۔ پارسی رہینگے اور اسی قومیت مین انکا انجام ہوگا۔ مگر جو چیز کہ ذات پات کے جہگڑون سے اونچی اور علیحدہ ہے وہ سائین بابا مین بہی تہی اور مہاراج مین بہی ہے اور مہر بابا بہی اسکا مظہر ہین۔ لہذا جو شخص اس کتاب کو پڑہنا چاہے اسکو پہلے مذہبی و قومی تعصبات سے جدا ہوجانا چاہئے۔ ورنہ اس کتاب کے پڑہنے مین اسے کچھ لطف نہ آئیگا۔ بلکہ اس کا دل مختلف قسم کی باتون سے گہبرانے لگے گا۔ کہ کہین اس مین بت پرستی کا ذکر ہے کہین اسلامی تعلیم کے اشارات ہین کہین کچھ ہے اور کہین کچھ ہے۔

خلاصہ مضامین :۔ اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ چند الفاظ مین کیا جا سکتا ہے۔

(۱) ساری کتاب شری سچیدانند سدگرو اپاسنی مہاراج کے حالات مین ہے (۲) حقانی تجلیون کا ناسوتی اور لاہوتی بیان ہے۔ (۳) ظاہر پرستون کیلئے ایک دنیادار انسان کی سرگذشت ہے جسنے دنیا کو ترک کردیا اور انتہائی بے تعلقی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ اسکو ناسوت کی زبان مین لایف۔ تذکرہ۔ ملفوظات۔ سیرۃ۔ حیات کہتے ہین۔ مگر جنکی نگاہ معارف باطن پر ہے وہ اِن الفاظ سے زندگی کی کشمکش مین ہدایت کا راستہ پاتے ہین۔ گویا اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ وادی حیات کے بہوئے بھٹکے مسافرون کو اصلی اور سیدہا راستہ بتاتی ہے۔ (۴) الہامی کتابونکی طرح قصون اور مثالون کے ذریعے سے مورکہہ اور نادان لوگون کو نازک گہری اور باریک باتین بتائی گئی ہین (۵) مگر سب سے بڑا اور یقینی خلاصہ یہ ہے کہ اس کتاب مین غریبون کمینون۔ محتاجون اور اُن بیمارون کے ساتہہ عملی محبت اور مساویانہ برتاؤ کرنیکا طریقہ سکہایا گیا ہے جنکو صدیون سے ہندوستان والے اور دوسرے ملکون کے باشندے کمین اچہوت ادنیٰ ذلیل اور ناقابل توجہ سمجہتے آئے ہین۔

مین نے اس کتاب کا نام پہلے پریم بٹیا تجویز کیا تہا یعنی عشق کا راستہ۔ اور ایک اعتبار سے یہ نام کتاب کا خلاصہ ظاہر کرتا تہا۔ پہر اسکے بعد مین نے اسکا نام تجلیان رکہا ہونکہ واقعات اور اپاسنی مہاراج کے حالات کے آخری نتائج دل پر جو اثر پیدا کرتے ہین انکو تجلیان کہنا ناموزون نہین ہے۔ لیکن جب مین نے تمام کتاب کو آخر تک پڑہ لیا اسوقت بے اختیار میرے دلکی زبان سے نکلا کہ اُپاسنی مہاراج غریبونکا آسرا ہین۔ لہذا انکے تذکرے کی اس کتاب کا نام بہی غریبون کا آسرا ہونا چاہئے۔

مہاتما گاندہی کی شہرہ آفاق شخصیت اور عالمگیر ہر دلعزیزی کی وجوہات مین ایک وجہ یہ بہی ہے کہ وہ اچہوتون اور کمینون سے دلی محبت رکہتے ہین اور انکو انسانی مساوات کی سطح پر لانے کیلئے قول و فعل سے کوششین کرتے ہین۔ سدگرو اپاسنی مہاراج کے حالات مین مہاتما گاندہی سے کہین زیادہ غریب پروری اور غریب نوازی ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ ایک اعتبار

سے ا پاسنی مہاراج مہاتما گاندہی پر فوقیت رکہتے ہین اور وہ یہ ہے کہ مہاتما جی کی ذات تیسرے درجے کی ہے یعنی وہ بنئے ہین اور اپاسنی مہاراج برہمن ذات کے ہین جو سب سے اعلی مانی گئی ہے پس ایک بنیا اگر شودر جماعتون کے متعلق ہمدردی کرتا ہے تو زیادہ تعجب خیز نہین ہے کیونکہ اسکا درجہ شدرون سے بالکل ملا ہوا ہے یعنی صرف ایک سیڑہی اونچا ہے۔ تعریف اپاسنی مہاراج کی کرنا چاہئے کہ وہ سب سے اونچی برہمن ذات مین ہونے کے باوجود اچہوتون اور کمینون مین سگے بہائیون کی طرح زندگی بسر کرتے ہین۔

یہ بات بہی قابل لحاظ ہے کہ صوبۂ بمبئی و صوبۂ مدراس مین سب سے زیادہ اچہوت اقوام سے نفرت برتی جاتی ہے۔ اعلی ذات کے ہندو ادنی ذات کے ہندوؤن کو مجبور کرتے ہین کہ وہ ان سے ۴۰ قدم دور ہو کر چلین تاکہ انکا سایہ بہی قریب نہ آنے پائے۔ مگر سدگرو اپاسنی مہاراج وکنی برہمن ہونے کے باوجود بہنگیون اور ادنی ذات کے لوگون سے پرہیز نہین کرتے۔ بلکہ انکے مکانون مین رہتے ہین۔ انکے ساتہہ انکا وہ کام کرتے ہین جس کے باعث سے ان غریبون کو ادنی ذاتون مین شمار کیا گیا ہے یعنی انسانی غلاظت اور گندگی ہین کو بہنگیون کے ساتہہ صاف کرتے ہین۔

غلاظت مین ساتہہ کہیل

ناظرین اس کتاب مین ملاحظہ کرینگے کہ اپاسنی مہاراج کوڑیون پر بیٹہے رہتے ہین اور پیشاب پاخانے سے کہیلتے رہتے ہین یعنی کوڑیون غلاظتون کے انبار انکے بیٹہنے اور کہیلنے کی چیزین ہین۔ ان واقعات کو نفرت اور حقارت سے نہ دیکہنا چاہئے۔

حکمت۔ نئی روشنی کے بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اپاسنی مہاراج کا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ غلاظت کا کہیل دیوانے کہیلا کرتے ہین۔ مگر غور سے دیکہا جائے تو اپاسنی مہاراج کے اس مشغلہ مین بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے وہ اپنے چیلون اور مریدون کو یہ دکہانا چاہتے ہین کہ جس گندگی کو صاف کرنے کے سبب دنیا بہنگیون کو ناپاک اور کمین سمجہنے لگی وہ گندگی خود انسان کی صحبت سے گندہ صورت مین آئی چند گہنٹہ پہلے جو کہانا آراستہ میزون پر چنا ہوا تہا اور جو کہانا مکلف دسترخوانون پر سجایا گیا تہا اور جس کہانے کیلئے ورقے لپیٹے گئے تہے اور جسکے ذایقون اور خوشبوؤن ادہر تو کی

دہوم جگہ جگہ تہی اور جس کہانے کو منہ مین رکہنے کے لیے بڑے بڑے شاندار تعریفی الفاظ سے یاد کیا گیا تہا یہ وہی کہانا ہے جو غافل انسان کے پیٹ مین چند گہنٹے رہنے کے بعد ایسا بدشکل اور ایسا بدبودار اور ایسا قابل نفرت ہو گیا جسکو صاف کرنیوالون کو انسانی راستے سے خارج سمجہا جانے لگا۔

اپاسنی مہاراج زبان حال سے غلاظت مین جہکڑ اور اسے کہیل کر ایسا موقع سوچ پڑہاتے ہین جسکی نظیر روشن دنیا کے کسی ملک مین نہین ملتی۔

ایک برس کا روزہ بہت عرصہ نہین گذرا آئرلینڈ کے ایک شخص نے سیاسی وجوہات کے سبب انگریزی جیلخانے مین کئی مہینے کا فاقہ کیا اور وہ بغیر کہائے پئے زندہ رہا۔ اس مثال سے اُن لوگونکی آنکہین کہل گئین جو فقرا کے روزے کو انکار کرتے تہے اور کہتے تہے کہ انسان تین دن بہی کہانے پینے کے بغیر زندہ نہین رہ سکتا حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا بارہ سال تک کچہہ نہ کہانا انکو ایک فرضی قصہ معلوم ہوتا تہا۔ مگر آئرلینڈ کے واقعہ نے کم از کم انکو اسکا قایل کر دیا کہ انسان کہانے پئے بغیر کئی مہینے زندہ رہ سکتا ہے۔

اس کتاب مین لکہا ہے کہ اپاسنی مہاراج نے ایک برس کا روزہ رکہا یعنی پورے ایک سال تک کچہہ بہی نہین کہایا پیا۔ یہ واقعہ خلاف عقل نہین ہے، ایک برس کیا بارہ برس بلکہ تمام عمر اگر انسان وہ غذائین نہ کہائے جنکے استعمال پر زندگی کا دارو مدار سمجہا جاتا ہے تب بہی وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ کیونکہ فقرا کی آنکہون مین اور جسم کے مسامات مین روحانی اشغال کے سبب ایک ایسی قوت جاذبہ پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر وہ چاہین تو آفتاب کی شعاعون سے اور جنگل کی ہواؤن سے۔ چاند کی کرنون سے پانی کی لہرون سے درختونکی سرسبزی سے زمین کے بخارات سے غذائی مادون کو بالا ہی بالا جذب کر کے اپنے وجود کو زندہ اور قایم رکہہ سکتے ہین۔ کیونکہ ہمارے کہانے کی چیزون مین انہی مذکورہ اشیا سے غذائی قوت پیدا ہوتی ہے۔ چاہے اسکو چکی مین پیس کر توے پر پکا کر دانتون سے چبا کر معدہ سے ہضم کر کے حاصل کرو۔ چاہے کسی دوسری قوت کے ذریعہ سے اوپر ہی اوپر اس قوت کو جذب کر لو۔

پس اپاسنی مہاراج کا ایک سال تک روزہ رکھنا انکی ریاضت اور مجاہدہ کی دلیل ہے خلافِ عقل کوئی بات نہین ہے۔

مسلمان کا مرید برہمن یہ بات بہی ظاہر پرست ہندؤن و مسلمانون کو عجیب معلوم ہوگی کہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ برہمن ایک ان پڑہ مسلمان پیر کا مرید ہوا۔ ہندو اسپر تعجب کرینگے اور مسلمانونکو اسپر حیرت ہوگی کہ مسلمان پیر نے مسلمان مریدون مین کیسکو اپنا جانشین نہ بنایا بلکہ ایک ہندو برہمن کو نعمت سجادگی عطا کی۔ اسکی بابت کچہہ تو اوپر کی تمہید مین اشارہ کر دیا گیا ہے اور کچہہ اس شعر سے تسکین ہو جائیگی ؎

ذات پات پوچھے نا کوئے
ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

منزلِ عشق مین ذات پات کی پابندی نہین ہے۔ وہان تو عبد و معبود کی نسبت اور رابطہ کو دیکہا جاتا ہے۔

مشاہدات اپاسنی مہاراج کے تمام واقعات زندگی پر نظر عمیق ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے اندر مشاہدہ کی قوت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور وہ معمولی اور نا قابل توجہ باتون سے حقایق و معارف پیدا کر لیتے ہین۔

سائین بابا کا کریا کرم کتاب سے یہ بہی معلوم ہوگا کہ اپاسنی مہاراج اپنے مرشد سائین بابا کی رحلت کے بعد ہندو مذہب کے بموجب مشہور تیرتہون مین سائین بابا کیلئے وہ رسومات ادا کرنے کے واسطے گئے۔ اور وہ رسومات ادا کین جو ایک ہندو اپنے ہندو بزرگون کے لئے انتہائی محبت سے کیا کرتا ہے۔ اس سے اس محبت کا اندازہ ہوتا ہے جو برہمن مرید کو اپنے مسلمان مرشد سے تہی۔

سادہ اور عام فہم اپاسنی مہاراج کی زندگی بالکل سادہ اور عام فہم ہے۔ اس مین کوئی بات پیچیدہ اور فلسفیانہ نہین پائی جاتی۔ انکی تعلیم دوسرے ہندو

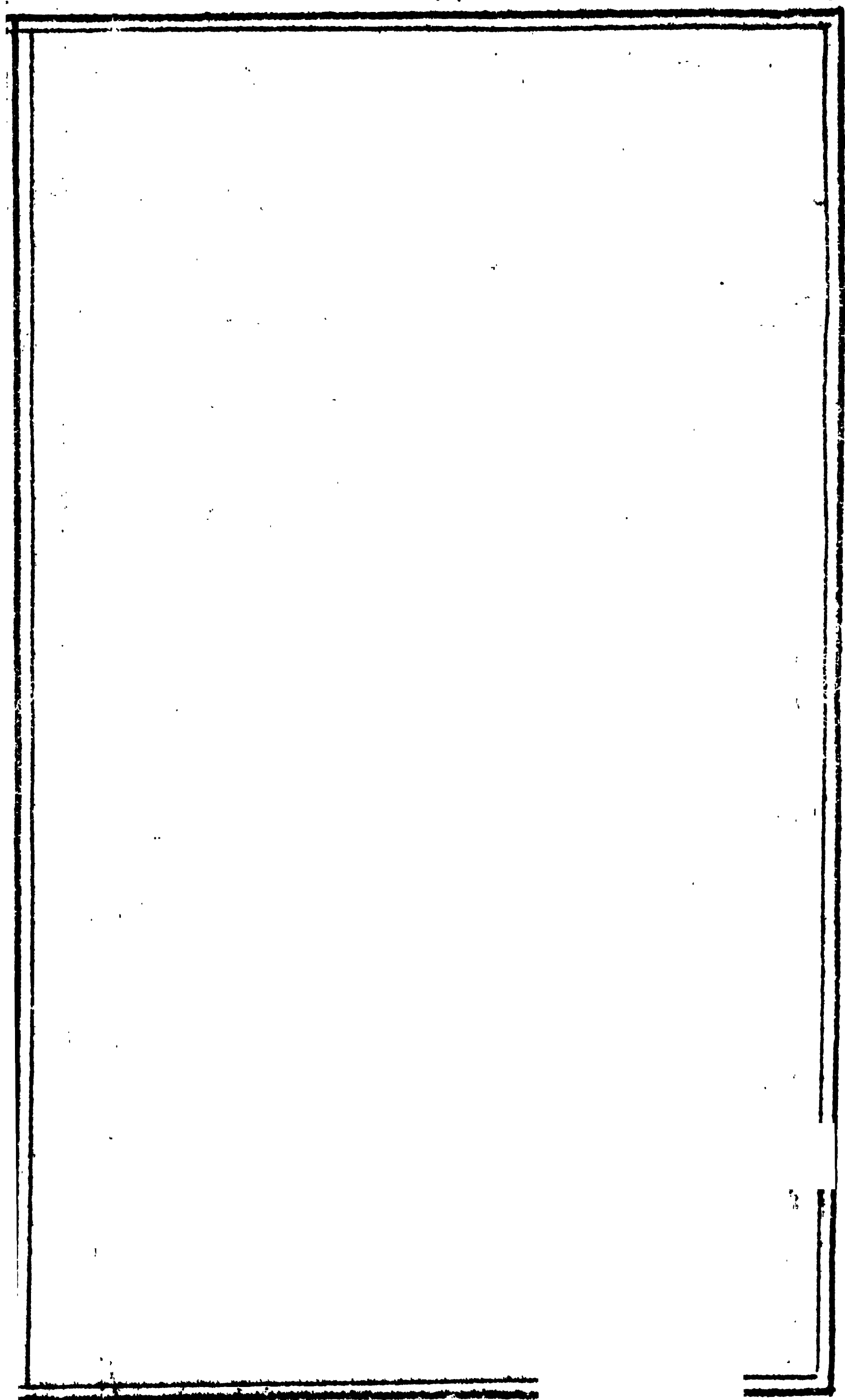
فقرا کی طرح فلسفہ الٰہیات کے باریک اور ناقابل فہم مضمونوں پر نہیں ہوتی۔ وہ اپنے مریدوں اور معتقدوں کو اس طرح تعلیم دیتے ہیں جس طرح باپ اپنے چھوٹے بچے کو گود میں اُٹھاکر زبان باہر نکال کر غیر معین آوازیں بلند کرتا اور آنکھیں مچکا مچکا کر اس کو خوش کرتا ہے۔ اپاسنی مہاراج نے کاشی میں جو تقریر کی تھی اگرچہ وہ بہت پر معنی ہے لیکن اسکے اندر اتنی سادگی ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی عقل اور سمجھہ کی موافق اس سے اثر پذیر ہوسکتا ہے۔

مہاراج کے تیجانے حاصل مقصد یہ ہے کہ اس کتاب میں جہان جہان اپاسنی مہاراج کی بت پرستی اور غیر اللہ کی پوجا پاٹ کا ذکر آیا ہے وہ سب مورکھہ سمجھاؤ ہے۔ ورنہ جس ہستی نے اپنے نفس اور خواہشات کے بت خانوں کو شکست کر دیا وہ ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں کی عبادت کب کر سکتا ہے۔

کتاب ہذا کے ہر صفحہ پر ایسی باتیں درج ہیں جنپر کچھہ نہ کچھہ لکھنے کی ضرورت ہے۔ مگر اندیشہ ہے کہ دیباچہ اصل کتاب سے ہی بڑھ جائیگا۔ اسواسطے جتنا لکھا گیا اوسکو کافی سمجھا جاتا ہے۔

حسن نظامی

دہلی ۶ ستمبر ۱۹۲۳



۷۸۶

حصۂ اول

شری سچیدانند سدگرو اپاسنی مہاراج

کے ابتدائی حالات

مہاراج کے جد بزرگوار یعنی گوپال راؤ عالم باعمل اور خداترس اور خدا شناس بزرگ تھے۔ زبان سنسکرت مین انہین کامل عبور حاصل تھا۔ علاوہ ازین۔ فلسفہ۔ حکمت۔ صرف و نحو۔ رمل اور ویدشاستر وغیرہ مین اپنے ہم عصرون سے ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ ہرایک مذہبی معاملہ انہی کے پیش کیا جاتا اور مشکل مسائل حل کیے جاتے۔ باینہمہ علم و فضل و عزو وقار آپ اسقدر منکسر المزاج تھے کہ ہرایک ادنیٰ و اعلیٰ آپ کا ثنا خوان اور گرویدہ تھا۔ جب آپ کے علم کی شہرت چو طرف پھیلی تو مہاراجہ بڑودہ نے اپنی

ریاست مین بلالیا اور محکمۂ امور مذہبی کا افسر اعلیٰ بنایا۔ چند سال آپ نے بڑودے مین قیام فرمایا۔ اور مہاراجہ بڑودہ کے انتقال کے بعد آپ گھر چلے آئے۔ مہاراجہ بڑودہ کے گرو یعنی رینگ لاجی راجگرو نے جو گوپال راؤ کے علم کی قدر کرتے اور اکثر معاملون مین آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے بہت اصرار کیا کہ آپ بڑودہ نہ چھوڑین اور اسیطرح ریاست نے بھی بہت چاہا کہ آپ رہین لیکن اس قانع بزرگ نے قبول نہ کیا اور استعفا دیدیا۔ روانگی کے وقت ریاست نے گرانبہا نذرانہ پیش کیا یہ بھی آپ نے قبول نہ فرمایا۔ آپ پرانی وضع کا لباس زیب تن فرماتے اور اسی پرانی طرز پر زندگی بسر کرتے آپکی سادگی اور منکسر مزاجی سنت تکارام کے بالکل مشابہ تھی۔ ہر وقت لوگونکی بھیڑ آپ کے پاس لگی رہتی تھی اور آپ سے ہر طرح کا فیض پاتی تھی آپکا زیادہ وقت وعظ و نصیحت مین گذرتا اور عام و خاص اور سرکاری اعلیٰ افسر شریک مجلس رہا کرتے۔ برہمن طلبا دور دور مقامات سے پڑھنے کے لئے آتے۔ چونکہ ان طلبا کی بسر اوقات مقامی برہمنون کے دست کرم پر موقوف تھی اس لئے اکثر اوقات ان طلبا کا بار بھی آپ کو برداشت کرنا پڑتا تھا آپ کے درس مین علم مجلس اور اخلاق خاص خصوصیت رکھتے تھے۔ ان طالبعلمون کے ساتھہ آپ کے اور کنبے کے بچے بھی پڑھا کرتے تھے۔ انہی مین ہمارے مہاراج جو اسوقت بہت ہی کم عمر تھے پڑھا کرتے تھے اور دادا کی تعلیم کا

فیض حاصل کرنے مین کسی سے کم نہ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ گوپال راؤ شاستری کو شادی
مین مدعو کیا گیا۔ آپ کو فرصت نہ ملی تو مہاراج کو انکی والدہ کے ہمراہ
اپنی جگہ بہیج دیا۔ چونکہ گوپال راؤ شہر مین ایک ممتاز درجہ رکہتے تہے ہر ایک
آدمی انکو مجلس مین اعلیٰ جگہ دیا کرتا تہا۔ ان کی بجائے مہاراج کو دیکہکر
لوگون نے داوا کی جگہ بٹہانا چاہا لیکن آپ نے انکار کیا کہ مین اونچی جگہ نہین
بیٹھتا سب کے ساتہہ فرش پر بیٹھونگا اور ایسا ہی کیا۔ اور اپنے داوا
کی تعلیم اخلاق اور آداب مجلس کا کامل پیرو بنکر دکہادیا۔ جس سے عام لوگونکے
دلپر بہت بڑا اثر پڑا اور انکی محبت دلون مین پیدا ہوگئی۔

اسی زمانہ مین ایک نوجوان برہمن صرف ونحو مین گوپال راؤ کا ہم پلہ
تہا اوسکو گوپال راؤ کی یہ عزت وشہرت گوارا نہ تہی اگرچہ وہ پنڈت تہا لیکن
خود پسندی اور کبر ونخوت کی بو دماغ مین ایسی بسی تھی کہ گوپال راؤ کے
کمال علم وحلم کی خوشبو اوسکے لئے داروئے بیہوشی بنی ہوئی تہی۔ اور اسی
لئے وہ ہمیشہ گوپال راؤ کی آبروریزی اور ایذا رسانی مین ساعی رہتا
مگر شریف دل بزرگ گوپال راؤ نے کبہی اوسکی ان ناشایستہ حرکات
پر خیال نہ کیا بلکہ اوسکے بدلے مین اوسکی عزت افزائی اور تعظیم وتکریم
کرتے رہے اور جب کبہی وہ مجلس مین آتا اور گوپال راؤ مسند عزت پر بیٹھے
ہوتے تو اوٹھکر اوسکی تعظیم بجالاتے اور اپنی جگہ اوسکو بٹھاکر خود پہلو مین

مگر یہ پرنخوت اور کمینہ دل پنڈت اسی مسند اور اُسی مجلس مین آپ کے خلاف زباندرازی کرتا اور آوازے کستا۔ مگر یہ گوپال راؤ کا ہی جگر تھا کہ خاموش بیٹھے سنتے اور ہنستے رہتے۔

گوپال راؤ کی اس روش پر ہمکو سنت تکارام کا ایک واقعہ یاد آتا ہے جو ناظرین کی دلچسپی کے لیئے درج کیا جاتا ہے۔" تکارام نہایت نیک دل اور صابر بزرگ تھے کبھی کسیکو تکلیف دینا یا آزردہ کرنا پسند نہ کرتے تھے مگر ان کی بیوی نہایت ہی سخت دل اور بدمزاج تھی اور ہمیشہ آپکو ستایا کرتی۔ یہانتک کہ جھاڑو سے مارا بھی کرتی۔ ہمسایہ اسکی ان نازیبا حرکات پر تکارام کو طعنے تشنے دیا کرتے گویا مرے پہ سو درے لگایا کرتے لیکن تکارام صبر ہی کرتے رہے۔ ایک مرتبہ تکارام باہر گئے اور ذرا دیر سے آئے ابھی آپنے دہلیز پر ہی قدم رکھا تھا کہ بیوی صاحبہ نے صلواتین سنانا شروع کردین اور پھر جھاڑ کر پیچھے پڑگیئن۔ ہمسایہ جنکو یہ باتین دل لگی ہوگئی تھین آواز سنکر ادگرد جمع ہوگئے اور تالیان بجانے لگے۔ تکارام خاموش کھڑے سنتے اور ہنستے رہے۔ یہ دیکھکر بیوی کا غصہ اور بھی بھڑکا اور پانی کا گھڑا بھرا ہوا اُٹھایا اور تکارام کے سر پر دے مارا۔ تکارام کے تمام کپڑے پانی مین شوربور ہوگئے اور سر مین کچھ زخم بھی آیا۔ اسپر لوگونکو تکارام کی حالت پر بہت رحم آیا اور عورت پر بگڑ کر کہا کہ تکارام اب تو تمہارے صبر کی انتہا ہوگئی کب تک

بہ صبر اور تکلیف برداشت کروگے آخر مرد ہو کچھہ انتظام کروؔ" آپ نے ہنسکر جواب دیا کہ بہائی بادل گرج کر برسا ہی کرتے ہین۔ اسیطرح میری بیوی بادل کی طرح پہلے گرجی اور پہر بارش بنکر برسی اس مین نئی بات کیا ہوئی اور میرا نقصان کیا ہوا" ایسا ہی حال گوپال راؤ کا تہا کہ ہر بات سے جو اپنے خلاف کسی سے سنتے تہے بجائے خفا ہونے یا جواب دینے کے سبق حاصل کیا کرتے تہے۔ آپ کے اصول زندگی اسقدر بلند پایہ تہے کہ ان کی قماش کے آدمی فی زمانہ عنقا نظر آتے ہین۔

ایشونت راؤ معاملہ دار جو آخر عمر مین بڑے زبردست بزرگ ہوئے تہے۔ مہاراج کے دادا یعنی گوپال راؤ کے پاس اکثر آیا کرتے اور مذہبی معاملات مین اُن سے رای لیا کرتے تہے فلسفہ اور دینیات کا درس بہی حاصل کیا تہا۔

گوپال راؤ کے دو بیٹے تہے۔ بڑے لڑکے کا نام گووند راؤ شاستری تہا اور چہوٹے کا نام داموودر شاستری تہا۔ گووند راؤ نے علم رمل۔ کرم شاستر اور صرف نحو مین پوری مہارت حاصل کی تہی۔ اور داموودر بہی علوم دینی و دنیوی مین ان سے کم نہ تہے۔ گووند راؤ نہایت ذہین اور روشن طبع واقع ہوئے تہے۔ اور ان کو علم حساب مین نہایت شغف تہا۔ مکتب مین وہ اس مضمون مین سب سے زیادہ نمبر حاصل کرتے اور اول درجہ کا انعام پاتے

اس مضمون مین مہارت ہونیکی وجہ سے انہون نے علم رمل مین بہت جلد ترقی کی اور تہوڑے عرصے مین ایک بے نظیر رمال مشہور ہو گئے۔ دور دور سے لوگ انکے پاس آتے اور انکی رائی سے فائدہ اُٹھاتے۔ ستارونکے حرکات وسکنات کا علم اور ان سے مترتبہ فوائد جاننے کی قابلیت کی وجہ سے ان مین اور ایک منصف اور ایک اورسیر مین گہری دوستی ہوگئی اور اسی منصف کی رائے سے وہ انگریزی زبان سیکہنے کیطرف متوجہ ہوئے جسکے جاننے سے بقول منصف صاحب وہ سرکاری اعلی عہدہ پر متمکن ہو سکتے تہے۔ چند روز تک انہون نے اپنے دوست کے پاس انگریزی پڑہی مگر چرخ کجرفتار نے انکو اس مین ترقی کرنے کا موقع نہ دیا۔ انکے کنبے کی مالی حالت جو دن بدن خراب ہوتی جارہی تھی اب اس نے بہت ہی نازک صورت اختیار کی۔ اور چونکہ گوپال راؤ نہ خود کبہی کسی کے آگے دست سوال بڑہاتے تھے نہ اپنے لڑکون کو ہی اجازت دیتے تھے لہذا گوندراؤ کو اپنے خاندان کو کسی نہ کسی صورت سے دولتمند بنانے کی فکر لاحق ہوئی۔ حکمت مین انہین پوری مہارت تہی۔ اور ایک نسخہ کیمیا بہی انکے ہاتہہ لگ گیا تہا جسکے تمام اجزا سے انہین واقفیت تہی۔ لہذا اب انہون نے کیمیا بنانے کی کوشش شروع کی اور دہن سوار ہوئی کہ اپنے کنبے کو مالامال کر دون۔ ادہر اُدہر سے جڑی بوٹی جمع کین کیمیا کا سامان بازار سے لائے اور

مکان مین ایک علیحدہ کوٹھری مین کیمیا کی بہٹی لگا دی اور ہر وقت دہوکنی دہوکنے لگے۔ دوست احباب سے ملنا بہی ترک کر دیا بہلا کیمیا کسکو آئی ہے جو ان کو آتی ہزارون نسخے کر ڈالے مگر ہر ایک مین ایک آنچ کی کسر رہتی گئی اور اس ناکامی سے ان کا شوق اور انہماک اور زیادہ ہوتا گیا۔ شدہ شدہ ان کے والد گوپال راؤ شاستری کو خبر ہوگئی آپنے بلا کر کہا کہ آؤ ہم تمہین کیمیا بتائین۔ اور کہا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تمہارے جیسا ہوشیار عقلمند اور علم کیمیا اور اسکے اجزا سے واقف آدمی اتنے دن سے خاک اڑا رہا ہے اور کیمیا تو بڑی چیز ہے تانبا پیتل تک نہین بنا سکتا اور پہر اس خیال سے باوجود ناکامی کے باز نہین آتا۔ بیٹا بات دراصل یہ ہے ؎

کیمیا و ریمیا و سیمیا　　این نداند جز بذات اولیا

یہی اجزا ہین اور یہی ترکیب اور اسی ترکیب سے فقیر کیمیا بناتے ہین تم جو نہین بنا سکتے اس کا سبب یہ ہے کہ تم مین خودغرضی اور نفسانی خواہشات ہین اور اسکے تابع ہو کر تم کیمیا بنانا چاہتے ہو اس لئے ایسا ہونا غیر ممکن ہے اگر دنیادار کیمیا بنانے لگے تو انتظامات دنیا مین بہت بڑا خلل واقع ہو جائے اس لئے قدرت نے یہ چیز فقیر اور تارک دنیا کے لئے ہی رکہی ہے اور وہ نہ صرف اس ترکیب سے جس سے تم کیمیا بنا رہے ہو بلکہ ایک اشارے سے کیمیا بنا لیتے ہین اور جس وقت اور جتنی چاہین بنا سکتے ہین اور اپنے

کام مین لا سکتے ہین۔ لیکن وہ کبہی ایسا نہین کرتے نہ ایسا کرنیکی انکو ضرورت
پڑتی ہے کیونکہ وہ دنیا کی تمام خواہشات سے پاک اور لوا حقات دنیا سے
بری ہوتے ہین اور اسوجہ سے اُن کا دل ہر حالت مین مستغنی رہتا ہے اور
تمام کائنات کے مالک رہتے ہین ۔ فقیر اور تارک الدنیا سے وہ لوگ مراد
ہین جنہون نے اپنی تمام خواہشات نفسانی مٹاکر خدا کا وصل اور اس کا قرب
حاصل کر لیا ہے اور یہ بات مین تم مین دیکہتا نہین اس لئے مین چاہتا ہون
کہ اسیوقت سے توبہ کرو اور خدا پر بہروسہ کرکے محنت مزدوری کرو خدا
اس مین برکت دیگا۔ گووند راؤ چونکہ نہایت ہی نیک اور سعادت مند
بیٹا تہا باپ کی شفقت آمیز نصیحت پر عمل کرنے کے لئے کیمیا کا تمام سامان
توڑ پہوڑ ڈالا اور اس خیال کو بالکل چہوڑ دیا۔ اب انہون نے ارادہ کیا
کہ وطن سے نکلکر قسمت آزمائی کیجائے تو مناسب ہوگا لہذا اجازت کیلئے
والد کے پاس آئے۔ چہ ماہ تک تو گوپال راؤ ان کو ٹالتے اور وطن ہی مین
کچھ کام کرنیکی ترغیب دیتے رہے لیکن جب اس عرصے مین باوجود کوشش
کے کوئی صورت معاش پیدا نہ ہوئی تو یہ بہی اجازت دینے پر مجبور ہوگئے
اور یہ دہولیہ گئے جہان ان کے والد کے معتقد سے جو کسی جج کا سرشتہ دار
تہا ملاقات ہوئی۔ گووند راؤ کو دیکہکر یہ بہت خوش ہوا اور اپنے گہر پر
نہایت عزت واحترام کے ساتہہ ٹہیرایا اور وجہ سفر معلوم کرکے جج صاحب سے

سفارش کی اور اپنے ماتحت ایک اسامی پر تقرر کرالیا۔ تہوڑے ہی دن
مین علم رمل کیوجہ سے دہولئے مین انکی کافی شہرت ہوگئی اور چارونطرف
سے لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر
مسٹر سوڈک سے ملاقات ہوگئی اوسکو بہی اس فن مین درک حاصل تہا اور
مزید معلومات کا متمنی۔ اسکے پاس ایک قیمتی دوربین تہی جسکے ذریعے یہ
دونون اجرام فلکی کا معائنہ کرتے اور شاستر سے مطابقت کرتے۔ تہوڑے
دن کے بعد انہون نے اپنے اہل وعیال بہی دہولئے مین بلوالئے
علاوہ سرکاری ملازمت کے ۱۰۰ طلبہ کے قریب سنسکرت اور صرف نحو
ایک گھنٹہ روزانہ آپکے مکان پر پڑہا کرتے۔ آپ ہندو دہرم کے پیرو تہے اور اپنے والد
گوپال راؤ شاستری کو ہی اپنا گرو مانتے تھے اور اہی کے تعلیم کردہ اصول پر ایک
گھنٹہ روزانہ عبادت کیا کرتے۔ اہنی ایام مین گوپال راؤ نے سنیاس اختیار
کرلیا اور سنیاس آشرم مین بقیہ عمر گذار دی۔ اور سب تو سوامی مہاراج کے نام کر
مشہور رہے۔

مہاراج کی ولادت

۱۸۱۵ شاکہ مطابق ۱۷۹۲ مین بیساکہ کی دوسری تاریخ جبکہ چاند اپنا روشن چہرہ
دکہلانے کیلئے افق مغرب سے طلوع ہورہا تہا صبا ایک مژدہ جانفزا عالم مین لائی
یعنی گووند راؤ شاستری کے گہر ایک فرزند ارجمند تولد ہوا۔ جسکے ورود نے جیسا کہ آگے

چلکر معلوم ہوگا اُنکے خاندان کی شہرت مین چار چاند لگا دئے۔ اس آفتاب ہدایت کا نام کاشی ناتھ رکھا گیا۔ مگر دنیا نے انکو مہاراج کے نام سے یاد کیا اور اسی نام سے وہ عالم مین شہرت پذیر ہوئے اور ہم ہی اسی نام سے آیندہ صفحات کو زینت دینگے۔ ایام طفولیت مین مہاراج کے خوبصورت چہرے پر جبکہ وہ کھیل کود مین مشغول ہوتے یک بیک اداسی سی چھا جاتی اور آپ اسوقت متانت اور بالکل خاموشی اختیار کر لیتے۔ اسکے علاوہ اور کوئی قابل تذکرہ بات اول سات سال زندگی مین نہین پائی گئی۔ انکی مونجھ کی رسومات اپنتونت راؤ مہاراج جیسے بزرگ کے زیر سایہ ادا کی گیئن۔ ان مہاتما نے مہاراج کو اپنے پاس بلا کر چھاتی سے لگایا اور سر پر ہاتھ رکھکر دعا دی۔ گویا ان کے مذہب کی بنیاد ایک سد پروش کے ہاتھون رکھی گئی۔

بچپن مین مہاراج پڑہنے لکھنے سے بہت جی چراتے تھے البتہ دیوکی پوجا اسقدر مرغوب تہی کہ بہت سا وقت اس مین صرف کرتے۔ آپ کے دادا گوپال راؤ شاستری اور چچا دامودر شاستری آپ کی تعلیم کے لئے ہر وقت کوشان رہتے اور بعض اوقات آپ کی تعلیم سے بیرخی پر آزردہ ہوتے۔ کمال یہ تہا کہ جب کبہی آپ سے پڑہنے کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا چہرہ اتر جاتا اور فوراً ہی اگر عبادت کے لئے کہا جاتا تو بشاشش ہو جاتا اور ایسا تغیر واقع ہوتا کہ ہر ایک دیکھنے والا محسوس کرتا — کہیل مین دلچسپی۔ پڑہنے سے نفرت اور عبادت مین

ذوق یہ تین کیفیتیں ہمیشہ انکی ظاہری زندگی کا لب لباب رہیں۔

۹ برس کی عمر میں سب سے پہلا خواب جو مہاراج نے دیکھا نہایت ہی عجیب ہے اور اسپر یہ بات بھی کم حیرت انگیز نہیں ہے کہ باوجود کم سنی کے یہ خواب کسی سے بیان بھی نہ کیا۔ اور کیا تو ایک مدت مدید کے بعد۔

مہاراج کا پہلا خواب

مہاراج نے دیکھا کہ ایک عجیب وغریب مکان میں دہکتا ہوا ایک حلقہ آتش ہے اور اسکے بیچ میں وہ کھڑے ہیں۔ اور سامنے ایک وحشی آدمی کھڑا ہے نہایت قوی الجثہ اور خوفناک چہرہ ہے۔ اور تازیانے سے نہایت بیرحمی کیساتھ مہاراج کو مار رہا ہے۔ لیکن مہاراج کو نہ تو آگ کی گرمی محسوس ہوتی ہے اور نہ کوڑونکی مار جسم پر معلوم ہوتی ہے۔ البتہ اس خوفناک منظر سے خوف زدہ ضرور تھے اور رونے لگے مگر نہ مار کم ہوئی نہ آگ کا حلقہ کم ہوا۔ اس خواب کے بعد جب کبھی اس کا خیال مہاراج کو آتا تو ڈر کر زار وقطار رونے لگتے۔ بارہا لوگوں نے رونے کا سبب دریافت کیا مگر آپ نے ایک لفظ بھی اسکے متعلق بیان نہ کیا جس سے ان کے والدین اور خویش واقارب کو نہایت تشویش پیدا ہوئی اور طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے۔ یہ بات تو فطرتی ہے کہ کوئی بچہ کسی ڈراونی

صورت کو دیکھکر یا اوس کا خیال آنے پر ڈر ے اور رونے لگے لیکن یہ بات کہ وہ اس حالت کا ذکر کسی سے نہ کرے خلاف فطرت ہے اور خلاف فطرت بات کا ظہور اس کم سنی مین مہاراج کی دوراندیش طبیعت اور اعلیٰ تخیل پر دلالت کرتا ہے

ایک دن ان کے دادا نے انہین پیار سے پاس بٹھایا اور سر پر دست شفقت پھیر کر محبت بھرے الفاظ مین کہا کہ بیٹا ہر وقت کا رونا اچھا نہین ہوتا۔ ممکن ہے کہ تمہین کسی رنج دینے والی بات کا خیال آتا ہو اور تم رونے لگتے ہو لیکن ایسی بے سر و پا باتین ہوشیار اور عقلمندون کے لئے کوئی وقعت نہین رکھتین۔ اور تم ہوشیار اور عقلمند ہو تم ایسی حرکتین کرو گے تو لوگ تمہین دیوانہ کہینگے۔ تم اگر رونے کا سبب ہمکو بتاؤ گے تو ہم اوس کا علاج کر دینگے" دادا کی اس لطف آمیز گفتگو نے مہاراج کے دلکو تسکین دی اور مہاراج نے خواب کا سارا قصہ بیان کر دیا۔ اور کہا کہ اس خواب نے میرے دلپر اتنا بھاری بوجھ رکھدیا ہے کہ مین اوسکو برداشت نہین کر سکتا گوپال راؤ سنکر ہنسے اور کہا کہ آخر تم بچے ہو بھلا خواب کی بات کا بھی کوئی خیال کرتا ہے۔ خواب دیکھکر ہمیشہ بھول جانا چاہئے۔ اچھا ہم تمہین ایک منتر بتاتے ہین رات کے وقت اسکو پڑھ لیا کرو۔ اس سے نہ ایسے خواب دکھائی دینگے اور نہ کسی قسم کا خوف تمکو معلوم ہوگا۔ چنانچہ مہاراج نے اسپر عمل کیا

اور واقعی نہ اس کے بعد کوئی خواب دکہائی دیا نہ کسی قسم کا خوف ان کے دل مین رہا اور ہر وقت خوش اور بشاش رہنے لگے

تہوڑے دن کے بعد مہاراج نے اپنے لئے ایک کمرہ تجویز کیا اور اکیلے بیٹھکر گھنٹون خدا کی یاد مین مستغرق رہنے لگے اور یہ استغراق یہانتک بڑہا کہ بہوک پیاس ہی مفقود ہوگئی اسوقت مہاراج کی عمر بارہ سال کی تہی اس عمر مین اور یہ حالت دیکہکر والدین اور رشتہ دار دم بخود تھے اسی حالت مین مہاراج کی طبیعت نے پہر پلٹا کہایا اور یہ پہلے کیطرح پہر رونے لگے۔ یہ دیکہکر پہر ایک نئی تشویش سب کو پیدا ہوئی اور سب نے سبب دریافت کرنا شروع کیا اور انہون نے بتانے سے انکار کیا۔ ایک دن انکے چچا نے دریافت کیا تو مہاراج نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ مین اپنے والد کو اسقدر محنت اور تکلیف برداشت کرتے نہین دیکہ سکتا۔ وہ اکیلے محنت کرتے اور ہم سب آرام سے کہاتے ہین یہ انصاف کے خلاف ہے اللہ اللہ تہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ؎ بچپن ہی سے مہاراج کا دل نیکی اور رحم کیطرف راغب تہا اور وہ باپ جیسے مالک کو بہی اپنے لئے تکلیف دینا گوارا نہ رکہتے تھے۔ ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے

جن نیک ہستیون کو خداوند کریم اپنی رحمت کاملہ کا مستحق بنانا چاہتا ہے۔ اُن کے دلون مین ہی شان کرم کوٹ کوٹ کر بہر دیتا ہے۔ اور چونکہ ایسے لوگ کسی دوسری ہستی کو اپنی ہستی سے الگ نہین سمجھتے۔ اس لئے ہر ایک کے درد کو اپنا درد اور ہر ایک کی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتے ہین۔ چنانچہ مہاراج بہی انہی پاک ہستیون مین ایک ہستی تہے۔ جب ان کے چچا دامودر پنتھ شاستری نے انہین سمجہایا کہ وہ اس خیال کو دل سے نکال دین تو ان کے دل کی تشویش مین کمی ہونے کی بجائے اور اضافہ ہوگیا۔ ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی

آخر مجبور ہوکر دامودر پنتھ مہاراج کو اپنے ساتہہ کام پہ لیجانے لگے۔

مہاراج کی پہلی شادی

۱۲ سال کی عمر مین مہاراج کی پہلی شادی ہوئی۔ ایک سال سال تک آپ نے اچہی طرح بسر کی صرف کبہی کبہی رنجیدہ سے معلوم ہوا کرتے۔ ایک سال بعد خیالات نے پہر پلٹا کہایا۔ اور سوچنے لگے کہ مین تو صرف اپنے ہی لئے کماتا ہون۔ کمانا تو اسقدر چاہیے کہ اپنے والدین کو بہی آرام

پہنچا سکون۔ اور انہین کام کرنیکی مطلق ضرورت نہ رہے۔ اس خیال نے انہین اسقدر ستایا کہ گھر چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور خود کو گھر مین مہمان سمجھنے اور اسیطرح ہر بات سے بے تعلق رہنے لگے اور مصمم ارادہ کر لیا کہ باہر جاکر یا تو کافی مقدار مین روپیہ پیدا کرون یا اپنی ناکارہ زندگی کا خاتمہ کر دون۔

مہاراج کا پہلا سفر

آخر ایک شب کو آپ نے اپنے ارادہ پر عمل کرنیکی ٹھان ہی لی اور اپنے والدین کے نام اپنے ارادہ اور سفر کا خط لکھکر کمرہ کی دیوار سے چپکا دیا اور اُسی رات کو اللہ کا نام لیکر دھوئے سی نکلے اور سیدھا ناسک کا رخ کیا صبح کو خط دیکھا گیا اور معلوم ہوا کہ کاشی ناتھ گھر سے چلے گئے والد اور کنبے والونکو سخت صدمہ ہوا۔ ادہر ادہر تلاش کرنے کے بعد مہاراج کے والد ناسک روڈ کیطرف روانہ ہوئے میل دو میل جاکر پتہ نہ ملنے پر واپس چلے آئے والدہ بہی نہایت بیقرار اور بیچین تہین لیکن یہ معلوم کر کے کہ کاشی ناتھ اپنے ساتھ نہ کپڑے لیگیا ہے نہ پیسے کہین قریب ہی ہوگا دو ایک روز مین آجائیگا کسیقدر اطمینان ہوا۔ اور انتظار کی گھڑیان گن گن کر کاٹنے لگے۔ مہاراج گھر سے نکلکر پیادہ پا بہوک پیاس اور راستہ کی صعوبتین برداشت کرتے ہوئے بہزار خرابی ناسک پہنچے۔ یہان ایک شخص سے

جو مہاراج کے دادا گوپال راؤ شاستری سے دلی عقیدت رکھتا تھا ملاقات ہو گئی۔ وہ شخص نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور گھر بجا کر ٹھہرایا اور کہا کہ تم میرے گرو کے پوتے ہو اور مجھے ایسے ہی عزیز ہو جیسے میرے گرو کو لہذا جس چیز کی تمکو ضرورت ہو بلا تکلف مجھسے کہنا اور کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھانا مہاراج نے جواب مین کہا مین آپ کی اس ہمدردی اور مہمان نوازی کا دل سے شکر گذار ہون لیکن مجھے معذور سمجھا جائے مین گھر سے ہی اسی خیال سے نکلا ہون کہ اپنا بار کسی پر نہ ڈالون ایسا ہی کرنا ہوتا تو چٹنی روٹی گھر پر ملتی تھی اب مین جس طرح اپنی زندگی بسر کرون کرنے دیجیئے اور اس سے کسی قسم کا خیال اپنے دل مین نہ آنے دیجیئے۔ یہ سنکر وہ شخص مجبور ہو گیا۔ اور مہاراج نے دو وقتہ بھیک مانگ کر پیٹ بھرنا اور کرشنا ندی کے کنارے پوجا پاٹ کرنا شروع کیا۔ اور ایک خط اپنی والدہ کے نام لکھا کہ مین ناسک مین دادا جان کے ایک معتقد کے مکان پر ٹھیرا ہوا ہون۔ ہر طرح کا یہان مجھے آرام ہے آپ کسی بات کا فکر نہ کرین۔ دو ماہ کے بعد ان کے والد کا خط آیا کہ تمہاری والدہ سخت بیمار ہین خط دیکھتے ہی دھولئے چلے آؤ چنانچہ مہاراج خط پڑھتے ہی بذریعہ ریلوے ٹرین ناسک سے دھولئے روانہ ہو گئے۔ گھر پہنچکر انہون نے دیکھا کہ والدہ اچھی خاصی تندرست ہین اور صرف بھیرے بلانے کیلئے یہ خط لکھا گیا تھا۔

مہاراجکی پہلی بیوی کا انتقال: چند روز وہو ٹہر کر آپ سٹانا تشریف لیگئے۔ یہان آپکی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ تیسرے روز ہندو رسم کیموافق کریا کرم کیلئے چتا کی راکہہ لینے گئے تو دیکہا کہ ناریل۔ چوڑیان۔ اور ساڑہی کی سری بالکل سلامت تہین جس سے اس نیک بی بی کی بزرگی کا اظہار ہوتا ہے

مہاراج کی دوسری شادی

۱۷ برس کی عمر مین مہاراج کی دوسری شادی کیگئی۔ جس سے یہ ہی مقصود تہا کہ انکی پریشانی اور افسردہ دلی دور ہو اور یہ خوش باش زندگی بسر کرین لیکن قدرت کو جس سے اپنا کام لینا منظور تہا وہ دنیوی مشاغل مین کیونکر پہنس سکتا تہا۔ مہاراج کی طبیعت نے دنیا کیطرف لگا کہا یا ہی نہین اور اسی کی یاد جو غیر معلوم طریقے سے انکے دل مین گہر کر رہی تہی انکو بیچین کئے رہتی۔ اور یہ زیادہ وقت پوجا پاٹ مین صرف کرتے تہوڑے دن کے بعد آپنے والدین اور چچا سے باہر جانے کی پہر اجازت چاہی لیکن انکو ڈرا دہمکا کر یا کبہی منت سماجت سے باہر جانے سے باز رکہا گیا جب زیادہ اصرار دیکہا تو یہ اشلوک سنایا۔

نَوَ نُوِے کان تُمیٔ دَم سَشَرِ تیرَیٔ م

جسکے معنی ہین کہ "تم ابہی چہوٹے ہو اور تمہارا بدن کسیقدر نازک اور پیارا ہے اور تمہارا چہرہ کیسا خوبصورت ہے" اس حالت مین ہم تمکو کیسے اپنے سے جدا کر سکتے ہین اور اگر تم نے ایسا کیا تو تم ہم ضعیف اور بڈہے ماں باپ

کی بقیہ زندگی کو جلد ختم ہوتے دیکھو گے۔ مگر یہ سب جادو بیانی مہاراج کے سننے بے سود ثابت ہوئی اور وہ اپنے ارادہ پر بدستور قایم رہے اور روزانہ رخصت طلب کرنی شروع کی۔ کیونکہ انہین یقین تہا کہ اجازت لیکر جانے سے والدین کو مفارقت کا صدمہ کم ہوگا۔ لیکن ایک برس گذر گیا کہ والدین نے جانیکی اجازت نہ دی۔ ان کا جسم دن بدن لاغر ہوتا چلا اور بہوک بہی کم ہوگئی گہر والونکو ان کی اس حالت پر افسوس ہوتا تہا۔ آخر یہ سوچکر کہ اب انکو روکنا فضول ہے۔ ایک دن ان کے دادا نے دریافت کیا کہ آخر تم جانا کہان چاہتے ہو؟۔ مہاراج نے جواب دیا کہ یہ تو مجہے بہی معلوم نہین کہ مین کہان جانا چاہتا ہون۔ اتنا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طاقت مجہے دور دراز مقام سے کہینچ رہی ہے۔ جہان خوشی اور راحت میرا انتظار کر رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ گہر مین مجہے وحشت معلوم ہوتی ہے اور ایک لمحے کے لئے بہی میرے دلکو آرام اور سکون میسر نہین ہے۔ اس حالت مین اگر آپ مجہے اجازت دے دین تو بڑی عنایت ہوگی۔ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد واپس آجاؤنگا اب بہ نسبت پہلے کے ہوشیار بہی ہوگیا ہون اپنی حفاظت بہی حتی المقدور کرسکونگا گوپال راؤ نے یہ سنکر کچہہ تامل کیا اور پہر کہا کہ اچہا اگر تم بہ نسبت یہان کے باہر اپنے لئے آرام و راحت دیکہتے ہو تو بسم اللہ تمہارا زبردستی رہنا اور ہمارا روکنا لاحاصل ہے۔ اگرچہ تمہاری مفارقت ہمین ستاتی رہیگی تاہم یہ خیال کہ

تم خوش وخرم ہو ایک حد تک تمہارے بہی خواہون کو تسکین دیتا رہیگا۔ ہماری طرف سے اب تمہین پوری اجازت ہے۔ خدا تمکو اپنے حفظ وامان مین رکہے اور بامراد گھر لوٹائے۔ ہ

بسفر رفتنت مبارک باد

بسلامت روی وباز آئی

اجازت سفر پر آپ نے تیاری کرلی۔ داوا نے ایک چھوٹی سی رقم بطور زادراہ عنایت کی۔ آپ شام ہی کو ناسک سے بذریعہ ٹرین روانہ ہو گئے۔ دوسرے دن پونہ پہنچے۔ اس شہر مین پہلی ہی مرتبہ آئے تہے اور کسی مسافرخانہ یادہرمسالہ سے واقف نہ تہے پوچھتے پوچھتے ندی تک پہنچے انکرشیور مندر جو کنارے ہی پر ہے اور اسکے اردگرد ایک بڑا احاطہ ہے جسمین ایک چھوٹا سا دہرم سالہ بہی ہے آپ کی نظر پڑا آپ نے پسند کیا اور دہرمسالہ کے ایک کونے مین جا بیٹھے اور سوچنے لگے کہ آخر مجھے جانا کہان چاہیے اور کیا کرنا چاہیے؟ یہ خیال ایک ایسا زبردست اور لاینحل سوال نکلا کہ دہاراج اوسکے حل کرنے مین دو دن تک بہوکے پیاسے اُسی ایک کونے مین بیٹھے رہے اور کسی نتیجے پر نہ پہنچے۔ لوگ جو مندر مین پوجا کو آتے انکو ایک ہی حالت مین بیٹھے دیکھکر متعجب ہوتے۔ بعض لوگون نے دریافت بہی کیا لیکن آپ نے اپنا پتہ نشان کچھہ نہ دیا اور نہ کسی سے کچھہ سوال کیا۔ آخر پانچوین روز

ایک بڈھا برہمن آپکے پاس آیا اور حال دریافت کیا تو اسکو بھی آپنے کچھہ نہ بتایا۔ پھر اوسنے پوچھا کہ تم نے کھانا کھایا؟ آپنے کہا نہین کھانا تو نہین کھایا۔ برہمن کو دیا آئی اور اپنے ساتھہ گھر لیگیا۔ خوب پیٹ بھر کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد مہاراج نے جس جگہ کھانا کھایا تھا اوس جگہ کو قاعدے کے موافق لیپا اور کھانے کے برتن مانجھہ کر ٹھکانے سے رکھدئے۔ ان کی اس خوش اسلوبی نے برہمن کے دلپر بڑا اثر کیا اور مہاراج سے کہا کہ تم نہایت ہی نیک اطوار اور خوش سلیقہ معلوم ہوتے ہو۔

کامل ایک سال کا روزہ

کھانا کھا کے مہاراج واپس آئے اور قریب ہی کے ایک مندر مین جا ٹھیرے اور وقت کا زیادہ حصہ پوجا پاٹ اور یاد خدا مین گذارنے لگے۔ دو دو تین تین دن صرف پانی ہی پر بسر کرتے بھوک کے زیادہ غلبے پر برہمن بستی سے کھانا مانگ لاتے اور پیٹ بھر لیتے۔ یہان سے والدین کو اپنی خیریت کی اطلاع دیتے رہتے تھے۔ غرضکہ اسی انداز پر ڈیڑہ سال گذر گیا اور آپ اپنے مستقبل کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرسکے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انکی زندگی کا کوئی مقصد نہین ہے اور یہ اپنی زندگی کے مقررہ دن مجبوراً گذار رہے ہین۔ اس عرصے مین جو خط آپ نے لکھے کسی مین اپنا مفصل پتہ نہ لکھا۔

درحقیقت قدرت نے مہاراج کو تمام لوازمات زندگی پر لات مار کر ایسی ذلیل اور ناگفتہ بہ حالت کے اختیار کرنے پر مجبور کر رکھا تھا ورنہ نفسانی خواہشات رکھنے والے انسان سے بغیر کسی مقصد کو مدنظر رکھے ہوئے ایسی روح فرسا تکلیفین اور اذیتین اٹھنا نہایت دشوار معلوم ہوتی ہین خصوصاً ایسے شخص کا اپنی زندگی کو اپنے ہاتھون آفت مین ڈالنے اور مصیبتون مین پھنسا لینے کو جسکے لئے اسباب راحت وآرام ہر طرح اور ہر وقت مہیا رکھنے کے لئے ہر فرد آمادہ ہو سوائے مرضی خداوندی اور خواہش ایزدی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ اب تک جو واقعات ہم نے لکھے ہین اور آیندہ جو لکھے جائینگے ان کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کوئی نہایت ہی زبردست اور خفیہ طاقت تہی جو مہاراج کی قوت بشری سے کئی حصے زاید کام لے رہی تہی اور جس مین خود اس کا ہاتہہ کام کر رہا تہا۔

غرضکہ ڈیڑہ برس کی اس جانکاہ ریاضت کے بعد مہاراج نے ایک دن اپنی حالت پر غور کیا تو ترقی کے اسی نقطے پر پایا جسپر گہر سے نکلے تہے اور اپنے والدین کی امداد واعانت کا وہ خیال جو وطن چہوڑنے کا محرک ہوا تھا پورا ہوتا نہ دیکہا تو تمام امیدین خاک مین مل گیئن اور بدل بناشکستہ کیطرح بیٹھ گیا۔ سوچا کہ اگر اس حالت مین وطن واپس جاتا ہون تو سوائے خفت وپشیمانی کے اور کچہہ نہ ہوگا اور اگر اسیطرح بیکار دن گذارتا

رہا تو والدین انتظار کے صدمے اُٹھاتے رہینگے اور میری ترقی اور کامیابی کا گمان ان کے لئے جھوٹی خوشی کا باعث ہوگا۔ جو آخر کار میرے لئے باعث شرم ہوگا۔ اس سے بہتر ہے کہ مجھہ جیسا ناکارہ اور دنیا کے لئے بیکار آدمی اس دنیا مین نہ رہے۔ اس خیال کے آتے ہی آپنے اس تلخ زندگی سے آزادی حاصل کرنیکا ارادہ مصمم کرلیا۔ مگر خودکشی کا گناہ عظیم اس خیال کے پورا ہونے مین سدراہ رہا اور آپ کو ایک مزید تشویش کا سامنا ہوگیا لیکن جان کھونے کا ارادہ بالکل راسخ ہوچکا تہا لہذا وہ اب اس طریقے سے مرنے کی تدبیر سوچنے لگے کہ انپر خودکشی کا الزام عائد نہ ہوسکے اور ان کے دامن پر گناہ کا دھبہ نہ لگے۔ اس مایوسانہ حالت مین مہاراج کی زندگی بڑی ابتر حالت مین گذرنے لگی۔ اسی حالت مین وہ ایک روز صبح کو گنگا اشنان کو گئے اور اپنے مذہب کے مطابق سندھیا کی رسم ادا کی جسکو وہ اپنی ۸ سالہ عمر سے ادا کرتے چلے آرہے تھے۔ معمولی پوجا پاٹ سے فارغ ہوکر شہر مین آئے اور ادہر ادہر بطور سیر پہرنے لگے۔ تہک گئے اور بہوک نے ستایا تو ایک برہمن کے مکان مین گئے اور کہانا مانگا۔ اندر سے ایک بڑھیا نکلی اور کہا بیٹا مین نے آج اپاس کیا ہے کہانا تو نہین ہے ٹہیرو میوہ لاتی ہون۔ مہاراج تازہ میوہ لے کر چلنے لگے تو بڑھیا نے کہا بیٹا کل ہی آنا مین تمکو اچھا اچھا کہانا کہلاؤنگی۔ دوسرے دن مہاراج حسب وعدہ پہنچے۔ بڑھیا نے نہایت ہی شفقت و محبت سے بٹھایا اور

کہانا سامنے لائی - مہاراج تین دن کے بہوکے تھے سارا کہانا کہا گئے اور پہر
بہی معلوم ہوتا تہا کہ بہوک باقی ہے بڑہیا کو یہ دیکہکر سخت تعجب ہوا - اور کہا کل
ہی آنا تمکو پیٹ بہر کر کہانا کہلاؤنگی - مہاراج نے کہا مائی تو اسقدر کہانا روز
کہلانے کی طاقت رکہتی ہے ؟ بڑہیا نے کہا مین بیوہ ہون اور تنہا ہون
میرے خاوند نے بہت جائداد چہوڑی ہے اسلیئے مین تمام عمر تجہے کہانا کہلا
سکتی ہون - اور تجہے ہر طرح آرام سے رکہونگی - مجہے ثواب ہوگا تجہے آرام
ملیگا اسلیئے اگر تو منظور کرے تو مجہے بڑی خوشی ہوگی - مہاراج نے کہا مائی
مجہے آنے مین تو عذر نہین لیکن خدا جانے میری خوراک کیون اسقدر زیادہ
ہوگئی ہے جس سے مجہے شرم آتی ہے بڑہیا نے کہا بیٹا کیا مضایقہ ہے تو جسقدر
ہی کہا سکیگا روزانہ اسیقدر کہلاؤنگی - اس سے یہ نہ سمجہنا کہ مین کچہہ احسان
کرونگی بلکہ مین اپنے ثواب کیلئے کرونگی - مہاراج نے منظور کرلیا - دوسرے دن
وقت مقررہ پر مہاراج آئے بڑہیا نے کہانا سامنے چن دیا - کہانا ہوچکا تو
بڑہیا نے کہا بیٹا پیٹ بہرا مہاراج نے کہا اگر ہو تو تہوڑا سا اور دیجے بڑہیا
نے فوراً توا چڑہا دیا اور گرم گرم روٹیان لانی شروع کین - مہاراج کا پیٹ تو
دراصل پہلے ہی بہر چکا تہا اب جو روٹیان آنی شروع ہوئین تو مہاراج نے انکو
دہوتی مین چھپانا شروع کیا یہ سامنے کے کمرے مین باورچیخانہ پیچہے کے
رخ بڑہیا بیچاری اس چال سے مطلق آگاہ نہ ہوئی جب آٹا ختم ہوگیا تو پہر

پوچھا کہ اور ضرورت ہو تو آٹا اور گوندہ دون؛ مہاراج نے کہا بس اب زیادہ تکلیف نہ اُٹھائین۔ مگر کہا اس انداز سے جس سے اشتہا باقی معلوم ہوتی تھی یہ سنکر بڑھیا نے کہا اچھا کل مین اس سے زیادہ کہانا پکاؤنگی۔ مہاراج نے کہا اچھا مگر دال چاول اور بھاجی زیادہ نہ پکانا مجھے روٹی ہی زیادہ پسند ہے۔ یہ کہکر رخصت ہوئے اور تمام روٹیان انکریشور مندر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے لنگڑے لولے اور محتاجون مین تقسیم کر دین۔ اگرچہ مہاراج اس بڑھیا سے کہا کرتے کہ بڑی بی آپ میرے لئے اسقدر تکلیف گوارا نہ کرین مگر وہ خوش اعتقاد عورت ہر روز زیادہ مقدار مین روٹیان پکاتی اور مہاراج بہی اسکی نظر بچا کر حسب معمول روٹیان دھوتی مین چھپا لاتے۔ رفتہ رفتہ بھکاریون نے ایک دوسرے کو خبر کر دی اور ان کی تعداد مین بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔ مہاراج فقیرون سے کہا کرتے کہ میری ماں ہر روز کہانا یہان تقسیم کرواتی ہے تم لوگ میرے پیچھے کبھی گھر نہ آنا ورنہ میری ماں غصہ والی ہے کہانا بند کر دیگی۔ کئی دن تک یہی معمول رہا۔ بڑھیا حقیقتاً یہ سمجھتی تھی کہ یہ تمام کہانا مہاراج ہی کہاتے ہین اسلئے ایک دن مہاراج سے کہا کہ میرا خاوند بڑا پرہیزگار خدا پرست اور سخی تھا۔ برہمنون کو ہمیشہ بھوجن دیا کرتا تھا لیکن برہمنون مین یہ عادت نہایت ہی بُری ہے کہ وہ وقت مقررہ پر کبھی نہین آتے اور ہمیشہ دوسری مرتبہ بلانے کے منتظر رہا کرتے ہین۔ اس پر نخوت روش سے اکتا کر میرا خاوند اکثر کہا کرتا تہا کہ اگر مجھے کوئی ایسا برہمن ملجائے جو ایک سو برہمنونکی

خوراک اکیلا کہا سکے تو مین اوسکو ہر روز پیٹ بہر کر کہلایا کرون۔ مگر مین اس غیر ممکن خیال پر ہنسا کرتی اور وہ کہا کرتے کہ خدا نے چاہا تو ضرور ایسا کوئی برہمن ملیگا۔ اب مین دیکہتی ہون کہ میرا خاوند جس شخص کی تلاش مین تہا تو ایک حد تک اوس سے مطابقت رکہتا ہے۔ مہاراج نے کہا واقعی مین سَو برہمنون کی خوراک اکیلا کہا سکتا ہون۔ خدا جانے اگہوری ہون یا کرشمۂ قدرت ہے۔ میرے ماں باپ غریب ہین اور میری خوراک مجہے نہین دیسکتے اسلیئے مین گہر سے نکل آیا اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو مین آپ کے شوہر کی خواہش پوری کرسکتا ہون بڑہیا نے کہا تکلیف کیسی یہ تو راحت کا مقام ہے کہ مین اپنے شوہر کی مراد پوری کرون اور مجہے یقین ہے کہ اوسکی روح کو اس سے شانتی ہوگی۔ یہ دولت اور گہر بار سب اسیکی ملکیت ہین مین تو صرف محافظ ہون اگر اسکی مکتی اور نجات کے لیئے یہ سب قربان کرنے پڑین تو مین کبہی عذر نہ کرونگی۔ اچہا کل سے مین سَو آدمیونکا کہانا پکایا کرونگی۔ مہاراج نے سوچا کہ اب تو روٹیون کا دہوتی مین لانا دشوار ہوگا۔ چنانچہ ایک سادہو کو سکہا پڑہا کے دوسرے دن ساتہہ لیا اور کہانے گئے۔ بڑہیا نے بہی کہانا تیار کیا اور حسب دستور گرم روٹیاں شروع ہوئین اور مہاراج نے آنکہہ بچا بچا کر سادہو کو جو مکان سے ذرا دور بیٹہا تہا روٹیان دینی شروع کین۔ جب روٹیون کی مقدار کافی ہوگئی تو مہاراج نے خود ہی بس کر دیا اسپر بڑہیا بہت خوش ہوئی کہ برہمن نے آج پیٹ بہر

کہانا کہایا۔ مہاراج اُٹھے اور مندر مین پہنچکر روٹیان تقسیم کردین۔

غرض ۲۰ روز تک مہاراج نے اسطرح روٹیان تقسیم کین جس مین غربا کی تعداد ایکہزار تک بڑہ گئی۔ اور مہاراج کو خیال ہوا کہ مبادا راز فاش ہو جائے فقیرون سے کہدیا کہ میری مان کی منت پوری ہو گئی کل سے کہانا بند کر دیا گیا ہے خبردار کوئی فقیر میرے گہر پر نہ آئے مان صاحب کا غصہ بہت خراب ہے۔ دوسرے دن مہاراج بڑہیا کے پاس گئے اور کہا مجہے ضروری کام ہے اور مین اب آپ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتا ہون۔ بڑہیا نے ہرچند چاہا کہ یہ نہ جائین لیکن بہلا مہاراج کب رکنے والے تہے کہہ سنکر رخصت ہو گئے۔

مہاراج کا اس بوڑہیا کی خیرات سے غریبون اور محتاجون کے لئے غذا مہیا کرنا صاف بتاتا ہے کہ ان کے دل مین مسکینون اور بیکسون کی ہمدردی کا خیال بچپن ہی سے تہا۔ اس ترکیب سے ایک تو یہ فائدہ تہا کہ فقیرون کو بلا محنت اور در در پہرے روٹی ملجاتی تہی دوسرے بڑہیا گہر بیٹہے اتنے آدمی کہلا کر ثواب لیتی رہتی۔

بڑھیا سے رخصت ہو کر مہاراج نے مندر کو بہی خیرباد کہا اور دوسرے ایک چہوٹے اور بالکل ویران مندر مین جا ٹہیرے۔ یہ بہی ندی کے کنارے اور اس مندر سے بہت دور واقع تہا۔ یہان آکر پہر مرنے کا خیال مہاراج کو آیا اور سوچتے سوچتے یہ سوچا کہ کہانا پینا بالکل ترک کر دیا جائے تو ضرور

موت آجائیگی اور خودکشی بھی نہ ہوگی۔ یہ خیال کرکے مہاراج اس چھوٹے سے مندر مین داخل ہوئے اور ٹوٹا ہوا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اور شنکر کے تصور مین اکیس روز کا چلہ باندھا اور ایک کونے مین آسن مار کر بیٹھ گئے۔ اور پورا ارادہ کر لیا کہ ۲۱ دن تک نہ کھاؤنگا نہ پیونگا۔ موت کے خیال کے ساتھ ایک خیال یہ بھی تھا کہ اگر موت آگئی تب تو مراد پائی۔ ورنہ شنکر کی روحانی طاقت ضرور تسکین قلب عطا کریگی۔ ۲۱ روز بعد جب چلہ ختم ہوا تو مہاراج نے اپنے آپ کو زندہ پاکر تعجب کیا۔ حالت پر غور کیا تو بدستور تھی۔ ان دنون مین نہ کبھی غشی طاری ہوئی۔ نہ ہوش و حواس بگڑے نہ اتنی نقاہت معلوم ہوئی۔ خشکی کیوجہ سے نیند البتہ نہین تھی اور اسی کے ذریعے وہ ورات مین تمیز رکھہ سکے اور ۲۱ دن شمار کر سکے۔ سخت مایوس ہوئے

موت مانگون تو رہے آرزوئے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

اب کیا کیا جائے کس طرح اس دنیائے دون کے پھندے سے نکلا جائے آخر اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر اُٹھ نہ سکے کیونکہ اتنے دن بے حس و حرکت ایک ہی جگہ بیٹھے رہنے کیوجہ سے ہاتھہ پیر شل ہو گئے تھے اور اُٹھنے کی طاقت نہین تھی۔ بڑی مشکل سے دیوار کا سہارا لیکر اُٹھے اور دلکو مضبوط کر کے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوئے بہزار مصیبت ندی کے کنارے پہنچے اور پانی

سے اپنا حلق تر کیا۔ اور پہر سندر مین واپس آکر زمین پر لیٹ گئے۔ چار دن تک یہی معمول رہا۔ یہ انکے مکمل اپاس کا گویا آغاز تہا۔ زندگی سے بیزار ہونیکی وجہ سے انہون نے کہانا پینا ترک کیا تہا۔ اسطرح بلاحس وحرکت ایک ہی آسن پر عرصہ دراز تک بیٹھے ہوئے موت کا انتظار کرنا مہاراج ہی کا کام تہا والدین۔ بیوی۔ عزیز واقارب اور دوست احباب سے گداگری۔ فاقہ کشی تجرد۔ جفاکشی اور موت آپکو زیادہ عزیز ہتی۔ غرض چار دن مین ضعف کچہہ کم ہوا۔ شہر مین آکر بہکشا مانگنی شروع کی برہمنون نے آپکی حالت پر رحم کہاکر تازہ اور عمدہ عمدہ کہانا دیا۔ پندرہ روز مین آپ کی اصلی طاقت عود کرآئی اب آپ نے پونہ چہوڑنے کا ارادہ کیا۔ نہ پاس ایک پائی نہ تن پر کپڑا۔ آخر اُسی پہٹی پرانی دہوتی سے نیم برہنہ حالت مین بمبئی کیطرف ریل کی پٹری پٹری چلنا شروع کیا۔ اور پہاڑون جنگلون اور گہاٹیون مین بہوکے پیاسے نہایت ہی دلیرانہ طور پر چلتے رہے۔ اور کبہی اس دشوار گذار منزل مین اپنے پائے استقلال کو لغزش نہ آنے دی۔ انہون نے اب پیادہ پا سفر کرکے گھر پہنچنے کا ارادہ کیا۔ لہذا کلیان پہنچکر وہ پیدل ناسک کی سمت روانہ ہوئے۔ پونہ سے ناسک تک جو جو واقعات پیش آئے نہایت ہی حیرت انگیز اور قابل تذکرہ ہین۔

اس تکلیف دہ سفر نمونۂ سقر مین مہاراج کو عموماً بہوک کے صدمے

بہت اُٹھانے پڑے اگرچہ آپنے کہین کہین مانگ کر پیٹ بہرا ہی۔ مگر بہت کم ایسے موقعے ملے۔ اکثر آپ نے مٹھی بہر چنون پر گذر کیا۔ ایک دن آپنے ایک گاؤن سے کوچ کیا تو دو دن تک کوئی بستی نظر نہ آئی اور آپنے جنگل مین درختون کے سایہ تلے رات کاٹی۔ دن کو چار بجے بارش شروع ہوئی اور رات کے گیارہ بجے بند ہوئی۔ بارش اس زور کی ہتی کہ سڑک پر پانی ہی پانی تہا اور ان کے برہنہ جسم پر موسلا دہار بارش گولیون اور تیرون کا کام کر رہی ہتی۔ کوئی جگہ ایسی نہ ملی کہ آپ اس بلا سے بچتے اسپر طرہ چارونطرف تاریکی کہ اجنبی مسافر کو راہ راست پر چلنا دشوار مگر آپنے اسکی مطلق پرواہ نہ کی اور برابر قدم بڑہائے چلے گئے۔ گیارہ بجے کے بعد دور سے روشنی دکہائی اور آپ اسطرف چلے یہ ایک چہوٹا سا گاؤن تہا۔ اتفاق سے ایک ٹوٹا پہوٹا مندر راہ مین ملا آپ اسی مین داخل ہوے۔ یہ بہی پانی اور کیچڑ سے بہرا ہوا تہا۔ ہاتہ سے ٹٹول کر کچہہ سوکہی جگہ ڈہونڈی اور تکان کی وجہ سے یہین پڑ کر سو گئے صبح اُٹھے تو ایک گاؤن والے نے آپکو اس کس مپرسی کیحالت مین دیکہا پاس آیا حال دریافت کیا آپنے کہا مین زیارت کے لئے ناسک جا رہا ہون اور بہی چند لوگ آگئے آپ کو کہانے کا سامان لا کر دیا۔ آپ نے اپنے ہاتہ سے پکا کر کہایا دو روز یہان ٹہر کر آگے بڑہے۔ ایک دن دوپہر کو ایک قصبے مین پہنچے

بہو کے تھے ایک دولت مند کے گھر پر سوال کیا[۱] وہان سے جواب ملا آگے جاؤ۔ دوسرے در پر آواز دی یہان ایک برہمن آرام کرسی پر اخبار پڑہ رہا تہا۔ اسنے کہا۔ کہانا ختم ہوگیا۔ تیسرے گھر پر جاکر سوال کیا یہان ایک لڑکے نے کہا میری مان باہر گئی ہے معاف کرو۔ ایک طرف تو مہاراج کو بہوک ستا رہی تہی دوسری طرف ہر گہر سے خالی پہرے سخت صدمہ ہوا اور اپنی اس حالت پر رونا آگیا۔ مجبوراً دو چار گہر اور مانگا مگر سب جگہ سے ایک ٹکڑا روٹی بہی نہ ملی۔ آخر شکستہ دل ہوکر بستی سے باہر چلے گئے اور ندی کے کنارے جا بیٹھے اور اپنی اس ذلت وخواری پر افسوس کرتے ہوئے زار زار رونے لگے۔ یہان ایک مرہٹہ بڑھیا آئی اور آپکو تسلی دینے لگی اور پوچھا کہ کیون رو رہے ہو؟ آپنے کہا مین تین دن سے بہوکا ہون کئی برہمنون کے گہر جاکر بہیک مانگی مگر کسی نے کچھہ نہ دیا تہک کر یہان آبیٹھا۔ رونا آیا رونے لگا بڑہیا نے کہا بیٹا صبر کرو اور اپنی خوش قسمتی کا شکریہ ادا کرو کہ تمہین اتنی تکلیفین اُٹہانے کا موقعہ ملا۔ تکلیف کے بعد راحت ہی ملیگی۔ جنکو خدا زیادہ عزیز رکہتا ہے انہی کو مصیبتین اور تکلیفین ملتی ہین ہر ایک کا یہ حصہ نہین ہین۔ دنیا مین جتنے پیغمبر اوتار اور رشی ہو گذرے ہین انکی زندگی کا مطالعہ کرو تو ابتدا سے انتہا تک تکلیفون اور آفتون سے بہرا پاؤ گے۔ جو اس دنیائی ناپائدار مین تکلیف اُٹھاتا ہے وہ ہی ابدی خوشی کا مستحق ہوتا ہے

[۱] آپ کی فقیرانہ صدا ہمیشہ ایک ہی رہی یعنی "رشیلی یا کی اُرلی سرلی بہاکر اُسلی ترگہالا ہو" یعنی باسی کوئی [illegible]

اس تقریر کے بعد بڑہیا نے سنسکرت کا ایک شعر پڑہا جس کا مطلب ہے کہ
" انسان کو چاہیئے کہ جس طرح بن پڑے اپنا گذر کرے کہانا نہ ملے تو پانی پی کر
صبر کرے مگر خدا کی عبادت سے غافل نہ ہو اور اپنے اعمال کا ثمرہ آپ حاصل
کرے مصیبت کی زندگی کو بخوشی اختیار کرے اور خود دنیائے فانی کی
خوشیونکو ترک کردے۔ خواہشات نفسانی کو مارے اور اولیاؤن کی
صحبت مین بیٹھے۔ اور اپنی جبین نیاز کو ان کے آگے جہکائے رکہے" ؎

یک نفس بودن بہ پیش اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس مختصر نصیحت کے بعد بڑہیا نے کہا مین مرہٹن ہون اور تم میرے ہاتہ
کا کہانا کہاؤ گے نہین چلو مین کچا سامان دیتی ہون پکا کر کہا لو۔ مہاراج نے
کہا بہوک کے مارے مجہے پکانیکی تاب نہین ہے۔ بڑہیا نے کہا اچہا شام
کو اپنی گہر پر پہر جاؤ مگر پچہلے دروازے پر جاکر سوال کرنا اکثر عورتین اسوقت
خیرات کرتی ہین۔ رات کو میرے گہر چلے آنا مین تمہین آرام سے سلاؤن گی
چنانچہ شام کو مہاراج بہیک مانگنے نکلے اور ہر پچہلے دروازے پر سوال کیا
تو واقعی ہر گہر سے کچہہ نہ کچہہ ملا۔ کہانا لیکر ندی پر آئے اور پیٹ بہر کر کہانا
کہایا۔ غرض کو حسب وعدہ بڑہیا کے مکان پر گئے اوسنے بستر بچہا دیا اور
مہاراج آرام سے سوگئے۔ دوسرے دن صبح تازہ دم ہو کر ناسک کی سمت

روانہ ہوئے۔ تہوڑی دیر مین وہ ناسک روڈ پر جا پہونچے۔ اور اپنے وطن شانانا
کیطرف جو ناسک سے آگے اسی سمت پر واقع ہے قدم بڑہانے لگے۔ دوپہر
کے قریب آپ کا گذر ایک عجیب جگہ سے ہوا۔ اسکے وائین ہاتہہ پر ندی اور
بائین ہاتہہ پر پرانی وضع کے مہادیو کے دو مندر تہے۔ اور وسیع جنگل اور
پہاڑون کا حلقہ نہایت ہی دلکش او نظر فریب تہا۔ مہاراج کو یہ جگہ بہت ہی
پسند آئی اور جی چاہا کہ یہان کچہہ دن قیام کیا جائے۔ چنانچہ ندی مین اشنان
کیا اور مندر مین آکر حسب دستور زمین پر پانی چہڑکا اور دہوتی مین بندہے
ہوئے چنے نکالے اور کہاکر پانی پیا اور مندر کے دالان مین آرام سے جابیٹھے
داہنے ہاتہہ پر پہاڑ تہا اوسکی بلندی اور دلکش فضا دیکہکر جی چاہنے لگا کہ بس
اس پہاڑ پر چل بیٹہو اور اسی پر اپنی زندگی کا آخری سانس ختم کرو۔ اور
سوچنے لگے کہ گہر چلکر سب سے مل آئین اور یہان آکر بیٹھ جائین۔ لیکن اس
پہاڑ کی مقناطیسی کشش نے مہاراج کو اپنی طرف ایسا کہینچا کہ وہ گہر جانے
سے پیشتر ہی پہاڑ کیطرف روانہ ہو گئے۔ اور پانچ بجتے بجتے آپ پہاڑ کی
چوٹی پر جا پہنچے جو مندر سے چار میل تہا۔ یہان آپکو ایک طاق سا دکہائی دیا جو اسقدر چہوٹا تہا
کہ ایک آدمی بغیر حس وحرکت اس مین بیٹھ سکے۔ اسکو دیکہکر معاً آپ کے
دل مین اپنا خاتمہ کرنیکا خیال عود کر آیا اور سوچا کہ اس جگہہ سے بہتر
کوئی جگہ اس کام کیلئے موزون نہ ہو گی۔ چنانچہ طاق مین جانا چاہا مگر یہ طاق

ایسی بیڈھب وضع اور مقام پر واقع تھا کہ پہنچنا مشکل تھا۔ آخر آپ نے قریب کے درخت
کی ایک شاخ پکڑی اور اس سے لٹک کر طاق میں جا بیٹھے۔ بہت خوش ہوئے
کہ بغیر خودکشی جان دینے کے لئے اچھی جگہ مل گئی۔ دہوتی کہولی اور ایک ٹکڑا
پہاڑ کر کمر سے باندھا اور آسن جماکر بیٹھ گئے۔ ایک تو پہاڑ۔ دوسرے
طاق تیسرے ایسی جگہ جہان انسان کا گذر دشوار۔ بارہ ماہ کامل بغیر دانا پانی
آپ نے گذارے۔ اس میعاد مین آپ کے دل کی حالت معمولی طور پر
اس طرح بیان کی جاسکتی ہے:۔ مین مرنا چاہتا ہون۔ مین زندگی کی مطلق
پرواہ نہین کرتا۔ یہ جسم۔ دنیا اور اسکی اندرونی تمام چیزین بے ثبات اور
ناپائدار ہین۔ مین اس فانی راستے سے آزاد ہونا چاہتا ہون" ناظرین
ایک لمحہ کیلئے گوتم بدھ کی تصویر اپنے تصور کے سامنے رکھین جب وہ بغیر کہائے
پیے مصمم ارادہ کیے بیٹھا تھا کہ یا تو اب مرکر اُٹھونگا یا خدا کا وصل حاصل
کرونگا۔ جیساکہ فارسی شاعر کہتا ہے ع یا جان رسد بجانان یا جان زتن برآید
مہاراج بہی اسیطرح عزم راسخ کیے ہوئے تھے۔ مگر آپ کو صرف جان
دینے کا خیال تھا حق رسی کا خیال نہ تہا۔ مگر نتیجہ دونون کا ایک ہی برآمد ہوا۔
یعنی خدارسی۔ آپ کا جسم ہڈیون کا پنجر نظر آتا تہا جس سے بعض اوقات وہ خود کو
الگ دیکھتے تھے اور بعض اوقات اپنے جسم کے خول مین پہر سما کر بدستور ہوش
و حواس مین آجاتے۔ اسطرح کبہی وہ عالم بیہوشی مین جسم اور حواس خمسہ سے

آزاد تو کبھی بالکل ہوش مین اپنے وجود اور اردگرد کی ہر شے سے باخبر ہوتے
اسوقت آپ کا جسم ایک پیراہن کی مانند تہا کہ جب چاہا پہن لیا اور جب
چاہا اتار کر الگ رکہدیا۔ جب ہوش مین ہوتے تو آپ جانتے کہ مین کون
ہون اور کیون یہان بیٹھا ہون۔ اور خوش ہوا کرتے کہ اب موت بہت
جلد آئیگی۔ مگر جونہی بیخودی طاری ہوتی تو خود کو ایک نرنکار حالت مین ہر طرف
اور ہر جگہ ایک وسیع خطے کے اندر موجود دیکھتے۔ کمزوری اسقدر کہ نہ زبان
ہلتی تہی نہ کسی عضو کو حرکت ہوتی تہی۔ صرف دایان ہاتہ جسکو آپ نے پہلے
ہی سے حرکت مین رکہا تہا کچہہ کچہہ کام دیتا تہا۔ تاہم بارہ ماہ گذرنے پر بہی
آپ کا جسم آپ کی حسب منشا ضایع نہ ہوا۔ اس حالت سے نکل کر مہاراج کا دل
مدعا سے خالی ہو گیا۔ نہ پہلی سی دہڑکن نہ خوف نہ یاس اور نہ کسی ذات کی امید
مگر اس میعاد مین وہ خود کو نہ بہولے گو جسم کا خیال انہین کبہی کبہی جاتا رہتا تہا
اسطرح ان کے دلکو جسم کی جدائی اور تعلق دونون کا علم ہوا کرتا تہا۔ آپ ماضی
حال اور مستقبل سب سے بیخبر تہے۔ نہ انہین جینے کی امید تہی نہ مرنے کا خوف۔
اس خلاف عادت حالت مین ایک سال گذرنے پر ایک دن جبکہ آپ ہوش
مین تہے آپ نے فاقہ کے سرے پر دو آدمیونکو کہڑے دیکہا جو انکی طرف
نہایت خشمگین نگاہون سے دیکہہ رہے تہے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے
اور نہایت ہی غصے اور مجنونانہ انداز سے باہم ہمکلام ہوتے تہے۔ جس سے

مہاراج نے جانا کہ کسی نامعلوم وجہ سے وہ مجھپر خفا ہو رہے ہین اور ضرور مجھے نقصان پہنچائینگے - مگر مہاراج نے اسکی مطلق پرواہ نہ کی۔ شباہت سے ان مین ایک ہندو اور دوسرا مسلمان نظر آتا تہا۔ انکی ڈراونی اور بہیانک صورتون سے آدمی کا دل ہل جاتا۔ آخر انہون نے غصے کی آواز مین مہاراج سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ مہاراج نے جواب دینے کی کوشش کی مگر برس روز کی خاموشی نے گویائی کی طاقت سلب کر لی تہی۔ اسپر اُن لوگون نے بگڑ کر کہا کہ جواب کیون نہین دیتا اُٹہا کر غار مین پہنکدینگے۔ یہ سنکر مہاراج کو خیال ہوا کہ شاید یہ موت کے فرشتے ہین۔ اسلئے انہون نے دل ہی دل مین کہا کہ مین مرنے کو تیار ہون اور اگر تم مجھے اس قید ہستی سے نجات دلا دوگے تو مین تمہارا ممنون رہونگا۔ اس خاموش جواب نے ان لوگون کے غصے کو ٹہنڈا کر دیا۔ اور محبت بہرے الفاظ مین ہنستے ہوئے دلاسا دیا۔ اور نظرون سے غائب ہوگئے۔ غائب ہوتے ہی مہاراج پر بارہ مہینے کے بعد یکایک پیاس نے غلبہ کیا اور وہ بہی ایسا کہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ چنانچہ تمام خیالات کو دور کرکے آپ نے پیاس بجھانے کی فکر کی۔ مگر جس جگہ حیوان تو کجا انسان کا ہی گذر مشکل ہو وہان ان کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کہان یہ سخت مایوس ہوئے۔ خدا کی شان اپنے بندے پر رحم آیا اور اللہ تعالےٰ نے موسلا دہار بارش برسادی۔ باوجودیکہ یہ طاق

پہاڑ کی چٹان اور پتھروں سے ڈھنکی ہوئی جگہ تہا تاہم تہوڑا سا پانی قطرہ قطرہ
گر کے آپ تک پہنچ گیا۔ مہاراج نے اس پانی سے اپنے ہونٹوں کو تر کیا پہر ذرا
سا حلق مین ٹپکایا۔ اسیطرح تین روز تک اس پانی سے اپنی تشنگی بجھاتے
رہے۔ تیسرے دن اتنی مدت کے بعد آپ کو نیند محسوس ہوئی اور بیٹھے ہی
بیٹھے آپ ۵ منٹ تک سوتے رہے۔ اس نیند مین آپ نے ایک عجیب
خواب دیکھا۔ یعنی " آپ ایک عجیب جگہ کہڑے ہوئے ہین اور قریب ہی
مہادیو کی مورتی اور صاف پانی کی ایک ٹانکی ہے۔ آپ نے ٹانکی سے تہوڑا
سا پانی پیا لتنے مین دو آدمی غیب سے نمودار ہوئے۔ اور بلا کچہہ کہے سنے
سر سے لیکر پیر تک آپ کی کہال کھینچ ڈالی۔ جس کے اندر سے برف کی مانند
سفید اور نرم اور خوبصورت بدن نکل آیا" یہ خواب دیکہکر مہاراج نے آنکہیں
کہولدین اور خود کو دیکہا تو اصلی حالت مین پایا۔ اب مہاراج کو پہلے کیطرح پہر
ہاتہہ پیر اور تمام اعضاء کو حرکت مین لانیکا خیال ہوا۔ اور آپ نے اپنے
دائین ہاتہہ سے تمام جسم کی مالش شروع کی لیکن برس بہر کے اکڑے ہوے
رگ پٹھے کہلنا اور از سر نو ان مین دوران خون ہونا آسان نہ تہا پندرہ روز
تک آپ متواتر مالش کرتے رہے جب کہین تہوڑی سی نرمی رگون اور پٹہون
مین پیدا ہوئی۔ یہان سے آپ نے ایک بڑا میدان دیکہا جسکے ایک حصے مین
چند جہونپڑیان دکہائی دین آپ کو خیال ہوا کہ یہ کوئی گاؤن ہوگا اس مین

چلنا چاہیے۔ مگر اس شخص سے جو طاقت کے زمانے مین بہزار دقت اس سر
بفلک پہاڑ پر چڑہا ہو کمزوری بلکہ نیم مردہ حالت مین نیچے اترنا کس طرح
ممکن ہوسکتا تہا لیکن مہاراج کے پہلو مین ایک ایسا دلیر اور بہادر دل تہا
جو کسی مصیبت کو مصیبت اور مشکل کو مشکل نہین سمجھتا تہا۔ آپ اپنی نیم حرکت
ہاتھہ پاؤن کی مدد سے نیچے اترنے کے لئے لڑکھڑاتے ہوئے کہڑے ہوئے
اترا تو نہین گیا مگر درخت کی اسی ٹہنی کو جس کے ذریعے طاق مین بیٹھے تہے
پکڑ کر ہوا مین معلق لٹک گئے جب ٹہنی طاق کے منہ سے ہٹی تو آپ نے اسکو
چھوڑ دیا اور پہاڑ کی ایک ڈہلوان چٹان پر گر پڑے مرنا تو آپ کو مدنظر
تہا ہی کئی فٹ تک لڑہکتے ہوئے چلے گئے اور کسی پتھر کو پکڑ کے رکنے کا خیال
نہ کیا۔ جسم مین سوائے ہڈیون کے گوشت کا نام تک باقی نہ تہا پتھر پر گرنے سے
سخت ضربین آئین اور جگہ جگہ سے کہال چھل گئی۔ مگر آپ نے ذرا بہی پرواہ
نہ کی اور ہوش و حواس قایم رکہے۔ تہوڑی دیر کے بعد آپ نے آہستہ آہستہ
رینگنا شروع کیا۔ اور یہ شعر پڑہتے رہے ؎

نمرے یاشت و بیلا پر وت شکہر اشی لوٹلا کہالی
پرنیتو نربھیا چیتی داہی نارائنا سی لا کہولی

یہ شعر ایک باخدا بزرگ پرہلاد کے متعلق ہے۔ جسکے باپ جراسندہ نے اسکو
اپنی مرضی کے خلاف وشنو کی بہگتی کرتے ہوئے دیکھکر پہلے تو بہت سمجھایا

مگر بعد مین نہ ماننے پر ایک پہاڑ سے نیچے ڈھکیل دیا۔ تاکہ اوس کا کام تمام ہو جائے۔ لیکن خدا نے اپنے سیوک کو بچا لیا۔ اور وہ زندہ سلامت پایا گیا ؎

جتنے تارے گگن مین سوا تنے دشمن ہوئے
پر کر پا ہو شری رام کی تو بال نہ بیکا ہوئے

غرضکہ کئی گھنٹے تک متواتر رینگتے رینگتے آپ نے آدھا راستہ طے کیا تہا کہ شام ہو گئی اور چارون طرف اندھیرا چھا گیا۔ مجبوراً آپ کو شب اسی پہاڑ پر کاٹنی پڑی۔ تمام شب تارے گن گن کر گذاری اور صبح کی روشنی نمودار ہوتے ہی آپ بدستور چلنے لگے دوپہر کے قریب آپ خدا خدا کرکے پہاڑ سے نیچے اترے اور میدان کیطرف بڑہے۔ آدھا راستہ طے کرنے پر آپ کو بہیل عورتون نے دیکہا اور ڈر کر بہاگنے لگین کیونکہ ان کے خیال مین بہی زندہ انسان اس ہیئت کا نہ آیا ہوگا وہ سمجہین کہ یہ ہڈیون کا پنجر قبر سے اُٹھہ کر آیا ہے۔ عورتون کو بہاگتے ہوئے دیکہکر آپ نے ہاتہہ کے اشارے سے انکو بلایا یہ دیکہکر عورتین رکین تو سہی لیکن قریب آنے اور ان کا حال دریافت کرنیکی کسی مین ہمت نہ ہئی بصد مشکل ایک کے پیچہے ایک قریب آئین اور بغور دیکہنے سے انکو یقین ہو گیا کہ یہ مردہ نہین زندہ انسان ہے اور بہوک پیاس کے صدمے سے اس کا یہ حال ہو گیا ہے۔ مہاراج

نے اپنی دھیمی آواز مین ان عورتون سے کہا کہ مجھے گاؤن مین لیچلو۔ عورتون نے کہا کہ ٹھیرو ہم اپنے مردونکو بلالائین وہ تمکو اُٹھا کر لیجائینگے۔ آپ نے فرمایا اچھا اگر پہلے ذرا میرے ہاتھ پیر دبادو اور مالش کردو اکڑ جانے کی وجہ سے ان مین درد ہو رہا ہے۔ خدا نے عورتون کا دل بہ نسبت مردون کے زیادہ رحم دل اور زود اثر بنایا ہے یہ حالت دیکھکر ان کا دل بھر آیا اور رونے لگین اور سب کی سب بیٹھ کر ہاتھ پیر دبانے لگین کسیقدر آرام پہنچنے پر آپنے فرمایا کہ مردون کے آنے مین دیر ہو گی تم ہی مجھے گاؤن تک لیچلو تو بڑی کرپا ہو گی چنانچہ عورتون نے بخوشی اُٹھایا اور گاؤن مین لاکر تیسرے جھونپڑے مین اتارا۔ مہاراج جھونپڑی کے ایک کونے مین پڑ گئے۔ اس بستی کا نام گوال واڑی ہے اور گوال لوگ یہان رہتے ہین یہ لوگ گھی اور مکھن زیادہ بنایا کرتے اور ناسک مین جو یہان سے ۶ میل کے فاصلے پر ہے لیجا کر بیچا کرتے ہین۔ دوسرے دن بستی مین جو ان پہیلون کی جھونپڑیون سے تھوڑی ہی دور تھی خبر ہو گئی اور لوگ دیکھنے کے لئے آنے لگے۔ حال دریافت کیا تو آپ نے پہاڑ پر جانے اور ایک برس اپاس کیحالت مین گذارنے کا سارا قصہ بیان کیا۔ جسکو سنکر لوگ آبدیدہ ہو گئے اور تسلی تشفی دی۔ ایک برہمن سنار چار دن تک پانی لا لاکر پلایا کرتا۔ پھر بستی والے ان کے لئے گرم دودھ لانے لگے۔ چند روز مین آپ کو طاقت معلوم ہونے لگی اور چند

منٹ تک کہڑے رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ تہوڑی دور چلنے کے قابل ہو گئے۔ اور دوسرون کو تکلیف نہ دینے کے خیال سے اپنے لئے خود پانی لانے لگے۔ ایک عرصے تک آپنے محض پانی اور دودہ پر بسر کی۔ ایک دن چند لوگون نے روٹی کہانے کی رائے دی۔ چنانچہ بجنی کے آٹے کو دودہ مین گوندہ کر خود روٹی پکائی اور آپنے ذرا سا ٹکڑا بڑی مشکل سے کہایا۔ روزانہ کہاتے کہاتے لکڑی کے سہارے چلنے کی طاقت آگئی۔ اور اب آپ بذات خود بستی مین جاکر اناج مانگتے اور بہیل عورتونکی مدد سے آٹا پیسکر اوسکی روٹی پکانے اور کہانے لگے۔ پہر خود جنگل مین جاتے اور خود رو سبزی توڑ کر لاتے اور پکاکر کہاتے۔ جب دیکہا کہ اچہی خاصی طاقت آگئی تو آپ بہیلون کے ساتہہ جنگل مین جاتے اور ان کو لکڑیان اور اپلے چن چن کر دیتے جو ناسک لیجا کر بازار مین بیچتے اور اپنا اور اپنے بال بچون کا پیٹ بہرتے۔ چند روز بعد آپ خود بہی لکڑیون کا بوجہا اوٹہاکر ناسک جاتے اور بازار مین بیچکر اوس سے اناج خریدتے اور اپنا پیٹ بہرتے۔ ان ایام مین آپ کے جسم پر صرف ایک لنگوٹی ہتی جسکو ہمیشہ باندہے رہتے اور ایک پہٹا پرانا ٹاٹ کا ٹکڑا تہا جس سے اپنا بدن ڈہانکتے۔ زنار گلے مین ہتی لیکن اسقدر میلی ہو گئی ہتی کہ کالا تاگہ معلوم ہوتی ہتی۔ اتنے دن کی خوراک نے آپ کے جسم مین طاقت تو پیدا کر دی ہتی لیکن گوشت کا پتہ اب بہی نہ تہا بلکہ جسم کی کہال ہی جو ہڈیون پر باقی

رہ گئی ہتی اترنے لگی ہتی۔ جسکو دیکہکر خود آپ کو اور دوسرے لوگون کو سخت تشویش پیدا ہوگئی ہتی۔

گوال واڑی مین آپ قریباً ۳ ماہ رہے بدن مین کافی طاقت آ جانے پر آپنے وطن کا ارادہ کیا۔ بہیلون کو آپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا لیکن آپ کا مصمم ارادہ دیکہکر خاموش رہگئے۔ چلتے وقت بہت سی روٹیان آپنے ساتہہ باندہ لین۔ اور چاندوڑ کے راستے سے ہوتے ہوئے پیدل وطن کی طرف چلے ۶ دن متواتر چلے۔ شب کو چلتے اور دنکو درخت کے سایہ مین آرام کرتے ۶ دن تک وہی ساتہہ لائی ہوئی روٹیان کہاتے رہے جہان پانی ملتا پی لیتے ۶ دن بعد آپ کا وطن ایک میل کے فاصلے پر رہا۔ دن تہا اس لئے اسیجگہ ٹہر گئے اور ناگ پنچمی کی شب کو ۱۰ بجے کے قریب اندہیرے مین قصبہ مین داخل ہوئے۔ راہ مین گہر کیطرف مڑے ہی تہے کہ بڑے بہائی بالکرشنا راؤ شاستری ملے آپ دبک گئے اور یہ آگے بڑہ گئے پہر ان کے پیچہے پیچہے ہو لئے۔ گہر مین داخل ہوتے وقت آپ نے بہائی کو پکارا۔ بالکرشنا راؤ اپنا نام سنکر پیچہے مڑے۔ مہاراج کو کہڑے ہوئے دیکہا مگر پہچان نہ سکے اتنے مین مہاراج خود آگے بڑہے اور کہا بالکرشنا مین نے تمہین پکارا تہا ابکی آواز پر بالکرشنا راؤ نے اپنے بہائی کو پہچانا۔ دوڑ کر گلے سے لپٹ گئے دیکہا کہ ہڈیون کا ڈہیر باقی رہگیا ہے۔ مہاراج بہی بہائی سے مل کر

رونے لگے۔ بالکرشنا راؤ نے کہا بھائی تمہارا یہ حال کیا ہوا ہے صورت
دیکھکر بھی پہچاننا مشکل ہو گیا ہے خیر خدا کا شکر ہے کہ تم صحیح سلامت گہر آ گئے
۱۶ ماہ کے بعد آج دیکھا خط نہ آنے سے سب لوگ آپ سے ہاتھ دھو بیٹھے
تھے۔ مہاراج نے فرمایا کہ خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا ابھی تو کیسکو خبر نہ کرو اور مجھے
چپکے سے گہر لیچلو۔ صبح تمہارا جو جی چاہے کرنا۔ چنانچہ بالکرشنا راؤ چپکے سے کرتہ
اور دہوتی لائے اور مہاراج کو اپنے ساتھ گہر میں لیگئے۔ اور مہاراج کے خاص
کمرے میں جس میں مہاراج عبادت کیا کرتے تھے لٹا دیا۔ اور خود بھی سو گئے
اتفاق کی بات کہ اس دن مکان میں ان کے خاندان کے سب لوگ موجود تھے
مہاراج کے والد بھی دہولئے سے وطن آئے ہوئے تھے کیونکہ ان کے دادا
اور تمام خاندان کی مالی حالت بہت نازک ہو چلی تھی۔ صبح ہوتے ہی بالکرشنا
راؤ نے سب سے پہلے اپنے چچا کو خبر کی جو بہت خوش ہوئے اور دوڑے ہوئے
مہاراج کے پاس آئے گلے ملے اور پہر جاکر مہاراج کے والدین کو خبر کی
جنکے ساتھ تمام خویش اقارب آ جمع ہوئے۔ بالکرشنا راؤ نے مہاراج کی زبانی سنی ہوئی سفر کی
کیفیت اور برس روز کے اپاس کا حال سب بیان کیا جس کو سنکر سب لوگ انکو تپشچری کہنے
لگے۔ مہاراج سے سب تو ملے مگر مہاراج کے دادا صاحب کو ابھی تک خبر
نہیں کی گئی تھی کیونکہ مہاراج کے جانے کے بعد انپر فالج گرا تھا تمام جسم
بے حس و حرکت ہو گیا تھا اور آپ اُٹھنے بیٹھنے سے بالکل معذور ہو گئے

تھے صرف بولنے سننے اور دیکھہ سکتے تھے۔ اسی حالت مین آپ نے
سنیاس اختیار کر لیا تہا۔ اسوجہ سے سبنے یہ تجویز کیا کہ مہاراج کے
آنیکی خبر ان کو یک لخت نہ سنائی جائے۔ ورنہ ممکن ہے کہ شادی مرگ ہو
جائے۔ چنانچہ بتدریج خبرین سناتے سناتے تیسرے روز مہاراج کے
آنیکی خبر دی گئی۔ اسپر ہی مہاراج کو دیکہتے ہی گوپال راؤ شاستری چیخین مار
مار کر رونے لگے۔ مہاراج اب گہر مین رہنے لگے اور سب لوگ ان کی حد سے
زیادہ خاطر مدارات کرنے لگے۔ مہاراج کی حالت سے بہت سے لوگ
واقف ہو گئے تھے اور سچی عظمت ان کے دلون مین پیدا ہو گئی تہی ایک
روز مہاراج کو ٹاٹکے نامی ہیڈ ماسٹر کے ہان کسی تقریب پر مجبوراً جانا پڑا
کیونکہ آپ جب سے آئے تہے باہر بہت ہی کم نکلتے تھے۔ ہیڈ ماسٹر نے
آپ سے اسقدر لاغری اور نقاہت کا سبب دریافت کیا لیکن آپ نے
اصل حقیقت اپنی زبان سے بیان نہین کی اور باتون باتون مین ٹال دیا
ہیڈ ماسٹر جہاندیدہ شخص تہا بالکرشنا راؤ سے کہا کہ ان کی ظاہری حالت
گو خراب معلوم ہو رہی ہے لیکن چہرے کی سرخی اور مسرت باطنی حالت کے
اچھا ہونیکی دلیل ہے۔ بالکرشنا راؤ نے اسپر مہاراج کی ریاضت کا تمام
حال بیان کیا جس کو سنکر ہیڈ ماسٹر مہاراج کے بچپنے اور ریاضت پر رشک اور اپنے
بڑھاپے اور اسکی حالت پر افسوس کرنے لگا۔

مہاراج کے والد کا انتقال

چند روز کے بعد شب کے بارہ بجے مہاراج کے والد گووندراؤ شاستری نے یکایک ہیضہ کیا اور دوسرے روز (گوکل اشٹمی کے دن) دوپہر کو بارہ بجے کے قریب اس جہان فانی سے انتقال کیا۔ ان کی علالت مین مہاراج ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے جدا نہ ہوئے اور ان کا آخری سانس مہاراج کے زانو پر نکلا۔ تمام گھر ماتم کدہ بنگیا اور اس ناگہانی انتقال نے خویش و اقارب کو سخت صدمہ پہنچایا۔ مہاراج کو اپنے والد کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا مگر آپ نے بالکل صبر سے کام لیا۔

اب مہاراج نے اپنے لئے ایک روزنامچہ تیار کیا جس کے مطابق وہ ہر روز عمل کرتے رہے۔ اشنان۔ سندھیا۔ منتر کی جپ۔ پوجا پاٹ سے بتدریج فارغ ہوکر باقی وقت گرنتھ کے مطابق حکمت کا درس لیتے۔ ان کے چچا اور دادا ان کو درس دیا کرتے۔ ان دونون عالمون کی بدولت مہاراج نے حکمت پر بہت جلد عبور حاصل کر لیا۔

مہاراج کے دادا کا انتقال

مہاراج کے دادا گوپال راؤ شاستری نے ۱۰ ماہ اپنے پوتے یعنی مہاراج

کو حکمت کا سبق دیا ایک دن ۱۲ بجے شب کو آپ نے مہاراج کی والدہ ماجدہ کو جو دوسرے کمرے مین آرام فرمارہی تہین زور سے آواز دیکر بلایا آپ گھبراکر دوڑین دیکہا تو آپ ہوش مین ہین قریب بلایا اور کہا کہ مجھے اُٹھاکر تکیے کے سہارے جس طرح مین بتاؤن بٹہادو۔ چنانچہ آپ نے سہارا دیکر اُٹہایا اور ایک خاص وضع پر جیسا کہ اُنہون نے بتایا بٹہادیا بیٹھتے ہی آپ نے قید ہستی سے نجات حاصل کی۔ مہاراج آئے اور والدہ صاحبہ کو صبر کی تلقین کی۔ تمام شب ان کے سامنے بھجن اور کرتن کیا گیا دوسرے روز تجہیز و تکفین کی گئی۔ جنازے کے ساتھ ہزارون آدمیونکا ہجوم تہا اور ہر ایک آپ کے علم و فضل اور اخلاق حسنہ کو یاد کر کرکے رو رہا تہا۔ ندی کے کنارے خاص مقام پر سمادہی دی گئی۔ ۱۲ دن کے بعد ارادھنا او چھَو کی رسم بڑے پیمانے پر ادا کی گئی جس مین سینکڑون آدمیون نے حصہ لیا۔

مہاراج کی دوسری بیوی کا انتقال

مہاراج نے اپنے مقرر کردہ روزنامچہ پر ایک سال کامل عمل کیا۔ اس سال مین مہاراج کی دوسری بیوی نے بہی انتقال کیا۔ گویا ایک سال کے اندر والد۔ دادا اور بیوی یکے بعد دیگرے راہی ملک بقا ہوئے۔ اب

چونکہ دنیا مین اب انکے لئے کوئی لطف نہ رہا تہا اس لئے علم طب کیطرف آپ نے کامل توجہ کی۔ تجربے کے لئے قصبے مین جو شخص بیمار پڑتا آپ اسکا علاج مفت اور خود مریض کے گہر جاکر کرتے۔ تہوڑے دنون مین آپ کی کافی شہرت ہو گئی۔ اور چند جان بلب مریضون نے آپ کے ہاتہ سے شفا پائی اور آپ کی قدر و منزلت مین روز بروز ترقی ہونے لگی۔

مہاراج کی تیسری شادی

مہاراج کے چچا اور والدہ نے اب ان کی تیسری شادی کی تجویز کی۔ اور مہاراج سے دریافت کیا لیکن آپ دنیا اور اسکے لواحقات سے کچہہ ایسے متنفر ہو رہے تہے کہ ذاتی عیش و آرام کی مطلق پرواہ باقی نہین رہی تہی۔ حکمت کا مشغلہ بہی صرف خلق اللہ کی خدمت کے لئے اختیار کیا تہا ذاتی مفاد اس سے بہی مقصود نہ تہا۔ شادی کی خبر سنکر یہ سخت متردد ہوئے گو آپ نے صاف طور پر انکار کر دیا تہا لیکن چچا اور والدہ کا پاس ادب حکم عدولی سے زیادہ تہا۔ جب دیکہا کہ شادیون کا مہینہ آگیا اور اب شادی جلدی ہو جائیگی تو آپ کسی بہانے سے پونہ اپنے بہائی بالکرشنا راؤ کے پاس چلے آئے۔

بالکرشنا راؤ شاستری بہ نسبت مہاراج کے علم کیطرف بہت زیادہ

راغب تھے۔ ان کے دادا گوپال راؤ شاستری نے شاستروں کی تعلیم انکو پورے طور پر دی تھی۔ ذہین ہونیکی وجہ سے اپنے دادا کے زیر تعلیم انہوں نے علم شاستر مین مہارت تامہ حاصل کی تھی جس سے ان کی اچھی خاصی شہرت ہوگئی اور بڑے بڑے معتبر عالم ان سے ملنے کی خواہش رکھتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد بالکرشنا راؤ دہو لیے گئے۔ اور اپنے والد کے ایک ملاقاتی وکیل سے سفارشی چٹھی لیکر بمبئی کے مشہور وکیل داجی آباجی کھرے کے مکان پر گئے۔ مسٹر کھرے نے ان کی ذاتی قابلیت اور خاندانی وقار کے لحاظ سے نہایت خاطر مدارات کی اور پھر مسٹر ہری نارائن آپٹے کے آنند آشرم پریس کے مینجر کی اسامی پر پونہ مین تقرر کرادیا۔ یہان آپ کے علم کی کافی سے زیادہ قدر افزائی ہوئی اور بارسوخ اصحاب نے آپ کو پونہ ٹرینگ کالج کیلئے سنسکرت کا پروفیسر بننے کی خواہش ظاہر کی اور آپ کا یہان تقرر کرادیا چنانچہ آجتک آپکا اسیجگہ پر تقرر ہے۔" مہاراج چند روز ان کے پاس ٹھہر کر شادیون کے مہینے کے اختتام پر واپس وطن تشریف لے آئے شادی کا مہینہ ختم ہونے کے لئے ابھی آٹھ روز باقی تھے مہاراج کا یہ خیال تھا کہ آٹھ دن مین شادی کا انتظام ہونا مشکل ہے لیکن قدرت کو جو کام منظور ہوتا ہے خواہ وہ انسانی طاقت سے برسون مین نہ ہوسکے وہ ایک پل مین کرالیتا ہے۔ مہاراج کا گھر پہنچنا ہی تھا کہ ایک معزز برہمن

جو ایک مدت سے اپنی لڑکی مہاراج سے منسوب کرنیکی آرزو اپنے دل
مین رکھتا تھا مہاراج کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ میرے گھر ایک بیمار ہے
براہ کرم ایک نظر اوسکو دیکھہ لین۔ مہاراج تو بیمارونکی خدمت چاہتے ہی
تھے فوراً ساتھہ ہولئے۔ مکان مین بیٹھکر برہمن نے کہا مہاراج آپ کی دعا
سے بیمار تو میرے یہان کوئی نہین ہے۔ بات یہ ہے کہ مجھے آپ سے بہت
ہی محبت ہے اور مدت سے آرزو ہے کہ تم کو اپنی داماد مین لون۔ بہت
سے شریف اور مالدار گھرانون کے پیغام آئے مین نے کسیکو قبول نہین کیا
اتنے مین لڑکی بھی سامنے آگئی۔ مہاراج نے دیکھا اور گردن جھکالی۔ برہمن
سمجھہ گیا کہ انکی خاموشی نیم رضا میری مراد بر آئی۔ چنانچہ آپ کے چچا جان کو
بلا یا گیا۔ اور انہون نے مہاراج کو شادی پر رضامند کر لیا اور چار روز
کے اندر آپ کی تیسری شادی ہوگئی۔

ڈھائی سال کا چلّہ

چند روز کے بعد مہاراج اپنی بیوی کو لیکر بالکرشنا راؤ اپنے بھائی
کے پاس پونہ آگئے۔ یہان اپنی بیوی کو چھوڑ کر سانگلی گئے۔ یہان پہنچکر آپکو
خیال ہوا کہ حکمت کے ساتھہ ساتھہ خدا کی عبادت اور عملیات سے بھی کام
لینا چاہیے اس سے آیندہ زندگی عزت اور آرام سے گذریگی چنانچہ

کرشنا ندی کے کنارے وت کے مندر مین ڈہائی سال تک قیام کیا اور
تمام وقت پوجا پاٹ اور عملیات مین گذارا۔ اس طویل عرصے مین انہون نے
پکا ہوا کہانا ترک کر دیا۔ صرف چنے میوہ اور درخت کے پتون پر گذر
کرتے رہے۔ چنے اور میوہ کبہی کبہی کہاتے اکثر نیم۔ گوندنی۔ کرڈی اور
بیل کے پتے کہایا کرتے۔ ڈہائی سال کے بعد آپ کو گہر جانیکا خیال ہوا
چنانچہ سانگلی سے پونہ روانہ ہوئے۔

انوکہی مصیبت

چونکہ مہاراج ڈہائی سال سے مندر مین فقیرانہ زندگی بسر کر رہے
تہے سانگلی سے پونہ پیدل روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک گاؤن مین پہنچے
ایک شخص نے برہمن زائر سمجہکر انکو اپنے یہان ٹہیرایا اور کہانیکا بندوبست
کیا یعنی خام اشیا رخوردنی دین کہ پکاکر کہالین آپ نے کہا اسوقت تو
میرے پاس چنے ہین دو پہر کو کہانا پکاؤنگا۔ چنانچہ چنے کہاکر پانی پی لیا
تہوڑی دیر کے بعد رفع حاجت کو گاؤن سے باہر گئے۔ قریب ہی
کولاٹی قوم کا قافلہ جو کئی روز سے یہان اترا ہوا تہا کوچ کی تیاریان کر
رہا تہا یہ کہڑے ہوکر انکا تماشہ دیکہنے لگے۔ اتنے مین اسی قافلہ کا ایک گدہا
ان کے قریب آیا اور تین چکر کہاکر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ پیچہے پیچہے ایک

کولاٹ آیا۔ مہاراج کو دیکھکر پہچان گیا کہ یہ شخص اس گاؤن کا نہین ہے کوئی اجنبی اور مالدار اسامی ہے۔ چونکہ اس قوم کا پیشہ عام طور پر چوری اور رہزنی ہے مہاراج کو پکڑ لیا اور کہا کہ اس گدہے کو تم نے کیون مارا؛ مہاراج نے فرمایا کہ بھائی مین تو رفع حاجت کیلئے آیا تہا تمہارا سامان بندہ رہا تہا کہڑے ہوکر دیکہنے لگا یہ گدہا خود یہان آیا اور گرکر مرگیا بہلا مجہے کیا ضرورت تہی جو بیچارے بیزبان کی جان لیتا۔ کولاٹ سنگدل نے ایک لات اس زور سے ماری کہ مہاراج چارون خانے چت گر پڑے ابہی اُٹہنے بہی نہ پائے تہے کہ ایک عورت اور ایک مرد اور آگئے اور یہ بہی مہاراج کو گالیان دینے لگے اور کہا کہ پتھر مارکر گدہے کو مارا اور پہر کہتا ہے کہ ہم نے نہین مارا۔ مہاراج نے کہا کہ بہلا پتھر سے بہی اتنا بڑا گدہا مرسکتا ہے؛ جو مین نے مارا۔ پہلے کولاٹ نے کہا ہان ہان ہوسکتا ہے۔ اگر اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو گدہے کی قیمت ادا کردو ورنہ اسی گدہے کا سامان تمہاری پیٹھ پر لادا جائیگا۔ مہاراج نے کہا تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ نہ مین نے گدہے کو مارا اور نہ پاس پیسہ کہ قیمت ادا کرسکون۔ چنانچہ کولاٹ مہاراج کو پکڑ کر لیگئے اور جہان سامان گدہون پر لادا جارہا تہا ان کی پیٹھ پر بہی لادا گیا اور ایک رسی گدہے کی گردن سے باندہکر انکی کمر سے باندہ دی گئی۔ قافلہ روانہ ہوا اور قریباً ۵ میل تک مہاراج اسی صورت سے بوجہہ سر پر رکہے ہوئے چلا گئے۔ وزن اسقدر زیادہ تہا کہ آپ سے

اُٹھہ نہ سکتا تہا اور اکثر بیہوشش ہو ہو جاتے تہے مگر بیرحم اور ظالم کولاٹی انکو گالیان دیتے اور ستاتے ہوئے بڑہتے ہی رہے۔ خدا خدا کرکے ایک گاؤن کے قریب میدان مین انہون نے ڈیرا ڈالا۔ مہاراج کے سر سے بوجہہ اتارا اور جہان اور گدہے باندہے گئے انکو گلے مین بہی رسی ڈالکر ایک کہونٹی سے باندہ دیا گیا۔ کہانے کے لئے کولاٹیون نے اپنا کہانا دیا مگر مہاراج نے قبول نہ کیا۔ سب لوگ سو گئے مگر مہاراج کو رات بہر نیند نہ آئی اور سوچتے رہے کہ آخر کس خطا پر قدرت نے میرے لئے یہ ذلت وخواری اور مصیبت سے لبریز سزا تجویز کی ہے۔ اسی فکر مین صبح ہو گئی۔ اس روز بہی مہاراج سے گدہون کا سا کام لیا گیا۔ رات کو مہاراج نے کولاٹی عورتون کے سامنے الوہیت پر تقریر کرنی شروع کی اور اسقدر بلند آواز سے کہ ادہر سے گذرنے والا بہی سن سکے۔

کولاٹی مرد جہان چور اور رہزن ہوتے ہین وہان انکی عورتین بدچلن اور فاحشہ ہوتی ہین۔ جس جگہ یہ پڑاؤ ڈالتے ہین اسکے قریب کے بدکار اور بدچلن لوگ ان عورتون کے پاس آتے اور ناجایز تعلق رکہتے ہین۔ چنانچہ اتفاق سے اس رات گاؤن کا پٹیل ان عورتون کے پاس آیا ہوا تہا۔ اوسنے جو مرہٹی کی عالمانہ تقریر سنی تو متعجب ہوا کہ کولاٹیون مین برہمنون کی سی صاف شستہ مرہٹی بولنے والا کون ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازین تقریر ایسی دلکش تہی

گہ پہڑک اُٹھا اور سننے کیلئے جہونپڑی کی طرف بڑہا۔ اور دریافت کیا کہ یہ
کون تقریر کر رہا ہے؟ کولا ئی عورتون نے کہا اودہر نہ جاؤ۔ وہ بہی تمہاری
طرح ایک عورت سے تعلق رکہتا ہے۔ پٹیل نے سونچا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے
کہ جو شخص ناجایز فعل کیلئے آئے وہ خدا کا ذکر کرے اور وہ بہی باآواز بلند یہ
خیال کرکے وہ پہر آگے بڑہا۔ مہاراج کی جہونپڑی کے قریب پہنچتے ہی بہت
سی عورتین باہر آگئین اور پٹیل کو دوسری طرف لیجانے لگین۔ اسپر پٹیل کو
قدرتی طور پر شک پیدا ہوگیا کہ ضرور کوئی بہید ہے۔ آخر زبردستی اس
جہونپڑی مین جا گہسا۔ دیا سلائی سلگا کر دیکہا تو مہاراج کا ہیتین اور مدہر چہرا
دکہائی دیا۔ پاس جاکر دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ مہاراج اسکو فرشتۂ رحمت
سمجہکر رو پڑے اور سارا قصہ سنایا کہ یہ ظالم گدہے کیطرح باندہ کر مجہے یہان
لائے ہین اور سخت تکلیف دے رہے ہین۔ پٹیل نے تمام کولا ئیونکو جمع کرکے
دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کولا ئیون نے کہا کہ اس شخص نے پتہر مار کر
ہمارے گدہے کو مار ڈالا قیمت مانگتے ہین تو دیتا نہین اسلئے ہم نے اسکو
پکڑ رکہا ہے تا وقتیکہ یہ قیمت ادا نہین کرے گا ہم نہین چہوڑنے کے۔ پٹیل نے
کہا اچہا اسوقت تو تم اسکو چہوڑ دو کل ہم اس کا فیصلہ کر دینگے۔ کولا ئیون
نے نہ مانا۔ مجبوراً پٹیل چلا گیا۔ اور دوسرے دن گاؤن کے چار پانچ آدمی
لیکر آیا۔ مقدمہ پیش ہوا۔ ایک آدمی مقام واردات پر گدہے کی لاش

کا معائنہ کرنے کے لئے بہیجا گیا۔ حسب نے واپس آکر کہا کہ دیکہنے سے معلوم ہوا کہ گدہے کے جسم پر کوئی خارجی ضرب نہین ہے اور وہ کسی بیماری سے مرا ہے۔ جانبین کے بیانات لینے کے بعد پنچایت نے فیصلہ کیا کہ مجرم بیقصور ہے اور مدعی جہوٹے اور دغاباز ہین اور شریف آدمی کو اپنے دام مین پہنساکر اوس سے روپیہ وصول کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ مہاراج کو رہا کیا گیا اور کولاٹیونکو حکم دیا گیا کہ اسیوقت یہان سے چلے جائین اور دوبارہ اس سرحد مین یا اسکے قرب وجوار مین نہ آئین ورنہ سخت سزادی جائیگی۔ چنانچہ کولاٹیون نے اسیوقت اپنا ڈیرا اوٹہا لیا۔ پٹیل مہاراج کو اپنے ہمراہ گہر لے آیا۔ کہانے کا انتظام کیا کہانے سے فارغ ہوکر مہاراج نے پٹیل کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوئے

علاوہ دیگر واقعات کے یہ واقعہ جو مہاراج کو پیش آیا صاف بتاتا ہے کہ کوئی خفیہ طاقت (شاید تقدیر جو ہمارے اچھے اور برے کا فیصلہ کرتی ہے) بچپن سے ہر وقت ان کے ساتہ رہکر انکو رفتہ رفتہ عالم قدس کیطرف بڑہا رہی ہتی۔ اور مجبوراً ان کو ایسی حالتون مین سے گذرنا پڑ رہا تہا جہان خودی کا بالکل خاتمہ ہوجاتا ہے۔ انسان ہوکر بوجہ اٹہانیوالے جانورون کا کام کرنا۔ برہمن ہوکر کولاٹیون کے لات گہونسے اور گالیان کہانا اور اسپر صبر کرنا معمولی انسان کے درجہ سے بڑہا ہوا ہے ؎

اونچا اونچا سب کوئی مانگے نیچا مانگے نہ کوئی نیچا جو کوئی مانگے تو وہ سب سے اونچا ہوئے

پونہ مین اپنے بہائی کے گہر پہنچکر مہاراج ایک دو روز رہے اور پہر اپنی بیوی کو لیکر سلامتی سے گہر پہنچے۔ چچا نے ان کو سمجہایا کہ اب گہر چہوڑ کر نہ جانا کیونکہ تمہاری بیوی اب جوان ہوگئی ہے اور تمہین دنیا داری کا بہی حظ اٹہانا چاہیئے چنانچہ مہاراج نے طبابت کا سلسلہ جاری کیا اور چند دنون کے بعد امراؤتی مین دواخانہ جاری کیا اور مریضون کا خاطر خواہ ہجوم ہونے لگا۔ یہانتک کہ دور دور سے مریض علاج کو آتے اور شفا پاتے۔ صبح سے بارہ بجے تک مطب کرتے ۲ بجے تک کہانا کہاتے اور باہر کے مریضون کا معائنہ کرتے۔ دو گہنٹے شام کو بیمارون کی خدمت کرتے۔

باوجودیکہ گہر مین کہانے کا اچہے سے اچہا انتظام ہوسکتا تہا لیکن قدرت نے انہین اپنی منشا کے خلاف ایک لقمہ بہی کہانے نہ دیا چنانچہ آپ چند روز تک ۵ عدد پیاز جو صبح سے ۱۲ بجے تک ابالی جاتی تہی کہاتے رہے اسکے بعد چند ماہ تک صرف دودہ پر گذارا کیا۔ اور پہر دن بہر مین ایک مرتبہ پانچ کیلے کہاتے۔ مطب اچہی طرح چلنے لگا تو آپ نے ہمیشہ کیلئے امراؤتی مین رہنے کا ارادہ کیا اور اپنی بیوی کو بہی اپنے ہی پاس بلالیا مہاراج کی بیوی نہایت فرمانبردار۔ بہولی اور نیک طینت تہین اور اپنے خاوند کے لئے ہر طرح باعث راحت تہین۔ مہاراج نے اس عرصے مین پیٹنٹ دوائین پلیگ۔ کالبرا وغیرہ مہلک بیماریون پر جاری کین۔ اور ان دواؤن سے



شری اپاسنی مہاراج مع اہلیہ در امراؤتی

A 2871-Lakshmi Art, Bombay, 8

خلق خدا کو اسقدر فائدہ پہنچا یا کہ بازار مین کثرت سے انکی مانگ ہونے لگی۔
امراؤتی مین آپ کے دوا خانے نے اعلیٰ پیمانے پر ترقی کی اور آپ نے اسی
ضمن مین ایک طبی رسالہ بھیشاج رتن مالا نامی جاری کیا۔ جس مین حروف
ہجی کے تحت مین ہر مرض کا نام۔ شناخت۔ اسباب۔ اثرات اور ان کا علاج
مشرح طور پر بیان کیا جاتا تہا۔ اس رسالے نے طبی دنیا مین مہاراج
کی شہرت بہت بڑہادی اور بڑے بڑے جلسون مین آپ مدعو ہونے لگے۔
۱۰ سال تک آپ برابر ترقی کرتے رہے عزت و دولت دونون آپ کے
گہر کی لونڈیان ہوگئین۔

رام اور سیتا کا ونواس

دس برس کامل دنیوی عزت و وقار اور دولت بیشمار حاصل کرنے کے بعد مہاراج
کے خیالات مین پہر تغیر واقع ہوا۔ اور وہی افسردگی اور دنیائے فانی کی نفرت
پہر عود کر آئی جو ابتدا سے مہاراج کے دم کے ساتھ ساتھ رہی۔ اور آپ
عیش و دور وزہ پر افسوس کرنے لگے۔ دیکھنے کو تو ۱۰ برس آپ نے ظاہری
عیش و آرام مین بسر کئے لیکن درحقیقت باطنی خوشی اور اطمینان آپ کو
حاصل نہ تہا جسکی جستجو آپ کو دربدر پہراتی رہی آخر ایک دن آپ نے عروج پر
آیا ہوا دوا خانہ اور رسالہ بند کر دیا اور بیوی سے کہا کہ مصیبت اور راحت

دو نون کا تجربہ مین نے کیا۔ وقت دونون مین یکسان گذرا لیکن دل کو آرام اور چین کسی حالت مین میسر نہ ہوا۔ اس عارضی عزت اور آرام سے اطمینان قلب حاصل نہین ہو سکتا لہذا مناسب ہوگا کہ ہم امراؤتی چھوڑ کر کسی اور جگہ چلین۔ فرمانبردار اور راحت و مصیبت مین ساتھ رہنے والی بیوی نے کہا بسم اللہ جیسی رائے ہو کیجیے۔ چنانچہ آپنے بیوی کو ساتھ لیکر امراوتی کو خیرباد کہدیا۔ چند روز کے بعد آپ انکریشور (اجین) تشریف لیگئے دونون درشن کرنے کے بعد نربدا ندی مین اشنان کے لئے گئے اور اشنان کے بعد انکریشور پہاڑ کے گرد چکر لگانے نکلے۔

اس پہاڑ پر انکریشور مندر ہے۔ جس کی پوجا کے بعد ہر زائر اسکا چکر لگاتا ہے۔ جس کو پرادکہشنا کہتے ہین۔ اس کے ادا کرنے کے لئے چار گھنٹے صرف ہوتے ہین۔ مہاراج پہاڑ کا چکر لگا رہے تھے کہ پہاڑ کی دوسری سمت مندر اور محل کے عین مقابل تپشچریہ کے لئے ایک موزون جگہ دیکھی اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو تو کیا عمدہ جگہ ہے اور چارون طرف کیسا دلچسپ منظر ہے۔ اس سے زیادہ خلوت کیلئے دلکش جگہ اور کونسی ہوگی مناسب ہوگا کہ ہم اپنی زندگی کے باقیماندہ دن اسیجگہ گذارین اور تمام وقت یاد خدا مین بسر کرین۔ یہ جگہ ایسی متبرک اور پاک ہے کہ یہان سوا خدا کی یاد کے دل مین اور کچھ وسوسہ آ ہی نہین سکتا۔ شہر۔ ندی اور مندر تینون کی

یکجائی اس مقام کو اور بھی زیادہ دلخوش کن بنا رہی ہے۔ مین اپنی زندگی کے دن یہین گزارنا چاہتا ہون۔ لایق اور دمساز بیوی نے جواب دیا کہ جہان آپ رہینگے یہ کنیز بھی آپ کے قدمون مین اسیجگہ بسر کریگی۔ مین آپ کے رنج و راحت مین برابر کی شریک ہون۔ چنانچہ اس پہاڑ کا چکر لگانے کے بعد دونون صاحب اسی گوشۂ خلوت مین آ بیٹھے۔ کئی روز تک صرف پھلون پر گذر رہی اسکے بعد مہاراج کبھی کبھی بازار مین جا کر اشیاء خوردنی لے آتے اور بیوی پکاتین۔ مہاراج اکثر نیم کی پکا کرتی تھی جو مہاراج کی خاص غذا تھی اور مہاراج کے ساتھ انکی بیوی نے بھی اسیکی عادت کر لی تھی۔ اور خاوند کے ساتھ تپشچریہ اور ریاضت مین شریک رہتی۔

اس طرح قریب دو تین سال گذر گئے۔ ایک دن مہاراج مراقبے مین تھے کہ یکایک نفس کا آمد و شد بالکل بند ہو گئی اور جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ لیکن تعجب کی بات تھی کہ ہوش برقرار رہتا۔ آپ نے اس مرض کی شناخت اور سبب دریافت کرنے مین بہت کوشش کی لیکن اسقدر وسیع طبی معلومات اس مرض کے سامنے بالکل بے سود ٹھیری۔ جسوقت تک اس مرض کا دورہ رہتا سانس لینا دشوار ہو جاتا۔ آخر مہاراج نے سوچا کہ یہ کوئی مرض نہین ہے بلکہ قدرت کیطرف سے ایک آزمایش ہے جس مین مجھے ثابت قدم رہنا چاہیے۔ کچھ دنون بعد یہ دورہ بند ہو گیا اور چند روز تک اور

یہان قیام پذیر رہے۔ اور پھر اپنی بیوی کو لیکر پہاڑ سے اترے اور اتنے عرصے یاد خدا کرنے کے بعد دنیا کے دائرے مین قدم رکھا اور امراؤتی آئے۔ گویا رام اور سیتا نے ونواس کے بعد پھر تخت شاہی پر جلوس فرمایا امراوتی پہنچکر مہاراج کی بیوی بیمار پڑگئین۔ مہاراج نے خود نسخہ تجویز کیا اور نہایت غور پرداخت سے ان کا علاج کیا جس سے وہ بہت جلد صحت یاب ہوگئیں۔ چند روز آپ امراؤتی مین رہے لیکن دواخانہ بدستور بند رہا

نارائن مہاراج کی ملاقات

اسکے بعد آپ امراؤتی سے ناگپور تشریف لیگئے۔ یہان آپ اپنے کسی دوست کے مکان پر ٹھیرے۔ اتفاق سے سدگرو نارائن مہاراج جو کیڑگاؤن علاقہ پونہ مین اب تک حیات ہین ناگپور تشریف لائے ہوئے تھے آپ خبر سنکر نارائن مہاراج کے درشن کو گئے۔ نارائن مہاراج اسوقت اپنے کسی مرید کے گھر گئے ہوئے تھے اور لوگ آپ کی گدی کے سامنے کرتن اور بھجن کررہے تھے۔ آپ بھی ایک کونے مین بیٹھکر مہاراج کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے مین نارائن مہاراج تشریف لائے اور منکسرالمزاجی اور خاکساری کیوجہ سے آپ بجائے اپنی نشست کے عام لوگون کے ہمراہ زمین پر بیٹھ گئے۔ مہاراج نے پہلے کبھی نارائن مہاراج کو نہین دیکھا تھا اسلیئے وہ ان کو مجلس مین داخل ہونے پر بھی پہچان نہ سکے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے اُٹھکر نارائن

مہاراج کے گلے مین پہولون کا ہار ڈالا۔ اسوقت یہ سمجھے کہ ناراین مہاراج یہ ہین۔ چندمنٹ تک یہ ہار انہون نے گلے مین رکھا۔ پہر مجلس مین چارون طرف نظر دوڑائی اور مہاراج کو دیکہکر اپنے پاس بلایا۔ مہاراج اُٹہکر قریب جا بیٹھے۔ نارا ین مہاراج نے اپنے گلے کا ہار اتار کر انکے گلے مین ڈالدیا اور پہلی جگہ جا بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ آدہے گھنٹے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ مہاراج بہی اپنی قیام گاہ پر آئے لیکن سخت متحیر تہے کہ اتنے آدمیون مین نارا ین مہاراج نے مجہہ ہی کو ہار کیون دیا۔ دو روز تک نارا ین مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ تیسرے روز نارا ین مہاراج یہانسے تشریف لیگئے۔ مہاراج نے نارا ین مہاراج کی تصویر خریدی اور اپنی پوجا مین اسکو شریک کرلیا

مہاراج کا مصنوعی سانس لینا

ایک دن مہاراج اچھے خاصے بیٹھے تہے کہ روح کو پہر وہی صدمہ پہنچا جو انکرؔ دشور مین ہوا تہا اور سانس بند ہوگیا۔ بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ اور مہلک تہا۔ اسوقت یہ اپنے آپ کو مردہ سمجھنے لگے لیکن اپنی زندگی اور اس انوکہی حالت کا بہی احساس تہا۔ اسلئے وہ اپنی زندگی قایم رکہنے کے لئے سانس لینے کی کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ مصنوعی سانس لینا شروع کیا۔ مصنوعی طور پر سانس کا لینا گویا قدرت سے لڑنا تہا۔ اسوجہ

سے انکی جسمانی اور دماغی حالت کا بالکل خاتمہ ہو گیا تھا۔ ان کے لئے اب صرف دو باتین رہگئی تہین۔ یا تو اسس مصنوعی دم کشی سے اپنی زندگی کو قایم رکھین یا مرجائین۔ لیکن کوئی خفیہ طاقت تہی جو انکو جینے پر مجبور کرر ہی تہی ورنہ ایسا شخص جو ابتدا سے اپنی جان کا دشمن اور اسکو فنا کرنے کے لئے پہر رہا ہو یہ تکلیف کیون برداشت کرتا۔ یہ سانس سکنڈ مین دو بار کے حساب سے جاری تہا اور اسکو جاری رکہنے کے لئے آپ کو ہر وقت ہوشیار رہنا پڑتا تہا اور رات دن مین کسیوقت سو نہین سکتے تہے۔ جس سے آپ کو حد سے زیادہ تکلیف اُٹہانی پڑی۔ اس حالت کو دیکھکر آپ کی بیوی سخت پریشان ہوتین اور گہنٹون پاس بیٹھی رہتین۔ کئی روز کے بعد ان کا دوست جس کے مکان پر یہ ٹہیرے ہوئے تہے ایسی نازک حالت دیکھکر انکو گاڑی مین ڈال ڈاکٹر جو گلیکر کے پاس لیگیا۔ یہ ڈاکٹر علاوہ ڈاکٹری کے یوگی بہی تہا۔ جہاراج کو دیکھکر کہا کہ یوگ ابھیاسی محنت شاقہ اُٹہانے کے بعد جس حالت کو پہنچتا ہے وہ حالت اسوقت آپ کی ہے۔ اور یہ حالت خوش نصیبون ہی کو میسر ہوتی ہے۔ آپ کی روح برہمانڈ مین جا پہنچی ہے اور ظاہرا آپ کو مرجانا چاہئے لیکن آپ کی حالت مین ایک خصوصیت ہے جسکو مین خود بہی نہین سمجھ سکتا۔ اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اپنی کوشش سے سانس لیکر اپنے جسم کا تعلق روح سے قایم رکھا ہے۔ اور آپ کی اس انوکھی حالت کیوجہ سے یوگ

کی اخیر منزل جو دائمی خوشی پیدا کرنیوالی ہے جا نگاہ ثابت ہو رہی ہے۔ اور یہ خصوصیت اس منزل سے خدا جانے اور کس اعلیٰ منزل پر یجانے والی ہے۔ جو محض یوگ سے حاصل نہین ہوسکتی۔ مہاراج نے رکتی رکتی آواز مین کہا کہ جو کچھہ بھی ہو مین اس تکلیف کو اب برداشت نہین کرسکتا۔ اگر آپ علاج کرسکتے ہین تو کیجے۔ ڈاکٹر تو سمجھے ہی ہوا تہا کہ دوا کارگر نہ ہوگی محض دلدہی اور اطمینان کے لئے کچھہ دوا دی۔ دو روز تک آپ نے یہ دوا پی لیکن کچھہ افاقہ نہ ہوا۔ گھبراکر آپ یہان سے دہولیۓ اپنے بہائی بالکرشناراؤ کے پاس جو پونہ سے تبدیل ہو کر چند روز کے لئے یہان آئے ہوئے تھے چلے آئے بالکرشناراؤ نے اپنے بہائی کا علاج خود شروع کیا۔ مشہور ڈاکٹرون اور ویدونکی رائے لی مگر کسیکو مرض کی تشخیص نہ ہوئی۔ مہاراج نے ہانپتے ہوئے کہا کہ میرا اصلی سانس رک گیا ہے اور مین نے اپنی کوشش سے مصنوعی سانس لینا شروع کیا ہے۔ ڈاکٹرون کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ اور کہا کہ قدرتی سانس بند ہونے پر انسان کی طاقت نہین ہے کہ وہ مصنوعی سانس لیکر زندگی قایم رکھہ سکے۔ اب جبکہ ڈاکٹرون اور ویدون نے علاج سے جواب دیدیا تو سوائے تکلیف برداشت کرنے اور اسی حالت مین بے خواب و خورپڑے رہنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ والدہ۔ بہائی اور انکی بیوی سخت متردد تھے کہ کیا کیا جائے۔ جس نے جو بتایا کیا۔ صدقہ

اتار امنت مانی سب کچھہ کیا مگر بے سود۔ تہک کر بیٹھہ رہے اور مشکل آسان ہونیکی دعا کرنے لگے۔ یہ حالت کئی روز تک جاری رہی۔ آخر ایک دن مہاراج نے محسوس کیا کہ واقعی وہ مر رہے ہین۔ اشارے سے کیسکو پاس بلایا اور آہستہ آہستہ گہر والونکو کہا کہ تجہیز و تکفین کی تیاری کرو۔ تہوڑی دیر کے بعد انکا جسمانی احساس بالکل مفقود ہو گیا۔ اور انہون نے خود کو جسم سے بالکل الگ دیکہا جو ایک طرف بلا حرکت پڑا ہوا نظر آیا۔ یہ بہی دیکہا کہ تجہیز و تکفین کی تیاری بہی ہو رہی ہے۔ پہر اس سے بڑہکر خود کو ایسی حالت مین پایا کہ جہان ظاہری اور باطنی دونون وجود دونکا پتہ نہ تہا۔ اس حالت مین انکے ہوش و حواس بہی گم ہو گئے تہے۔ اسوقت انکے دل کی حرکت بہی بند ہو گئی ہتی۔ اور نبض بہی ساقط ہتی۔ اور دیکہنے والون کو بظاہر مردہ نظر آنے لگے۔ تہوڑی دیر کے بعد ان کے جسم مین حرکت پیدا ہوئی اور ہوش مین آتے ہی مصنوعی دم کشی شروع کر دی۔ ایسے دورے پے درپے ہونے لگے۔ اور آپ ہوش مین آتے ہی مصنوعی سانس سے خود کو زندہ رکہنے کی کوشش کرتے۔ جب ہوش و حواس سے بری ہوتے اور خود کو مردہ تصور کرتے تو تمام مُردون اور ان کے حالات پس مرگ کو دیکہہ سکتے غرض ہر طرف انہین موت ہی موت نظر آتی۔ اس سے آگے بڑہکر آپکو سمادہی کی حالت کا تجربہ ہوا۔ جسکو وہ بیان نہین کر سکتے تہے۔ مہاراج

کے عزیزون مین ایک نجومی تہا اوس نے کہا کہ اگر مہاراج کی بیوی گولر
کے درخت کے گرد خاص تعداد مین چکر لگایا کرین تو ممکن ہے کہ اس مرض
سے انکو افاقہ ہو جائے۔ چنانچہ گولر کا ایک چہوٹا سا درخت جڑ سمیت اکہیڑ
کر منگایا اور گہر کے صحن مین لگایا گیا۔ اور مہاراج کی بیوی نے حسب ہدایت
اسکے گرد چکر لگانے شروع کیے۔ روزانہ پانی ڈالکر اسکو ہرا رکہنے کی کوشش
کی جاتی ہتی لیکن چند روز بعد وہ خشک ہو گیا۔ اسپر لوگونکو یقین ہو گیا کہ
مہاراج کا جانبر ہونا دشوار ہے۔ لیکن انکی وفادار اور جان نثار بیوی نے
اپنا کام بند نہ کیا۔ شدہ شدہ گولر کی ایک شاخ مین کونپل پہوٹی جس کو
دیکہکر سب کو حیرت سی ہوئی اور امید ہو گئی کہ اب مہاراج ضرور اچہے
ہو جائینگے۔ لیکن اس طواف کی میعاد ختم ہونے پر بہی مرض مین افاقہ
نظر نہ آیا۔ اور معاملہ خدا کے سپرد ہو گیا۔ آخر اسی تکلیف مین مہاراج
پر غنودگی طاری ہوئی۔ ابہی پلک جہپکی ہی ہتی کہ دماغ اور جسم کو ایکقسم
کا جہٹکا سا محسوس ہوا جس سے مہاراج پہر بیدار ہو گئے۔ اور مصنوعی دم کشی
شروع ہو گئی۔ ہر طرح کے علاج سے تنگ آکر مہاراج نے گہر چہوڑنے اور
تنہا رہنے کا ارادہ کیا اور گہر والون سے اس کا اظہار کیا کہ شاید ایسا کرنیسے
صحت ہو جائے سبنے کہا اچہا ہم سب تمہارے ساتہہ چلتے ہین۔ آپ نے
فرمایا کہ نہین ساتہہ کوئی نہ ہو یہانتک کہ اپنی دمساز و غمگسار بیوی کو بہی

ہمراہ نہ لیا اور میجواڑ کے جنگل مین رہنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ بالکرشنا راؤ نے دو لڑکے ساتہہ کئے کہ وہان تک پہنچا آئین۔ دہو یہ سے چالیس گاؤن آکر مہاراج نے لڑکونکو واپس کر دیا اور بہائی کے تجویز کردہ راستے کو چہوڑکر بذریعہ ریل آپ منماڑ پہنچے۔ بعد مین ان کے بہائی تلاش مین چالیس گاؤن آئے اور تمام ریلوے صدر مقامو نپر تار دئے مگر پتہ نہ ملنے پر واپس لوٹ گئے

مہاراج منماڑ سے نکلکر احمد نگر آئے اور یہان سے راہوری پہنچے۔ جہان وہ ایک دن کے لئے کلکرنی مہاراج کے مکان پر فروکش ہوئے یہ صاحب بڑے زبردست یوگ ابہیاسی تہے۔ انہون نے مہاراج کیحالت کو دیکھکر رائے دی کہ وہ شیرڈی جاکر سائین بابا کا نیاز حاصل کرین۔ چونکہ وہ کامل بزرگ اور معرفت کے اعلی مقام پر پہنچے ہوئے ہین تمکو خداشناسی کی راہ بتاکر کامل صحت بخشینگے۔ مہاراج نے پوچھا ان کا مذہب کیاہے یہ جواب پاکر کہ مسلمان ہین صاف انکار کر دیا کہ مین برہمن ہوکر ایک مسلمان کے آگے ہاتہہ نہین جوڑ سکتا۔ اور نہ وہ میرا دکہہ دور سکتے ہین؛ چنانچہ آپ یہان سے بجوری گئے اور خار دار گہنے جنگل مین جا بیٹھے۔ پیاس لگتی تو ناگ پہنی کے دو چار پہل کا عرق حلق مین ٹپکا لیتے۔ اگرچہ اس کا بہی حلق مین اترنا دشوار تہا۔ چند روز کے بعد پہر پہلا دورہ شروع ہوا۔ مگر اس مرتبہ آپ کو

ہر بات کا صاف صاف مشاہدہ ہونے لگا۔ احساس جسمی مفقود ہوکر خودی
کا نشان بہی مٹ جاتا۔ اور صرف مہاراج ہی مہاراج براجتے نظر آتے۔ ایک
معمولی انسان کو جو خواہشات نفسانی کی طرف مائل ہوا اپنی خواہشات کا
حظ اٹھانے کیلئے اسکو اپنے جسم کو ذریعہ بنانا پڑتا ہے۔ گویا اوسکی زندگی اور
خودی اوسکی وجود ظاہری پر مبنی ہین۔ اور اس وجود کو زندہ رکھنے اور کام
مین لانے کے لئے اسکو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر مہاراج کیحالت
اس سے بالکل برعکس تھی۔ مہاراج اس جسم کے تعلق سے بیزار تہے اور جیسا کہ
پہلے بیان کیا گیا ہے اسکو برباد کرنے کے لئے انہون نے جان توڑ کوشش
کی تہی۔ اور چونکہ انکی زندگی اور خودی انکے وجود ظاہری پر منحصر تہین لہذا
ان کا وجود اب اپنے یعنی اصلی مہاراج پر منحصر تہا۔ اور اسی لئے غذا نہ ملنے سے
اور اسکی نگہداشت نہ کرنیسے بہی وہ ضایع نہ ہوسکا۔ اور اس طرح اصلی ذات
(مہاراج) مین ملکر اس مین سما گیا تہا۔ اور وجود ظاہری اور خودی مٹ کر
صرف اصلی وجود باقی رہگیا تہا۔ اس قسم کا تجربہ مہاراج کو اب گاہ بگاہ ہوتا
رہتا تہا۔ اور جب وہ اس حالت مین ہوتے تو انہین دوامی خوشی کی زندگی کے
سوا اور کچھہ نہ محسوس ہوتا۔ اور جب ظاہری وجود کا احساس ہونے لگتا تو وہ
خود کو نہایت ابتر اور قابل رحم حالت مین پاتے۔

مہاراج اس جنگل مین تنہا بے آب و دانہ اور بے خواب چھہ ماہ تک رہے

اس سنسان اور بھیانک مقام پہ ہر قسم کے سانپ بچھو اور دوسرے زہریلے جانور دن دہاڑے ان کے اردگرد پھرتے لیکن یہ تو جان قربان کرنے پر آمادہ تھے پرواہ بھی نہ کرتے بلکہ حسرت سے انکی طرف دیکھتے تھے کہ یہ پھر رہے ہین تو قریب آکر کاٹتے کیون ہنین۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر ایک شخص کہیگا کہ ایسی دلیری اور جرأت کا اظہار بغیر کسی خاص قوت کے نہین ہوسکتا۔ اور یہ وہ قوت تھی جو آیندہ اپنا اہم کام لینے کے لئے انکو تیار کر رہی تھی اور یہ غیر محسوس طریقے پر اس قوت کے تابع کام کر رہے تھے اور یہی وجہ تھی جو مہاراج سانپ بچھوؤن کے مسکن مین اپنا مسکن بنائے ہوئے تھے ؎

گھر جائے گھر او گھر سے گھر دا کھے گھر جائے
یہ ہی اچنبھا ہم نے دیکھا مڑا کال کو کھائے

یعنی جو اپنے فانی وجود کی پرواہ نہین کرتا اسکو سلامت پاتا ہے؛ اور جو اسکی فکر رکھتا ہے اوسکو کھوتا ہے!! سچ ہے کہ جو مر کے جیتا ہے وہ موت پر بھی قابض ہوجاتا ہے۔ مہاراج تمام احساسات فانی سے بری تھے اور ہر وقت موت کی خواہش دل مین رکھتے تھے اس لئے ان کے دل مین خوف کا نام تک باقی نہ رہا تھا۔

چھہ ماہ بعد ایک روز بیٹھے بیٹھے آپ کو خیال آیا کہ اگر مجھے

زندہ ہی رہنا ہے تو کم از کم اس دائمی مصیبت سے نجات ضرور حاصل کرنا چاہئے۔ چنانچہ اب خود اپنا علاج شروع کیا۔ اور اس پر خار مقام سے نکلکر جوری گاؤن مین آئے۔ یہان ان کی ایک برہمن سے ملاقات ہوئی (یہ شخص احمد نگر کے بالا صاحب کا چچا تھا۔) اس نے انہین برہمن دیکھکر اور یہ دیکھکر کہ نہایت ہی قابل رحم حالت ہے انکو اپنے گہر ٹھیرایا۔ یہان انہون نے اپنا مجوزہ علاج شروع کیا یعنی گرم پانی پینا شروع کیا۔ برہمن کے اصرار پر تہوڑی سی گنجی بہی پی لیا کرتے۔ ایک ماہ تک اس طریقے پر چلنے سے آپکی بیماری مین نمایان فرق پیدا ہوگیا۔

نارائن مہاراج کی دوبارہ ملاقات

اس افاقہ کے بعد آپ کو نارائن مہاراج کی زیارت کا شوق ہوا۔ اور آپ یہان سے مورگاؤن گئے جہان سے سوپا ہوتے ہوئے کیڑگاؤن پہنچنے کا ارادہ تہا جہان نارائن مہاراج رہا کرتے ہین۔ مورگاؤن مین آپ نے وٹھوبا کے مندر مین قیام کیا۔ یہان ایک عجیب واقعہ پیش آیا یعنی جو لوگ وٹھوبا کے درشن کو مندر مین آتے مہاراج کے بہی قدم چومتے اور نہایت عزت و احترام سے پیش آتے۔ مہاراج نے ہر چند منع فرمایا کہ بہائی مین نہ بزرگ ہون نہ سد پروش میری کیون تعظیم کرتے ہو؛ لیکن لوگ باز نہ آئے

اور کہا کہ ہمارا دل آپ کی طرف جہکا جاتا ہے ہم کیا کرین چنانچہ تمام دن
لوگون کا تانتا بندھا رہا اور آپ کے قدمون مین ریشمی دہوتیان اور پٹکے اور
پہل پہول ڈہیرون جمع ہو گئے۔ بہت سے لوگون نے اپنے گہر پجانیکی آرزو
ظاہر کی لیکن آپنے انکار کر دیا کہ مین کل جانیوالا ہون۔ دوسرے دن گاؤن
والون نے ایک بیل گاڑی کا انتظام کر دیا جس مین بیٹھکر آپ سوپا پہنچے اور اس
گاؤن کے مندر مین اترے۔ گاڑیبان سے کہلکر کسی برہمن کو بلوایا۔ چنانچہ ایک
برہمن آیا اور آپ کو دیکہتے ہی قدمونپر گر پڑا آپ نے اس کا سر اُٹھایا اور
فرمایا کہ تہوڑا سا نیم گرم پانی لا دو۔ برہمن پانی لایا اور آپ نے پیا خبر
ہوتے ہی سارا گاؤن الٹ پڑا اور مدگاؤن کا نقشہ یہان بہی ہو گیا۔ یہان
کے لوگون نے بہی آپ کو مدعو کیا مگر آپ نے نارائن مہاراج کی خدمت مین
حاضر ہونے کا عذر پیش کیا مگر لوگون نے نہ مانا اور بہزار منت سماجت
آپ کو ٹہیرا ہی لیا۔ چنانچہ آپ آپا صاحب دیشپانڈے کے مکان پر ٹہیرے
یہان کے قلیل قیام مین دو واقعات قابل تذکرہ پیش آئے جنسے عام
لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ اور درشن کیلئے لوگونکا ہجوم لگا رہتا۔

ایک مرتبہ مہاراج اور چند آدمی کسی ولی کی درگاہ پر زیارت کیلئے
گئے درگاہ مین اور اوسکے قریب کوئی حاضر نہ تہا۔ مہاراج نے ساتہیون سے دریافت
کیا کہ آیا وہ پہول اور اگربتی وغیرہ ساتہہ لائے ہین یا نہین؛ لوگون نے

نفی مین جواب دیا۔ مہاراج نے فرمایا خیر اندر جا کر دیکھو طاق مین سب سامان ہوگا۔ چنانچہ لوگ اندر گئے دیکھا تو تمام چیزین موجود تھین۔

دوسری مرتبہ یہ لوگ شنکر کے مندر مین مہاراج کے ہمراہ گئے۔ مندر مین تہ خانے بنے ہوئے ہین جن مین ایک زمانہ سے لوگون کی آمد و رفت بند ہے اور کسی کی ہمت اندر جانے کی نہین ہوتی۔ مہاراج نے فرمایا چلو اندر کون چلنا چاہتا ہے۔ سب لوگ اندھیرے کے ڈرسے دبے کھڑے رہے اور اندر اترنے کی ہمت نہ کی اسپر آپ تن تنہا آگے بڑھے کسی نے کہا مہاراج حکم ہو تو موم بتی جلادی جائے' آپ نے فرمایا کہ شنکر اپنے خادم کو خود روشنی دکھادیگا۔ چنانچہ سب لوگون نے دیکھا کہ اندر خود بخود روشنی ہوگئی۔ اور مہاراج اندر جاکے واپس آگئے۔ اور روشنی غائب ہوگئی۔

دو ہفتے کے قیام کے بعد آپ بصد مشکل یہان سے بیٹ کیطرف روانہ ہوسکے جہان نارائن مہاراج قیام پذیر ہین۔ گاڑی مین اپا صاحب دیشپانڈے (جنکے مکان پر نارائن مہاراج بہی اترے تھے) اور چند دیگر اصحاب بہی ساتھ ہوئے۔ بیٹ پر پہنچکر معلوم ہوا کہ نارائن مہاراج اپنے کسی مرید کے گھر بمبئی گئے ہوئے ہین۔ نارائن مہاراج کے بھگتون نے آپ کی خاطر تواضع کی۔ مہاراج نے یہان اشنان کیا اور تھوڑا سا کھانا کھاکے تنہا کیڈگاؤن ریلوے اسٹیشن پر پہنچے اور بمبئی روانہ ہوئے۔ یہان اپنے کسی ملاقاتی کے یہان

اترے۔ یہان سے ناراین مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ بہت سی
آدمیون کے بیچ مین بیٹھے باتین کر رہے تہے اتنے مین یہ بہی جا بیٹھے۔ مجلس
برخاست ہونے پر آپ نے اطلاع کی کہ مین تخلئے مین کچھہ عرض کرنا چاہتا ہون
نارائن مہاراج نے انکی طرف غور سے دیکہا اور کچہہ دیر تامل کے بعد فرمایا کہ
کل ٹہیک دوپہر کو بارہ بجے آؤ۔ دوسرے دن وقت مقررہ پر آپ پہنچے
نارائن مہاراج کرسی پر رونق افروز تہے اور ایک کرسی پہلو مین خالی رکہی
ہتی۔ نارائن مہاراج نے انکو بلاکر اس کرسی پر بٹہایا۔ اسوقت بہت سی برہمن عورتین
آپ کو باری باری ہار پہنا رہی تہین۔ نارائن مہاراج نے ان مین سے
سب سے خوبصورت اور قیمتی ہار ان کے گلے مین ڈالا اور فرمایا کہ اب جاؤ اور
شام کو پہر آنا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے لیکن اس طرز عنایت
سے سخت متعجب ہوئے۔ حسب الارشاد شام کو پہر حاضر ہوئے اور ان
بزرگ کو اکیلا بیٹھا ہوا پایا۔ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ آپ بہت دیر سے
انتظار کر رہے ہین۔ آپ نے سلام کیا اور قریب بیٹھ گئے۔ نارائن مہاراج
نے فرمایا کہ چند روز مین سب ٹہیک ہوجائیگا۔ پہر پاندان مین سے پان کی
ایک گلوری اٹہاکر انکو دی۔ انہون نے کہا کہ مین نے پان کا کبہی شوق
نہین کیا۔ نارائن مہاراج نے فرمایا کچہہ مضایقہ نہین اسکو میرے سامنے
کہالو۔ اور اچہی طرح چباکر کہاؤ۔ مہاراج نے تعمیل حکم کی۔ اسپر نارائن

مہاراج نے فرمایا کہ اب تم باطن مین کامل طور پر رنگ دئے گئے ہو۔ یہ سنکر مہاراج نے عرض کیا کہ قصور معاف ہو مین اس جملے کا مطلب نہین سمجھا۔ ناراین مہاراج نے فرمایا کہ تمہین اس کا پتہ آگے چلکر ہوگا۔ اسوقت صرف اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ تم ایسے رنگے گئے ہو کہ اس سے پیشتر کوئی ایسا نہین رنگا گیا۔ چنانچہ رخصت ہو کر گھر آئے دوسرے دن پھر حاضر خدمت ہوئے اور جانیکی اجازت مانگی ناراین مہاراج نے فرمایا کہ ہان تم جہان چاہو جا سکتے ہو۔ پھر پوچھا کہ اب دوبارہ کب نیاز حاصل کرون آپ نے فرمایا کہ چند روز مین مین خود تم سے ملونگا۔ اور پھر ہمیشہ تمہارے نزدیک بلکہ ساتھ رہونگا۔ چنانچہ اسیدن مہاراج بمبئی سے رخصت ہو کر احمد نگر اور چند روز بعد راہوری جاکر کلکرنی مہاراج کے یہان ٹہیرے کلکرنی مہاراج نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے کہنے کے مطابق شیرڈی مین سائین بابا کیخدمت مین حاضر ہوئے یا نہین۔ مہاراج نے کہا نہین۔ یہ سنکر کلکرنی مہاراج نے استدعا کی کہ آپ کو ایسے زبردست اور خدا رسیدہ بزرگ کی خدمت مین ضرور جانا چاہیے۔ مہاراج نے کہا اچھا جاؤنگا

سائین بابا رحمتہ اللہ علیہ

آخرکار مہاراج کلکرنی مہاراج کے زور دینے پر شیرڈی جانے کے لئے تیار

ہو گئے۔ کلکرنی مہاراج نے چتلی کا ٹکٹ لیکر آپ کو روانہ کر دیا۔ مہاراج چتلی پہنچے۔ لیکن چونکہ چتلی سے راہتا تک بیل گاڑی مین سفر ہوتا ہے اور انکو بیل گاڑی ملی نہین۔ تین دن تک اسٹیشن پر کس مپرسی کیحالت مین پڑے رہے اور کسی نے بات تک بہی نہ کی۔ تیسرے دن ایک اجنبی ہندو نے اسطرح تین دن سے بہوکا پیاسا پڑے رہنے کا سبب دریافت کیا آپنے فرمایا کہ مجھے راہتا جانا ہے۔ راستہ معلوم نہین جو پیدل جاتا۔ اس ہندو نے کچھہ ترمیوہ انکو کہانے کے لئے دیا اور پہر ایک گاڑی کا انتظام کرا دیا۔ اور مہاراج سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہونے کے لئے راہتا روانہ ہو گئے

نوٹ نمبر ۱

متعلقہ صفحہ نمبر ۳۲

مہاراج کی قسمت مین قدرت نے جو کچھہ ازل مین لکھا تھا اسکی بنا پر مہاراج نے بچپنے ہی سے مصیبتین جھیلنی شروع کر دین۔ ان مصائب کا اثر اسقدر ہجوم ہوا کہ آپکو زندگی تنگ و بال ہو گئی۔ ایام طفلی سے شیرڈی تک کے حالات عجیب درد انگیز اور حیرت افزا ہین۔ اسباب دنیا سے کنارہ کشی۔ برسون کی فاقہ کشی وغیرہ وغیرہ اپنی نظیر آپ ہی ہین۔ تنگ آکر مرنا بہی چاہا لیکن موت بہی پاس نہ آئی۔ آخر یہ ہوا کہ دنیا اور اسکی مصیبتو نکو آپ ایک خواب سمجھنے لگے۔ اور آپ پر انکشاف ہونے لگا کہ خدا اور

صرف خدا ہی دائمی خوشی کا سرچشمہ ہے۔ تاہم ان مصیبتونکی برداشت سے آپ کا
یہ مقصد نہین تہا کہ درجۂ ولایت ملے یا اسرارِ حقیقت معلوم ہون مگر قدرت نے آپکے
شیشۂ دل کو وہ جلا بخشی کہ باید وشاید۔ ابتدا مین آپ دنیا سے بیزار ہو کے
اپنی جان دینے کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر کامل ایک سال بلا خواب و خورش بیٹھے لیکن
یہان بہی موت نہ آئی اور جسم نے انکا ساتھ نہ چھوڑا۔ اگرچہ یہان خودی کا خاتمہ ہو گیا
یعنی گوا اسمشٹہا سیو سشٹہا یہ سنسکرت اشلوک ہے اسکے معنی ہین کہ "جو خود کو
اپنے وجود سے الگ دیکھتا ہے وہ اپنی اصلی حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے۔ صرف و نحو
کی رو سے سنسکرت زبان مین ایک ہی قسم کی بہت سی چیزونکے مجموعے کو صیغۂ واحد مین بیان
کرسکتے ہین۔ لفظ گوا جسم کے متفرق حصون کے مجموعے کیلئے آیا ہے جو صیغۂ واحد ہے
اور جمع کی بجائے استعمال ہوا ہے۔ اس شعر کے مطابق خود کو اپنے وجود سے الگ
دیکہنا حقیقت سے واقف ہونا ہے۔ اس طویل اپاس کی حالت مین مہاراج خود کو
اکثر اپنے وجود سے الگ دیکہا کرتے تہے۔ کامل ایک سال روزہ رکہنے اور جسم کے
فنا نہ ہونے کے نکتے کو یعنی نراہار کی حالت مندرجہ ذیل بحث سے سمجھ مین آسکتی ہے۔
آتما یعنی روح خواہشات اور حیات سے مبرہ ہے۔ وہ نظر سے غائب
لیکن کل مین موجود اور غیر فانی ہے۔ مگر یہ جب قالب مین قیام پذیر ہو کر خواہشات اور
حیات کے دائرے مین گہر جاتی ہے تو اسکو جیو آتما یا دل کہا جاتا ہے یہ جیو آتما جسم
سے وابستہ ہوتا ہے اور اس جسم کے ذریعے لاتعداد اجسام کو اپنی طرف کھینچتا ہے

یہ جیو آتما ایک ہی ہے لیکن انواع و اقسام کے رنگ اجسام اور دوائرین حلول کرکے لاتعداد اشکال مین محدود ہوگیا ہے۔ چونکہ ہر مادی شے مین جیو آتما کا وجود ہے لہذا انسانی قالب مین بھی جیو آتما ہے جو تمام دوسرے اشیاکے جیو آتما پر بلحاظ صوری و معنوی خوبی و نوعیت ایک قسم کا فوق رکھتا ہے۔ یہ انسانی جیو آتما جسم کی وساطت سے لاتعداد اجسام کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ لیکن جیو آتما نرنکار ہے اسلئے ایک جسم مین سمایا ہوا نرنکار جیو آتما دوسرے جسم کے نرنکار جیو آتما کو کھینچتا ہے لہذا ان جیو آتماؤن کی باہمی کشش انکے متعلق اجسام کو بھی ایک دوسرے کیطرف کھینچ آنے پر مجبور کرتی ہے لیکن انسانی جیو آتما نسبتاً طاقتور ہونے کیوجہ سی دوسرے تمام جیو آتماؤنکو اپنی جانب کھینچتا ہے اور اسی مناسبت سے انکیطرف کھنچا جاتا ہے ان جیو آتماؤنکی باطنی کشش کا اظہار انکے مادی اجسام سی ہوتا ہے جو ایک دوسرے کیطرف کھنچتے ہوئے نظر آتے ہین۔ مثلاً آم کا رس حاصل کرنے کیلئے ہمین انگلیون سے اسکے خول کو دبانا پڑتا ہے جب رس نکلتا ہے۔ غرض تمام اشیاء انسانی جیو آتما کو اپنی طرف کھینچتی ہین لیکن اگر (دل) جیو آتما انکو اپنی طرف نہ کھینچے اور اپنے اس عزم پر قایم اور مستقل رہے تو وہ رموز حقیقت سے آگاہ ہوجاتا ہے۔ بجائے اسکے اگر وہ انکو اپنی طرف کھینچتا رہے اور اس باہمی کشش سے باز نہ آئے اسوقت تک اسکو دائمی نجات حاصل نہین ہوتی۔ لہذا ان قیود سے نجات حاصل کرنیکے لئے دل کو ان وضع کردہ اصول پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے جو اسے ان اشیاء کو اپنی طرف

کھینچنے سے معذور رکھے۔ اس امر مین مختلف ادیان کے ہادی جو اصول ہماری ہدایت
کیلئے چھوڑ گئے ہین ان مین اپاس یا روزہ رکھنا افضل ہے جسکی وجہ سے ہم ان اشیاء
کو اپنی طرف کھینچنے کے قابل نہین رہتے لیکن افضل ترین اصول نراہار یا دائمی روزہ
رکھنا ہے جسپر عمل پیرا ہونے سے دیگر اغیار بہی دلکو اپنی طرف مائل کرنا چھوڑ دیتی
ہین۔ اور اشیار کو اپنی طرف نہ کھینچنا یعنی انسے حظ نہ اٹھانا ہی نراہار یا دائمی روزہ ہے
اگر دل دوسری اشیار کو (یعنی انکے جیو آتما کو) اپنی طرف نہ کھینچے یا انسے حظ نہ اٹھائے
تو وہ خود اس سے بیزار ہو جاتی ہین اور پہر اسکو نہ وہ مائل کرتی ہین نہ اسکی طرف
مائل ہوتی ہین اگر دل انسے بالکل متنفر ہو جائے تو وہ اسکو اپنی طرف مائل نہین کرسکتین
ان لاتعداد اشیا، کے خواص بہی متفرق ہوتے ہین اور ان سے حظ اٹھانیکیلئے قدرت
نے وجود انسانی مین متعدد راستے یا دروازے رکھے ہین اور جب دلکو کسی خاص شئے
کا حظ مدنظر ہوتا ہے تو اس شئی کا جیو آتما ان ہی مین سے ایک مقررہ دروازے سے داخل
ہوکر دلکو بڑہتا ہے اور دل بہی اس سے لطف اٹھاتا ہے۔ ان اشیار کے خواص کے
لحاظ سے دروازے مخصوص کئے گئے ہین لہذا ہر شے اپنے خواص کے لحاظ سے مقررہ
دروازے سے دل تک اپنی رسائی کرتی ہے لیکن اسرار حقیقت سے واقف ہونے کیلئے
دلکو اپنے اوپر ان راستون یا دروازونکو بند کرلینا ضروری ہے۔ ان اشیار کے جیو
آتما کی کشش کے باوجود اگر دل ایک عرصے تک ان سے حظ اٹھانا ترک کردے تو یہ
اشیاء دلکو خود بخود اپنی طرف راغب کرنا چھوڑ دینگی۔

وشیاوِنی وَرتنتے نِراہارشی دیہی نہا ۔ رَس وَرجَم رسوپیستی پرَم دِرشٹوا نِورتتے
یعنی دل جب کہانا پینا ترک کر دیتا ہے تو وہ تمام خواہشات سے خالی ہو جاتا ہے
انسانی وجود مین دل کے حظ اُٹھانے کیلئے قدرت نے گیارہ دروازے یا رستے مقرر
کئے ہین اور ان دروازون مین سے داخلہ بند کر دینے کا نام نراہار یا دائمی روزہ ہے
نراہار مین پہلا کام غذا کا ترک کرنا ہے ۔ غذا جو منہ کے راستے پیٹ مین پہنچتی ہے تمام
دروازون کو زندہ (جاری) رکہنے کا باعث ہوتی ہے یہ خواہش کو پورا کرنیوالی ہے
اور اسکے نہ ملنے سے دل اور ان اشیا مین جو اسکے ذریعے پہنچتی ہین باہم کشمکش شروع ہو
جاتی ہے جسکے صدمے سے وجود فنا ہو جاتا ہے ۔ پیٹ کی آگ یا جٹہر اگن کیلئے غذا بطور
ایندھن کے ہے جب تک ایندھن (یا ظاہری شے) ملتا ہے اسوقت تک یہ آگ جسم
کے دروازون کو زندہ یا جاری رکہتی ہے ۔ اور جب غذا بند کر دی جاتی ہے تو یہ آگ جسم
کے اندر کی شے یعنی خون کو اپنا ایندھن بناتی ہے اور ان دروازونکو تھوڑے دن برباد
ہونے سے بچاتی ہے جٹہر اگن کی اس الٹی روش سے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے ۔ روزہ دار اس
تکلیف سے بخوبی واقف ہوتے ہین ۔ خون کا ایندھن ختم ہونے پر جسکو قریباً ایک ماہ لگتا ہے
جٹہر اگن کیلئے اب کوئی شے نہین رہتی کہ جسکو کہا کر وہ جسم کے دروازونکو زندہ رکہہ سکے
اسطرح دروازونکے مسدود ہونے پر وجود کا بہی خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ اب یہ ظاہری اور
باطنی شے (ایندھن) یعنی غذا اور خون جنپر جٹہر اگن کا دار و مدار ہے اربع عناصر کا کرشمہ ہین
اور دیگر اشیا بہی ان چار عنصرون کے متفرق مقدار مین باہم ہونے سے وجود مین آئی

ہین۔ غرض ان چار عنصرون کا جزو ہر شے مین مقررہ مقدار مین پایا جاتا ہے۔ جسکی کمی یا
زیادتی نے ان اشیاء کو مختلف رنگ اور اشکال و خصوصیات بخشی ہین۔ لیکن یہ چار عنصر غیر
مرکب حالت مین اور غیر معین مقدار مین ہر جگہ پائے جاتے ہین بے حس اور غیر متحرک اشیاء
مثلاً پتھر وغیرہ کی غذا ایسی غیر محدود و مفرد عناصر ہین۔ لہذا جب جتھر اگن کو تسکین دینے
کے لئے غذا یا خون میسر نہین آتا تو وہ ان مفرد عناصر کو اپنی غذا بناتا ہے جو پتھر اور دیگر
غیر متحرک اور بے حس اشیاء کی غذا ہین۔ اس غذا کی وجہ سے بدن بھی پتھر کی خاصیت اختیار
کرتا ہے۔ اور اس غذا کے لگاتار ملتے رہنے سے زوال پذیر نہین ہوتا۔ لیکن جتھر اگن
ان مفرد اور غیر محدود عناصر کو بطور غذا اسوقت قبول کرتا ہے جب دل وجود کی خواہش سے
آزاد ہوجاتا ہے۔ اور یہ اسوقت ظہور مین آتا ہے جب دل کا مدار جسم پر نہ ہو بلکہ جسم کا قیام
دل پر مبنی ہو۔ لیکن دل اگر جسم کی خواہش رکھتا ہو اور اسی پر اسکا انحصار ہو تو وہ ان غیر
محدود مفرد (اشیاء) عناصر سے متمتع نہین ہوسکتا۔ لہذا جسم کو زوال ہونے لگتا ہے۔
اور اس کا انجام موت ہوتی ہے۔ دل کی خواہشات کا بالکل فنا کرنا سدگرو کی امداد کے
بغیر نہین ہوسکتا۔ لہذا اس نتیجے پر پہنچنے کیلیئے سدگرو کی سخت ضرورت ہے۔ جب دل
وجود کی خواہش سے آزاد ہوجاتا ہے اور خود کو وجود سے الگ دیکھنے لگتا ہے تو
وہ خود کو ہر جگہ پاتا ہے اور اسکو وجود کا مطلق دھیان نہین رہتا جو ان غیر محدود
مفرد عناصر کو بطور غذا استعمال کرکے زندہ رہتا ہے اور دل کے تابع ہونیکی وجہ سے
زوال پذیر نہین ہوتا۔ مگر یہ سب سدگرو کی عنایت اور ایم پر منحصر ہے۔ بغیر

سدگرو یہ مرحلہ طے نہین ہوسکتا۔ سدگرو اگرچہ ہر شخص کو اسکی تعلیم کرسکتا ہے لیکن ع دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر' اسکو یہ دولت دیتا ہے جس کا ظرف اس کا متحمل ہوسکتا ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ جب جسم مین پتھر کیطرح غیر محدود مفرد عناصر کی خوراک ہضم ہونیکی صلاحیت آجاتی ہے تو پتھر کی خاصیت اور طاقت ہی اس مین پیدا ہو جاتی ہے" اس حالت مین اگرچہ وہ لاغر اور ہڈیون کا ڈھیر ہی کیون نہ ہو اس سے عجیب اور انسانی طاقت سے باہر کام صادر ہوتے ہین کہ دنیا دیکھکر حیران رہجاتی ہے' خواہشات وحسیات سے الگ ہو کر جیو آتما (دل) بالکل علائق دنیا سے پاک ہوجاتا ہے اسوقت جیو شیو ہو جاتا ہے یعنی الوہیت کا اعلیٰ مرتبہ پاتا ہے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس خدائی حالت مین پہنچنے کے بعد بھی خواہشات وحسیات کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اور دنیوی بکھیڑون مین پھنسنا پڑتا ہے تا کہ اپنی گذشتہ زندگی یا زندگیون کے سنسکار کو پورا کرکے پھر دوبارہ جنم لینے کی تکلیف سے آزادی ملے اور دائمی نجات حاصل ہو اس حالت کو سنسکرت مین جیون مکت اوستھا کہتے ہین۔

غرض ہر ملت و مذہب کا اسپر اتفاق ہے کہ نراہار یا دائمی روزہ اس مقصد کو حاصل کرنیکیلیے بہترین طریقہ ہے۔ نراہار یا نراشن کو اپاس یا اوپوشن بھی کہتے ہین۔ یہ مرکب لفظ ہین۔ اپوشن' اوپ اور اوشن سے بنا ہے جسکے معنی ہین " خدا کے نزدیک بیٹھنا۔ اسیطرح اپاس' اپ اور آس سے مرکب ہے' اسکے معنی بھی خدا کے نزدیک ٹھیرنے کے ہین - لہذا خدا کے نزدیک بیٹھنا یا ٹھہرنا نراہار یا نراشن کو

اختیار کرنیسے حاصل ہوتا ہی۔ نرا ہار، نر اور ہار سے بنا ہی جسکے معنی ہین کہانے پینے سے دور
اور یہی معنی نراشن کے ہین جو نر اور آشن سے بنا ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا ہی وجود انسانی
مین گیارہ دروازے ہین جن مین سے دنیوی خواہشات کا گذر دل تک ہوتا ہی۔ اسی مناسبت
سی ہندو مذہب کے بانیون نے اپاس کیلئے ہر ماہ کی گیارہوین مقرر کی ہی۔ اس منتظم حقیقی نے جسطرح
اس عالم فانی کیلئے ایک نظام قایم کیا ہی اسیطرح عالم روحانی کے کاروبار بہی چند مقررہ
اصول پر مبنی رکہے ہین اور انہی اصول کے تحت مین عبادت اور بندگی کیلئے بہی خاص دن
مقرر ہین جن مین عبادت کرنیسے بہ نسبت اور دنونکے زیادہ فوائد مترتب ہوتے ہین چنانچہ
اپاس کیلئے ہر ماہ کی گیارہوین مقرر ہے جس مین خدا کا قرب نسبتاً جلد حاصل ہوتا ہی۔

اِکادشی وِنے یِیشتو گومُوس بہگش یتیدی

سَروپاپ وِنر مکتہا وَیکُنٹھ پدَ ماپنُو یات

یہان گوموس کے معنی گائی کا گوشت نہین ہونے بلکہ گو کے معنی اندریا (وجود کے دروازے)
اور موس یعنی گوشت ہین چنانچہ گوموس کے معنی دروازونکا گوشت ہی یعنی خون۔ اور اپنے
خون سی جٹہر اگن کی پرورش کرنا اپاس ہی مین ممکن ہی۔ مذکورہ بالا اشلوک سی اکادشی کی فضیلت
کا ثبوت ملتا ہی۔ شاستر مین بہی اکادشی اپاس کیلئے اور دوادشی اپاس کہولنی کیلئے مقرر ہین
اپاس کہولنے سے پیشتر کم ازکم بارہ غریب برہمنونکو کہانا کہلانا چاہئے۔ غریب آدمی کیلئے صرف ایک
برہمن ہی کو کہانا دینا کافی ہی۔ اکادشی کا اپاس روحانی فیض کیلئے مخصوص ہی۔ اور دن اپاس
رکہنے سی دنیوی فوائد بہی حاصل ہوتے ہین یعنی اگر دینی فائدے کے خیال سے ہی تو دینی اور

دنیوی فائدے کیلئے ہے تو دنیوی فائدہ پہنچاتا ہے لیکن اسرار حقیقت سے واقف ہونے مین مدد نہین کرتے۔ چنانچہ شاستروں کے مطابق حقیقت سے آگاہ ہونے اور دائمی نجات حاصل کرنیکیلئے ہر شخص کو... ۲۴ معمولی یا ...۲۴ اکادشی کے روزے رکھنے چاہئین لیکن اس قلیل زندگی مین ایسا کرنا ناممکن ہے اسلئے ہر اپاس خدائی دفتر مین لکھا جاتا ہے اور جب مقررہ تعداد کئی جنم مین جاکر پوری ہوتی ہے تو اسپر باب حقیقت وا ہوتا ہے۔ بیمارون اور حاملہ عورتون کیلئے اپاس مین۔ دودھ، دہی، چھاچھ، گھی، شکر، تازہ یا خشک میوہ، بادام کشمش وغیرہ۔ ساگو دانہ، مونگ پھلی۔ راجگرہ۔ اور سنگھاڑہ کھانا جایز رکھا گیا ہے ان کے کھانیسے اپاس مین خلل نہین آتا۔

۵ مہاراج نے اپنی زندگی مین سب سے پہلے اکرشیور کے مندر مین ۱۲ روز بے آب و دانہ بسر کئے پھر ناسک کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر ایک سال بے خواب و خور ایک ہی آسن پر بیٹھے رہے۔ پھر کرشنا ندی کے کنارے مندر مین ڈھائی سال نیم کے پتے کھا کر کاٹے۔ پھر اکرشیور (جہین اکے پہاڑ پر دو برس سادہ خوراک پر بسر کی جس مین دم کشی کے مرض مین ۱۱ ماہ بغیر کھائے پئے اور سوئے گذارے۔ ۶ ماہ جیجوری کے جنگل مین بے آب و دانہ پڑے رہے۔ یہان سے شیرڈی پہنچکر سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین قریباً ۴ برس رہے جن مین ۲ سال سے نہ آب و دانے کا نام تک زبان پر نہ آنے دیا۔ اس چار سالہ قیام کے بعد آپ سائین بابا کی نظر فیض اثر سے منزل مقصود کو پہنچے۔

۵ یہ مندر پچھم مین ہے

حصّۂ دوم

مہاراج شیرڈی مین

اشاڈہ سدہ پراتی پدا کا متبرک دن تہا جبکہ شری سدگرو اپاسنی
مہاراج قصبہ شیرڈی مین رونق افروز ہوئے۔ آپ چتلی اسٹیشن سے
مقام رہاتا تک بذریعہ بیل گاڑی اور یہان سے شیرڈی تک پیادہ پا
چلکر صبح ۹ بجے کے قریب پہنچے۔ اجنبی ہونیکی وجہ سے آپ کہڑے سوچ
رہے تھے کہ ٹہرا کہان جائے کہ گنو صاحب نامی آپ کے پاس آیا
اور دریافت حال کے بعد کاکا صاحب دکشت کے باڑے مین قیام
کی رائے دی۔ چنانچہ مہاراج وہان تشریف لیگئے۔ سامان رکھکر آپ
دالان مین آکہڑے ہوئے، اتنے مین بوٹی صاحب، کاکا صاحب، اور
مہادیو راؤ جو سائین بابا کے مقرب خادم تھے آئے۔ مہاراج کا حال
دریافت کیا اور یہ معلوم کرکے کہ آپ سائین بابا کی خدمت مین شرف
نیاز حاصل کرنا چاہتے ہین۔ مہادیو راؤ نے کہا کہ مناسب ہوگا کہ آپ
پہلے سائین بابا کے درشن کر آئین اوسکے بعد کچہہ کام کرین۔ مہاراج نے
چاہا کہ وہ پہلے اپنی مذہبی پوجا پاٹ سے فارغ ہولین تو چلین لیکن اُن

لوگون کے اصرار سے مہاراج کو پہلے سائیں بابا کے حضور مین ہی جانا پڑا۔ سائین بابا لینڈی سے "جہان وہ اکثر رفع حاجت کیلئے جایا کرتے تھے"، "مسجد کو" جہان آپ قیام پذیر تھے" واپس تشریف لیجارہے تھے مہاراج وہین قدمبوس ہوئے اور سلام کر کے واپس لوٹ آئے اور اسی روز واپس وطن جانیکا ارادہ کیا۔ چلنے سے پیشتر سائین بابا کی خدمت مین پہر حاضر ہوئے اور مؤدبانہ رخصت طلب کی، سائین بابا نے فرمایا کہ کیا واقعی جانیکا ارادہ ہے، آپ نے فرمایا کہ جی ہان صرف اجازت حاصل کرنے آیا ہون حکم ہو جائے تو چلا جاؤن، سائین بابا نے فرمایا کہ نہین مین تمکو حکم دیتا ہون کہ کاکا صاحب کے باڑے مین ٹہیرے رہو، یہ حکم سنکر مہاراج خاموش ہو گئے،، اس تحکمانہ لہجے نے مہاراج کے دلپر جو اثر کیا سائین بابا اوسکو تاڑ گئے اور فرمایا "اچھا جاؤ مگر آٹھ دن مین واپس آجانا" مہاراج نے جواب دیا کہ اگر موقع ملا تو ضرور آؤنگا قطعی وعدہ نہین کرتا سائین بابا نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو تم نہ جاؤ اور کاکا صاحب کے باڑے مین بیٹھے رہو۔ مہاراج کسی صورت تعمیل حکم کیلئے تیار نہ ہوئے اور چہرے سے اظہار ناراضی ہو رہا تھا آخرش سائین بابا نے فرمایا کہ اچھا تم نہین رہنا چاہتے تو جاؤ ہم دیکھ لینگے"! چنانچہ مہاراج شیرڈی سے رہا ہوا اور یہان سے جیلی اسٹیشن پہنچے۔ یہان پہنچکر انکو کچھ ایسے پیچ در پیچ واقعات پیش آئے

کہ چیتلی اور کوپرگاؤن اسٹیشن کے درمیان ہی سات دن بسر ہو گئے اور
ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے، آخر آٹھوین دن یہ کوپرگاؤن مین آٹھیرے
یہان ایک برہماچاری سے ملاقات ہوئی مختلف باتونکے بعد برہماچاری نے
دریافت کیا کہ آپ شیرڈی بھی گئے ہین؟ مہاراج نے فرمایا کہ جی ہان مین
شیرڈی گیا ہون اور سائین مہاراج کے درشن بھی کئے ہین، اس کے ساتھ
ہی تمام واقعات بھی سنائے جسپر برہماچاری نے نہایت عقیدتمندانہ الفاظ
مین مہاراج کو سائین بابا کی خدمت مین واپس جانیکی ہدایت کی لیکن مہاراج
نے انکار ہی کیا، اتنے مین چند آدمیوں کا گروہ سائین بابا کے درشن کیلئے
شیرڈی جانے والا مندر مین آکر اترا۔ اور یہ معلوم کرکے کہ مہاراج شیرڈی
ہو آئے ہین ان لوگون نے مہاراج سے درخواست کی کہ "ہم لوگ راستے سے
ناواقف اور سائین بابا کے درشن کے مشتاق ہین عنایت ہوگی اگر آپ
شیرڈی تک ہماری رہبری فرمائین، مہاراج تو شیرڈی کے نام سے
چلکتے تھے۔ صاف انکار کر دیا کہ مین نہین چل سکتا، لیکن اُن لوگون نے
کچھ ایسے جادو بھرے لفظون مین منت سماجت کی کہ مہاراج کو رہبری کے لئے
مجبور ہونا پڑا، چنانچہ اُس تشنہ لب قافلے کی رہبری فرماتے ہوئے پھر اُسی
چشمۂ حیات پر پہنچے جہان سے بھاگے تھے،
شام کے وقت مہاراج سائین بابا کے درشن کو گئے۔ سائین بابا نے

آپ کو دیکھکر فرمایا کہ شیرڈی سے کب گئے تھے آپ نے فرمایا کہ آج آٹھوان دن ہے، سائین بابا نے فرمایا کہ دیکھو اب بھی کہنا مانو اور باڑے مین ٹھیرے رہو، اسوقت مہاراج سمجھے کہ ضرور کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین آخر بہ خاطر پریشان اُٹھے اور باڑے مین بادل نالان بیٹھ گئے۔ کھانیکا انتظام ہوٹل مین کر کے معمول کر لیا کہ روزانہ سائین بابا کے درشن کر لیا کرین لیکن شیرڈی سے جانیکا خیال ہر وقت انکے ساتھ رہتا اور بہ نکلنے کے پہلو سوچتے رہتے۔ چند دنوں کے بعد مہاراج کو یہ محسوس ہونے لگا کہ کوئی روحانی قوت انکو پا بہ زنجیر کئے ہوئے ہے

اب ایک طرف تو سائین بابا کی کشش اور دوسری طرف بیوی اور متعلقین کی محبت دونون نے ملکر مہاراج کو دیوانہ بنا رکھا تھا لیکن سائین بابا ہمیشہ آپ کو تسلی و تشفی دیتے رہے اور فرماتے رہے کہ شیرڈی نہ چھوڑو

ایک روز سائین بابا نے مہاراج سے نذرانہ طلب کیا۔ مہاراج نے ایک روپیہ جو گھسا ہوا اور زنگ آلودہ تھا سائین بابا کو دیا۔ سائین بابا نے اُن آدمیونکی طرف جو پاس بیٹھے ہوئے تھے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو بھئی انہون مجھے اپنا سب سے زیادہ ناقص سکہ عنایت کیا ہے،، مہاراج اس بات سے بہت شرمائے اور مکان سے ایک چمکدار اور نیا روپیہ لاکر سائین بابا کے پیش کیا، اسپر سائین بابا نے فرمایا کہ دیکھو اب

انہون نے مجھے اپنا بہتر سے بہتر سکہ دیا ہے لہذا مین ان کے اچھے اور برے سب کو قبول کرتا ہون اور انکو مین اپنے پاس رکھوں گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراج جو کچھہ کرتے تھے سائیں بابا اوس سے اچھی طرح واقف تھے۔

سائین بابا اور مہاراج کی ان باتون نے مہاراج کو شیرڈی مین محسود بنادیا جگہ جگہ مہاراج کے متعلق چہ میگوئیان شروع ہوگئین، یہان تک کہ بعض حاسدون نے انکو خفیہ پولیس کا آدمی مشہور کرکے آزار دینا شروع کر دیا۔ کسی نے کہا نہین کوئی بڑا بہاری مجرم ہے جو پولیس کے شکنجے سے بچنے کیلئے بہاگ کر یہان آپڑا ہے اور اس خیال کی بنا پر کوپرگاؤن کے تہانے مین رپورٹ کی جہان سے چند سپاہی تحقیقات کیلئے آئے اور مہاراج سے دریافت کیا کہ وہ اپنے متعلق تسلی بخش معلومات دین لیکن مہاراج نے انہین باتون ہی باتوں میں ٹالدیا اور تسکین بخش جواب نہ دیا۔ اس سے پولیس بھی مشکوک ہوگئی اور یہ کہکر کہ مزید تحقیقات آیندہ کیجائیگی چلی گئی۔ اِس ناگوار برتاؤ سے مہاراج کو سخت صدمہ ہوا اور فوراً سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ مین چلا جاؤن۔ سائین بابا نے فرمایا کہ ہان پولیس نے تمکو دق کیا ہوگا۔ تم اُن سے بالکل نہ ڈرو اور اگر دوبارہ

وہ تمہارے پاس آئیں تو صاف کہدینا کہ جو تمہارے جی مین آئے وہ کرو تم میرا کچھہ نہین کرسکتے۔ اس سے مہاراج کو کچھہ تقویت پہنچی اور وہ پولیس کا مقابلہ کرنیکو تیار ہو گئے۔ چندروز کے بعد وہان کا معاملہ وار چند سپاہیونکو ساتھہ لیکر تفتیش کیلئے آیا۔ مہاراج نے اُسکے سوال پر کہا کہ اگر تم مجھے مجرم سمجھتے ہو تو پہلے اس کا ثبوت بہم پہنچاؤ اور پھر جو چاہو کرسکتے ہو اور اگر خفیہ پولیس کا شک کرتے ہو تو کسی تعارض کی تمکو ضرورت نہین مجھے اپنا کام کرنے دو تاکہ مین سائین بابا اور اُنکے چیلونکے متعلق اپنی مرضی کے موافق تحقیقات کرون۔ اسپر معاملہ وار اور پولیس کے سپاہی واپس چلے گئے۔ اس سے مہاراج کو اگرچہ کسیقدر اطمینان تو ہوا لیکن اپنے متعلق لوگون کا حسد اور ناگوار برتاؤ دیکھکر باڑے مین رہنا انکو ناگوار گذرنے لگا لیکن سائین بابا کے خلاف وہان سے ہل نہ سکے مجبوراً اسیجگہ گوشہ نشینی اختیار کرلی اور بغیر اشد ضرورت کسی سے بات چیت نہ کرتے۔ تہوڑے ہی دن گذرے تھے کہ مادہو راؤ نے مہاراج کو باڑے سے چلے جانے کیلئے خود ہی کہا چنانچہ مہاراج سائین بابا کی آرتی وغیرہ سے فارغ ہوکر دس بجے شب کے قریب اپنی پیٹی اُٹھا باڑے سے نکلے اور کھنڈوبا کے مندر مین آبیٹھے۔ سائین بابا کی مسجد سے کھنڈوبا کا مندر قریباً تین منٹ کا راستہ ہے۔ شاہراہ کی ایک جانب قصبۂ شیرڈی ہے اور دوسری جانب مالی اور سنارونکے مردے

جلانے کی جگہ ہے چارون طرف جنگل اسقدر گھنا ہے کہ دنکو بھی لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہین۔ چونکہ مہاراج کی طبیعت فطرتاً تنہائی پسند واقع ہوئی تھی یہان سے آپ سوائے سائین بابا کے درشن اور کھانا کھانے کے اور کسی وقت باہر نہین جاتے تھے۔ یہان بھی آپ کو گھر کی یاد ستاتی اور بار بار آپ سائین بابا سے اجازت طلب کیا کرتے بعض اوقات مادہو راؤ کی معرفت سائین بابا سے رخصت طلب کرتے لیکن ہمیشہ نفی مین جواب ملتا رہا بلکہ مادہوراؤ کو تو سائین بابا گھرک بھی دیتے تھے کہ بار بار یہ سوال کیون پیش کرتا ہے۔ چند روز اسیطرح گذرنے پر ایک روز سائین بابا نے مادہوراؤ کے ذریعے مہاراج کو حکم بہیجا کہ وہ تین دن کا اپاس رکھین اور چوتھے دن کہانا کھائین اگر خواہش ہو تو صرف مونگ پہلی کہائین۔ مہاراج نے حسب الحکم اپاس رکھا پہلے روز کچھہ نہین کہایا دوسرے روز صرف ایک مرتبہ چاء پی تیسرے روز پہلیان کہائین اور چوتھے دن اپاس کھولکر معمولی کہانا کہایا۔ اور پہر سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور وہی پرانا سوال گہر جانے کا پیش کیا۔ سائین بابا نے فرمایا کہ اچھا دو دن اور ٹھیرو اسکے بعد مین اس معاملہ کا فیصلہ کرونگا۔ دو دن کے بعد مہاراج کیطرف سے مادہوراؤ نے عرض کی کہ انکو گہر چلے جانے کی اجازت دیدیجائے

یہ سنکر مہاراج کی طرف سائین بابا نے رخ کیا اور سنبھل کر سیدھے ہو بیٹھے اور جس قدر معتقدین اور مریدین تھے سب کو مخاطب فرما کر نہایت ہی رعب دار لہجے مین فرمایا:۔

"سب لوگ جو یہان بیٹھے ہوئے ہین غور سے سنین
مین اپنا جانشین مہاراج کو بنانیوالا ہون اور معرفت
الٰہی کا جو مرتبہ مجھے حاصل ہوا ہے وہ انکو تفویض کرونگا
ان کا مقام معرفت پر پہنچنے کا وقت قریب آرہا
ہے۔ انہین یہان چار برس اور ٹھہرنا پڑیگا اسکے
بعد وہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کرینگے جسکی مین پیشگوئی
کر رہا ہون میری تمام روحانی طاقت کے یہ مالک
ہونگے اور اسکے بعد مین اپنا مسکن دائمی ان کے دل مین
بناؤن گا"

سامعین مین سے ایک شخص بولا کہ ہم نے آج اتنے سال آپ کی خدمت مین گذارے اور آپ یہ دولت جسکے ہم متمنی تھے ایک اجنبی کو بخشنا چاہتے ہین۔ کیا یہ آپ کسی تانبے کے پترے پر لکھکر حوالے کرنیوالے ہین۔ سائین بابا نے فرمایا کہ مین اسوقت مسجد مین بیٹھا ہون کیا یہ مسجد جھوٹ اور دروغ گوئی کو برداشت کریگی، مین پھر کہتا ہون کہ مین جو کچھ کہتا ہون وہ بالکل ٹھیک



حضرت سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ (شیرڈی)

A 2871-Lakshmi Art, Bombay, 8

اور درست ہے، مین نہ صرف تانبے کے پترے پر جو چند روز مین زنگ آلود ہو جانیوالا ہے بلکہ سونے کے پترے پر لکھکر دینے والا ہون جو زمانے کے تغیر و تبدل سے محفوظ رہنے والا اور آفتاب کیطرح چمکنے والا ہوگا۔

چونکہ سائین بابا کا دلی منشا مہاراج کو شیرڈی رکھنے اور اپنے بعد اپنا جانشین بنانے کا تہا اسلئے اپنے اثرات اور مہاراج اور ان کے آبا و اجداد سے روحانی تعلقات اور خود مہاراج کے ایسے ایسے پوشیدہ رازون کا انکشاف جس سے مہاراج اور خدا کے سوا کوئی واقف نہ تہا شروع کیا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ گویا سائین بابا ہمیشہ سے ان کے ساتھ ہین اور انہون نے جو کام کیا سائین بابا کے ایما سے کیا ان واقعات نے مہاراج کے دل پر ایسا زبردست اثر کیا کہ مہاراج نے تمام خیالات کو دل سے نکالکر مصمم ارادہ کرلیا کہ کشتی خدا پہ چھوڑ دے لنگر کو توڑ دے۔ اور وقت موعودہ کا انتظار کرنے لگے۔

چونکہ وہ قریب قریب اپنا تمام پیسا سائین بابا کو اُن کے طلب کرنے پر دیچکے تھے اسلئے اُنہون نے بہاؤ نامی بہٹیارے سے کہدیا کہ وہ آیندہ صرف جتنی روٹی کہائینگے اور اس کے پیسے بعد مین یکمشت ادا کرینگے۔ چند روز اسیطرح گذرے۔ ایک روز سائین بابا کے ایک خاص معتقد میگھراج نامی نے مندر مین جاکر عرض کی کہ آپ آیندہ دادا کیلکر کے

مکان پر کہانا کہایا کرین۔ مہاراج نے فرمایا کہ دیکہا جائیگا۔ اسی روز جبکہ وہ سائین بابا کی آرتی پوجا مین تہے سائین بابا نے مہاراج سے دریافت فرمایا کہ "تم نے کہانے کا کیا انتظام کیا ہے"؟ مہاراج نے جواب دیا کہ آجتک تو مین ہوٹل مین کہاتا رہا ہون مگر آج ہی میگہراج نے داداکیلکر کے مکان پر کہانے کی رائے دی ہے۔ سائین بابا نے یہ سنکر بآواز بلند کہا کہ اچھا کھنڈوبا کے مندر مین ٹہیرو رہو اور داداکیلکر کے یہان کہانا کہایا کرو۔ چنانچہ مہاراج حسب الحکم مندر مین اپنا وقت مراقبے مین گذارتے رہے چند روز کے بعد مہاراج نے وہان جاکر کہانا کہانا بند کردیا اور یہ قرار پایا کہ آیندہ سے داداکیلکر اور بالاسنار خام اشیا دے جایا کرین۔ ان خام اشیا کو سائین بابا کا ایک معتقد وکشت نامی پکاتا۔ خود بھی کہاتا اور مہاراج کو بھی کہلاتا۔ اس قرارداد کے پہلے ہی روز مہاراج نے اپنے ہاتھ سے کہانا پکایا چند روٹیان اور چاول پکاکر کہا کہ باقی وکشت تم پکالینا چونکہ شیرڈی مین قدم رکہنے کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ مین نے کہانا پکایا ہے اسلئے یہ کہانا مین سائین بابا کی نذر کرونگا۔ وکشت کی رضامندی سے یہ کہانا لیکر سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئے سائین بابا نے دریافت فرمایا کہ کیا لائے ہو؟ جواب دیا کہ اپنے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانا لایا ہون سائین بابا مسکرائے اور فرمایا کہ کہانا پکانے کے وقت تو مین سامنے ہی

بیٹھا ہوا تھا۔ وہین کیون نہ دیدیا تمہارا چکر بچ جاتا۔ خیراب لائے ہو تو
طاق مین رکھدو۔ مہاراج نے کہانا رکھدیا اور سوچنے لگے کہ سائین بابا
نے یہ کیا فرمایا وہان تو نہین دیکھا پھر خیال آیا کہ ایک کالا کتا البتہ جبتک
مین کہانا پکاتا رہا ہون میرے سامنے بیٹھا تہا ممکن ہے اسی روپ مین
سائین بابا ہون یہ خیال آتے ہی یہ مندر کیطرف لپکے اور وکشت سے
پوچھا کہ وہ کالا کتا جو یہان بیٹھا ہوا تھا کہان گیا؟ وکشت نے کہا وہ تو آپکے
ہی پیچھے گیا تہا بعد مین تو مین نے دیکھا نہین۔ ے

کیا کہئے کہ کیا حال ہے مردان خدا کا
ظاہر مین کہین اور ہین باطن مین کہین اور

دو ماہ تک مہاراج اور وکشت ہاتہ سے کہانا پکاکر کہاتے رہے اس اثنار
مین مہاراج کو عجیب واقعات کا سامنا ہوا۔ کبھی ایسا بہی ہوا ہے کہ آپ
کہانا کہارہے ہین اور پترولی یا تہالی مین کہانا بڑہتا جارہا ہے اور یہ معمولی
خوراک سے زیادہ اور بہت زیادہ کہارہے ہین اور کہانا کم نہین ہوتا
وکشت بہی بعض وقت مہاراج کو اسقدر زیادہ دیر کہانا کہاتے دیکھکر حیرت
زدہ ہو جاتا۔ اسپر یہ طرہ کہ مہاراج جس قدر زیادہ کہانا کہاتے اسیقدر
کم رفع حاجت کو جاتے۔ اس غیر معمولی بات پر مہاراج کو خوف معلوم
ہونے لگا کہ شاید یہ مردے جلانے کی جگہ کا اثر ہے۔ دو ماہ کے بعد

کاکا صاحب کے اصرار پر سائین بابا نے وکشت اور مہاراج کو حکم دیا کہ وہ آیندہ کاکا صاحب کے یہان کھانا کھایا کرین۔ چنانچہ عرصہ تک اس حکم کی تعمیل ہوتی رہی۔

اب مہاراج نے عہد کیا کہ پیسہ اپنے پاس نہ رکھا جائے چنانچہ جو کچھہ نقدی اسوقت مہاراج کے پاس تھی سائین بابا کے حوالے کردی۔ سائین بابا نے وہ نقدی قبول کی اور فرمایا کہ آج کئی سال کے بعد پرشرام مجھسے ملا۔ اور یہ کہکر زار زار رونے لگے۔ سائین بابا کا مہاراج کو پرشرام کہنے کا یہ معنیٰ تہا کہ آپ نے مہاراج مین پرشرام اوتار کو دیکھا۔

ایک وقت جبکہ مہاراج مندر مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف العمر شخص جسکی عمر قریباً ۷۰ سال کی ہوگی اندر آیا۔ چہرے سے آثار بزرگی اور شرافت کا معائنہ کرکے مہاراج نے تعظیم کے ساتھہ ان کا استقبال کیا اور پاس بٹھاکر دریافت کیا کہ آپ کہان سے تشریف لائے اور کس تقریب سے یہان تک قدم رنجہ فرمایا۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ مین منجم اور قیافہ شناس ہون۔ عالم طفلی سے اس کا شوق ہے اور یہانتک کمال پیدا کیا ہے کہ شاہی گھرانے تک میری رسائی ہوگئی ہے لیکن مین اہل اللہ اور خدارسیدہ لوگون کا زیادہ متلاشی رہتا ہون اور اُن کے جسم کے نشانات اور علامات سے اُن کے کامل ہونیکا اندازہ لگا سکتا ہون

ن ایسی بہت سے لوگون کی خدمت مین حاضر ہوا اور ان کے جسم کی علامات
بلیہین مگر مجھے آجتک کوئی ایسا انسان نہ ملا کہ جس کے جسم پر تمام
نشانات جو کہ ایک مکمل انسان کے جسم پر ہونے لازمی ہین پورے
پورے موجود ہون۔ اب چونکہ مین نے سائین بابا کا شہرہ ہر جگہ سنا
تھا شوق ہوا کہ چلکر نشانات دیکھون مگر ان کا دبدبہ عظمت اور جلال
بزرگانہ دیکھکر میری ہمت قدم نہین بڑہاتی کہ اپنے مقصد کا اظہار کرتا
شیرڈی مین آپ کی نسبت مجھے خبر ملی ہے کہ سائین بابا نے آپکے اعلیٰ
روحانی مرتبہ پر پہنچنے کا اظہار فرمایا ہے۔ اسلئے میرے دل مین آرزو
پیدا ہوئی کہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوؤن تاکہ میری دلی اُمید برآئے
یہہ کہکر وہ نہایت عجز کے ساتھ مہاراج سے ملتجی ہوا کہ اپنے جسم کے معائنہ
کرنیکی اجازت دی جائے۔ مہاراج نے بہتیرا چاہا کہ وہ اس خیال سے
باز آئے اور کچھہ دوسرا ذکر کرے لیکن وہ اپنی دُھن کا پکا تھا ایک نہ مانی اور
بار بار اُسی عاجزی سے درخواست کرتا رہا جسکو مہاراج قبول کرنے پر
مجبور ہو ہی گئے اور فرمایا کہ اچھا اس بات کا فیصلہ کل کرینگے تم کل ضرور آنا
حسب الارشاد وہ پیرمرد دوسرے دن حاضر ہوا اور مہاراج کو سلام
کرکے وہی اپنی عرض پیش کی مہاراج نے اجازت دی کہ دیکھہ لو جو کچھہ
دیکھنا چاہتے ہو۔ چنانچہ اوس نے جسم کے مختلف مقامات کی نشانیان

دیکھین اور آخر مین عضو مخصوص دیکھکر عرض کیا کہ میرا کام ختم ہوگیا ہے
اگر جناب کو تکلیف ہوتی ہو تو مین مزید معائنہ موقوف کر دون۔ مہاراج
نے فرمایا کہ چونکہ تم نے اپنا کام شروع کر دیا ہے تو اچھی طرح دیکھبھال لو
اسپر اُس شخص نے خوردبین نکالی اور مہاراج کا ہاتہہ اور پیرون کی
نشانیان دیکھین اور دیکھہ کر مہاراج کے قدمونپر سر رکھدیا اور عرض کی کہ
مین آج خود کو ایک پرابرہمہ کے حضور دیکھہ رہا ہون۔ مین نے جناب
مین وہ تمام نشانیان دیکھی ہین جو ایک مکمل بزرگ مین ہونی چاہئین۔
اور اسی سے مینے آپ کے پیرو مرشد حضرت سائین بابا کی بزرگی اور
کمالیت کا بھی اندازہ کرلیا۔ لہذا آج سے مین اس کام سے توبہ کرتا اور اپنی
آیندہ زندگی یاد الٰہی مین بسر کرنیکا عہد کرتا ہون' یہ کہکر وہ رخصت ہوا
اور تمام شہر مین اس واقعہ کا ذکر کرتا ہوا شیرڈی سے چلا گیا۔

انہی ایام مین سائین بابا نے مہاراج کو پنچ دسّی کا مطالعہ کرنیکا حکم دیا
اور اسکو سمجھنے کی تاکید کی۔ مہاراج نے مطالعہ شروع کیا لیکن اوسکے مطالب سمجھنے
سے قاصر رہے۔ ایک روز کتاب ہاتہہ مین لئے مطالعہ کر رہے تھے کہ عالم
بیخودی طاری ہوا اور مندر سے باہر نکل اُس راستہ پر ہو لئے جسپر
سے سائین بابا لینڈی سے مسجد کو واپس جایا کرتے۔ اچانک سائین
بابا سے ملاقات ہوگئی۔ سائین بابا نے کتاب کو چھوا اور کہا کہ خدا

شناسی کے متعلق تمام باتین اس کتاب مین لکھی ہوئی ہین۔ مہاراج نے عرض کیا کہ مین تو اس مین سے ایک لفظ بہی نہین سمجھہ سکتا۔ سائین بابا نے فرمایا کہ آج سے رفتہ رفتہ سب سمجھنے لگوگے۔

چند روز گذرنے پر مہادیوراؤ نے مہاراج سے کہا کہ مجھے کاکا صاحب نے بمبئی سے تار بھیجا ہے جسمین لکھا ہے کہ تمہارا اور وکشت کا کہانا اوسکے مکان سے بند کر دیا جائے۔ اس خبر سے مہاراج کے دلکو اسقدر صدمہ ہوا کہ انہون نے قسم کہالی کہ آیندہ مین کسیکے مکان پر کہانا نہ کہاؤنگا۔ پہر مندر مین داخل ہوکر مہاراج نے اندر سے کنڈی لگالی اور اسوقت سے خورد و نوش یکلخت بند کر دی، اور اسیطرح شیرڈی کا آنا جانا اور لوگون سے بات چیت تک بہی بند کر دی۔ دن مین صرف ایک وقت سائین بابا کے درشن کو جبکہ وہ لینڈی سے واپس ہونے جایا کرتے اور سلام کرکے مندر مین واپس آتے اور کنڈی لگا اندر بیٹھ جاتے۔ اسیطرح ایک ہفتہ گذر گیا اور مہاراج کی کسی نے خبر نہ لی۔

شیرڈی مین سائین بابا کے معتقدین مین ایک گروہ تو ایسا تہا جو اسوقت سے جبکہ سائین بابا نے مہاراج کو اپنا روحانی جانشین بنانے کا اعلان کیا تہا مہاراج کی عزت کرتا اور اُن سے محبت رکہتا تہا اور دوسرا گروہ ایسا تہا جو اس اعلان عطا سے ناراض ہوکر مہاراج سے بغض و حسد اور عداوت رکہتا تہا

مہاراج کو بہو کے پیاس سے ایک ہفتہ گذر چکا تھا کہ سائین بابا نے لوگوں پر خفا ہونا شروع کیا اور کہنا شروع کیا کہ مین کئی روز سے بہو کا مر رہا ہون کوئی میری خبر نہین لیتا۔ نہ کوئی میرے لئے کھانا لاتا ہے نہ میرے پاس کھانے کا کچھہ سامان ہے۔ اس اشارے کو مہاراج کے معتقد گروہ مین سے بہائی نامی ایک آدمی کے سوا کسی نے نہ سمجھا۔ پورے دو ہفتے گذر چکے تھے کہ یہ خالص دودہ کی کافی تیار کر کے مہاراج کی خدمت مین لیگیا۔ بہائی کو دیکھکر مہاراج کو تعجب ہوا اور دریافت کیا کہ تم یہان کیون آئے ہو! بہائی نے جواب مین کافی کا پیالہ پیش کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ بہائی تم آیندہ ایسی تکلیف نہ کرنا۔ سائین بابا نے مجھے چار برس یہان رہنے کا حکم فرمایا ہے جہانتک مجھے علم ہے اس قیام کی وجہہ یہی دو تین ہین۔ یا تو سائین بابا کو پہلے سے اس بات کا پتہ ہے کہ میری زندگی کا پیمانہ چار برس مین لبریز ہو جائیگا اور اس عرصہ مین وہ مجھے اس دنیائے فانی کے علایق سے الگ رکھنا چاہتے ہین یا میرے ذریعے سے اس چار سالہ میعاد مین کوئی خاص کام انجام دینے کا ارادہ ہے۔ جسکے پورا ہونے پر مجھے پھر دنیوی زندگی بسر کرنے کے لئے آزاد کر دیا جائیگا۔ دریا اس میعاد کے پورا ہونے پر سائین بابا خود اس عالم فانی کو چھوڑ کر حیات جاودانی کی طرف قدم رکھنے والے ہین اور اپنی تمام کرامت مجھے عنایت کرنے والے ہین۔ بہرحال چار برس مجھے یہان پورے

کرنے ہون گے۔ پس اگر سائین بابا کی پیشنگوئی سچی ہے تو مین کسی طرح بھی اپنی زندگی بسر کرون مجھے یقین ہے کہ مین مرونگا نہین۔ اس لئے مین یہ دیکھنا چاہتا ہون کہ کہانا پینا مطلق چھوڑ دینا کیا رنگ لاتا ہے۔ اگر اس تجربے مین مجھے موت آجائے تو مین ہزار جان سے مرنے کے لئے تیار ہون کیونکہ اس پر تمام معاملہ ہی طے ہوجائیگا۔ بھائی نے عرض کیا کہ سائین بابا کئی دن سے کہہ رہے ہین کہ مین بھوکا مر رہا ہون میری کوئی خبر نہین لیتا۔ اسپر مجھے آپ کی نسبت گمان ہوا اور یہ کافی تیار کرکے لایا ہون۔ مہاراج نے پینے سے انکار کیا۔ بھائی نے ٹین کی پیٹی پر جو مندر مین رکھی ہوئی تھی کافی رکھدی اور چلا آیا۔ دوسرے دن پھر کافی لیکر حاضر ہوا دیکھا کہ کل کی کافی ویسی ہی رکھی ہوئی ہے۔ سخت افسوس کیا اور ایک آہ بھر کر پیالہ اُٹھایا اور دونون پیالے لیکر شیرڈی واپس ہوا۔ تمام شہر مین یہ خبر پھیل گئی لب باہر کے لوگ بھی جو شیرڈی آتے مہاراج کے درشن کو آنے لگے اور شیرڈی والون نے بھی رخ کیا جن مین بعض تو ایسے تھے جو مہاراج کا امتحان لینا چاہتے تھے اور بعض دل لگی اور تماشہ دیکھنے کی غرض سے اور چند ستانے اور تکلیف پہنچانے کی خاطر اور چند ایسے بھی تھے جو حقیقت حال دریافت کرنیکی غرض سے آنے لگے۔ چونکہ مہاراج ابتدا ہی سے تنہائی اور خلوت پسند تھے لوگون کے ہجوم سے بہت گھبرائے اور انکو منت خوشامد سے منع کیا

کہ یہان نہ آئین اور مجھے نہ ستائین

کہنڈوبا کا مندر جس مین مہاراج خلوت گزین ہوئے تھے مرگھٹ کے میدان کے عین وسط اور سنسان جگہ پر واقع تہا۔ اس جگہ نہایت خوفناک اور روح فرسا واقعات پیش آنے سے مہاراج خوفزدہ ہونے لگے۔ رات کے وقت جب یہ سوتے تو انہین ایسا معلوم ہوتا جیسے انکے نیچے کی زمین کو بھونچال آرہا اور ابہی پہٹا چاہتی ہے۔ یہ زلزلہ بند ہوتا تو نہایت ہیبتناک اور ڈراوٗنی آوازین آنا شروع ہو جاتی تہین۔ کبھی دروازہ کھٹکہٹانے کبھی چیخنے چلانے اور کبہی کہکہلا کر ہنسنے کی آواز آنے لگتی۔ ایک تو فاقہ کشی دوسرے یہ ہولناک واقعات مہاراج کو وحشت سی ہونے لگی۔

ایک روز حسب معمول جب وہ سائین بابا کے درشن کو گئے تو راستے مین سائین بابا نے مہاراج سے دریافت کیا کہ رات کو تمہارے پاس کوئی ہتا ہے یا نہین۔ اسپر مہاراج نے تمام واقعات سنائے۔ آپ نے فرمایا "اللہ مالک ہے۔ تم مطلق خوف نہ کہاوٗ اور گہر جانے کا خیال دل مین نہ لاوٗ مین بذات خود تمہین اُس گہر جہان تمہین حقیقتاً جانا ہے پہنچاوٗنگا۔ مین خود تمہارے لئے ٹکٹ خریدونگا اور اسپیشل گاڑی مین بٹہا کر براہ راست اخیر اور حقیقی اسٹیشن پر پہنچاوٗنگا۔ اور اس مسافت کے طے ہونے تک بیچ مین تمہین کسی قسم کی رکاوٹ یا تکلیف پیش نہ آئیگی"۔ ان ہمت افزا الفاظ

کو سنکر مہاراج کو کچھہ اطمینان ہوا۔ اور مندر واپس آئے اور مذکورہ واقعات کیطرف جو اور کئی شب تک جاری رہے آپنے کچھہ توجہ نہ کی۔ جب مندر مین رہتے دروازہ بند رکھتے جب باہر جاتے کہلا چھوڑ جاتے۔ مندر مین نہ خود کبھی جھاڑو دیتے نہ اور کوئی دے سکتا تہا جسکی وجہ سے مندر گرد سے اٹ گیا تہا،

انہی دنون مین مسٹر پلے جو ناگپور کے رہنے والے اور حکمت او رگھوڑونکا علاج کرتے تھے سائین بابا کے درشن کو شیرڈی آئے۔ مہاراج کا ذکر سنکر یہ بہی ان کے پاس گئے۔ مہاراج کی ظاہری حالت متواتر اپاس کیوجہ سے بہت ہی نازک ہو گئی ہتی۔ ڈاکٹر نے نبض دیکھی اور کہا آپ کی حالت بہت نازک ہے اگر چند روز اور اسیطرح گذر رے تو زندگی کی خیر معلوم نہین ہوتی۔ مہاراج نے جواب دیا کہ میری حالت بہت اچھی ہے آپ کے دیدار نے میرے حق مین دوا کا کام کر دیا اب بالکل توانا اور تندرست ہون، اس کے بعد ڈاکٹر پلے نے معمول کر لیا کہ روزانہ مہاراج کے درشن کر لیا کرے اور ایسا ہی کیا

مذکورہ بالا ڈاکٹر صاحب کا ایک گرو تہا گرو سوامی جی نام۔ ڈاکٹر صاحب نے دس سال تک اُنکی خدمت کی اُسرار اہل اللہ سے اچھی طرح واقف تھے انہونے معلوم کر لیا کہ فی الحقیقت سائین بابا انہی کو اپنا جانشین بنانیوالے ہین اور اس خیال کا اظہار سب لوگون سے کیا۔ انہون نے چند آدمی مقرر کئے جو مہاراج کے لئے مندر مین کہانا لیجایا کرتے اور خود بہی درگا بائی اور

بھائی کے ہمراہ جو مہاراج کے سچے خیر طلب اور غم گسار تھے اکثر کافی لیکر رات کو مہاراج کے پاس جاتے۔ لیکن مہاراج سب پیالون کی کافی ایک برتن مین جمع کر کے کتون کے آگے رکھد یتے جو اوسکو پی لیتے۔ اسیطرح ولیسوکاکا اور سگون جو سائین بابا کے معتقدین سے تھے مہاراج کے لئے کھانا لاتے تو یہ انہین مندر مین داخل نہ ہونے دیتے اور کہتے کہ لایا ہوا کھانا کتوں کو ڈالدو۔ اور انکو ایسا ہی کرنا پڑتا۔ کتونکا اسطرح کھلانا گویا معمول ہو گیا تھا۔ ان کتون مین ایک اندھی کتیا تھی جسکی طرف مہاراج کی خاص توجہ مبذول تھی۔ اگر کوئی پوچھتا کہ مہاراج اس کتیا سے اتنی زیادہ محبت کیون ہے تو فرماتے کہ یہ کتیا میری ساس ہے اور مجھے خدا شناسی کا سبق سکھاتی ہے۔" ڈاکٹر پلے ہر روز صبح مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے اور مختلف مضامین پر بحث رہا کرتی ایک روز خدا جانے مہاراج کے دل مین کیا آیا کہ مندر کو چھوڑ سیدھے مانگ واڑے مین پہنچے اور ایک وڈاری کے گھر مین جا گھسے وہان ایک عورت آٹا پیس رہی تھی آپ بھی اوسکے ساتھ آٹا پیسنے لگے۔ لوگونکو جو خبر ملی تو سینکڑونکی تعداد مین آن جمع ہوئے اور اس سالک راہ طریقت کا تماشہ دیکھتے رہے۔ دوسرے روز ایک عورت درشن کو آئی آپ نے اُس سے چکی منگوائی۔ اور ہر روز لوگون سے اناج منگواتے۔ اور اکیلے پیستے اور آٹا جمع کر کے مالک کو دیدیتے۔ کئی دن تک یہ شغل جاری رہا۔ آخر ش

لوگونکو خود ہی خیال ہوا کہ ایسے بزرگ سے ایسا سخت کام لینا اچھا نہین اناج دینا بند کردیا۔ اب مہاراج نے دیکھا کہ کام کچھہ بہی نہین ملتا اور درشن کرنیوالونکا ہجوم بڑہ رہا ہے، تو یہ طریقہ اختیار کیا کہ جنگل مین چلے جاتے اور پہرتے رہتے یا کسی جگہ کسانون کی غلہ جمع کرنے مین مدد کرتے راستے پر کام کرنیوالے قلیون کا پتھر پہوڑنے اور انکے جمانے مین ہاتھ بٹاتے۔ کبہی کسی کہیت مین جاکر جتے ہوئے بیل مین سے ایک بیل کہولکر خود اسکی جگہ ہل مین جت جاتے اور دوسرے بیل کے ساتھہ ساتھہ کہینچتے رہتے۔ کبہی کہیتون مین جاکر کام کرتے۔ عورتین جو میلے کچیلے کپڑے دہویا کرتین مہاراج اُن سے لیکر خود دہویا کرتے اور وہ بہی اسقدر احتیاط اور صفائی کے ساتھہ کہ عورتین دنگ رہجاتین۔ مندر کے پیچھے کچھہ فاصلہ پر پانی کا نالہ بن رہا تہا وہان جاکر مزدورون کے ساتھہ اُنکا کام کرتے۔ اس جگہ سے جہان پل بنانے کی تیاریان ہو رہی تہین۔ خاردار جہاڑیان صاف کرنے مین مزدورونکی مدد کرتے۔ کیفیت یہ کہ سب لوگ دستانے پہنکر کام کرتے اور یہ بغیر دستانونکے اور برہنہ پا یہ کام کرتے۔ اور اسقدر پہرتی اور محنت سے کرتے کہ تمام مزدور منہ دیکہتے رہجاتے۔ کبہی بہیلون۔ مہارون اور دیگر نیچ قومون کی بستیون مین نکل جاتے اور وہان عورتونکی اُن کے پیسنے کوٹنے یا کسی اور کام مین مدد کرتے۔ غرضکہ وہ ہر شخص کا اور ہر قسم کا کام جو ملجاتا بلا عذر

کرتے اور نہایت خوبی کے ساتھ اوسکو انجام دیتے اور کام کرنے وقت کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ اور یہ تمام کام ایاس کیحالت مین کرتے تھے جو معمولی انسان مہینون کہائے پیئے بغیر اس تندہی اور جفاکشی سے ہرگز نہین کر سکتا یہ صرف مردان خدا ہی کا کام ہے۔

یہ بات یاد رکہنے کے قابل ہے کہ مہاراج باوجود اسقدر محنت مشقت جفاکشی اور از خود رفتگی کے اپنی مذہبی پوجا پاٹ سے کبہی غافل نہین ہوئے اور بلا ناغہ مذہبی احکامات بجالاتے رہے

ایک روز شام کو مہاراج مندر کے ایک کونے مین دروازے کی طرف رخ کئے آسن جمائے اپنی پوجا کے منتر ورد کر رہے تہے کہ مندر کی دہلیز پر اپنے دادا کو جو انتقال کر چکے تہے اور جو نہایت پرہیزگار، خدا ترس اور اپنے مذہبی احکامات کی بجا آوری مین ہمیشہ منہمک رہتے تہے اور آخر عمر مین سنیاس لے چکے تہے کہڑا ہوا دیکہا، نظر سے نظر ملتے ہی اس شخص نے نہایت سریلی آواز مین "احمد نگر" احمد نگر" کہنا شروع کیا۔ مہاراج ان الفاظ کو سمجہ نہ سکے لہذا ان کے دادا نے دوبارہ صاف لفظون مین اس لفظ کو کئی حصون مین تقسیم کرکے اسطرح کہا "احم۔ مدن۔ گر" مہاراج اسپر بہی کچہہ نہ سمجہے کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ مہاراج کا اسطرح گوش بر آواز دیکہکر تیسری بار پہر اس بوڑہے بزرگ نے کہا "احمن۔ ندن۔ گر" اس طرح تین ٹکڑے صاف صاف کہکر

مہاراج کے ذہن میں اس کا مطلب اسقدر سرعت کے ساتھ آ گیا جیسے تاریک مقام میں روشنی کی کرن۔ یعنی یہ کہ "اُخن۔ مدن۔ گر"۔ سنسکرت زبان کا ایک جملہ ہے جسکے معنی ہیں "غرور اور ہوس زہر کی مانند ہیں جو اپنے چاہنے والونکو ہلاک کر دیتے ہیں" وہ بوڑھا آدمی یہ معلوم کر کے کہ اس کے پوتے نے اس جملے کا مطلب سمجھ لیا ہے نظروں سے غائب ہو گیا اس تعلیم سے مہاراج کا رہا سہا غرور اور خواہشات بالکل مٹ گئیں۔ اگر بعد لوگون نے مہاراج کو اکثر جملہ احمد نگر ویسی ہی سریلی آواز میں اکثر کہتے سنا ہے مگر انہون نے مہاراج کو دیوانہ سمجھکر یہ خیال کیا کہ چونکہ سائین بابا ضلع احمد نگر کے رہنے والے ہیں انہوں نے احمد نگر کی پرستش شروع کی ہے۔ انکو یہ کیا معلوم تھا کہ اس جملے میں خدارسی کا راستہ پوشیدہ ہے۔ جس طرح سائین بابا ضلع احمد نگر میں رہے اسیطرح مہاراج کو بھی اسی ضلع میں رہنے کا حکم تھا۔

مہاراج حسب دستور روزانہ سائین بابا کے درشن کو جایا کرتے اور وہان سے آکر اپنی مقررہ پوجا پاٹ کیا کرتے۔ ایک روز مہاراج سائین بابا کا درشن کر کے پلٹا ہی چاہتے تھے کہ سائین بابا نے اس نیم کے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا جسکے سایہ میں آپ پہلے ہی پہل جبکہ شیرڈی میں تشریف فرما ہوئے تھے بیٹھے تھے "کہ میں اس درخت کے اوپر ایک علم دیکھ رہا ہون جسکے اردگرد ہزار ہا مخلوق جمع ہے۔ اور یہ تمہاری آئیندہ تیاریون کا پتہ دیتی ہیں

اگرچہ تمہارے جسم پر اسوقت پھٹے پرانے کپڑے ہین۔

دوسری بار اسیطرح جب مہاراج سائین بابا کا درشن کر چکے تو سائین بابا نے فرمایا کہ ایک روز مین حیدر آباد کے قصد سے روانہ ہوا۔ راستہ مین میرے پاس زاد راہ نہ ہونے کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف و مصائب کا سامنا ہوا مگر ان تمام تکالیف اور سختیون کو صبر کے ساتھ برداشت کر کے آخرش مین ایک سمندر کے قریب پہنچا جس کے دوسرے کنارہ پر اپنے خیال کے مطابق مجھے حیدر آباد بسا ہوا نظر آتا تہا۔ اب مجھے اس سمندر کے پار اترنے کی فکر لاحق ہوئی لیکن اس خیال نے کہ مین اس سمندر کے پار کیسے جاسکتا ہون میرے تفکرات اور تشویشات مین بہت زیادہ اضافہ کر دیا کیونکہ اس سمندر سے پار اترنا قریب قریب ناممکن سا نظر آتا تہا۔ قریب ہی ایک نیم کا درخت تہا۔ بہوک سے انتڑیان قل ہو اللہ پڑہ رہی تہین اگر سایہ مین جا بیٹھا اور جہولی سے توشہ نکال کہانے لگا۔ کچھ کہایا کچھ باقی رکہا اور جہولی مین ڈال وہان سے چل نکلا۔ لیکن یہ دیکھکر مین بہت ہی پریشان ہوا کہ جس طرف مین جاتا ہون یہ درخت بھی میرے پیچھے چلا آتا ہے آخر کار ایک ہندو عورت جو بڑہیا سی تہی اچانک سامنے آئی۔ مین نے اپنی سرگذشت اسکو سنائی اوس نے سنکر کہا کہ تم باقی بچی ہوئی روٹی اور اسکے علاوہ اور جو چیز تمہارے پاس ہو اس درخت سے باندہ دو چنانچہ

مین نے ایسا ہی کیا اور فی الحقیقت وہ درخت وہین کہڑا رہگیا۔ پہر مین اسی عورت کی مدد سے اور کچھہ اپنی کوشش سے اس سمندر کو عبور کرنے مین کامیاب ہوا۔ مگر وہان پہنچکر مجہے سخت ناکامی ہوئی۔ کیونکہ مین جس حیدر آباد کو جانا چاہتا تہا یہ وہ حیدر آباد نہ تہا۔ لیکن راستہ پوچھتے پوچھتے بہ ہزار دقت و خرابی مین اپنی منزل مقصود یعنی سندہ حیدر آباد جا پہنچا۔ وہان سے مین شیرڈی آیا اور یہان اس مسجد کو ویران دیکہکر اسکو اپنے ہاتہہ سے صاف کیا اور اسکو اپنا دائمی مقام بنایا۔ یہ کہکر سائین بابا نے مہاراج کی طرف دیکہا اور فرمایا کہ تمہین بہی سندہ حیدر آباد جانا پڑیگا۔ اس کے بعد سائین بابا مسجد کیطرف روانہ ہوئے اور مہاراج مندر کی طرف لوٹے۔ اسی نہج پر قریباً ایکسال گذر گیا اور مہاراج کے روزانہ محنت و مشقت کے کام اور جنگلون مین بہوکے پیاسے پہرنا جاری رہا۔ پہٹی ہوئی دہوتی اور برہنا پائی ہمیشہ قایم رہی دہوتی جب بالکل ہی پہٹ گئی تو آپ نے جنگل اور بیابان ہی بسا لیا۔ انہی ایام مین ہرمزوجی نامی پونہ کا باشندہ جو پہلے تین مرتبہ سائین بابا کے درشن کر چکا تہا اور قدرتی طور پر مہاراج کا بہی گرویدہ ہو چکا تہا معہ اہل و اطفال شیرڈی مین چند روزہ قیام کے ارادہ سے آیا۔ یہ تمام دن مہاراج کے پاس بیٹھا رہتا اور ایک لمحہ کے لئے کہین نہ جاتا۔ زبردستی اُٹھاتے تو اُٹہتا۔ جب آتا تو چار اور میوہ وغیرہ ساتہہ لاتا مگر مہاراج

اسکو قبول نہ فرماتے اور چھکوا دیتے۔ دو مرتبہ ایسا ہوا کہ مہاراج نے اسکو
اسطرح جم کر بیٹھنے پر بہت ہی برا بھلا کہا اور گالیاں دین مگر اس نے
ان گالیوں کو دعا سمجھکر ذرا بھی پروا نہ کی آخر مہاراج نے اوس سے بچنے کی
ایک نئی ترکیب یہ نکالی کہ پہلے تو اوسکو کہا کہ بھائی اسطرح سارا سارا دن
بیٹھے رہنے سے تمہارے دوسرے کاموں کا حرج ہوتا ہوگا۔ جب اس
اشارہ کو بھی اوس نے ٹالدیا تو مہاراج نے تحکمانہ لہجہ مین فرمایا کہ بس
اُٹھ چلا جا۔ مگر اسپر بھی وہ نہ مانا تو مہاراج خود اُٹھے اور مندر سے
باہر نکل کھڑے ہوئے اور رہانا کیطرف جو راستہ جاتا تھا اسپر ہولئے۔ یہ
پارسی بھی اُٹھا اور پیچھے ہو لیا۔ قریباً ایک میل تک مہاراج گئے اور پیچھے
مڑ مڑ کر دیکھتے رہے پارسی بھی مہاراج کے قدم بقدم سو قدم کے فاصلہ
سے ساتھ رہا مہاراج تیز قدم چلے تو یہ بھی قدم اُٹھا کر چلا مہاراج آہستہ
چلے تو یہ بھی دھیمہ پڑ گیا۔ مہاراج نے جب دیکھا کہ کیسی صورت نہین ٹلتا تو آپ
سڑک سے اترتا ہموار اور خاردار جنگل مین جا گھسے۔ یہان بھی ہرمزدجی
نے ساتھ نہ چھوڑا۔ اب مہاراج کو یک بیک خیال آیا کہ ہرمزدجی مخملی سلیپر
پہنے ہوئے ہے۔ وہ چلتے چلتے ٹھہر گئے اور ہرمزدجی بھی دو قدم کے
قریب آپہنچا۔ مہاراج نے اس سے سلیپر طلب کئے اور کہا کہ چونکہ راستہ
ناہموار اور ناہموار ہے مجھے چلنے مین نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ ہرمزدجی

مہاراج کے خیال مین ویسا محو تہا کہ اس بات کو نہ سمجھ سکا کہ سلیپر کیون طلب
کئے ہین مہاراج ہمیشہ ننگے پاؤن جنگل مین پہرا کرتے ہین آج کیون ایسی
تکلیف محسوس کررہے ہین۔ چپکے سے سلیپر اتارے اور مہاراج کو دیدئے
مہاراج سلیپر ہاتہہ مین لیکر قدم اُٹھا آگے بڑہے۔ مہاراج کا خیال تہا کہ
بغیر سلیپر کے ہرمزدجی سے اس جنگل مین نہ چلا جائیگا لیکن ہرمزدجی برابر ساتہہ
رہا مہاراج نے یہ دیکہکر کہ اب بہی یہ جن پیچہا کئے ہوئے ہے ہرمزدجی
کے سامنے وہ سلیپر کنوئین مین ڈالدئے۔ اور خود وہان سے ببول بن کیطرف
روانہ ہوئے۔ یہان پہنچکر بیچارے ہرمزدجی نے ہمت ہاردی اور اسکی امید
نا اُمیدی سے بدل گئی۔ آخر کنوئین کے پاس آیا اور سلیپر نکالنے کی ترکیب
سوچنے لگا۔ جو لوگ یہ دوڑ دیکہہ رہے تہے ہرمزدجی کے پاس آگئے اور
آپس مین کہنے لگے کہ مہاراج کا پیچہا کرکے حضرت نے اپنے سلیپر بہی کہوئے
ایسا پیچہا کرنیسے بہی کہین مہاراج ملے ہین۔ مہاراج ببول بن مین داخل ہو
ایک درخت پر چڑہ گئے اور ہرمزدجی کا تماشہ دیکہنے لگے۔ اب ہرمزدجی مہاراج
کو تو بہول گیا مندر کی دہن بندہی لوگون سے راستہ پوچہا انہون نے نالے
کے کنارے کنارے مندر تک پہنچا دیا۔ یہان پہنچکر بڑہ کے درخت کے نیچے
مہاراج کے انتظار مین بیٹہ گیا۔ مہاراج یہ خیال کرکے کہ ہرمزدجی سائین
بابا کی آرتی کے وقت مندر مین نہین ٹہیریگا اسیوقت واپس آگئے خیر لی

کہ ہرمزد جی ابھی ابھی یہان سے گیا ہے۔ اُسی دن دوپہر کو کہانا کہانے کے بعد ہرمزد جی نیا بوٹ پہنے ہوئے مہاراج کی خدمت مین پہر حاضر ہوا۔ مہاراج نے فرمایا کہ اس حرکت سے تم نے بہی تکلیف اُٹھائی اور مجھو بہی تکلیف ہوئی۔ اوسنے کہا کہ مہاراج میرا دلی منشا تہا کہ حضور کے ہاتہون مجہے تکلیف پہنچے کیونکہ مین اس تکلیف کو عین راحت اور باعث نجات سمجھتا ہون مہاراج نے فرمایا کہ اگر ایسا خیال تہا تو اخیر تک پیچھا کرنا تہا۔ دو دن کے بعد ہرمزد جی پونہ واپس چلا آیا۔

اب جون جون دن زیادہ گذرتے جاتے تہے مہاراج کی طبیعت مین ایک قسم کی بےچینی اور بیقراری بڑہنے لگی ہمیشہ نڈہال اور سینہ مین آگ سی لگی رہتی۔ ایک روز سائین بابا نے فرمایا کہ تم اسقدر پریشان کیون ہو صبر کرو۔ تمہارے آبا و اجداد سے میرا قریبی تعلق ہے اسوجہ سے میرا فرض ہے کہ مین تمکو عالم قدس کی اعلیٰ منزل پر پہنچا دون۔ جسکا وقت قریب آچلا ہے۔ چند روز کے بعد مہاراج کی حالت مین یک بیک ایک غیر معمولی تغیر واقع ہوا۔ جسکے متعلق لوگون مین دو قسم کے خیالات پیدا ہوئے۔ وہ جو عالم قدس اور اسکی منزلون سے ناواقف تہے انہون نے سمجہا کہ مہاراج دیوانے ہو گئے ہین۔ مگر جو لوگ اہل اللہ اور ان کے اسرار سے کچھ بہی واقف رکہتے تہے وہ سمجہے کہ [illegible]

ڈاکٹر پلے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ہر روز صبح مہاراج ا درشن کو آیا کرتا اور اکثر کہا کرتا کہ مہاراج میرا پورا یقین ہے کہ سائیں بابا نے انکو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ مہاراج کو اس روحانی جنون کے دورے میں شروع شروع عجیب عجیب تجربات اور مکاشفات ہوئے۔

شیرڈی آنے سے پیشتر مہاراج اپنے مذہبی احکام کی پابندی میں نہایت مضبوط تھے اور شیرڈی میں بھی کبھی پوجا پاٹ سے غافل نہیں ہوئے یہانتک کہ نیم جذب کی حالت میں ان کے دل سے اس کا خیال نہ گیا اور روزانہ دو گھنٹے ٹیک جو آپ کا معمول تھا پوجا کے منتر رٹا کرتے۔ تھوڑے دن کے بعد جب وہ منتر پڑھا کرتے تو انکو ایسا معلوم ہونے لگا کہ کوئی دوسرا شخص بھی ان کے ساتھ جپ کر رہا ہے۔ بہتیرا چاہا کہ دریافت کریں کہ یہ آواز کس طرف سے آتی ہے مگر پتہ نہ لگا سیدھے رخ آواز کیطرف کان لگا کر دیکھا تو الٹی طرف سے آواز آنے لگی اور الٹی طرف دیکھنے لگے تو سیدھی جانب سے آواز شروع ہو گئی۔ جب پڑھنا بند کر دیتے تو آواز بھی بند ہو جاتی۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا کہ پڑھتے وقت صرف جبڑے ہل رہے ہیں اور الفاظ ہونٹوں سے نہیں نکلتے بلکہ آواز دماغ کے بیچوں بیچ سے پیدا ہوتی اور وہیں سے نکلتی ہے۔ ان غیر معمولی اور بعید از قیاس واقعات سے مہاراج کو سخت تشویش پیدا ہوئی۔ ان تمام واقعات کو مہاراج اب بھی

نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن انکی حلت غائی کو صاف طور پر بیان نہیں فرماتے۔ اور اگر بیان بھی کریں تو عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتے

ان قطع منازل کے بعد مہاراج کی عجیب کیفیت ہو گئی تھی تو اہے دن وہ بالکل ہوش میں رہتے اور کسیکو یہ گمان بھی نہ ہوتا کہ انکو کبھی جذب کی حالت ہوتی ہوگی۔ اور آدہے دن جذب کی حالت میں رہتے۔ کبھی گھنٹون روتے اور کبھی گھنٹون ہنستے۔ کبھی فلسفے کے دقیق مسائل پر نہایت مدلل اور عالمانہ بحث فرماتے۔ اور کبھی عرصہ تک عالم سکوت میں رہتے کبھی گھنٹون غلاظت اور تعفن میں بیٹھے رہتے اور اردگرد سے پاخانہ جمع کرکے نہایت خندہ پیشانی اور دلچسپی سے اس سے کھیلا کرتے جیسے بچے مٹی سے کھیلتے ہیں۔ جو لوگ اس حالت کے باطنی اسرار سے واقف یا کم از کم کسی دیوانے کی مجنونانہ حالت سے زیادہ وقعت دینے والے تھے وہ اکثر مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اکتساب فیض کرتے اور قصداً ان کے مشغلہ میں مخل ہو کر ان کے ہاتھ سے مار کھاتے اور اسکو ماں باپ کی مار سے زیادہ باعث شفقت و نجات سمجھتے۔ لیکن مہاراج کی طبیعت قدرتاً کچھ ایسی نرم اور بردبار واقع ہوئی تھی کہ وہ کبھی کسیکو دکھ نہ پہنچاتے بلکہ اور دکھ خود اٹھاتے اور اسکو حتی الامکان تکلیف سے بچاتے۔ اگر جب کوئی بہت ہی ستاتا اور کہنا نہ مانتا تو آپ گالیاں دیتے۔ ڈراتے دھمکاتے اور نہایت مجبور ہو کر مارنے

کے لئے ہاتھ اُٹھاتے اور اسکو کپڑے پھاڑ ڈالتے۔ یہ حالت دن بدن
ترقی کرتی گئی۔ سائین بابا کی زندگی ہی مین لوگ ان کی زیارت کو آیا کرتے
اور سالانہ عرس کیا کرتے۔ عرس کے موقع پر بہت سے مسلمان بھی شریک ہوتے
اور مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوتے جن مین نہ صرف شیرڈی اور اسکے
قرب وجوار کے مسلمان بلکہ بمبئی۔ اورنگ آباد اور دیگر مقامات سے بھی شریک
عرس ہوتے۔ اسی موقع پر تین چار مولوی جو سائین بابا کی زیارت کا شرف حاصل
کرنے شیرڈی آئے ہوئے تھے اور جو مہاراج کو بھی اکثر بڑ کے درخت کے
نیچے بیٹھا دیکھا کرتے تھے مہاراج کے پاس مندر مین حاضر ہوئے اور تین چار
وقت کی نماز ان لوگون نے حدود مندر ہی مین ادا کی۔ مہاراج نے ان سے
فرمایا کہ یہ کھنڈوبا کا مندر ہے تم نماز یہان کیون پڑھتے ہو نماز کے لئے مسجد
موجود ہے وہان جاؤ اور نماز پڑھو۔ مولوی صاحبان یہ سنکر چپ ہو رہے
اور دست بستہ عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مندر مین آئین اور اسکے متعلق آپ سے
کچھ عرض کرین۔ یا بڑ کے درخت کے نیچے تشریف لے آئین وہان اس مسئلہ
کی تشریح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے کل اسکے متعلق جواب دونگا۔
چنانچہ یہ لوگ دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے مہاراج بڑ کے نیچے بیٹھے
تھے ان کے آتے ہی مہاراج نے نماز کا مسئلہ دہرایا۔ ان لوگون نے
چند کتابون کے حوالے سے ثابت کیا کہ نماز مندر مین ہو سکتی ہے۔ اور

کتب تصوف سے یہ ہی ثابت کیا کہ ایک کامل مسلمان بزرگ ایک ہندو برہمن کو اپنا بالکا چیلہ یا مرید بناکر روحانی فیض اوسکو پہنچا سکتا ہے" بہر دن لوگون نے کہا کہ ہم نے آپ کو غور سے دیکھا اور پرکہا اور اسلام کی منشا کے مطابق پایا" اگرچہ یہ باتین مہاراج پر روشن تہین لیکن درحقیقت سائین بابا کو اس طریقے سے اس کا عام اظہار اور مہاراج کا مرید طمینان مقصود تہا کیونکہ مہاراج ایک پکے برہمن اور سائین بابا ایک سچے مسلمان تھے اور عام نظر مین ان دو کا اتحاد تعجب خیز تہا۔

مہاراج ہمیشہ بول و براز اور کیچڑ مین بسر کرتے اور جب سے وہ مندر مین داخل ہوئے کہنڈوبا کی پوجا اور تیل بتی بالکل موقوف ہوگئی تھی اور مندر کی حدود مین مسلمان آکر نماز ادا کرنے لگے تہے دوسری طرف مسجد کا یہ حال کہ ہندو لوگ سائین بابا کی پوجا اور آرتی کیا کرتے۔ اور روز کا غسل اور پاکی اور صفائی سائین بابا کے حصے مین آئی تہی غرضکہ مسجد مندر بنگیا تہا اور مندر مسجد۔ مولوی صاحبان اس بات کے مقر ہوئے کہ مہاراج مین ہم توحید کا جلوہ بوجہ اتم پاتے اور اسی لئے آپ کے قریب نماز پڑھنا بہتر سمجھتے ہین یا یون کہئے کہ سائین بابا کی وحدانیت آپ مین سماگئی اور آپکا سارا سہر سائین بابا مین منتقل ہوگیا۔

انہی ایام مین چند کرشمہ جو مہاراج سے ظاہر ہوئے ذیل مین بیان

کئے جاتے ہین

ایک روز حسب معمول شب کو درگا بائی۔ ڈاکٹر چلے۔ بہائی اور سراج الدین
مہاراج کے درشن کو گئے۔ کبہی کبہی جبکہ مہاراج کی طبیعت چہل پر ہوتی تو آپ
حقانیت پر نہایت زبردست تقریر فرماتے چنانچہ اس شب کو اسی مضمون
پر آپ نے تقریر شروع ایک تو یہ کہ نفس مضمون ہی ایسا دلکش اور دلچسپ تہا
کہ سننے والا اسی مین محو ہو جاتا تہا دوسرے آپکا طرز بیان جس نے سامعین
کو متوالا بنا دیا رات کے دو بج گئے۔ کسی کو خبر ہی نہ ہوئی۔ مجلس برخاست ہوئی
یہ چار آدمی شیرڈی جانے کیلئے نکلے دو لالٹینین پاس۔ شیرڈی کے رہنے والے اور
راستہ سے بخوبی واقف اور مندر سے شیرڈی تک صرف ۲ منٹ کا راستہ
پاین ہمہ یہ چارون شخص آدہے گھنٹے تک ادہر اودہر بہٹکتے پہرے اور بجائے
شیرڈی کے کسی اور طرف جا نکلے۔ بہتیری کوشش کی مگر راستہ نہ ملا۔ خوفزدہ
ہوکر ایک دوسرے سے باتین کرنے لگے انکی آواز سنکر قریب ہی کوئی آدمی
سورہا تہا اسکی آنکہہ کہل گئی اور اوسنے متعجب ہوکر پوچہا کہ شیرڈی کے رہنے
والے ہوکر راستہ بہول گئے۔ غرضکہ اوس نے انکو مندر کا راستہ بتایا یہ لوگ
آدہا گہنٹہ پہر کر پہر مندر مین آئے۔ دیکہا تو مہاراج مندر کے دروازے پر
کہڑے ہین۔ ان لوگونکو واپس آتے دیکہکر مہاراج ہنسے اور فرمایا اچہا اب تم
جا سکتے ہو راستہ بہی نہ بہولوگے اور سلامتی سے گہر پہنچ جاؤگے۔

(۲) متذکرہ بالا چار آدمی ہر روز شب کو مہاراج کے لئے کافی لایا کرتے حالانکہ مہاراج پیتے کسی دن بھی نہ تھے اور ہمیشہ کتوں ہی کو پلائی جاتی تھی لیکن انکا حسن عقیدت انکو روزانہ آنے اور کافی لانے سے بددل نہ ہونے دیتا تہا۔ ایک روز یہ لوگ کافی لیکر آئے تو مہاراج نے خفا ہوکر کافی کے برتن اور لالٹین اٹھاکر پھینکدین ایک لالٹین کوئی ۵۰ قدم کے فاصلے پر گری اور وہ بھی پتھر وں پر لیکن لطف یہ ہوا کہ لالٹین کی کانچ مین بال تک نہ پڑا حالانکہ کانچ کے گولے پر جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے تار کی جالی وغیرہ کچھ بھی نہ تھی۔

(۳) ایک روز حسب معمول ۹ بجے رات کو مندرجہ بالا لوگ مہاراج کی خدمت مین پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ مہاراج مراقبہ مین بیٹھے ہوئے ہین اور ان کے سر پر ہوا مین ایک لمبا سانپ پھن پھلائے جھوم رہا ہے اور اسکی دم مہاراج کی پیٹھ پر ٹکی ہوئی ہے اور اسکے بل پر وہ کھڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ دیکھکر بہت گھبرائے اور دو تین اور آدمیو نکو بلا کر اوسکو مارا۔

(۴) ایک روز شب کو مہاراج مندر مین سو رہے تھے۔ جب صبح ان کی آنکھ کھلی تو انہوں نے محسوس کیا کہ سانپ نے میری ٹانگین جکڑ رکھی ہین۔ آپ نے باہستگی تمام اپنے دھڑ کو اسطرح اٹھایا کہ ٹانگوں کو جنبش مطلق نہ ہوئی دروازے کے پاس ہی سوتے تھے ہاتھ بڑھا کر کنڈی کھولدی اور سانپ کیطرف بیٹھے دیکھتے رہے۔ بلا اسناد مندر کے قریب ہی رفع حاجت کو

بیٹھو اتنا دروازہ کھلا دیکھکر مندر مین چلا آیا۔ مگر سانپ کو مہاراج کی
ٹانگون مین لپٹا ہوا دیکھکر دور ہی ٹھٹک کر رہگیا۔ دیکھا کہ مہاراج چپکے بیٹھے
سانپ کیطرف دیکھ رہے ہین اور سانپ اپنے جسم کو مہاراج کی ٹانگون مین
لپٹے سر کو انکے پاؤن پر رکھے پڑا ہے۔ ہمت کرکے نزدیک آیا اور کوشش کرکے
سانپ کو الگ کیا مگر مہاراج نے اوسکو زندہ رہا کروا دیا۔

(۵) ایک روز صبح کے چار بجے چار پانچ سانپ کے بچے جن مین سے ہر ایک
ڈیڑھ فٹ لانبا ہوگا مندر مین آگھسے اور چارونطرف سے مہاراج کو گھیر لیا
اور آپس مین کلیل کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد جب وہ کھیل کھیل کے تھک سے گئے
چپکے چلے گئے۔

(۶) ایک دفعہ جوار کا راجہ معہ اپنی رانی اور پیشکار اور چند سپاہیون کے
سائین بابا کے درشن کیغرض سے شیرڈی آیا۔ مہاراج کے مندرجہ بالا واقعات
سنکر ان کے درشن کا شوق بھی اسکے دل مین پیدا ہوا۔ اپنے پیشکار اور دو
سپاہیون کے ہمراہ چاندی کے تھال مین تازہ اور خشک میوہ اور مٹھائی
مہاراج کے لئے بھیجی۔ مہاراج نے اندر سے دریافت کیا تم کون ہو پیشکار نے
عرض کی جوار کے راجہ کا پیشکار اور حضور کے لئے نذرانہ لایا ہون آپ نے یہ سنکر پیشکار
کو سینکڑون صلواتین سنائین اور جھڑکیان دین اور مٹھائی کا تھال لیکر بہ
زور سے پھینکا کہ مٹھائی بھی گری اور تھال بھی کئی جگہ سے مڑ تڑ گیا۔ پیشکار بیچارہ

سہم کر رہ گیا۔ اور بیک بینی و دو گوش شیر ڈی کو واپس ہوا۔ اور اُسی شب
کو بیمار ہوا اور صبح ہوتے ہوتے مر گیا۔ درحقیقت مہاراج پر اوسکا مستقبل
کہل گیا اور اسی لئے مہاراج نے اُسکو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ پٹیکار کے مرنے
کے تیسرے روز راجہ خود حاضر خدمت ہوا۔ سادہ لباس اور صرف ایک نوکر
ساتھ مندر سے دور کہڑا ہو گیا۔ مہاراج نے اُسکو آتے ہوئے دیکھ لیا تہا اگر
اوسکو کہڑے ہوتے ہی اسکو اپنے پاس بلوالیا اور کہا کہ یہ جگہ تمہارے داخل
ہونے یا بیٹہنے کے قابل نہین ہے۔ تم صاحب حشمت و حکومت ہو اور یہ جگہ گردوت
سے بہری ہوئی۔ راجہ نے دست بستہ عرض کیا کہ مایۂ خوشی صحبت درویشان ہے
میری حکومت و ثروت آپ جیسے بزرگ کے آستانے کے مقابلے مین نمک
کے برابر بہی وقعت نہین رکہتی۔ مین درشن کیلئے آیا ہون تو یہ آستانہ میرے
لئے تخت شاہی سے بڑہکر ہے۔ یہ سنکر مہاراج نے راجہ کو اندر آنیکی اجازت
دی۔ راجہ اندر گیا اور اُسی گرد آلود فرش پر بیٹھ گیا۔ ملازم دوڑ کر قالین اُٹھا
لایا راجہ نے واپس کر دیا اور ملازم سے کہا کہ باہر کہڑا رہ۔ مہاراج نے ۔ منٹ
تک اوس سے باتین کین رخصت کے وقت راجہ نے عرض کیا کہ مین یہان
چند روز قیام کرونگا اگر حکم ہو تو روزانہ درشن کر لیا کرون۔ مہاراج نے اسکو
اجازت دی۔ چنانچہ جب تک راجہ وہان رہا روزانہ اپنی رانی کو لیکر درشن کے
لئے حاضر ہوا کرتا۔ اور مہاراج اس صحبت مین حقائق کے نکات بیان فرمایا کرتے

(۹۰) سائیں بابا کے معتقدین میں تاتیا پٹیل کے تین بیویاں تھیں لیکن اولاد کیلئے نہ ہوئی تھی۔ عرصہ کے بعد دوسری عورت سے بچہ ہوا۔ سائیں بابا کے دربار میں پٹیل نے پیڑے تقسیم کئے۔ ۱۲ دن کے بعد جو اس رسم کے لئے خاص دن ہوتا ہے دسوہاگیا ورتی نامی بائی" پٹیل کی پہلی بیوی پیڑے لیکر مہاراج کیخدمت میں حاضر ہوئی اور پیڑونکا تھال آپ کے قدموں میں رکھدیا۔ مہاراج نے دریافت فرمایا کہ یہ کس تقریب کو پیڑے ہیں۔ عرض کیا کہ یہ اس بچے کی خوشی میں تقسیم کئے گئے ہیں جو میرے خاوند کی دوسری بیوی سے ہوا ہے۔ مہاراج نے تھوڑی دیر ان پیڑوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ پیڑے میرے کام کے نہیں ہیں۔ ہر چند اصرار کیا مگر آپنے ایک پیڑا بھی نہ لیا بلکہ فرمایا کہ نہ میں لونگا اور نہ یہاں کیسکو دینے کی اجازت دونگا بلکہ اپنے قرب وجوار میں بھی کیسکو دینا گوارا نہیں کرتا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ کھنڈوبا کے قدموں میں تو ایک دو پیڑے رکھدوں آپ نے اسکی بھی اجازت نہ دی۔ مجبوراً وہ عورت پیڑے لئے واپس گئی۔ اس واقعہ کے تین مہینہ بعد بچہ مرگیا۔

(۹۱) ایک روز جذب کیحالت میں مہاراج نے ڈاکٹر پلے سے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ چند روز بعد دنیا میں سب سے بڑا خونخوار جنگ شروع ہوگا۔ پھر فرمایا کہ ڈیڑھ برس بعد عالمگیر جنگ کا آغاز ہوگا جس سے تمام دنیا میں کھلبلی مچ جائیگی۔ اور اسکا اثر دنیا کے ہر حصے پر پڑیگا۔ اور یہ جنگ عرصہ دراز تک جاری رہیگا نیز اسکا

عظیم برپا ہوگا اور تمام مخلوق مصیبت مین گرفتار ہوگی۔ اس قدر خونریزی ہوگی
کہ خون کی ندیان بہ نکلینگی۔ مرنے والے اپنے پسماندو نکو ماتم کے لئے چھوڑینگے
اس جنگ کا خاتمہ اسوقت ہوگا جبکہ تمام دنیوی طاقتین لڑتے لڑتے تھک جائنگی
اور جن اسباب کے زور پر لڑائی جاری ہے ان مین نمایان کمی واقع ہوگی
اور لوگ خدا سے دعا مانگینگے کہ وہ اس فتنۂ عظیم کو پامال کردے اور انہین اپنے
سایہ مین لے لے۔" ڈاکٹر پلے نے جواب دیا کہ جنگ کے ظاہری آثار تو کوئی
دکھائی نہین دیتے۔ مہاراج نے فرمایا کہ ہون نہ ہون مین جو کچھ کہہ رہا ہون
ایسا ضرور ہوکر رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پورے ڈیڑھ برس کے بعد
جنگ شروع ہوگئی اور ایسی کہ تمام دنیا کو اس سے صدمہ پہنچا۔ اس پیشگوئی
سے ڈاکٹر پلے ششدر رہ گئے۔ اور یہ واقعہ کاکا صاحب بوٹی صاحب
اور سائین بابا کے دوسرے بھگتون کے سامنے سنایا۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ گا ہے گا ہے کوئی شخص آتا اور کہہ
جاتا کہ عنقریب سائین بابا کی جانشینی کا فخر مہاراج کو حاصل ہونیوالا ہے
ایک دفعہ ایک مسلمان آیا اور مہاراج کے روبرو بیٹھا اور کہنے لگا کہ سائین
بابا چلے گئے اور سوامی جی آ گئے۔ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا جس سے لوگون کو
یہ خیال ہوگیا کہ سائین بابا اب اس دنیائے فانی سے پردہ کرینگے اور
مہاراج اُن کے جانشین ہونگے۔

اب مہاراج نے ایک نیا دھیہ اختیار کیا یعنی تمام دن ایک تہاری لئے ہوئے گوبر جمع کرتے پہرتے اور پہر اوسکے اپلے تہا پتے۔ ان کے ہاتہہ کے بنے ہوئے اپلے دوسرے اپلون سے بالکل مختلف نمونہ کے ہوا کرتے اور دوسرے اپلون مین انکی شناخت ہوجاتی تہی۔ وہ ان اپلون کا ڈہیر مندر کے ایک کونے مین لگائے رکہتے اور کسیکو چہونے تک کی اجازت نہ تہی۔ لوگ اکثر کہا کرتے کہ یہ اپلیان مہاراج خواہ مخواہ جمع کر رہے ہین۔ کہانا تو پکاتے نہین۔ مہاراج فرماتے کہ یہ اپلیان مین نے اپنے جلانے کے لئے بنائی ہین جس کو سنکر لوگ خاموش ہوجاتے۔

ایک دفعہ بہساول کا ایک باشندہ مہاراج کا نیاز حاصل کرنے کے لئے شیرڈی آیا اور مندر کے کونے مین ان اپلون کا ڈہیر دیکہکر خیال کیا کہ اگر ان مین سے چند اپلے مہاراج مجھے عنایت کرین تو مین ان کو تبرک سمجھکے اپنے پاس حفاظت سے رکہون۔ مہاراج نے اس کا دلی مقصد معلوم کر کے اسکو چار اپلے عنایت کئے۔ اور کہا کہ یہ اپلے نہایت قیمتی ہین بہت حفاظت سے رکہنا اور تاوقتیکہ اشد ضرورت نہ ہو ان کا استعمال نہ کیجو۔ کیونکہ ان اپلون مین کسیکو نجات دلانے کی طاقت ہے۔ وہ شخص اپلے لیکر روانہ ہوا۔ گہر پہونچکر وہ ہمیشہ ان اپلون کی پوجا کیا کرتا۔ چند روز کے بعد اسکی مان سخت بیمار ہوئی۔ مرتے وقت

بیٹے سے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ میری لاش مہاراج کے چھوئے ہوئے اپلون
مین جلائی جائے مجھے یقین ہے کہ اس سے میری نجات ہوگی۔ پھر کہا کہ دیکھو
بھولنا نہین یہ کہکر وہ بڑھیا مرگئی۔ لڑکے نے حسب وصیت اپنی مان کی لاش
اُن اپلون سے جلائی۔ صرف اتنا ہی نہین کیا بلکہ جلی ہوئی ہڈیان بذریعہ
پوسٹ پارسل مہاراج کی خدمت مین روانہ کردی اور تمام حقیقت لکھکر
یہ بھی لکھا کہ یہ جانکر کہ تمام تیرتھ اور دیوآپ کے قدمونکے پاس ہین
مین نے اپنی مان کی ہڈیان آپ کی خدمت مین ارسال کی ہین تاکہ اسکو
دائمی نجات حاصل ہو" اسیطرح آپ کے دیگر ہندو معتقدین اپنے مرے
ہوے خویشون اور رشتہ دارونکی ہڈیان بجائے بنارس اور دیگر تیرتھ
بھیجنے کے مہاراج کے پاس بھیجدیتے ہین اور اسکو باعث نجات جانتے ہین۔
بعدمین مہاراج نے یہ اُپلے اپنے سچے معتقدین مین تقسیم کردئے۔

مہاراج کا انکسار اسقدر بڑھگیا تھا کہ درگابائی جو کھانا لاتی اسکو
سورونکے آگے ڈلوا دیتے جسکو کھاکر وہ اسقدر ہل گئے تھے کہ مہاراج اور
درگابائی کے قریب آبیٹھتے اور کبھی مہاراج خود اُن مین جابیٹھتے۔

ایک دفعہ جبکہ مہاراج ان سورون کے بیچ مین بیٹھے ہوئے
تھے یکایک ایک معتقد جو دولت مند آدمی تھا اُن کے درشن کے لئے آیا اور
مہاراج کو ڈنڈوت کرکے ان کے روبرو ایک بڑی رقم کا نوٹ نذر

کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تونے مجھے ڈونڈاوت نہیں کی ان سوروں کو کی ہے
لہذا یہ نوٹ بھی انہی کی نذر کرنا چاہیے یہ کہکر وہ نوٹ رسی مین باندہ
ایک سور کے گلے مین لٹکا دیا جسکو وہ خدا جانے کہان لیگیا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک مادہ خوک حمل سے تھی وضع حمل کے
دن قریب تھے مندر کے قریب آکر لیٹ گئی درد زہ شروع ہوا۔ شدت تکلیف
سے دو دن تک نہ کھایا نہ پیا چلایا کی۔ تیسرے دن بیہوش ہوکر درخت
کے نیچے گر پڑی۔ مہاراج اور دو تین شخص دیکھ رہے تھے کہ اوسکے جسم سے
بچہ آدھا باہر نکلا ہے اور آدھا اندر ہے وہ بہتیری کوشش کر رہی ہے مگر
آدھا بچہ باہر نہیں آتا۔ مہاراج اُٹھے اور اپنے ہاتھ سے بچہ باہر نکالا
اور اسیطرح اوسکے تمام بچے دائی کی طرح جنوائے جب وہ فارغ ہوئی تو
اوسکو نہلایا اور اس جگہ کو جو خون وغیرہ سے خراب ہوگئی تھی اپنے
ہاتھ سے صاف کرکے دھویا۔

مندر مین اور مندر کی دہلیز مین مہاراج کو رات دن چلم کے دھوئین
کی بو معلوم ہوا کرتی اور اُن کے دل مین ہمیشہ یہ گمان رہتا کہ سائین بابا
چھپے ہوئے چلم پی رہے ہین۔

سائین بابا کبھی کبھی اپنے معتقدین کو مہاراج کے پاس کسی کسی
بہانے بھیجے اور مہاراج انکے ہاتھون ان لوگون کو پٹواتے تاکہ مہاراج سے انکو

دعائین ملین - یہان یہ بتلانے کی ضرورت نہین ہے کہ اس طریقے سے سائین بابا کی خفیہ طاقتون کا بھی اظہار ہوا کرتا تہا۔ ذیل مین سائین بابا کے چند خاص معتقدین کی مہاراج کے ہاتھون مار کہانے کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔

ایک دفعہ کاکا صاحب دکشت پونہ کا ایک نو وارد مہمان کو لئے ہوئے مہاراج کے پاس پہنچے۔ اسوقت مہاراج کے پاس چکی رکھی ہوئی تہی اسکو دیکھکر یہ ہنس پڑے۔ مہاراج نے کاکا صاحب سے دریافت کیا کہ وہ بھی کبھی آٹا پیستے ہین۔ کاکا صاحب نے کچھ مذاقیہ پہلو سے جواب دیا مہاراج نے اس جواب پر کاکا صاحب اور ان کے مہمان کو خوب مارا۔

اسیطرح ایک اور وقت نانا صاحب چاندولکر کے داماد کو جو سائین بابا کے ممتاز معتقدین مین سے تہا اور بوٹی صاحب کے داماد کو بھی یعنی گنپت راؤ نر کے کو جو پونہ مین پروفیسر تہا۔ خوب پیٹا۔ مذکورہ بالا تمام صاحبان و نیز بوٹی صاحب کے لڑکے مہاراج کے بہت معتقد اور اپنا ہر ایک کام ان کی صلاح سے کیا کرتے ہین۔

سکہارام جوگ عرف باپو صاحب جو ابھی تک حیات ہین اور سائین بابا کے سچے معتقدین سے ہین اور سائین بابا کی حیات مین آرتی پوجا وغیرہ کرنیکا شرف انکو حاصل تہا۔ مہاشیوراتری کے دوسرے

روز جو پارنا یعنی اپاس کہولنے کا دن ہوتا ہے۔ باپو صاحب نے مہاراج کے لئے جو سال بہر سے بغیر کہائے پئے زندگی بسر کر رہے تھے کہانا لیجانے کا ارادہ کیا اور سائین بابا سے اجازت مانگی۔ سائین بابا نے کچھ دیر سوچکر فرمایا کہ تم خود وہان کہانا لیجاؤ گے یا مہاراج تمہارے گھر کہانے آئینگے۔ باپو صاحب نے کہا مین خود مندر مین لیجاؤنگا۔ سائین بابا نے فرمایا اللہ مالک ہے (یہ آپ کا تکیہ کلام تہا) چنانچہ باپو صاحب ایک تہالی مین برہمن طریق پر پکایا ہوا کہانا لیکر گئے۔ مہاراج نے اندر سے دروازہ بند کر رکھا تہا۔ دستک دینے پر مہاراج نے دریافت کیا کون ہے! جواب دیا۔ باپو صاحب آپ کے لئے نیوت کا کہانا لایا ہے۔ مہاراج نے جواب دیا ہمین کہانے دانے کی ضرورت نہین ہے۔ یہان سے چلے جاؤ۔ باپو صاحب نے بگڑ کر کہا جب تک تم نہ کہاؤ گے مین ہرگز نہ جاؤنگا۔ یہ کہانا مین سائین بابا کی اجازت سے لایا ہون۔ یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ بیجا بائی بہی آ نکلی اور اوس نے بہی عرض کیا کہ مہاراج ۱۲ مہینے گذر گئے کہ آپ نے دانہ تک منہ مین نہین ڈالا کہانا آیا ہے تو کہا لیجے۔ یہ سنکر مہاراج مندر سے باہر آئے اور عورت کے ایک تہپڑ رسید کیا۔ بیچاری ڈر کر بہاگ گئی۔ پہر باپو صاحب کو گالیا دین یہ بہی دور جا کہڑے ہوئے اور وہین سے سخت سست کہنے لگے۔ اسپر مہاراج نے اس زور سے ایک پتھر رسید کیا کہ شانہ زخمی ہوگیا

جہلاکر بہت خبردار جواب مجھے مارا ورنہ بُری طرح پیش آونگا- مہاراج نے
فرمایا میں جو سزا دینی چاہتا تہا دیچکا اب نہیں مارنیکا- اتنے مین دو آدمی وہان
آنکلے- اِن دو آدمیوں کی مدد سے باپو صاحب مہاراج کو پکڑ کر اپنے گہر لے
گئے اور رسی سے باندہ دیا- مگر تہوڑی دیر کے بعد رسی کہولدی اور *
پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے- کشان کشان سائین بابا کے
حضور انکو لیگئے- باپو صاحب نے اپنی فریاد دائر کی- آپ نے فریاد سنی اور
مہاراج کو حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ- وہ بیٹھ گئے- پہر فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر خاموش
کیوں نہیں بیٹھتے- اتنا شکر مہاراج اُٹھے اور سید ہے مندر مین آکر بیٹھ
گئے- اسی دن دوپہر کو باپو صاحب اپنے دوستوں کے ہمراہ پہر آئے اور مہاراج
سے کہا کہ ٹہیرو تو سہی مین ابہی پولیس مین جاتا ہون اور تمہاری بدمعاشی
اور دوسروں کی مارپیٹ کا حال سارا کہہ سناتا ہون- مہاراج نے زبان تک
نہ ہلائی اور خاموش بیٹھے سنا کئے- شام کو مادہو راؤ نے سائین بابا کو
مہاراج کی مارپیٹ کی شکایت کی اور کہا کہ اگر آپ اجازت دین تو مہاراج
کو پولیس کے حوالے کر دون- سائین بابا نے فرمایا کہ مہاراج کا تعلق اور
نسبت ایسے بزرگ سے ہے کہ مین انکے متعلق نہ کچھہ بول سکتا ہون اور
نہ کچھہ کر سکتا ہون-

(۳) ایک ہندوستانی عیسائی جو سوامی کے نام سے مشہور تہا کا کا صاحب

کی دوستی کے ذریعے سائین بابا کی خدمت مین ہمیشہ حاضر ہوا کرتا۔ لو تبلیغ عیسائیت چھوڑ کر ظاہرا سائین بابا کا معتقد بنا ہوا تھا۔ ایک دن بمبئی سے واپسی پر سائین بابا سے بے ادبانہ اور رندانہ انداز سے جیسا کہ بازاری لوگونکا طریق گفتگو ہوتا ہے مزاج پرسی کرنے لگا۔ سائین بابا نے جواب مین کہا کہ مجھے اسوقت دوسو روپے کی سخت ضرورت ہے تم فوراً مہاراج کے پاس جاؤ اور اُن سے دوسو روپے میرے نام سے مانگ لاؤ چنانچہ سوامی جی مہاراج کے پاس پہنچے اور کہا کہ سائین بابا نے آپ سے ۲۰۰ روپے مانگے ہین اور فرمایا ہے کہ بہت ہی اشد ضرورت ہے فوراً دے دو۔ شام کے چھے بجے کا وقت تھا مہاراج مندر کے سامنے بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھے لوگون سے باتین کر رہے تھے۔ مہاراج نے اسکی منہ کی طرف دیکھا اور جھپٹ کر اوسکو پیٹنا شروع کر دیا جب مار کھاتے کھاتے ادہموا سا ہو گیا تو فرمایا کہ کیا اور زیادہ روپون کی ضرورت ہے؟ وہ بیچارہ حواس باختہ دُم دبا کر بھاگا اور سائین بابا کے قدمون مین گر گیا اور اپنے گستاخانہ انداز کو چھوڑ کر سچی عقیدت اور تعظیم کیا تھ سائین بابا کے پاس آتا رہا۔ درحقیقت یہ سائین بابا کی آزمایش کرنا چاہتا تھا۔

(۵) ایک دفعہ ایک انسپکٹر پولیس مع چند مسلمان سپاہیون اور جمعدار پولیس مہاراج کے درشن کو آیا۔ ابہی مندر کی دہلیز ہی پر قدم رکھا تھا

کہ مہاراج نے گالیان دینا شروع کین اور اسقدر بوچھاڑ کی کہ بیچارہ پیچھے ہٹ گیا۔ مہاراج اٹھکر آئے اور اوسکو ماتحتون کے روبرو ایسی ایسی سنائین کہ غریب شرم کے مارے سر نہ اوٹھا سکا۔ پھر آپ نے آہستگی سے کہنا شروع کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ برہمن ہوتے ہوئے بھی تمکو اتنا خیال نہین کہ جوتہ پہنے ہوئے مندر مین نہین جانا چاہئے۔ اور پھر مذہبی معاملات پر نہایت نرمی اور سہولیت سے تقریر کی اور مذہب کی ضرورت اور اوسکی حقیقت اوسکو سمجھائی۔ جسکو سنکر انسپکٹر قائل ہوگیا اور مہاراج کے قدمون مین گر گیا۔

ایک دفعہ سائین بابا نے ہر قسم کے جلاب منگوائے اور اون کو ایک بڑے برتن مین ڈالکر یک جا کر دیا۔ اور جو لوگ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سب کو ایک ایک پیالہ پلایا اور آخر مین خود بھی ایک پیالہ پی لیا۔ اب تماشہ دیکھئے کہ پینے والون کو تو اسکا اثر ہوا نہین مہاراج کو دوسرے دن سے جلاب شروع ہو گئے۔ حالانکہ برس سے زیادہ ہوچکا تھا کہ آپ کے پیٹ مین سوائے انتڑیون کے اور کچھ باقی نہ تھا۔ چنانچہ ہر چھ سات دن کے بعد ایک دن آپ کو دست آیا کرتے اور یہ سلسلہ بہت دن تک جاری رہا۔

سائین بابا کے حضور مین جو باتین ہوتین ڈاکٹر پلے کی زبانی مہاراج

تک پہنچ جائین۔ چنانچہ یہ بہی معلوم ہوگیا کہ سائین بابا نے لوگون کو جلاب پلایا اور خود بہی پیا۔ درحقیقت سائین بابا کا یہ طریق عمل مہاراج کی تعلیم کے لئے تہا کہ دوسرونکی تکلیفون مصیبتون اور گناہون کا خمیازہ بہی خود اُٹہانا چاہئے اور انکی آزادی کیلئے خود کو مقید بہی کرنا چاہئے۔

مہاراج منشیات سے اتنے ہی دور رہتے جتنی آسمان سے زمین اسپر بہی انکو بعض اوقات اس قدر نشے اور خمار مین دیکہا گیا ہے کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ لوگونکے خیال سے مہاراج نے ڈاکٹر پلے کو اسکی وجہ بتائی۔ کہ جس طرح جلاب کی دوا دوسرون نے کہائی اور جلاب ہوئے مجہے اسیطرح آجکل مخلوق خدا بے انتہا شراب اور دیگر منشیات کا استعمال کر رہی ہے جس کا اثر انپر ہونیکی بجائے میری طرف منتقل ہو رہا ہے اور جون جون لوگون مین نشہ کا زیادہ استعمال ہوگا یہان خمار زیادہ ہوتا جائیگا' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گذشتہ چار پانچ سال مین لوگون نے شراب اور منشیات کا بہت ہی زیادہ استعمال کیا۔ اور کلالون نے عام طور پر ان لوگونکی ناعاقبت اندیشی سے بہت زیادہ فائدہ اُٹہایا۔ یہانتک کہ بڑی بڑی حویلیون اور باغات کے مالک بنگئے۔ ان ایام مین مہاراج دنرات مخمور اور بدمست رہا کرتے تھے۔ آخرش مہاراج نے یہ منزل طے کی اور مہاراج کا نشہ اترگیا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ شراب کے خلاف صدا

بلند ہوئی اور چاروں طرف دہڑتے سے پکٹنگ شروع ہوئی۔ اور یہ اسوقت تک جاری رہیگی جب تک کلال اور شرابی اپنی اصلی حالت پر نہ آجائین یعنی کلالونکی امیری اور دولتمندی، اور شرابخورونکی غریبی اور مفلسی مین بتدریج تغیر واقع نہ ہووے۔ اسکی بعد یہ پکٹنگ خود بخود بند ہو جائیگی۔

یہان یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک سدگرو یعنی پیر مغان کو اپنے حلقے کے تمام لوگون کے ہر ناقص فعل کا ذمہ دار بننا اور اسکا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اور اسطرح وہ اپنے حلقے والون کو سنسکار سے نجات دلاتا ہے۔ اور عالم قدس کی اس منزل تک لیجاتا ہے جہان وہ خود ہے۔ حلقے کے لوگ وہ ہوتے ہین جنکا تعلق پیر مغان سے روز ازل سے چلا آتا ہے۔ اور جو ہر تکلیف اور آرام کیحالت مین اوسکی شریک جان نثار رہتے ہین اگرچہ انکو اس تعلق کا احساس کچھہ نہین ہوتا۔ لیکن ایک قدرتی طاقت ہوتی ہے جو انکو اپنے پیر مغان کیطرف بلا ارادہ کھینچے لئے جاتی ہے اور انسان اپنے ارادہ کے خلاف کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ در اصل یہی خوش قسمت ہستیان ہین جو اپنے پیر مغان کے ساتھہ ساتھہ اس عنایت کی مستحق ہوتی ہین جو پیر مغان کو حاصل ہے۔ پورے طور پر سمجھانے کے لئے ہم دو (۲) مثالیں دیتے ہین جس سے اچھی طرح بات ذہن نشین ہو جائیگی۔

(۱) فرض کرلو کہ کاغذ کے ایک بڑے ٹکڑے سے چھوٹے چھوٹے بہت سے ٹکڑے چسپان ہین گو وہ ٹکڑے رنگ روپ اور قد و قامت مین جدا ہون صاف شفاف ہون یا میلے کچیلے۔ خوشبودار ہون یا بدبودار جب یہ بڑا کاغذ ہوا مین اُڑیگا تو لازمی طور پر چھوٹے ٹکڑے ہر جگہ ہر وقت اور ہر ایک حالت مین اوس کے ساتھ رہینگے۔ دشوار سے دشوار اور آسان سے آسان ہر منزل مین بڑے ٹکڑے کا ساتھ رہیگا۔ بڑا ٹکڑا ایسا ہے جیسے پیرمغان اور چھوٹے ٹکڑے حلقۂ پیرمغان جنکا تعلق روز ازل سے پیرمغان کے ساتھ ہے۔ اِن ٹکڑونکو بڑے ٹکڑے سے وابستہ کرنے والی شئے اہل حلقہ کی محبت و عقیدت، صدق دلی (بہاؤ بھگتی) اور جان نثاری کا مادہ ہے جو اول ہی سے اِن میں موجود ہے۔ اِن ٹکڑونکے متفرق رنگ و روپ حلقہ والون کے مذاہب اور ادیان ہین۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بڑا ٹکڑا یعنی پیرمغان خواہ کسی جگہ کیون نہ جائے چھوٹے ٹکڑے یعنی اہل حلقہ بیخبری کے عالم مین اوسکے ساتھ جانے پر مجبور ہونگے اسباب اور وجوہات سے انکو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ بلکہ اہل حلقہ کی حالت اس شعر کے موافق ہوگی ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

دوسری مثال:۔ فرض کیجے کہ ایک انجن پونہ سے اپنے ساتھ کئی ڈبے لیکر بمبئی جاتا ہے۔ ان ڈبون مین ایک ڈبہ نہایت قیمتی اور نفیس شیاء سے بھرا ہوا ہے۔ دوسرے مین بالکل ناقص اور خراب چیزین ہین۔ تیسرے مین طرح طرح کے خوشبودار پھول اور قیمتی عطر کے کنٹر بھرے ہین۔ چوتھے مین سڑی بسی ترکاریان اور بدبودار مچھلیون کا ڈھیر ہے۔ جو ڈبہ کہ قیمتی شیائ سے بھرا ہوا ہے وہ انجن سے ملا ہوا لگایا گیا ہے اور اسیطرح حسب مراتب سامان کے ڈبے لگاکر سب سے آخر بدبودار مچھلیون کا ڈبہ لگایا ہے تاکہ ڈرائور کو اوسکی بو نہ آوے۔ پونہ سے بمبئی تک انجن پہاڑون مین ہوتا ہوا میدانون مین پہنچتا ہے۔ کبھی جنگلو اور خاردار جھاڑیون سے گذرکر سبزہ زار اور پرفزا مقام پر جاتا ہے۔ کبھی موسلا دہار بارش اسپر پڑتی ہے تو کبھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کھاتا ہے۔ غرضکہ زمانہ کا ہر گرم وسرد جو اسکو چکھنا پڑتا ہے ہر ایک ڈبہ اس مین اس کا ساتھہ دینے پر مجبور ہوتا ہے۔ جس قدر تیز جاتا ہے ڈبے بھی اسی تیزی سے چلتے ہین آہستہ چلتا ہے آہستہ جاتے ہین اور جب ٹہرتا ہے تو یہ بھی ٹہر جاتے ہین الغرض انجن جب وقت منزل مقصود پر پہنچتا ہے تو ڈبے بھی اس کے ساتھ لگے ہوئے وہان پہنچتے ہین۔ روانگی کے وقت اسٹیشن ماسٹر اس کا انتظام کرلیتا ہے کہ کونسا انجن کسوقت روانہ کیا جائے اور کون کون سے ڈبے اوسکے ساتھ

لگائے جائین اور انکو کس مقام پر بہیجا جائے۔ خالی ڈبے جنکی ابہی ضرورت
نہین ہے وہ بدستور اپنی جگہ پڑے رہتے ہین۔ اور جب تک اُن کا
وقت نہین آتا وہ سفر سے محروم رہتے ہین۔ اب دیکھیئے کہ خدا مثل
اسٹیشن ماسٹر کے ہے، مقام روانگی پونہ، دنیا۔ مقام مقصود یعنی بمبئی عالم قدس
کی اخیر منزل۔ انجن پیر مغان۔ ڈبے حلقہ پیر مغان۔ ڈبون کو انجن سے جوڑنے
والی کڑی حلقے کے لوگونکی محبت و سچی عقیدت (بہاؤ بہگتی) یہ بات
بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جس طرح انجن کے ساتہہ ہر قسم کے اچھے
برے ڈبے ایک ساتہہ اور ایک ہی حالت مین مقام مقصود پر پہنچتے
ہین اسیطرح حلقے کے آدمی اونچی ذات کے ہون یا نیچی ذات کے ہندو
ہون یا مسلمان۔ آتش پرست ہون کہ عیسائی۔ ظاہر و باطن مین پاک
ہون یا ناپاک۔ نیک ہون یا بدغرض کیسے ہی کیون نہ ہون پیر مغان
کے ساتہہ رہتے ہین۔ اور پیر مغان کے ساتھ عالم قدس کی سیر کرتے ہین

اب ہم اپنے مضمون پر واپس آتے ہین اور بتاتے ہین کہ مہاراج جس
حالت مین تھے اس حالت مین انہین کیسے کیسے عجیب ترین اور حیرت انگیز
معاملے پیش آئے ہوئے جس سے معلوم ہوگا کہ سائین بابا کی روحانی طاقت نے مہاراج
کو کیسے کیسے منظر دکہائے۔

ایک دن مہاراج ایک کنوین پر پہنچے جو مندر سے پاؤ میل کے

فاصلے پر ہوگا - اور مسلمانان شیرڈی اس مین تعزیہ ٹہنڈے کرتے ہین ایک درخت کے سایہ مین آپ بیٹھ گئے۔ کنوین سے ایک فرلانگ کے قریب پانی کی نالی بہہ رہی تھی آپ اسکی جانب دیکہنے لگے۔ یکایک ایک سوار دکہائی دیا جو نالی کی طرف آرہا تہا - نالی پر پہنچکر اوس نے گہوڑے کو روک لیا اور اتر کر گٹھری کہولی جو زین سے بندہی ہوئی تہی گہوڑے کو کہلا چہوڑدیا اور گٹھری لیکر نالی کے قریب جا بیٹھا - مہاراج کے دل مین یک بیک خیال پیدا ہوا کہ اوس کے قریب پہنچکر اوسکو دیکھنا چاہیے اس خیال کو جون جون مہاراج اوکتے تھے اور زیادہ بڑہتا تہا اور یہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی دل کے اندر بیٹھا ہوا مہاراج کو مجبور کررہا ہے کہ اس سوار کے قریب جاکر اوس کا حال دیکہین۔ چنانچہ مہاراج اُٹھے اور نالی کے دوسری طرف سوار کے بالمقابل جا بیٹھے اور اوسکی حرکات کو غور سے دیکہنے لگے۔ یہ شخص جذامی تہا جس سے اوس کا چہرہ نہایت بدنما اور گہناؤنا ہورہا تہا - ہاتہہ اور پیر کی انگلیان جہڑ گئی تہین بدن پر ہر جگہ زخم پڑے ہوئے تہے - جن مین سے خون اور پیپ بہ رہا تہا - اس نے پہلے نالی مین ہاتہہ دہوئے پاؤن دہوئے - اور پہر غسل کر کے اپنے پیپ آلودہ کپڑے دہونے شروع کیے۔ اس کی حالت زار پر مہاراج کو بہت ہی رحم آیا اور نہایت ہی ترحمانہ نظرون سے اوسکو دیکہنے لگے - اسوقت

ایک ادھیڑ عورت جو شادی شدہ معلوم ہوتی تھی آئی اور نالی کی دوسری
طرف مہاراج کے سامنے بیٹھ گئی۔ اور مہاراج کو ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ جاکر اس نالی سے خون آلودہ پانی پی۔ پہلے تو مہاراج کو ذرا تامل ہوا
پھر یہ خیال آتے ہی کہ شاید سائین بابا ہی عورت کی شکل مین مجھے حکم دے
رہے ہون۔ اُٹھے اور چلو سے پانی پینے لگے۔ سوار اس قدر منہمک تھا کہ
اوس نے مہاراج اور بڑھیا کیطرف دیکھا بھی نہین۔ مہاراج جب پانی پی چکے
تو پھر اس عورت کی طرف دیکھا۔ اوس نے پھر اشارہ سے کہا کہ اس گدلے
پانی مین غسل کرو۔ مہاراج نے فوراً تعمیل کی اور اس خندہ روئی سے غسل کیا
جیسے گنگا اشنان کر رہے ہون۔ اتنے مین اس جذامی کا گھوڑا جو کہلا ہوا
کہڑا تھا چھلانگ مار کر مہاراج کے قریب آیا اور چاہتا تھا کہ مہاراج پر حملہ کرے
مہاراج نے فوراً اس عورت کیطرف دیکھا۔ عورت نے اشارہ کیا کہ خاموش
بیٹھے رہو۔ مہاراج بیٹھے رہے گھوڑے نے آگے بڑہ کر مہاراج کی پیٹھ
پر تھوتھنی مارنی شروع کی۔ مہاراج برداشت کئے بیٹھے رہے۔ اسکے بعد
پر جذامی چونکا اور گھوڑے کو غصے مین گالیان دیتا ہے...
نے پھر عورت کیطرف دیکھا اب کے اوس۔
ڈنڈوت کرو۔ مہاراج اُٹھے اور زمین پر ملبے
اپنا سر رکھدیا۔ جذامی بھی اس کے جواب مین

لے قدموں پر گر گیا۔ اس رسم کے بعد مہاراج نے پھر عورت کیجانب رخ کیا۔ دیکھا
کہ عورت ندارد ہے۔ مہاراج وہان سے اُٹھکر مندر مین آئے

ایک دفعہ مہاراج حسب معمول مندر مین داخل ہوئے اور بائین کونے
مین جا بیٹھے۔ یکایک دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ بارہ بجے دن کا وقت اور
سورج اپنی پوری روشنی سے چمک رہا تہا۔ لیکن مہاراج نے دیکھا کہ ان
دو آدمیون کے اندر آتے ہی مندر مین اندہیرا چھا گیا اور صرف ان آدمیون
کے گرد نور کا ہالہ تہا جنکی وجہ سے وہ خود صاف نظر آرہے تہے اور انکی
ہر ایک حرکت کا پتہ لگتا تہا۔ اس نور کے ہالے سے عام روشنی کیطرح کرنین
نہین پڑتی ہتین۔ گویا روشنی حلقے مین مقید ہتی اور اسی وجہ سے چارونطرف تاریکی
چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہتی۔ یہ دونون آدمی جس سمت جاتے یہ ہالے انکے
ساتہہ رہتے۔ مہاراج نے غور سے انکی طرف دیکہا تو معلوم ہوا کہ ان مین سے
ایک مسلمان ہے اور ایک ہندو۔ دونون کی صورتین نہایت کریہہ تہین
جسم پر کہدر سے بہی موٹے اور نا ملایم کپڑے تہے۔ اور ان کا بدن سرتاپا
غلاظت سے بہرا ہوا تہا۔ انکی داڑہی لمبی اور سر کے بال بکہرے ہوئے
تہے اور ان مین معلوم ہوتا تہا کہ مدتون کا میل جما ہوا ہے۔ ان کا جسم موٹا اور
ورا تہا۔ نہایت قوی الجثہ اور آدم خور وحشی انسانون کے مشابہ تہے۔
دونون کے پاس ایک ایک گٹھڑی تہی۔ مندر مین داخل ہوکر یہ مہاراج کے

بالکل سامنے زانو پر زانو رکھکر بیٹھ گئے۔ اور بہت دیر تک باہم گفتگو کرتے رہے۔ مگر مہاراج کی سمجھ مین ایک لفظ بھی نہ آسکا۔ کیونکہ زبان اجنبی تھی باتین ختم کرکے انہون نے اپنی گٹھریان کہولین۔ ایک نے اپنی گٹھری سے موٹی اور بہاری بہاری روٹیان نکالکر ڈہیر کردین اور دوسرے نے اپنی گٹھری سے ایک چھری ایک رکابی اور گڑ نکالکر باہر رکہا۔ مہاراج یہ تمام منظر خاموش بیٹھے ہوے دیکہا کئے۔ اس مدت مین مہاراج کیحالت کا نقشہ عجیب ہوگیا۔ اطمینان اور گھبراہٹ دونون کی کشاکش نے مہاراج کو عجب مخمصے مین ڈال رکہا تہا۔ جب یہ لوگ گٹھری مین سے ضروری چیزین نکال چکے تو انہون نے مہاراج کیطرف توجہ کی اور ان مین سے ایک نے ہاتھ بڑہاکر مہاراج کو اپنی طرف جھٹکا دیکر کھینچا۔ مہاراج لڑھک کر ان دونون کے سامنے آپڑے۔ ان دونون نے ایک دوسرے کی مدد سے مہاراج کا گلا کاٹا اور سر کو تن سے جدا کردیا۔ مہاراج اپنے سر کو اپنے تن سے جدا ہوتے ہوئے دیکھہ رہے تہے اور زور زور سے چلا رہے تہے کہ ارے یہ میرا سر ہے تم نے اسکو کیون الگ کردیا میرا سر مجھے واپس دو تم کون جدا کرنیوالے۔ تم کو کیا اختیار ہے۔ مگر ان کی آہ و بکا پر انہون نے ذرا بھی خیال نہ کیا اور سر کو اٹھاکر زمین پر دوسرے طرف ڈالدیا اور توڑ ڈالا۔ پھر ایک نے ناریل کے ٹکڑے کے کھوپری سے بھیجا نکالنا شروع کیا۔ اور رکابی مین رکھکر

گڑ ملایا اور دونون نے روٹی کے ساتھہ مزے لیکر کہانا شروع کیا اور سارے کا سارا ہضم کر گئے۔ مہاراج یہ دیکہکر یہی چلائے کہ لے وشنیو یہ میرا بہجا ہے میرا سر ہے مجہے واپس دو یہ کیا کر رہے ہو مگر انہون نے ایک نہ سنی کہا پی کر چیزین بدستور گٹھری مین باندہ روانہ ہو گئے۔ قدم باہر رکہنا ہی تہا کہ اجالا ہو گیا۔ اور مہاراج نے اسی کونے مین اپنے آپکو صحیح سالم بیٹھے ہوئے پایا جس مین آکر بیٹھے تہے۔ اور وقت بہی وہی تہا جسوقت یہ واقعہ شروع ہوا۔ اسپر لطف یہ کہ مہاراج یہ نہ سمجہہ سکو کہ گردن کٹا چیخ کیسے سکتا ہے۔ اس روز سے مہاراج کے عادات واطوار مین ایک بہت فرق آگیا۔ اور لوگ خیال کرنے لگے کہ مہاراج کے دماغ مین خلل آگیا ہے اور یہ دیوانے ہو گئے۔ کیونکہ اس دن سے مہاراج ہر وقت کہنے لگے میرا سر کہان ہے۔ میرا سر مجہے واپس دو۔ کبہی دنکی روشنی مین چلانے لگتے کہ لوگو بالکل اندہیرا ہو گیا مجہے مطلق دکہائی نہین دیتا۔ چراغ کیون نہین جلاتے۔ اور یہ حالت اس قدر بڑہی کہ لوگونکو انپر رحم آنے لگا۔

ایک دن مہاراج بہتے پانی کی نالی پر بیٹھے غسل کر رہے تہے دیکہا کہ ان کا پیٹ پانی مین بہا چلا جا رہا ہے۔ گہبرائے اور پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن وہ چشم زدن مین نظرون سے غائب ہو گیا۔ مہاراج کو یقین ہو گیا کہ اُن کا پیٹ بہہ گیا۔ اس دن سے سر کے ساتھہ پیٹ بہی شریک ہو گیا اور فرمایا کرتے

کہ میرا سر کہان ہے میرا پیٹ کہان ہے۔

ایک دن مہاراج نے دن کے وقت بیٹھے بیٹھے یہ محسوس کیا کہ وہ ایک گول اور چکنے پتھر ہین۔ اور احساس جسمی بالکل باقی نہ رہا پھر دیکھا کہ یہ گول پتھر اپنے ہی ارد گرد پھر رہا ہے۔ اور اس گردش سے اس کا جسم بجائے گول کے لمبا ہوتا جاتا ہے۔ پھر دیکھا کہ اس کا بیچ کا حصہ گردش کی وجہ سے پتلا ہوتے ہوتے بال کی مانند رہگیا ہے اور اگر یہ گردش قایم رہی تو یہ دو ٹکڑے ہو جائیگا۔ یہ حالت قریباً ۷ منٹ تک رہی۔ ختم ہونے پر آپ نے اپنے آپکو اصلی حالت مین بدستور بیٹھے دیکھا۔ اور وقت کا ایک لمحہ بھی نہین گذرا تھا۔

ایک دفعہ آپ رفع حاجت کو بیٹھے ہوئے تھے۔ یہان آپ نے دیکھا کہ ہر چیز حتی کہ دنیا چکر کہا رہی ہے اور وہ دنیا سے الگ ہوکر گویا دنیا کی اس بے انتہا گردش کا نظارہ کر رہے ہین۔ پھرتے پھرتے وہ اس قدر چھوٹی نظر آنے لگی کہ ایک نقطہ سا باقی رہگیا۔ اور پھر یہ بھی غائب ہوگیا

ایک دفعہ آپ نے یکایک اپنے گرد تین نور کے ہالے دیکھے ہر ایک ہالہ چوڑان مین ایک فٹ کے قریب تہا اور ایک کے اوپر ایک تین تین فٹ کے فاصلے پر مہاراج کے گرد بڑی تیزی سے چکر لگا رہے تھے۔ یہ ہالے بھی ویسے ہی تھے جیسے پہلے بیان ہو چکے ہین۔ اور ان ہالون کے درمیان اور اطراف تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مشاہدہ اکثر دن مین

کئی کئی مرتبہ ہوا کرتا۔ اور کئی دن جاری رہا۔

چند روز گذر گئے پھر ایک عجیب وغریب مشاہدہ ہوا۔ آپ نے ایک روشن ہالہ دیکھا جسکے ارد گرد تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور اس ہالے مین خدارسیدونکا ایک بہت بڑا گروہ نظر آیا۔ جن مین برہما چاری سنت اولیا۔ قطب اور سدپروش تھے۔ یہ بزرگ بیٹھے ہوئے دنیا اور اسکے انتظام کے مسئلہ پر غور کر رہے تھے مگر نتیجے پر کوئی نہین پہنچتا تھا۔ ان کی بحث مہاراج کو اچھی طرح سنائی نہین دیتی تھی۔ آخر یہ سب بزرگ سائین بابا کا انتظار کرنے لگے جو ابھی تک نہین آئے تھے۔ کچھ دیر توقف کرکے ان مین سے ایک بزرگ مراقبے مین گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کر کہا کہ سائین بابا کا جسم (ظاہر) شیرڈی مین ہے اور روح (باطن) کہین اور ہے پھر دوبارہ مراقبہ کیا گیا تاکہ روح کا پتہ لگائین معلوم ہوا کہ سائین بابا کی روح کاشی مین عالم قدس کے کسی پیچیدہ معاملے کے سلجھانے مین مصروف ہے۔ مگر انکو اس مجلس کے انعقاد اور وقت کی اطلاع ہے۔ قریباً ۵ منٹ کے بعد سائین بابا تشریف لائے اور نہایت خندہ پیشانی سے پوچھا کہ مسئلہ حل ہوگیا یا نہین۔ ان بزرگون نے ہنسکر جواب دیا کہ ہم نے اس سوال کا حل آپ پر چھوڑ رکھا ہے آپ ہی کا انتظار ہو رہا تھا۔ یہانتک ہی مشاہدہ ہوا۔ اور پھر مہاراج اپنی اصلی حالت مین ہوگئے۔ ان تمام باتون کو ایک لمحہ

بہی نہین لگا۔

ایک مرتبہ روشنی کا ہالہ پہلے کی مانند نمودار ہوا۔ اور اسکے درمیان کئی بزرگ تہے جنکے عین وسط مین سائین بابا تشریف فرما تھے ایک طرف بہت بڑی ترازو لٹکی ہوئی تہی۔ جس کے قریب ایک بزرگ کہڑے تہے۔ یکایک سائین بابا اُٹھے اور ترازو کے ایک پلڑے مین جا بیٹھے۔ یہ دیکھکر اُن بزرگون مین سے ایک بزرگ اُٹھے اور دوسرے پلڑے مین جا بیٹھے مگر سائین بابا کے برابر وزن نہ ہوا۔ اسپر دوسرے اور پہر تیسرے غرضکہ یکے بعد دیگرے سب کے سب ملکر بیٹھے مگر سائین بابا کا پلڑا ہلا تک نہین۔ سائین بابا نے مسکرا کر فرمایا کہ تم سب ملکر میرے برابر نہین آسکتے۔ اتنے مین راستے پر مہاراج جاتے ہوئے نظر آئے۔ انکو دیکھکر سائین بابا نے ان بزرگون مین سے چند کو کہا کہ جاؤ اوسکو پکڑ کر ادہر لے آؤ۔ چنانچہ مہاراج وہان لائے گئے پہر سائین بابا نے سب کو الگ کر دیا اور مہاراج کو دوسرے پلڑے مین بٹھا دیا۔ دیکھا تو دونون پلڑ برابر ہو گئے۔ سائین بابا خوش ہوئے اور فرمایا کہ آخر مجھے برابر کی جوڑ ملگئی۔ اب اس معاملہ کو ختم کرو چنانچہ ہالہ اور اوسکے تمام بزرگ غائب ہو گئے اور مہاراج اوسیجگہ حسب معمول بیٹھے ہوئے تہے

ایک دفعہ مہاراج مادت کے موافق کہنی کا ٹیکہ لگائے ہوئے مندر مین بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ یکایک معلوم ہوا کہ ان کے مرحوم آباواجداد مردہ

ن ایک ایک کرکے ان کے دل مین سے نکل رہے ہین۔ اور ہر ایک
ے گرد نور کا ایک ہالہ ہے۔ اور سوائے ان ہالون کے تمام عالم مین اندھیرا
ہوگیا ہے۔ مہاراج یہ منظر بہت دیر تک دیکھتے رہے لیکن اختتام پر معلوم
ہوا کہ پلک بھی نہین جھپکی تھی۔

ایک دفعہ دن کے وقت ایک عجیب مشاہدہ ہوا۔ مہاراج نے خود کو
سائین بابا کے قریب اپنے مرحوم آباواجداد کے ہمراہ موجود پایا۔ ان کے ایک
ہی ہالہ نور کا ان سب کو گھیرے ہوئے تھا۔ جبکے باہر سخت تاریکی کا عالم تھا
سائین بابا نے مہاراج کو حکم فرمایا کہ ان لوگو نکو جان سے مار ڈالو۔ مہاراج
نے فوراً تعمیل حکم کی اور ایک ایک کرکے سب کو ہلاک کر دیا۔ اسکے بعد فوراً
ہی یہ منظر آنکھون سے غائب ہوگیا۔

چند روز کے بعد پھر ایسا ہی ایک مشاہدہ ہوا جس مین انہون نے
اپنے انہی آباواجداد کو سائین بابا کے پاس دیکھا جنکو وہ اپنے ہاتھون ذبح
کر چکے تھے۔ ان کے گرد ہالہ بدستور تھا۔ ان سبھون نے ایک ہی وقت
مین سائین بابا سے گلے ملنے کا ارادہ کیا اور ایک دوسرے کے آگے
بڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ سائین بابا نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور ان سبھونکو
اپنی آغوش مین لیکر اسقدر زور سے بھینچا کہ وہ سائین بابا کے اندر سما گئے۔
سائین بابا اور یہ سب لوگ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

ایک دفعہ پانچ بجے دن کے قریب مہاراج مندر مین بیٹھے ہوئے تھے اور بالکل بیداری اور ہوش کے عالم مین تھے کہ انہون نے دیکھا کہ سائین بابا نمودار ہوئے۔ اور مہاراج کے قریب پہنچکر بولے کہ میرے ہمراہ چلو جب مہاراج سائین بابا کے ہمراہ چلے تو سائین بابا کے گرد نور کا ہالہ پیدا ہوگیا جسکے باہر ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک پرانی حویلی دکھائی دی۔ سائین بابا مہاراج کو اس حویلی مین لیگئے۔ اندر پہنچکر وہ ایک بہت بڑے وسیع کمرے مین داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہوئے چپ وراست دو چبوترے بنے ہوئے تھے۔ بائین طرف کے چبوترے کے مقابلے مین باہر جانیکے لئے ایک دروازہ تھا۔ دوسرے سرے پر کمرے کے کونے مین فرش بچھا ہوا تھا۔ فرش پر گدا۔ اور گدے پر ایک حضرت جناب سفید پوش اور سفید ریش جلوہ افروز تھے۔ یہ دونون اس چبوترے پر بیٹھ گئے۔ مہاراج نے سائین بابا سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہین؟ سائین بابا نے فرمایا کہ یہ شخص مقام توحید مین ہے اور اسیطرح ایک ہزار سال سے یہان بیٹھا ہوا ہے۔ میرا دوست ہے۔ کبھی کبھی ملنے کے لئے یہان آیا کرتا ہون۔ پھر سائین بابا نے مہاراج سے کان مین کچھ کہنا شروع کیا مہاراج کو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص ان کے بازو مین بیٹھا ہوا باتین کررہا ہے۔ مڑکر جو دیکھا تو اپنے ہی پتلے کو پایا۔ جسکو دیکھکر مہاراج دم بخود

ہو گئے۔ اور اسکی طرف کچھ ایسے منہمک ہوئے کہ سائین بابا کی بات بھی نہ سن سکے۔ سائین بابا نے اس پتلے کیطرف دیکھنے سے مہاراج کو منع کیا۔ مہاراج نے گردن موڑی ہی تھی کہ اس پتلے نے مہاراج کا شانہ ہلایا اور کہا کہ میری طرف مخاطب رہو اور میری بات بغور سنو۔ اسپر سائین بابا نے پھر روکا اور منع کیا کہ ادہر دہیان نہ دو۔ غرض اسیطرح تین مرتبہ منع کیا لیکن اسپر بھی پتلے نے اصرار کیا تو سائین بابا آگ بگولہ ہو گئے۔ اور غصے مین بھرے ہوئے چبوترے سے اترے اور اس پتلے کا ہاتھ پکڑ کر میدان مین لیگئے اور وہان جاکر خوب مارا۔ اور مہاراج کو کہتے رہے کہ تم نہ ڈرو۔ جب خوب اچھی طرح گت بنا چکے تو اوسکو پکڑ کر مسان مین لیگئے وہان ایک بڑی بھاری چتا سلگی ہوئی تھی اس مین جھونک دیا اور مہاراج کو ساتھ لیکر اسی حویلی مین واپس آئے۔ آتے ہی یہ تمام منظر چھپ گیا۔ اتنے واقعات دیکھنے پر بھی وقت وہی تھا جو شروع کا تھا۔ اس مشاہدے کے بعد مہاراج اکثر آہ و زاری کیا کرتے اور لوگ انکی دیوانگی پر یقین کرتے جاتے۔

ایک بار مہاراج نے خود کو مندر سے نکل کر بہت دور جاتے ہوئے دیکھا۔ چلتے چلتے ایک اجڑے ہوئے قصبے مین پہنچے۔ وہان ایک شخص سے انہون نے دریافت کیا کہ یہان آرام کرنے کے لیے کوئی سرا یا مندر ہے؟ جواب مین اس شخص نے کہا کہ قریب تو نہین البتہ تھوڑے فاصلے پر ایک

مندر ہے وہان تم تہوڑی دیر ٹہر سکتے ہو۔ پتہ پاکر مہاراج اس طرف چلے
یہان پہنچکر آپ نے دیکہا کہ یہ مندر زمین پر اوندہا گردش کر رہا ہے یعنی
اس کا کلس زمین پر ٹکا ہوا ہے اور بنیاد اوپر کو سا تہہ کی زمین کلس کی
جگہ آسمان کا نظارہ کر رہی ہے گویا لٹو کیطرح پہر رہا ہے۔ مہاراج حیران
تہے کہ اس پہرتے ہوئے مندر مین کس طرح جاؤن۔ ایک راہگیر پر نظر پڑی
اوس نے کہا کہ ٹہیرو اس مندر کا پجاری ابہی آئیگا اوسکو ہمراہ تم جا سکتے ہو
پجاری آیا۔ مہاراج نے اندر لیجانیکی درخواست کی۔ اوس نے کہا اچہا میرے
پیچہے پیچہے چلے آؤ۔ مندر کے قریب پہنچکر پجاری نے مندر کے ایک کونے
کو ہاتہہ لگایا۔ فوراً گردش بند ہوگئی۔ مہاراج اندر داخل ہوئے۔ اور مندر
پہر پہرنا شروع ہوگیا۔ اندر دیکہا کہ دوسرا ایک مندر پہلے کیطرح گردش کہا
رہا ہے مگر چہوٹا ہے۔ مگر اسکی گردش پہلے مندر کی گردش سے برعکس تہی۔
پجاری کی مدد سے مہاراج اس مین بہی داخل ہوئے۔ اسیطرح اس کے اندر
مین تیسرا مندر دیکہا جو پجاری نے بدستور ہاتہہ لگاکر روکا۔ مہاراج نے پوچہا
تم کسطرح اسکو روک لیتے ہو۔ جواب دیا کہ مندر میرا دوست ہے۔ یہ دوسرے
مندر کے برعکس گردش کر رہا تہا۔ یہ خواب کا سا عالم دیکہکر مہاراج کو خیال
ہوا کہ ہین مین خواب تو نہین دیکہہ رہا اور چارونطرف آنکہین پہاڑ پہاڑ کر
دیکہنے لگے۔ معلوم ہوا کہ بیداری ہی کا عالم ہے اور سچا منظر پیش نظر ہے اب

اب مہاراج اس مین داخل ہوئے۔ دیکہا کہ بہت سے برہمن پوجاپاٹ کر رہے اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا آج کوئی خاص دن پوجا کا ہے جو اتنے خلوص سے پوجا ہو رہی ہے۔ مہاراج بہی ان کے ساتہہ پوجا مین شریک ہو گئے۔ یہان منظر ختم ہو گیا۔

ایک دفعہ دیکہا کہ آپ مندر سے نکلکر دور جارہے ہین اور آخر ایک شہر مین پہنچے۔ اس شہر مین فقط مردے بستے تہے جو دنیا سے مرکر یہان آبسے تہے اور کام بالکل زندون کیطرح کرتے تہے۔ جونہی مہاراج اس شہر کی حد مین پہنچے چند آدمی ان کے پیچہے دوڑے تاکہ انکو پکڑکر مار ڈالین اور اپنے مین شامل کرلین۔ مہاراج گہبراکر بہاگے تاکہ ان لوگون کے ہاتہہ سے بچین۔ مگر یہ لوگ برابر انکا تعاقب کرتے رہے۔ آخر مہاراج کا دم پہول گیا اور ایک بڑہیا کے گہر مین گہس گئے۔ اور ایک کمبل کو اوڑہ کر گٹھری سے بنے اور زمین پر پڑ گئے۔ وہ لوگ بہی آپہونچے اور گہر مین گہس آئے۔ بڑہیا نے کہا کہ یہ شخص مرچکا ہے اور اب اسکو مارنے سے حاصل۔ مگر انکو اطمینان نہ ہوا اور اپنا شک رفع کرنے کے لئے لکڑیون سے مہاراج کی خوب خبر لی۔ اور یہ سمجہکر کہ یہ سچ مچ مر گیا ہے اور ہم لوگون مین رہنے کے قابل ہو گیا ہے۔ وہان سے چلے گئے۔ یہ بڑہیا موٹی موٹی چار روٹیان لائی اور مہاراج سے کہا کہ کہانے کے لئے کہا۔ اس دن سے بڑہیا دن مین تین بار اس مقررہ تعداد میں روٹیان

لاکر مہاراج کو دیا کرتی تھی۔ اور مہاراج اس کے عوض میں دوسرے لوگوں کے ساتھ جاکر کام کیا کرتے۔ اس بستی کا دستور تھا کہ ہر شخص متفرق کھیتوں میں جاکر کام کیا کرتا۔ مگر ان تمام کھیتوں کا غلہ ایک ہی گودام میں جمع کیا جاتا۔ اور یہاں سے ہر شخص کو برابر حصے میں غلہ تقسیم ہوا کرتا تھا۔ مہاراج نے اس حالت میں کئی دن بسر کیئے۔ لیکن جب حالت بحال ہوئی تو ایک لمحہ کا وقفہ بھی نہ گذرا تھا۔

ایک دن مہاراج اپنی معمولی حالت میں مندر سے نکلکر شیرڈی سے رہاتا کی طرف چلے راستے میں سرراہ ایک بزرگ کا مزار ہے یہاں سے آگے بڑھنا چاہتے ہی تھے کہ خود کو ایک کھلے میدان میں دیکھا۔ آپ کی نظر دو سیزدہ سالہ لڑکیوں پر پڑی جو انکی طرف آرہی تھیں۔ ان دونوں لڑکیوں نے آکر مہاراج کے دونوں ہاتھ پکڑ لیئے۔ اور ایسے مضبوط پکڑے کہ مہاراج نے ہر چند کوشش کی مگر نہ چھڑا سکے۔ کیونکہ طویل اپاس سے مہاراج یوں بھی بہت کم زور ہو چکے تھے۔ یہ لڑکیاں مہاراج کو بہت دور کھینچکر لیگئیں یہ زمین بالکل بنجر تھی۔ یہاں دو فٹ کے قریب موٹا مٹی کا ایک ستون تھا اس ستون کے دونوں سرے غائب تھے۔ نہ کسی چیز کا بنا ہوا معلوم ہوتا تھا نہ ہاتھ لگانے سے ہاتھ کو محسوس ہوتا تھا۔ اس ستون سے لڑکیوں نے مہاراج کو باندھ دیا۔ گو مہاراج اس عرصے میں ان سے ہر دم پوچھتے رہے کہ تم کون ہو

مجھے یہان کیون لائے ہو۔ باندھا کیون ہے مجھے چھوڑ دو۔ مگر انھون نے ان کی آہ وزاری پر توجہ نہ کی۔ اور نہ زبان سے کچھہ کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد لڑکیون نے مہاراج کو ایک بٹوہ دیا۔ اور کہا کہ ہم سب باری باری تمھین کہانیان سناتے ہین تم ان کہانیون کو اس بٹوے مین جمع کرتے جاؤ اور نہایت ہی حفاظت سے رکھنا۔ مہاراج کو تعجب ہوا کہ کہانیان بٹوے مین کس طرح جمع ہونگی۔ لڑکیون نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین تمکو معلوم ہو جائیگا کہ کہانیان بٹوے مین کیسے جمع کیجاتی ہین۔ پھر انہون نے یکے بعد دیگرے کہانیان کہنا شروع کین۔ مہاراج نے تمام کہانیان سنکر بٹوہ مین جمع کین اور اپنے ہاتھہ سے اوسکے منہ پر مہر لگائی۔ مہاراج اکثر فرمایا کرتے ہین کہ وہ بٹوہ ابتک میرے پاس سربمہر موجود ہے اور اس مین تمام کہانیان محفوظ ہین۔ وہ ایسی عجیب وغریب اور سبق آموز کہانیان ہین کہ جنکے سننے ہی سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ مین ان کہانیونکے لئے ہمیشہ تیار رہا کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ سناؤن مگر مجھے آجتک کوئی شخص ایسا نہین ملا جو سننے کی قابلیت رکھتا ہو۔ الغرض وہ لڑکیان کہانیان کہکر رخصت ہوئین اور وہان سے کچھہ فاصلے پر دوسری لڑکیون کے غول مین جا ملین جو وہان قسم قسم کے کھیل کھیل رہی تھین۔ اس گروہ مین پارسی عیسائی۔ برہمن۔ مرہٹے وغیرہ تمام مذاہب کی لڑکیان موجود تھین۔ یہ

لڑکیان ہر روز یہان جمع ہوا کرتی تہین۔ اور تمام دن کہیل کود کر شام کو اپنے اپنے گہر چلی جاتی تہین۔ کئی دن اسیطرح گذرے مگر مہاراج کو کسی نے آزاد نہین کیا۔ تین بار دو لڑکیان مہاراج کے پاس آئین اور آپ نے اپنی آزادی کے لئے اُن سے منت سماجت کی مگر وہ ہنسکر وہان سے چلی گئین۔ چوتھے بار دوسری لڑکیان مہاراج کے قریب آئین اور مہاراج کی گریہ وزاری پر انکو رحم آیا اور انہون نے کہا کہ اگر تم ہماری ایک شرط قبول کرو اور اسپر کاربند رہنے کا وعدہ کرو تو ہم تمہاری رہائی اپنے ذمہ لیتے ہین ورنہ نہین۔ مہاراج نے منظور کرلیا چنانچہ وہ انکو اپنے گروہ مین لے گئین۔ مہاراج کو دیکہکر ہر طرف سے لڑکیون نے انکو آن گہیرا۔ اور مہاراج ان کے بیچ مین بیٹھ گئے۔ مہاراج سے لڑکیون نے اپنے ساتھ کہیلنے کیلئے کہا آپ نے کہا مین مرد ہون اسلئے مین لڑکیون کے کہیل نہین جانتا انہون نے کہا نہین جانتے تو کیا ہوا ہم سکہا دینگے پہر تم کہیلو ورنہ ہم تمہین آزاد نہین کرینگے۔ پہر کہا کہیل تو کہیل آزادی کیخاطر تمہین عورت بننا پڑیگا۔ مہاراج نے قبول نہ کیا۔ پہر انہون نے کہا کہ اچھا تمہین بنگڑیان پہنی ہونگی۔ یہ شرط مجبوراً قبول کرنی پڑی۔ لڑکیان کئی قسم کی چوڑیون کا گچھا اٹھالائین اور اس مین سے چار چوڑیان مہاراج کو دکہاکر کہا کہ یہ پہنتے ہی ٹوٹ جائینگی۔ پہر دوسری چار دکہاکر کہا کہ یہ ایک دن تک نہ ٹوٹینگی۔ پہر اور چار دکہاکر کہا کہ یہ ایک ہفتہ تک سلامت رہینگی۔ اس کے بعد پھر چار چوڑیان دکہاکر کہا کہ یہ ایک سال تک اور دوسری چار

چوڑیان لیکر کہا کہ یہ ۱۰۰ سال تک قایم رہینگی اس کے بعد چار چوڑیان دکہائین اور کہا کہ یہ ہمیشہ قایم رہنے والی چوڑیان ہین۔ ان تمام چوڑیونکو سامنے رکہکر انہون نے مہاراج سے پوچہا کہ اب بتاؤ تم ان مین سے کونسی چوڑیان پسند کرتے ہو۔ مہاراج نے پہلی مرتبہ کی دکہائی ہوئی چوڑیان پسند کین۔ مگر انہون نے کہا نہین ہم اخیر مین لائی ہوئی چوڑیان تمہین پہنائینگے جو کبہی ضایع ہونے والی نہین ہین۔ پہر انہون نے یہ چوڑیان مہاراج کے ہاتہ مین پہنائین۔ اسکو پہنتے ہی یہ تمام سین نظرون سے غائب ہوگیا اور مہاراج نے خود کو شیرڈی کی سڑک پر اسیطرح سوچ مین کہڑا ہوا پایا جیسے کہ وہ اس واقعہ سے ایک لمحہ پہلے کہڑے تہے۔ مہاراج گہبراکر مندر مین چلے آئے۔

ایک دفعہ اور عجیب مشاہدہ ہوا۔ کہنڈوبا کے مندر کیجانب ایک درخت پیپل کا ہے اور اسکو بالمقابل بڑ کا درخت ہے۔ اسکی جنوب مین پیپل اور نیم کا درخت ہے اور داہنی جانب مندر سے کچھ فاصلے پر ایک کنوان ہے۔ ساکوری مین بہی درخت اور کنوان اسیطرح بالمقابل واقع ہین اور یہ مطابقت بالکل صاف طور پر معلوم ہوتی ہے اور اس مطابقت مین ایک راز سربستہ ہے۔ مہاراج نے دیکہا کہ مین تنہا اس درخت کے پاس کہڑا ہون۔ پہر دیکہا کہ بار بار چڑہتا اور اترتا ہون اور چڑہکر

اخیر سر سے تک پہنچ جاتا ہون اسیطرح تین دن تک سلسلہ جاری رہا
تجربہ ختم ہوا تو وہی حالت تھی جو پہلے ہتی مگر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند
روز مین وہ درخت خشک ہوگیا۔

ایک روز مہاراج نے اسوقت جبکہ وہ پورے جذب کیحالت مین
ہہی نہ تھے دیکھا کہ مین سراپا عورت بنگیا ہون اور تمام زنانہ آثار نمایان
ہین اور حرکات وسکنات بھی عورتون کے سے ہین۔ اس لئے وہ قرب
جوار کے لوگون سے جو انکے درشن کو آتے چوڑیان اور زیورات طلب
فرماتے اور بڑی خوشی سے انکو پہنتے۔ اسوقت مہاراج کی حالت
ابتدائی جذب کی ہتی۔ پہٹی پرانی دہوتی پہنے ہوئے سائین بابا کے درشن
کو جایا کرتے تو سائین بابا یہ حالت دیکہکر آبدیدہ ہوجاتے۔ اس جذب
کی حالت مین مہاراج کو یہ معلوم ہوتا رہا کہ چلتے پہرتے اٹھتے بیٹھتے
کوئی نہ کوئی ہندو یا مسلمان شناسا یا اجنبی ان کے ساتھ رہتا اور انکے
تمام حرکات وسکنات کا چربہ اتارتا ہے۔ جب وہ رفع حاجت کو
جاتے تو دیکھتے کہ کوئی نہ کوئی ان کے ساتھ ہے۔ اور ہر ایک حرکت
انہی کی طرح کر رہا ہے۔ ان لوگون مین اکثر مہاراج کے جاننے والے ہوتے تھے

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ کہنڈوبا کا پتھر کا مجسمہ جسکی مندر مین آپ
مقیم تھے ان سے بات چیت کرتا۔ ادہر باہر جاتا اور جاتے ہوئے کہتا کہ

مین ابھی واپس آتا ہون۔ اور حسب وعدہ واپس آتا اور اپنی جگہ جا بیٹھتا اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ جو چیز اُن کے سامنے پیش کیجاتی اوس کے تمام حالات اول سے لیکر اخیر تک انپر منکشف ہو جاتے

ایک دفعہ اچانک مہاراج کے دل مین خیال آیا کہ شیرڈی کے باشندے جنسے وہ بخوبی واقف تھے انکو جان سے مارنے کی فکر کر رہے ہین۔ اس خیال نے اِن کے دماغ پر ایسا گہرا اثر کیا کہ وہ ایک مدت تک ایک لمحہ کے لئے بھی اسکو نہ بھولے۔ ایک دن ایک سنار جسکو مہاراج جانتے تھے اور وہ عقیدتمندانہ حاضر خدمت ہوا کرتا تہا۔ آپ کے پاس آیا۔ چونکہ مہاراج کے دل مین مذکورہ خیال بسا ہوا تھا سمجھے کہ یہ شخص مجھے مارنے آیا ہے جو سوال و جواب آپس مین ہوئے اُن کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوگا کہ آپ اس وحشت افزا خیال مین کس قدر ڈوبے ہوئے تھے۔ سنار نے مہاراج کو دیوانہ سمجھکر ان کے ہر ایک سوال کا جواب اثبات مین دیا۔

مہاراج۔ تو پھر تم اپنے کام کو انجام دینے کے لئے یہان آئے ہو؟

سنار۔ جی ہان مہاراج

مہاراج۔ تو پھر تم اپنا کام کب کروگے؟

سنار۔ جب آپ مناسب سمجھین۔

مہاراج۔ تو تم مندر کی بائین طرف اس کام کو انجام دوگے؟

سنار۔ جی ہان مین ایسا ہی کرونگا۔

اس سوال وجواب کے بعد سنار چلاگیا۔

ایک روز مہاراج مندر کی دیوار سے ٹیکا لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ خود کو ایک لمحہ کے لیۓ اُٹھتا دیکہا۔ اور پہر مندر سے باہر نکلکر ایک جانب روانہ ہوتے دیکہا دور جانے کے بعد وہ ایک عجیب مقام پر پہنچے۔ یہان ایک نہایت عالی شان عمارت دکہائی دی۔ اس کے دروازے پر عورتین پہرہ دے رہی تہین۔ ایک عورت سے آپ نے اس عمارت کا حال دریافت کیا اوس نے بتایا کہ یہ ایک خاص کتب خانہ ہے۔ اور اس مین کسی غیر اور اجنبی شخص کو جانے کی اجازت نہین ہے۔ مہاراج کو یہ سنکر اندر جانیکا شوق ہوا۔ قدم آگے بڑہایا ہی تھا کہ آپ اندر داخل ہوگئے۔ سامنے ایک بارہ دری دکہائی دی آپ اس کے اندر داخل ہوئے۔ اس مین چارون طرف الماریان لگی ہوئی تہین اور ان مین ہزارہا کتابین ترتیب وار دہری تہین۔ ہر الماری کے پاس ایک عورت پہرہ دے رہی تھی۔ چونکہ یہان مرد کوئی نہ تھا اس لئے خیال ہوا کہ یہان کا تمام انتظام عورتون کے ہی سپرد ہے۔ کمرے کے عین وسط مین ایک عورت نہایت متانت کے ساتھ بیٹھی ہوئی تہی سامنے چوکونی میز رکہی ہتی۔ عورتون کا بناؤ سنگار۔ دلربایانہ حرکات و سکنات سے کتابون کا باقاعدہ رکہنا وغیرہ ایک نہایت ہی نظر فریب نظارہ تہا

مہاراج کھڑے ہوتے بڑی دلچسپی سے نظارہ کرتے رہے۔ عورتون نے جو
مہاراج کو دیکھا تو چند عورتین خود بخود الماری سے کتابین لائین اور مہاراج
کو دین۔ اوران کتابونکے خاص خاص مضامین پڑھنے کا اشارہ کیا۔ مگر
مہاراج کے چہرے سے ظاہر ہوا کہ یہ کتابین نہین پڑھ سکتے۔ اسپر کرسی نشین
عورت مہاراج کے قریب آئی اور خادمہ عورتون سے کہا کہ الماری سے فلان
کتاب لاؤ۔ کتاب آنے پر اوس عورت نے ایک دوسری عورت کو وہ کتاب
دی اور حکم دیا کہ فلان شعر پڑھکر اوسکا ترجمہ کرے۔ یہ کتاب سنسکرت
زبان مین علم بندگی کے متعلق تھی چنانچہ اس عورت نے مندرجہ ذیل شعر پڑھا

آتمار پم سکھیتارا داسیم وَ ندن مرچھنم
پادانج سیثونم وشنوسمرنم کرتنم شروتھا

معنی بیان کرنے کے بعد کہا کہ یہ شعر بھگوت گیتا مین اس کے بالکل برعکس لکھا
ہوا ہے اور ہندو مذہب کے تمام ماننے والے اس شعر کو الٹے طریقے سے
پڑھتے ہین اور اسپر عمل پیرا ہین۔ بھگوت گیتا مین یہ شعر اس طرح لکھا ہے

شراونم کرتنم وشنس سمرنم پادسیونم
ارچنم وندنم داسیم سکھیتما تمارنویدنم

مذکورہ بالا شعر پڑھکر اوس عورت نے کہا کہ تم نے اصل اور نقل شعر کے مطلب
کو سمجھا؟ درحقیقت اصل شعر کے مطابق اگر کوئی عمل کرے تو وہ بہت جلد

منزل مقصود کو پہنچ جائے۔ بھگوت گیتا مین لکھے ہوئے شعر کے موافق عمل کرنیوالے کو پہلے شراون بھگتی یعنی شریعت سے شروع کرنا پڑتا ہے مگر یہ پہلی منزل جسکی بھاگوت گیتا مین تشریح کی گئی ہے۔ منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے ایک دور دراز کا راستہ ہے جس مین سے گذرنے کے لئے عمر کافی نہین ہے۔ اور بھگوت گیتا کی رو سے جب تک کوئی شخص اس پہلی منزل مین سے نہ گذرے دوسری منزل مین قدم رکھنے کے قابل نہین ہوسکتا۔ چہ جائیکہ وہ درمیانی منزلین طے کرکے اخیر منزل یعنی حقیقت ربانی تک پہنچے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اختتام عمر تک بھی وہ اس قابل نہین ہوسکتا کہ اخیر منزل مین قدم رکھے۔ اور اسکی نجات کا سوال ایک غیر معین مدت کے لئے ملتوی ہو جاتا ہے۔ مگر ہماری کتاب مین لکھے ہوئے شعر کے مطابق عمل کرنے سے مرتبۂ حقیقت تک بہت جلد اور آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ اگر آپ اس مضمون پر نظر غائر ڈالینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ آتما ارپنم جو بھاگوت گیتا کے مطابق اخیر منزل ہے۔ اگر ہماری کتاب کے موافق پہلی منزل تصور کیجائے اور اسکے مطابق عمل کیا جائے تو پھر درمیانی منزلون مین سے جو بھاگوت گیتا مین بتائی گئی ہین گذرنے کی کوئی ضرورت باقی نہین رہتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اہل ہنود اکثر کہا کرتے ہین لستتاپے گہرا چی اُلٹی کہون" کہ سنت کے لکی

نشانی الٹی ہوتی ہے۔ اور اہل اسلام کا قول بھی ایسا ہی ہے۔ یعنی "فقیر کی زیست اُلٹی"۔ دونون کے قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے راہ مین جانیکا راستہ اہل دنیا کے راستے سے بالکل خلاف ہوتا ہے۔ آپ ہمارے اس کلیتے کو تسلیم کرلینگے اگر آپ اس کا کسی تمدنی اصول کے ساتھہ مفصل طور پر موازنہ کرکے اسکی صداقت کا اندازہ لگائین۔ وہ شخص جو تلاش حق مین سرگردان ہو اگر شروع مین اس کلیہ کو نہ مانیگا تو تجربہ کے بعد آخر مین اسکو تسلیم کرنا ہی پڑیگا۔ اگر ہم ایک ایسے شخص کے حالات پر فرداً فرداً غور کرین جو خدارسیدہ ہو اور جسکے لئے نجات کا دروازہ کھل گیا ہو تو ہمین معلوم ہوگا کہ آخر وہ تمام الٹے طریقے جو اس کتاب مین شرح و بسط کے ساتھہ درج کئے گئے ہین اور بھگوت گیتا مین اسکے برعکس ہین۔ اختیار کئے ہین۔ عام لوگ ایسے لوگونکو دیوانہ سمجھتے ہین لیکن درحقیقت وہ خود دیوانے ہین۔ دنیا کے تمام کاروبار عقل پر مبنی ہین اور انسان ہر مشکل حالت مین اور ہر پیچیدہ مسئلہ مین اسکو اپنا رہبر تصور کرتا ہے۔ مگر ایک حالت ایسی بھی ہے کہ جب یہ انسان پر وارد ہوتی ہے تو طائر عقل کا کوسون پتہ نہین رہتا۔ اور وہ حالت عشق ہے جس مین عقل کا بالکل دخل نہین۔ اب یہ بھی امر مسلم ہے کہ عشق ہی ایک ایسی حالت ہے جو انسان کو خدا سے ملا سکتی ہے۔ عقل کے ذریعے خدا تک پہنچنے کی کوئی مثال نہین ہے۔ عقل کی رسائی صرف دنیوی کاروبار تک ہی ہے

اسی کیفیت کو مدنظر رکھکر حضرت اقبال فرماتے ہین ؎

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اِسے تنہا بھی چھوڑ دے

یعنی دنیوی کار و بار مین تو عقل و خرد کی ضرورت ہے اور اُس سے مد لینی چاہیے لیکن جب اس عالم سے نکلکر دوسرے عالم یعنی عالم حقیقی کی طرف قدم بڑہے تو عقل کو چھوڑ دو اور اس راہ مین عشق سے کام لو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عقل و شعور جب عاشقان خدا کیطرف عقل کی دوربین لگاکر دیکھتے ہین تو انکو عقل کے خلاف پاتے اور دیوانہ سمجھتے ہین ؎

سر حق نے دیا ہے کہ رہے عشق کا سودا
دیوانہ اُسے کہیے جو دیوانہ نہین ہے

درحقیقت ہماری زندگی کا مقصد خداشناسی ہے اور خداشناسی بغیر عشق معلوم۔ اور عشق عقل کا دشمن۔ جہان عقل ہے وہان عشق نہین۔ جہان عشق ہے وہان عقل نہین۔ اسلئے لازم ہوا کہ اہل عقل و اہل عشق باہم مخالف ہون اور جبکہ خداشناسی کا ذریعہ عشق ہے تو ہمکو عقل کی حد سے نکلکر عشق کی راہ اختیار کرنا چاہیے۔ عقل اور اہل عقل کی باتون اور انکی مخالفت کی مطلق پرواہ نہین کرنا چاہیے کیونکہ وہ اس راہ سے جو انکی عقل کی تعلیم کردہ راہ سے بالکل متضاد ہے ناواقف اور بے خبر ہین اور انکی براہ سے اُلٹی راہ کو جو

درحقیقت منشاء حیات کی سیدھی اور سچی راہ ہے، وہ الٹا سمجھتے ہین۔ جو انکی دوربین عقل کا فتور ہے۔ جس طرح اہل عقل اپنا رہبر بھگوت گیتا کو بتلاتے اور اسکے احکامات پر عمل کرتے ہین اسیطرح خدا شناسی کے طالبونکو اپنی رہبری کے لیئے ایک مرشد کامل یا سدگرو کی ضرورت اور اسکے احکام کی تعمیل فرض ہے۔ مرشد کامل کی تعلیم کے بغیر اس راستے مین قدم رکھنا بالکل بے سود ہے۔ اور جو بغیر مرشد کامل تنہا اس راستے مین چلنے کی کوشش کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ لہذا جب تک کوئی مرشد کامل نہ ملے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے مذہبی اصول کے مطابق جو اسکی مذہبی کتاب مین بتلائے گئے ہین کامل طور پر عمل کرتا رہے۔ خواہ وہ بھگوت گیتا ہو۔ انجیل ہو یا کوئی اور مقدس کتاب ہو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہی اس کا تعلق کسی مرشد کامل سے ہو سکتا ہے۔ اور جب ایک دفعہ رشتہ قایم ہو گیا پھر بلا خوف و خطر اس اسیٹے طریقے پر جو اس کتاب مین درج ہین چلکر نجات حاصل کر سکتا ہے

اب ہم آتم ارپنم کے مفہوم پر غور کرینگے اور اس حالت کو سمجھنے کی کوشش کرینگے۔ آتم ارپنم کے معنی ہین خود کو کسی کے حوالے کر دینا۔ آتم ارپنم جو بھگوت گیتا مین آخیر منزل بتلائی گئی ہے بندگی کی اعلیٰ ترین حالت ہے جس مین تمام درمیانی حالتین ختم ہو جاتی ہین۔ اور طریق عشق مین خود کو کسی کے حوالے کرنے کے معنے ہین اپنی خودی کو مرشد کامل کے سپرد کرنا اور بالکل

تابع فرمان مرشد بجا لانا - اور کامل یقین کے ساتھہ یہ سمجھہ لینا کہ میری ہستی کوئی شے نہیں ہے اور جسم کا ذرہ ذرہ اور جان و ایمان تک کا مالک مرشد کامل ہے" ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

جب طالب اس طرح اپنے آپ کو مرشد کامل کے سپرد کرتا ہے تو مرشد بھی خود کو یعنی اپنی روحانی طاقتوں کو طالب کے سپرد کرتا اور کلیتہً اپنے مین جذب کر لیتا ہے - یعنی مرید کا باطن مرشد کے باطن سے ملجاتا ہے - اور یہی مرتبہ خداشناسی اور یہی جگہ خدارسی کی ہے - اور اس بات کے لئے پہلے طالب کو کامل خلوص اور محبت مرشد سے ہونی چاہیئے - کیونکہ خلوص اور محبت دینی اور دنیوی ہر کام کے لیئے لازمی اور ضروری شے ہے -

اب ہم دنیوی معاملات مین آتم ارپن کی ضرورت تمکو دکھاتے ہین " دیکھو ہر ایک شخص اپنے راز کو پوشیدہ رکھتا ہے اور کہتا ہے تو اس شخص کو کہتا ہے جو اُس کا سچا دوست ہو اور سچی محبت و خلوصیت رکھتا ہو " اسی طرح عورت و مرد کے معاملے سے آتم ارپن کی حالت کا موازنہ ہو سکتا ہے - رسم شادی کی بنیاد اسی اصول پر قایم کی گئی ہے - اس کی مثال سے پہلے یہ جاننا لازمی ہے کہ انسان کی دو حالتین ہوتی ہین ایک

ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری حالت کا تعلق مایا یعنی دنیا سے اور
باطنی حالت کا تعلق خدا سے ہوتا ہے۔ عورت و مرد کے تعلقات قایم ہونے
کے لیئے اول باہمی محبت درکار ہے اور اسکے بعد ظاہری طور پر وصل ہوتا
ہے۔ یعنی عورت پہلے خود کو حوالے کرتی ہے۔ پہر مرد۔ اور پہر ظاہری
محبت ہوتی ہے اور پہر وصل جس کا ظاہری نتیجہ اولاد کی شکل مین پیدا
ہوتا ہے۔ باطنی حالت بہی بعینہ ایسی ہی ہے جیسی ظاہری یعنی پہلے
طالب خود کو مرشد کامل کے حوالے کرتا ہے پہر مرشد۔ پہر خلوص محبت
پہر باطنی وصل اور باطنی وصل کا نتیجہ خدا حاصل ہوتا ہے۔ اب اس بات
مین کوئی شبہ نہین رہا کہ آتم ارپنم کا رشتہ دنیوی کاروبار اور دینی معاملات
دونون کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ ہمارے مذکورہ انکشافات سے
اس کا پتہ بخوبی چلتا ہے کہ ظاہری کاروبار کو انجام دیتے ہوئے ہم باطنی
معاملات کو بہی کمال کو پہنچا سکتے ہین۔ اور شادی مین یہی حکمت مقصود
ہے۔ مگر دنیا کی نظر ابہی اتنی وسیع اور باریک نہین ہوئی۔ اہل دنیا نے
باطنی رشتونکو بالکل دل سے بہلا دیا اور اس معاملے مین وہ گویا بالکل
اندہے بنگئے۔ اور ظاہری رشتونکے غلام بنگئے۔ اور سمجہ بیٹھے کہ یہی سب
کچھ ہے اور اسکے سوا کچھ نہین۔ اب آپ پر یہ امر بخوبی روشن ہوگیا
ہوگا کہ جو طریقہ ہماری کتاب مین مرقوم ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے

وہ عورت اپنی تقریر میں اس اخیر فقرے پر آئی تہی کہ یہ منظر یک بیک نظر سے محو ہوگیا۔ اور دیکہا تو وقت کا ایک لمحہ بہی نہیں گذرا تہا۔

اس قسم کے صدہا مشاہدات مہاراج کو ہوتے رہے جو اپنی گوناگون کیفیات اور حیرت انگیز حیثیت مین ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے تہے ان مشاہدون مین مہاراج کو گہنٹون بلکہ دنون تک مصروفیت رہتی تہی لیکن مشاہدے کے ختم ہونے پر معلوم ہوتا تہا کہ ایک لمحہ بہی وقت نہیں گذرا اور نہ ظاہری حالت مین فرق آیا۔ نہ تجربے یا مشاہدے کی درمیانی حالت مین کوئی تغیر واقع ہوا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ نے دنون کی منزلین چشم زدون مین طے کی ہین۔ دور دور کے مقامات کی سیر کرتے اور ایک مدت اس مین بسر کرتے مگر جب اصلی حالت پر عود ہوا تو وہی جگہ وہی وقت اور وہی حالت۔ درحقیقت یہ سب کچہہ سائین بابا اپنی اس کتابِ معرفتِ الٰہی کا مطالعہ کرا رہے تہے جسکی اخیر مین مہاراج کو تعلیم کی۔

اب ہم چند واقعات ایسے لکہتے ہین جن سے معلوم ہوگا کہ طالب اپنی خودی مٹانے اور وصال باطنی یعنی خدا کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کرتا ہے جنکا کچہہ ذکر پہلے بہی ہو چکا ہے۔

ایک سنار شیرڈی مین مرا اور اسکی لاش مندر کے قریب والے

مسان مین لاکر جلائی گئی۔ مہاراج تمام شب جلتی ہوئی راکھ کے قریب بیٹھے رہے۔ لوگون نے پوچھا تو فرمایا کہ سردی معلوم ہوتی ہتی۔ سینکنے کیلیے بیٹھا رہا۔

شیرڈی کے لوگون نے مندر کے سامنے مرا ہوا گھوڑا ڈالدیا تین دن کے بعد اسکی انتڑیان باہر نکل پڑین تعفن اس قدر ہتی کہ تمام لوگ پریشان ہوتے تہے آپ نے دیکہا تو پہنچے اور تمام انتڑیان اپنے ہاتھ سے باہر نکال کے جمع کین اور اُن سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔

کہنڈوبا کا مندر جہان آپ رہا کرتے تھے کوڑے کرکٹ سے بہرا رہتا تہا۔ اور کبہی اوسکو صاف نہین کیا جاتا تہا۔ مندر کے اردگرد بہی لوگ پاخانہ پہرتے تھے۔ مگر مہاراج ہمیشہ اُسی کوڑا کرکٹ مین بیٹھے رہتے جب مندر سے باہر بیٹھتے تب بہی گندی اور میلی جگہ پسند کرتے۔ کہنڈو با کے مندر کا احاطہ بہت وسیع ہے اور مندر ویرانے مین ہونے کی وجہ سے لوگ اکثر اوقات اس احاطہ مین رفع حاجت کرتے۔ آپ جاتے اور تازہ تازہ گو اُٹھا لاتے اور نہایت ہی بے تکلفی سے کہیلا کرتے اور اسکی اپلے تہاپ کر رکہتے۔ نہ صرف انسان کا فضلہ جمع کرتے بلکہ بد جانورون کا فضلہ بہی جمع کرتے۔ مذکورہ بالا واقعات سے پورا ثبوت ملتا ہے کہ مہاراج نے اپنے احساس جسمی کو فنا کر دیا تہا جس سے غرض کی بیخ کنی مقصود ہوتی ہے

مہاراج کبھی غسل نہین فرماتے تھے جسکی وجہ سے جسم پر میل کی ایک موٹی تہ جم گئی تھی۔ لوگ درشن کو آتے تو آپ انہین غضلے کے سوکھے ڈھیلے اٹھا بطور تبرک دیا کرتے جسکو معتقدین بڑی خوشی سے قبول کرتے۔

ایک مرتبہ سگون جو ابھی تک حیات ہے اور شیرڈی سے ہمیشہ رات کے وقت کھانا لایا کرتا تھا۔ مہاراج کے لئے طشتری بھر کر کھانا لایا۔ مندر مین گھستا ہی تھا کہ دیکھا کہ دروازہ کے قریب کی زمین گو سے لپی ہوئی ہے۔ اس نے قدم روک لیا کہ مبادا مہاراج خفا ہون کہ لپی ہوئی زمین پر قدم کیون رکھا۔ اگر دور کھڑا رہا تو خیال کرینگے کہ گو سے پرہیز کرتا ہے اسی سوچ مین تھا کہ مہاراج نے خود فرمایا کہ پھلانگ کر چلا آ۔ وہ اندر گیا اور کھانا بدستور کتون کے آگے ڈالدیا گیا۔

جذب کی حالت مین فضلے سے کھیلنا اور اسکو کھانا معمول ہوگیا تھا۔ جو لوگ کھانا لاتے اُن سے لیکر آپ اسکو اتنی دور پھینکتے کہ وہ فضلے مین گرکر ذرا سا بھی کسیکے کام کا نہین رہتا تھا۔ اور اکثر کہا کرتے کہ کیا میرے لئے گو لایا ہے۔ اور یہ کہ کیا صرف تیرا ہی گو ہے یا تیرے بچون کا بھی۔

اس حالت مین گاؤن کے بچے جن مین اکثر مسلمان لڑکے زیادہ ہوتے ادھر ادھر سے سوکھا ہوا گو اٹھا لاتے اور پوچھتے کہ تمکو گو چاہیئے۔ آپ فرماتے ہان تو یہ لڑکے اس گو کو مہاراج کے منہ مین ڈالتے اور منہ ف

اُڑاتے۔ مہاراج بڑی رغبت سے اس گو کو کہاتے۔ کبہی وہ خود ہی سنڈر کے احاطہ سے گو جمع کرتے اور کہاتے۔ اگر عورتین دریافت کرتین کہ ہم کہانا پکاکر لائین تو آپ فرماتے کہ ہمارے لئے گو کا کہانا لاؤ

آپ ترک آب و خورش سے اس قدر زار و نحیف ہو گئے تہے کہ جسم مین ہڈیان ہی ہڈیان رہ گئی تہین۔ اٹہنا بیٹھنا دشوار تہا لیٹتے تو سخت زمین پر ہڈیان چبہتین۔ اس لئے آپ نے ایک دن مٹی جمع کی اور اسپر ٹاٹ بچہاکر لیٹے۔ مٹی گیلی تہی دیمک لگ گئی اور ٹاٹ کو چاٹکر مہاراج کے پاؤن پر آن پہنچی مگر مہاراج کو خبر تک بہی نہین ہوئی۔

ایک دفعہ مہاراج اسی کس مپرسی کی حالت مین پڑے ہوئے تہے کہ بمبئی کا ایک پارسی دہنجی شاہ نامی جو سائین بابا کے پاس آیا کرتا تہا۔ مہاراج کے درشن کو آیا۔ یہ حالت جو دیکہی تو رونے لگا اور کہا کہ آپکو اس تکلیف مین نہین دیکہہ سکتا۔ اگر قبول فرمائین تو مین ایک نرم بستر بہجوادون آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ بہائی مین تم سے کچہہ نہین چاہتا مجہے اپنی حالت پر چہوڑ دو۔ لیکن دہنجی شاہ نے بہزار دقت ہرن کی کہال کے لئے مہاراج کو رضامند کر لیا۔ اور یہ بہی عرض کیا کہ آپ کبہی کبہی معدہ پی لیا کیجے مین اوس کے گرم کرنے کے لئے چولہا بہیجو نگا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مجہے کسی چیز کی ضرورت نہین ہے تاہم اوسنے بمبئی پہنچتے ہی مذکورہ چیزین اور

شہد کی بوتلین اور کچہہ فروٹ بہجوایا - آپ نے تمام چیزین تقسیم کر دین - اس سخت آزمایش کے وقت مہاراج کے پاس صرف ایک پرانا کمبل تہا جس مین لاکھون سفید جوین پڑی ہوئی تہین - اور شیرڈی سے روانہ ہونے تک یہی ایک کمبل رہا -

مہاراج کو ترک غذا کئے ہوئے دو سال گذر گئے تہے - اگرچہ درگا بائی وغیرہ انکے لئے کافی وغیرہ ہر شب کو لایا کرتے مگر مہاراج اسکو کبہی ہاتہہ نہ لگاتے اور یہ سب کتون کے نذر کیجاتی - انہی ایام مین سائین بابا نے ڈاکٹر پلے کے ہاتہہ ایک آم بہیجا - مگر مہاراج نے کہانے سے انکار کیا - ڈاکٹر پلے نے کہا مہاراج یہ سائین بابا نے آپ کے لئے ہی بہیجا ہے آپ کو کہانا ہی پڑے گا - متواتر اصرار پر مہاراج نے کہا اچھا رات کو آنے والی پارٹی سے رائے لیکر دیکہا جائیگا - ڈاکٹر پلے آم لئے ہوئے لوٹ آئے رات کو ٹولی کو ہمراہ ڈاکٹر پلے پہر آئے - اور مہاراج کو آم پیش کیا اور بہزار منت و سماجت مہاراج کو کہانے پر آمادہ کیا - مہاراج نے ایک قاش آم کی کہائی تمام لوگ خوش ہو گئے - مہاراج نے فرمایا ڈاکٹر صاحب اس مین اچھا بُرا کسی طرح کا مزہ نہین آیا - ڈاکٹر نے جو فقیرونکی صحبت اُٹھائے ہوا تہا کہا ہان جب حقیقی مزہ حاصل ہو گیا تو پہر دوسری کوئی چیز کیون مزہ دینے لگی - مہاراج نے یہ فقرہ سنکر سنسکرت کا یہ اشلوک پڑھا ؎

رشیا ونی ورتنتے نراہارسی دیہی نہا
رس ورجم رسو پیستی پرہندشد ہا نورتتے

جسکے یہ معنی ہین کہ روح کہانا پینا بالکل چھوڑ دینے سے تمام چیزون کے مزے سے نابلد ہوجاتی ہے۔کیونکہ خدا کو دیکہنے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے اسکے مقابلے مین ظاہری غذا اور لطیف چیزونکی لذت خاک ہوجاتی ہے۔ اگر ہم غور سے کام لین تو معلوم ہو سکتا ہو کہ انسان کو مختلف غذا مختلف اشیاء کے استعمال کے لئے اللہ تعالے نے عطا فرمائے ہین۔ پس اگر کوئی اعضاء بیکار ہو جائے یا اوس سے کوئی کام نہ لیا جائے تو لازمی طور پر شئے متعلقہ عضو بیکار اور اوسکی ضرورت معدوم ہوجائیگی اور اس قطع تعلق سے اس شئے کی حقیقت یا لذت بہی بہوا جاتی ہے مہاراج نے آم کی قاش کہائی تو کافی کا ایک چمچہ بہی آپکو دیا گیا۔ اس زمانے سے آپ نے ہر دو دن پانیر، دن بیچ تہوڑی سی کافی پینی شروع کی۔ بہی کبہی ڈاکٹر پلے ان کے لئے تازہ پہلون کے ٹکڑے لاتے جو اکثر رات کو وہ لیجا کہایا کرتے اور دن بہر روزہ رکہتے۔ شبرڈی سے تشریف لیجانے تک یہی روش رہی۔



نوٹ نمبر ۱

متعلقہ صفحہ ۱۲۲

ہندو مذہب کے مطابق برس مین چار راتونکو دوسری تمام راتونپر شرف حاصل ہے۔ ان راتون مین عالم روحانی مین بڑے بڑے کار نمایان طے پاتے ہین۔ لہذا ان خاص راتون مین جو لوگ ہندو شاستر کے مطابق منتر اور دوسرے امور کی انجام دہی پورے طور سے کرتے ہین وہ اپنی ان تمام کوششون کا انجام بہت جلد حاصل کر لیتے ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان راتون مین سدگرؤون کے عملیات کا زور شور رہتا ہے۔ لہذا ان بزرگون کے عملیات کے اثر سے مذہبی امور کے مطابق عمل کرنے والونکے عمل کا نتیجہ بہت جلد برآمد ہوتا ہے۔ ذیل کی مثال سے مذکورہ بالا تحریر کا مطلب صاف طور پر سمجھ مین آجائیگا۔

ہر محکمہ مین خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری اگر کسیکو کوئی خاص

کام انجام دینا ہو تو سب سے پہلے اوسکو ایک عرضی اس خاص محکمہ مین جسکے متعلق یہ کام ہوگا گذارنی پڑیگی۔ اور اسکی جواب کا انتظار کرنا پڑے گا اس کا آخری جواب دینے سے پیشتر وہ عرضی متعدد ہاتھون مین سوالات ضروری کے حل کرنے کے لیے جاتی ہے اور جب سب جوابات مہیا ہوجاتے ہین تو اخیر مین اس کا جواب ایک عرصہ دراز کے بعد ہاتھہ آتا ہے۔ اس طرح اسکی مطالب کی تعمیل مین غیر معمولی دیر لگتی ہے۔ لہذا مطلب کو جلدی حاصل کرنیکا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عرضی بجائے اس محکمے کے براہ راست اس افسر خاص کے ہاتہہ مین دی جائے جسکو فوری فیصلہ کرنیکا حق حاصل ہو۔ اورجو سال مین تین چار بار دیہات یا شہرون مین ایسے فیصلے دینے کی غرض سے دورا کر رہا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ افسر ان اختیارات کے زور پر جو ایسے معاملات فیصل کرنے کے لئے اسکو دئے گئے ہین فوراً اسی مقام پر تفتیش کرکے یا براہ راست سوالات کے جواب لے کر فیصلہ سنا دے گا۔ اور اس طرح آناً فاناً مین مطالب حاصل ہوجاینگے۔

اسی طرح ہر عالم روحانی کے خاص افسر سدگرو یا اولیا ہوتے ہین اور جو ان چار راتون مین عالم روحانی مین اپنے عملیات یا اختیارات کو لئے دورہ لگاتے ہین۔ لہذا مذہب کے ماننے والے

اس موقع کو غنیمت سمجھکر اپنی غرض (مذہبی احکامات کی تعمیل) ان چار راتون مین پیش کرتے ہین۔ اور اس کا فوری اور تشفی بخش جواب پاتے ہین۔ یعنی جس قدر اعتقاد اور تندہی کے ساتہہ یہ مذہبی احکامات کی تعمیل ہوگی اسی کے تناسب سے اسکا فائدہ انہین حاصل ہوگا۔ ہندو مذہب کے مطابق چار راتین حسب ذیل ہین

کال راتری یا اشون بدر چتردشی۔ جو دیوالی کے ایک دن پیشتر شروع ہوتی ہے۔

مہاراتری یا ماگہہ کرشن چتردشی۔ جسکو مہاشیوراتری بہی کہتے ہیں

موہ راتری یا شراون کرشن اشٹمی۔ جو کرشن جنم اشٹمی کے نام سے بہی مشہور ہے۔

درونا راتری یا اشون شدہ اشٹمی جو دسہرے سے ایک روز پیشتر واقع ہوتی ہے۔

١٤٠٨

نوٹ نمبر ۲

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۲۷

مہاراج کی زندگی شیرڈی میں پہنچکر ابتدا سے یعنی سائین بابا کے درشن کے زمانے سے لیکر شیرڈی چھوڑکر ناگپور اور کہرگپور وغیرہ کے سفر تک ایک گناہگار قیدی کی زندگی کے موافق ہتی یا باالفاظ دیگر سائین بابا نے انکو چار برس قید سخت کی سزا دی ہتی۔

سائین بابا کا پہلا فرمان مہاراج کے نام یہ تہا کہ مہاراج چار برس تک شیرڈی میں ٹھہرے رہین۔ اور اس چار برس کے قیام مین مہاراج کو کامل یقین رہا کہ وہ مرینگے نہین۔ نیز اس کا بہی انکو علم ہو چکا تہا کہ اس مدت کے اختتام پر سائین بابا کے فرمان کے مطابق وہ انکی جگہ مقرر ہونیوالے ہین۔ لہذا مہاراج نے اس مدت مین اپنی زندگی اپنے مجوزہ اصول کے مطابق عمداً سخت مصائب و تکالیف مین گذاری۔ یہ ایسی کٹھن اور دشوار زندگی تھی کہ دنیا کا سب سے زیادہ جفاکش اور دلیر مجرم بھی اسکی سختیون اور عذاب سے جانبر نہین ہو سکتا تہا۔ انہون نے اپنی خوشی سے سخت ترین سزائین بھگتین اور انکے بھگتنے اور صبر و شکر کے ساتھ سہنے مین کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ مگر انکی ایسی سزائین بخوشی برداشت کرنے مین جو راز تہا عام لوگ اُس سے

واقف نہین تھے۔ اہل نظر ہی اس رمز کو خوب سمجھہ سکتے ہین۔ ناظرین کی وسعت
معلومات اور انکشاف حال کے لئے اس مضمون کے متعلق چند نکات
بیان کئے جاتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ اس طرح سزا
بہگتنے سے کونسے فوائد مترتب ہوتے ہین۔

" وہ تمام سزائین جو گورمنٹ نے مقرر کی ہین (گرخود جن سے
واقف نہین ہے کہ کیا کیا فوائد ان سزاؤن سے مقصود ہین۔ کیونکہ ان سزاؤن
سے اس کا مدعا صرف مجرم کا ارتکاب جرم سے باز آجانا اور دیکھنے والونکے
لئے عبرت ملنا ہے) در اصل ذریعے ہین جنکی مدد سے ایک مبتدی (عالم
قدس کی راہ کا متلاشی) عالم قدس کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچتا ہے۔ اور
جو اس راستے مین قدم رکھتا ہے وہ ایسی سزائین اپنے لئے خود تجویز کرتا ہے
اور انکو پورے طور پر بہگت کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ اکثر ایسی سزائین
ایک سدگرو (پیر مغان) روحانی طاقت سے اپنے چیلے کے ہاتہون تجویز
کراتا ہے جنکو وہ چیلا بہگت کر عالم قدس کیطرف پرواز کرنا شروع کرتا ہے
اور یہ سزائین جو ایک چیلے کو بہگتنی پڑتی ہین در اصل گورمنٹ کی تجویز
کردہ سزاؤن سے بالکل مشابہ ہین۔ فرق صرف اتنا ہے کہ چیلا ان سزاؤنکو
بہگت کر سدگرو بنتا ہے اور مجرم تکلیف اٹہاتا اور اپنی ہی جگہ پر رہتا ہے
یا زیادہ واضح طور پر یون کہا جا سکتا ہے کہ کسی چیلے کے سزا بہگتنے مین اور

مجرم کے سزا بھگتنے مین یہ فرق ہے کہ چیلا حق کی تلاش مین یہ تمام سزائین خود تجویز کر کے خوشی خوشی اُٹھاتا ہے حالانکہ وہ کسی گناہ کا مجرم نہین ہے، جسکے بدلے وہ ایسی سزا بھگتے۔ مگر ایک مجرم اپنے جرم کے بدلے مین سزا بھگتا ہے مزید بر آن یہ کہ اوسکو چیلے کیطرح تمام سزائین مکمل طور پر نہین بھگتنی پڑتین۔ اسکو تو صرف گناہ کے تناسب سے کم یا زیادہ مقدار مین سزا دی جاتی ہے اور اسلئے وہ سزا صرف گناہ کا بدلہ ہوتی ہے جس سے مجرم کو کوئی مزید فائدہ حاصل نہین ہوتا۔ کیونکہ سزا بھگتنے پر وہ صرف گناہ کا خمیازہ ادا کرتا ہے اور اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے مگر یہ سب اس کے لئے ہے جسنے جان بوجھکر گناہ کیا ہو۔ لیکن اگر کسی شخص نے انجان پن مین گناہ کیا ہو اور اسکے گناہ کرنے مین کوئی دہوکہ یا اوسکی اپنی ذاتی غرض نہو بلکہ کسی قابل تعریف کام اور نیک مطلب مثلاً اپنے دیس کی بھلائی کیخاطر یا اپنے مذہب کے لئے یا خلق اللہ کی بہبودی کے واسطے گناہ صادر ہوا ہو اور اسکے عوض مین اسکو سزا جھیلنی پڑے تو ایسی حالت مین وہ اس بات کا مستحق ہوتا ہے کہ زمانہ مستقبل مین اسکو اسکا پھل ملے۔

اگر کوئی آدمی جان بوجھکر گناہ کرے یہ سمجھکر کہ سزاؤنکے بھگتنے سے وہ حق شناس بنجائیگا کیونکہ سزا اور تکلیف برداشت کرنیسے دائمی خوشی کا رستہ ملتا ہے تو حقیقتاً وہ گمراہی مین پھنسا ہوا ہے اسکو

ہرگز حق کا پتہ نہین چل سکتا۔ کیونکہ وہ صرف اپنے کیئے ہوئے گناہونکی سزا اُٹھاتا ہے اور اس حالت مین اسکو نفع نقصان کچھہ بھی نہین ہوتا۔ اسیطرح اگر ذاتی غرض کے لیئے مثلاً دولت اور نام حاصل کرنے کے لیئے یا انتقام کی غرض سے یا دغابازی سے سلطنت کو الٹ دینے کے ارادہ سے کسی نے گناہ کیا اور اسکے لیئے سزا بھگتی تو بھی وہ کوئی ترقی نہین کرسکتا۔ کیونکہ اسنے جرم کے بدلے مین سزا بھگتی ہے۔ لیکن اگر بغیر کوئی خطا کیئے یا کسی نیک کام کیخاطر کسی کو سزا بھگتنی پڑے تو ایسی سزا کا بھگتنا گویا اسکے لیئے خداشناسی کی پہلی سیڑہی کا کام دے گا۔

یہان چیلے کی خود تجویز کردہ سزا مین جسکو وہ خود مکمل طور پر بھگتتا ہے اور ایک شخص کے بیگناہ سزا بھگتنے مین جسکو وہ اپنے لیئے خود تجویز نہین کرتا نمایان فرق معلوم ہوتا ہے۔ اس دوسرے شخص کا اس طرح سزا بھگتنا اسکو آیندہ زندگی مین حق شناسی کے لیئے وہ تمام سزائین (جو ایک چیلا اس زندگی مین سدگرو بننے کے لیئے اٹھاتا ہے) خود اپنے ہاتھون تجویز کرکے چیلے کیطرح بھگتنے کے لیئے تیار کرتا ہے۔ کیونکہ نادانستہ گناہ کرکے جاہل گرو کے ہاتھون مجبوراً سزا بھگتنا اسکو اسی قسم کی یا اس سے بھی سخت سزائین آیندہ زندگی مین سب جاننے والے سدگرو کے ہاتھون چیلے کی حیثیت مین بھگتنے کے لیئے مستحق بنا دیتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اس کا اسطرح سزا بھگتنا

گویا اپنا نام خدا شناسی کی فہرست مین آیندہ زندگی مین چیلے کیطرح سزا بھگتنے والونکی حیثیت مین لکھوانا ہے

اب ہم اس بات پر غور کرینگے کہ گورنمنٹ کی تجویز کردہ سزائین کس طرح حق شناسی کا ذریعہ ہوسکتی ہین۔ جو ایک چیلا اپنی خوشی سے سدگرو بننے کے لئے بھگتتا ہے۔

اس ضمن مین ہم پہلے جیل کو لیتے ہین۔

جب کوئی سزا بھگتنے کے لئے (جیلخانے) قید خانے مین بھیجا جاتا ہے تو اس مین گورنمنٹ کا صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ اسکو عیش و عشرت سے ماں باپ بیوی بچون اور دوست احباب اور آزادی سے الگ رکھا جائے۔ یا بالفاظ دیگر میعاد مقررہ تک دنیا سے اسکا تعلق قطع کیا جاوے۔ ایک سدگرو کا اپنے چیلے کو دنیا ترک کرنیکا حکم دینا گویا اسکو جیلخانے بھیجنا ہے کیونکہ ایسا کرنے کیلئے اسکو مذکورہ بالا تمام تعلقات کو قطع کرنا لازمی ہے

تاریک گھر

ایک قیدی بطور سزا کے تاریک کوٹھری مین بند کردیا جاتا ہے۔ خدا شناسی کے لئے بھی تاریک کوٹھری مین حالت مراقبہ مین بیٹھنا خود کو بھولنے کے لئے اور خدا کا وصل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے اور

ایسا کنج تنہائی جیل کی تاریک کوٹھری سے بہتر نہین ملسکتا۔

درصل خود کو بہولنے کے معنی ہین خود کو نہ دیکہنا۔ خود کو نہ دیکہنے کے لیئے ہمکو اپنی آنکہین بند کرنی چاہئین۔ مگر صرف آنکہین بند کرنا خود کو بہولنے کے لیئے کافی نہین کیونکہ آنکہین بند کرنے پر بہی ہم اپنے حواس اور اپنے جسم کو چہو کر خود کے موجود ہونے کا پتہ لگا سکتے ہین۔ لہذا خود کو بہول جانیکیلئے ہمکو اپنے حواس گم کر دینے چاہئین۔ اور حواس کے گم کرنے کے معنی ہین کہ آنکہین کہلی ہوئی ہونے پر بہی کچہہ نہ دکہائی دے۔ ہم معمولی حالت مین جب آنکہین کہلی رکھتے ہین تو ہمین اپنے آس پاس کی تمام چیزین نظر آتی ہین۔ اور جب آنکہین بند کرتے ہین تو بہی ہمین کوئی چیز نظر آتی ہے۔ اور وہ چیز تاریکی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ درصل آنکہین دیکھتی نہین۔ بلکہ دیکھنے والا کوئی دوسرا ہے۔ جو آنکہون مین سے دیکھ رہا ہے اور آنکہین محض اسکے دیکہنے کے لئے کہڑکیان یا دریچے ہین۔ ہم یہ بہی بخوبی محسوس کرتے ہین کہ دوئی کا جال ہر طرف پہیلا ہوا ہے اور ہر شئے مین دوئی کا ظہور ہے۔ یعنی جہان تاریکی ہے وہان نور کا ہونا ضروری ہے اور جہان قدرتی نور ہو وہان مصنوعی یعنی اوسکی ضد بہی موجود ہونی چاہیئے۔ قدرتی نور کے معنی خدا ہین جسکے مقابلے مین مصنوعی نور ہے جسکے معنی۔ ہمارا جسم سورج۔ چاند۔ ستارے اور ہر وہ چیز جو ہم اپنی ظاہری آنکہون سے دیکھ

سکتے ہین۔ اسیطرح قدرتی تاریکی اور مصنوعی تاریکی ایک دوسرے کے مقابلے مین موجود ہین۔ اب یہ چارون حالتین یعنی قدرتی نور۔ قدرتی تاریکی مصنوعی نور مصنوعی تاریکی ہر جگہ اور ہر شے مین موجود ہے۔ علاوہ ازین یہ بہی مانی ہوئی بات ہے کہ جب ہمین روشنی دیکہنا ہو تو ہمین تاریکی مین ہونا چاہئے یعنی روشنی سے بالکل الگ۔ مثلاً فضلہ کہ باوجود پیٹ مین موجود ہونے کے دکہائی نہین دیتا اور جب پیٹ سے باہر آتا ہے تو ہم اوسکو دیکھتے اور کہتے ہین کہ یہ فضلہ ہے۔ قدرتی تاریکی ہمیشہ قدرتی روشنی کو بلاتوقف دکہایا کرتی ہے اور اسیطرح مصنوعی تاریکی مصنوعی روشنی کو۔ ہر انسان مین یہہ چارون چیزین ہین یعنی قدرتی روشنی اور قدرتی تاریکی۔ مصنوعی تاریکی اور مصنوعی روشنی۔" مصنوعی تاریکی سے ہمارا مطلب خودی ہے۔ یہ خودی ہر اُس شے کو جو مصنوعی ہے بلاتوقف دکہایا کرتی ہے۔ اور قدرتی روشنی دیکھنے کیلئے یعنی خدا کو دیکھنے کیلئے ہم کو اپنی خودی کو بالکل مٹا دینا چاہئے اور اس حالت مین مصنوعی روشنی یعنی تمام وہ چیزون جو ظاہری دنیا سے متعلق ہین آپ ہی آپ گم ہوجائنگی اور صرف قدرتی تاریکی اور قدرتی اجلا باقی رہجاتا ہے۔ اس مضمون کے متعلق مہاراج سے سنی ہوئی ایک کہانی درج کیجاتی ہے جس سے پڑہنے والونکو اس مضمون کے سمجھنے مین بہت مدد ملیگی۔

ایک دفعہ مین ایک مدت دراز کے لئے قید خانہ مین بھیجا گیا اور وہان مین ایک تاریک کمرے مین بند کیا گیا۔ یہ کمرہ اور تین کمرون کے اندر گھرا ہوا تھا۔ یعنی اس تاریک مکان مین کل چار کمرے تھے جس مین سب سے اندر والے کمرے مین مجھے بند کیا گیا۔ جو سب سے زیادہ تنگ اور تاریک واقع ہوا تھا۔ ان کمرون مین ہوا کے داخل ہونے کے لئے چھوٹے دریچے اس طریقے پر واقع تھے کہ صرف ہوا کا اس مین سے گذر ہو سکتا تھا روشنی کی ایک کرن بھی اندر داخل نہین ہو سکتی تھی۔ میرے سب سے اندر والے کمرے مین تو اس غضب کی تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ تاریکی ظلمات بھی اس کے سامنے ہیچ تھی۔ دوسرے کمرے مین جو میرے کمرے کو گھیرے ہوئے تھا ایک اور بدنصیب قیدی کو رکھا گیا تھا۔ اس قیدی نے دربان سے یارانہ پیدا کر کے اور قید سے رہائی پر انعام کا لالچ دیکر اس کمرے مین روشنی کا انتظام کرا لیا تھا۔ وہ دربان ہر روز ایک موم بتی اس کے لئے لایا کرتا۔ اس دربان نے مجھسے بھی کہا کہ اگر تم کہو تو مین تمہارے لئے بھی ہر روز موم بتی مہیا کر سکتا ہون۔ مگر مین نے قبول نہ کیا اور اس سے کہا کہ یہ مصنوعی روشنی کب تک کام دیگی۔ مین اس قدرتی تاریکی کی صحبت مین بڑی راحت اور آرام سے گذار سکتا ہون۔ یہ سنکر دربان چپ چاپ رخصت ہو گیا۔ اور پھر کبھی مجھسے اس بارے مین دریافت نہین کیا۔ اسوقت سے

مین کھیلا اس تاریکی کے دامن مین اپنا منہ چھپائے پڑا رہتا اور اپنے وجود (مصنوعی روشنی) کو یا اوسکے کسی حصے کو مطلق نہ دیکھہ سکتا تھا اسیطرح رفتہ رفتہ مین اپنے اس جسم خاکی کو بھولتا گیا یہانتک کہ مجھے اپنے وجود کی ہستی کا مطلق خیال نہ رہا۔ وجود تو اس طرح مفقود ہوگیا مگر مین خود یعنی (مصنوعی اندھیرا) باقی رہگیا۔ جو ہمیشہ تاریکی کی صحبت مین رہا کرتا تھا۔ اس صحبت دیرینہ کیوجہ سے ہم دونون کی آپس مین محبت بڑہگئی۔ کیونکہ جون جون وہ مجھہ مین سماتا گیا مین بہی اس مین سماتا گیا اور اس کشش نے آپس مین اسقدر ترقی کی کہ ہم دونون نے متفق ہوکر آخر ایک دوسرے سے شادی کرلی۔ اوراب وہ (قدرتی تاریکی) اور مین (مصنوعی تاریکی) ایسے متحد ہوگئے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہوگیا۔ دوئی کا پردہ بیچ سے اُٹھہ گیا اور ہم ایک ہوگئے یا یہ کہئے کہ دونون نے آپس مین ایک دوسرے مین ملکر اپنی جداگانہ ہستی کو فنا کردیا۔ اورجب ہم فنا ہوگئے توصرف قدرتی روشنی کا وجود باقی رہگیا۔ غرض ہرطرف نور ہی نور تہا اور کچھہ نہ تہا۔ ایک عرصے تک مین اس تجربے مین رہا جب مین خود کو (مصنوعی تاریکی) کو محسوس کرتا تو خود کو قدرتی تاریکی کے آغوش مین پاتا۔ اورجب ہم دونون آپس مین متحد ہوکر فنا ہوجاتے تو پہر نور ہی نور رہجاتا۔

ایک مدت دراز کے بعد میری قید کی میعاد ختم ہوئی اور مجھے آزاد

کردیا گیا۔ قید خانہ سے آزاد ہو کر مین باہر آیا مگر میرا دائمی معشوق جس سے
مین نے شادی کرلی تھی میرے ساتھہ ہی رہا۔ اور اسکے جب مین قیدخانہ
سے نکلا تو ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آرہی تھی۔ اور یہ واقعہ لوگون کو
مین نے سنایا مین نے اُن سے کہا کہ ابھی رات کا وقت ہے اور اندھیرے
مین مجھے کچھہ سوجھتا نہین۔ حالانکہ وہ دن کا وقت تہا اور ہر جگہ اجالا
ہی اجالا تہا۔ لوگون نے یہ خیال کیا کہ میری قوت بصارت جاتی رہی ہے۔
اسلئے وہ مجھے ڈاکٹر کے یہان لیگئے ڈاکٹر نے میری آنکھون کا امتحان کرکے
کہا کہ یہ اندھا نہین ہوا ہے۔ بلکہ ایک مدت تک تاریکی مین رہنے کیوجہ سے
میری آنکھون مین وہی تاریکی چھا گئی ہے اسی لئے باہر کا اجالا تاریک
نظر آتا ہے۔ اور جون جون یہ آنکھون مین سمائی ہوئی تاریکی کم ہوتی جائیگی
آنکھین بھی رفتہ رفتہ روشنی قبول کرتی جائینگی۔ اور جب یہ تاریکی آنکھون
سے بالکل مفقود ہو جائیگی تو روشنی اوسکی جگہ آجائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رفتہ
رفتہ میری آنکھون مین روشنی آگئی۔ مگر مین اپنی معشوق یعنی قدرتی تاریکی
کو بھولا نہین اور ہمارا عشق آپس مین ویسا ہی قایم رہا۔ جب مین چاہتا تہا
اپنے اس وفادار اور غمگسار رفیق سے ملتا تھا۔

اب ہم پھر اپنے مضمون کیطرف لوٹتے ہین اور بتلانا چاہتے ہین
کہ گورنمنٹ کی تجویز کردہ سزائین خداشناسی کے لئے کیسی کارآمد

ثابت ہوتی ہیں۔ سخت مزدوری۔ پتھر پھوڑنا۔ آٹا پیسنا۔ گڑھے کھودنا
اور ایسے ہی دوسرے ذلیل کاموں کے لئے سخت محنت درکار ہوتی ہے اور یہ
سزا قیدی کو بھگتنی پڑتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا غرور ٹوٹتا ہے
اور خود کو بہت ذلیل اور گرا ہوا سمجھنے لگتا ہے۔ اس سخت محنت سے اسکا
جسم بھی لاغر ہوتا جاتا ہے۔ اور خداشناسی میں عجز و انکسار کی سخت ضرورت
ہے اور خیال تن پروری کو ترک کرنا لازمی ہے۔

سادہ اور ایک ہی قسم کی غذا

جیل میں جو غذا قیدیوں کو دی جاتی ہے وہ بالکل
سادہ ہوتی ہے۔ اس سے گورنمنٹ کا منشاء
ایذا رسانی اور مختلف ذائقوں سے محروم رکھنا ہے
لیکن غور سے جب دیکھا جائے تو کھلتا ہے کہ ایک ہی قسم کی غذا کھانے سے
انسان کی قوت ذایقہ بالکل مفقود ہو جاتی ہے اور متفرق اقسام کی
لذیذ اور مزیدار غذائیں کھانے کی خواہش کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ خواہشات
نفسانی کی رفتہ رفتہ جڑ کٹتی جاتی ہے۔ حاصل کلام یہ سزا بھی ایک قسم کا سخت
روزہ ہے اور نفس امارہ کے زیر کرنے کے لئے بہت کارآمد ہے اور خدا
شناسی کے لئے نفس امارہ کو مارنا شرط لازمی ہے۔

جرمانہ

مجرم سے سرکار جرمانہ وصول کرتی ہے۔ جس سے اس کا
مقصد یہ ہوتا ہے کہ مجرم بطور سزا اپنی محبوب ترین چیز

دولت سے محروم کیا جائے۔ اور اسکو چھن جانے سے عزت اور خیال
خودداری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور انسان خود کو بالکل حقیر سمجھنے لگتا ہے
اور نامعلوم طور پر اسکے فخر و غرور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور فخر و غرور کو مٹانا
اور عجز و نیاز پیدا کرنا طالب حق کے لیئے لازمی ہے۔

سادہ لباس و بستر

جیل مین مجرم کو بہت ہی کم قیمت سادہ اور ضروری لباس مہیا کیا جاتا ہے
ویسے ہی اسکے آرام کرنے کے لیئے ایک کھردرا نا ملائم بستر ایک ناقص کمبل
کی صورت مین دیا جاتا ہے۔ دراصل اسکو بالکل سادہ زندگی بسر کرنے پر مجبور
کیا جاتا ہے۔ اور سادہ زندگی بسر کرنا مردان حق کے لیئے ناگزیر ہے

سزائی تازیانہ

مجرم کو تازیانے اس لیئے لگائے جاتے ہین کہ وہ سخت درد محسوس کرے
لیکن اگر اس سزا اور اسکے اثرات پر پوری طور سے غور کیا جائے تو مندرجہ
ذیل نتائج بر آمد ہونگے۔

جسم پر ضرب لگتے ہی دلکو یکبارگی شدید صدمہ پہنچتا ہے اور اس
قلیل ترین عرصے تک جس مین ضرب لگتی ہے دل گویا کند پڑ جاتا ہے اور
اسکی معمولی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ اور ایسی شدید ضربین پے درپے لگنے پر
انسان بیہوش ہو جاتا ہے۔ اور دلکی حرکت کو بند کرنا یا بالفاظ دیگر دل کو

قایم کرنا رہرو منزل حقیقت کے لئے ضروری شرائط مین سے ایک شرط ہے ۔

ہتکڑی اور بیڑی

مجرم کو ہتکڑی اور بیڑی اس لئے پہنائی جاتی ہے کہ وہ جیل کی حدود سے نکل کر باہر کی دنیا سے نہ جا ملے ۔ یہان جیل کی حدود کو حدود عالم قدس سے اور دنیا کو حدود مایہ سے تشبیہ دیکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح جیل کی حدود مین سے مجرم کو دنیا کی طرف آنے سے روکا جاتا ہے اسیطرح مردان خدا کو حدود عالم قدس سے نکل کر حدود مایہ مین داخل ہونے سے روکنا ضروری ہے تاکہ وہ منزل مقصود کو پہنچے ۔

پھانسی کی سزا

جب پھانسی دینے کے لئے کسی مجرم کے گلے مین رسی باندھکر لٹکایا جاتا ہے تو اس کا دم رک جاتا ہے اور جب اس دم کی رکاوٹ اپنی اخیر حد پر پہنچتی ہے تو (پران وایو) نفس اور (اپان وایو) ریح ایک مقام پر آکر آپس مین ملجاتی ہین اور انکے آپس مین ملتے ہی سمادہی کی حالت رونما ہوتی ہے۔ مگر وہ دیر تک نہین رہتی۔ کیونکہ نفس اور ریح کے اچانک تصادم سے جسم کو ایک زبردست صدمہ پہنچتا ہے۔ جسکی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا ہوا آدمی مرجاتا ہے برخلاف اسکے یوگی رفتہ رفتہ نفس اور ریح کو ایک مقام پر لانے کی کوشش کرتے ہین اور جب ایک عرصے کے بعد ان دونون کو ایک جگہ

ے آتے ہین تو وہ سمادہی کی حالت مین آجاتے ہین۔ مگر وہ اس حالت مین پہنچکر مرتے نہین۔ کیونکہ انہون نے بتدریج ان دونون کو ملایا ہے غرضکہ پھانسی پر چڑھا ہوا آدمی اور یوگی دونون کو سمادہی کی حالت نصیب ہوتی ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ اس حالت مین یوگی قایم رہتا ہے۔ اور بدقسمت پھانسی والا آدمی سمادہی کی حالت مین آتے ہی دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے"

مہاراج نے اپنے شیرڈی کے قیام مین ان تمام سزاؤن کو بلکہ ان سے بہی بدتر سزاؤنکو خود تجویز کرکے بوجہ احسن بھگتا۔ گویہ سزائین دراصل سدگرو سائین بابا کی روحانی طاقت کیوجہ سے مہاراج نے تجویز کی تہین مگر جسکو وہ سمجھے نہین تھے۔

مہاراج کی سزائین بھگتنے کا مختصر بیان ذیل مین ناظرین کی معلومات کے لئے کہا جاتا ہے۔

ناظرین کو پہلے یہ بات معلوم کرائی گئی ہے کہ سائین بابا کے حکم سے مہاراج نے اپنی بیٹھک کھنڈوبا کے مندر مین جو مرگھٹ کے قریب واقع تہا مقرر کی تہی۔

شیرڈی سکے مسان کے حدود اور اطراف کے جنگل سے بدتر جیل کہین نہین ہو سکتی جسکو چھوڑکر ۴ برس تک مہاراج کہین نہین گئے۔

اور اسی مین طرح طرح کی سزائین جھیلتے رہے۔

کہنڈوبا کے مندر سے زیادہ خراب کوئی اور تاریک کمرہ نہین ہوسکتا اس سنسان اور بہیانک مندر مین مہاراج راتونکو بغیر روشنی کئے عرصے دراز تک رہے۔ بستی سے الگ جنگلون مین گہرے ہوئے مندر مین جو سانپون اور بچھوؤنکا گہر بنا ہوا تہا مہاراج کا بخوشی قیام کرنا اور رات دن ہولناک واقعات کا پیش آنا مثلاً زمین ہلنا۔ خوفناک آوازین آنا اور دیگر سینکڑون واقعات کا ہونا اور ہرایک واقعہ کو بلاخوف و ہراس دیکھتے رہنا اور ان کے اثرات کو محسوس نہ کرنا مہاراج جیسے دل و جگر والے ہی کا کام تہا۔ جیل کی تاریک کوٹھری مین ان تجربات کا گمان ہی نہین ہوسکتا۔ اور اس مین محبوس ہونا اور سزائین اُٹھانا طالب حق کی اختیار کردہ سزاؤن سے ہزار درجہ ہیچ ہین۔

پتھر پھوڑنا۔ آٹا پیسنا۔ گڑہے کہودنا۔ کہیتون مین ہل چلانا۔ برہنہ پا راستون مین سے کانٹے الگ کرنا۔ کپڑے دہونا۔ برتن مانجھنا۔ جھاڑو دینا اور ایسے صدہا کام مہاراج نے اسی حدود مین رہکر انجام دئے۔ اور یہ سب کام اُن ایام مین کئے جب کہ آپ قریباً ڈہائی سال تک اپاس کیجاتے رہے اور اپاس بہی ایسا کہ اناج تو خیر پانی کا قطرہ تک حلق سے نہین اتارا۔ اور گوشت پوست گہل کر ہڈیون کا ڈہیر رہ گیا تہا اور پہر

یہ طرہ کہ توانا اور تندرست پیٹ بھرے مزدوروں سے جلدی اچھا اور بہت زیادہ کام کرتے تھے۔

مہاراج کی سادگی غذا کے متعلق بھی ہم یہ ضرور کہینگے کہ دنیا مین آپ کی مثال مشکل سے ملیگی۔ اول تو مدت تک روزہ دار رہے۔ پھر ایک عرصہ تک کیچڑ مٹی اور فضلہ کہاتے رہے جسکی مفصل کیفیت اس جلد کے اخیر مین درج کی گئی ہے۔ سادگی لباس وغیرہ مین بھی مہاراج سے کوئی سبقت نہین لیجا سکتا۔ عرصہ تک ایک پھٹی ہوئی دھوتی پہنے رہے۔ پھر ایک میلی کچیلی اور بوسیدہ گھونگڑی (ٹاٹ کی بوری) جس مین لاتعداد جوئین بھری ہوئی تھین کمر سے باندہے رہتے۔ جب یہ بھی نہ رہی تو آپ نے برہنگی اختیار کرلی۔ آپ ہمیشہ۔ پتھریلی۔ ناہموار۔ اور گندی جگہ بیٹھا کرتے اور اس ناز سے جیسے کوئی امیر شاہانہ فرش پر بیٹھا ہے۔



نوٹ نمبر ۳

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۳۱ تا ۱۵۶

جاننا چاہیئے کہ دنیا اور اس کے تمام ظاہری اسباب وکیفیتین حقیقی نہین ہین۔ ہمارا جسم خاکی۔ ہماری بول چال۔ کھانا پینا۔ اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا غرضکہ عالم اسباب کی تمام اشیاء اور کیفیات مثل ایک خواب کے ہین۔ اس عالم ظاہری کے علاوہ ایک اور عالم ہے جسکو عالم قدس کہتے ہین۔ یہ وہ خاص عالم ہے جہان پہنچکر خدا کا وصل حالت بیداری مین حاصل ہوتا ہے۔ خدا سے بیداری مین وصل حاصل کرنے کے لئے پانچ حالتون مین گذرنا پڑتا ہے۔

پہلی حالت

جس حالت مین اسوقت ہم ہین اور عالم اسباب کی تمام چیزون کو سمجھتے ہین اور محسوس کرتے ہین یعنی حالت بیداری اور یہین سے ہم اور حالتون کا تجربہ حاصل کرتے ہوئے عالم قدس تک جو اخیر حالت ہے پہنچ سکتے ہین۔

دوسری حالت

پہلی حالت سے گذر کر جب ہم نیند (جو تیسری حالت ہے) کی طرف سفر کرتے ہین تو ہمین بیداری اور نیند کے وسط مین ایک اور حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے جسکو سپنا کہتے ہین یہی دوسری حالت ہے۔

تیسری حالت

دوسری حالت یعنی سپنے سے گذر کر ہم نیند کی حالت یعنی حالت سوم مین پہنچتے ہین تو ہم اپنے وجود بلکہ خودکو ہی بہول جاتے ہین۔ یہ بے خبری کا عالم ایسا ہے کہ اس مین سے واپس لوٹ کر ہم اسکی کیفیت بیان نہین کر سکتے۔ اس عالم مین یا اس حالت مین ہم خدا سے واصل ہوتے ہین مگر بیخود ہونیکی وجہ سے ہم اسکی حقیقت بیان کرنے سے قاصر ہین اسی کا نام تیسری حالت ہے۔

چوتھی حالت

تیسری حالت تک تو عام لوگونکی حالت ہے۔ اس سے آگے جو حالتین ہین وہ خاص لوگون کے لئے ہین۔ خاص لوگ جب تیسری حالت سے عالم قدس کی اخیر حالت کیطرف رجوع کرتے ہین تو انہین ایک اور حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے جسکو ہم حقیقی سپنا یا حالت چہارم کہتے ہین۔ اور اس حالت سے گذر کر وہ عالم قدس تک پہنچتے ہین جو اخیر منزل ہے۔

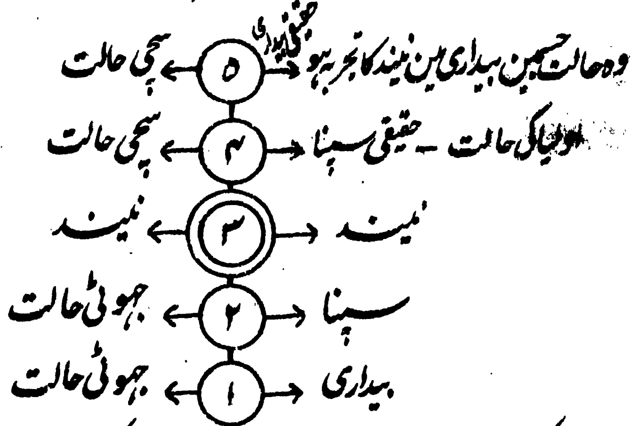
پانچوین حالت

حالت چہارم یعنی حقیقی سپنے کی حالت سے گذر کر عالم قدس تک پرواز ہوتی ہے جو اخیر حالت یا حالت پنجم کہلاتی ہے۔ اس حالت مین پہنچکر مردان خدا بیداری کی حالت مین خدا کا وصل حاصل کرتے ہین یا یہ کہئے کہ بیداری کی حالت مین نیند کی کیفیت حاصل کرتے ہین۔ جو خود نیند کی حالت مین پہنچا ہوا نہین کرسکتا

اور بیداری مین نیند کا تجربہ حاصل کرنا ہی خدا سے ملنا ہے۔

ان پیچیدہ حقایق و معارف کے طریق کو صاف طور پر سمجھانے کے لیئے ذیل مین ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس مین نمبروار یہ تمام حالتین تبلائی گئی ہین۔ اور اسکے بعد ہم یہ بتائینگے کہ اس پہلی حالت سے پانچوین حالت مین پہنچنے کے لیئے کیا کیا کیفیات پیش آتی ہین۔

نقشہ



بیداری کی حالت یعنی حالت اول سے جب ہم نیند کی حالت یعنی حالت سوم کیطرف جاتے ہین تو ہمین ایک درمیانی حالت یعنی حالت دوم سے گذرنا پڑتا ہے جو سپنے کی حالت ہی جو ان دونون حالتون یعنی بیداری اور نیند کی حالتون کے عین وسط مین واقع ہے۔ اس سپنے کی حالت مین جو درمیانی حالت ہے ہم نصف بیدار اور نصف خواب یا نیند کی حالت کا تجربہ لیتے ہین۔ اس نیم خواب حالت مین ہم اگرچہ سوتے ہین۔ مگر خود کو بیداری کے تمام کام کرتے ہوے دیکھتے

ہین۔ اب اس حالت، دوم مین پہنچکر اگر بیداری یعنی حالت اول کی زیادہ کشش ہوتی ہے اور نیند یعنی حالت سوم کی کم ہوتی ہے تو ہم زیادہ دیر تک سپنا دیکہتے ہین۔ اور اسکو یاد بہی رکہتے ہین۔ اور اگر نیند کی حالت یعنی حالت سوم کی زیادہ کشش ہوتی ہے اور بیداری یعنی حالت اول کی تہوڑی تو ہم قلیل عرصے تک سپنا دیکہتے ہین۔ لہذا ہم یا تو اس سپنے کو بہول جاتے ہین یا اسکی کچہہ کچہہ باتین یاد رہتی ہین۔ اور بعض اوقات تو ہمین یہ بہی خیال نہین رہتا کہ ہم نے سپنا دیکہا بہی تہا یا نہین۔ مگر نیند کی حالت مین پہنچنے کے لئے سپنے کی حالت مین سے گذرنا لازمی بات ہے۔ اب اگر حالت بیداری کی کشش لگاتار ہو تو ہم سپنے کی حالت ہی مین رہتے ہین اور نیند کی حالت تک نہین پہنچتے۔ بلکہ سپنے کی حالت سے لوٹکر واپس بیداری کی حالت مین آجاتے ہین۔

جب ہم حالت سوم یعنی نیند کی حالت مین پہنچتے ہین تو ہم وہان کچہہ نہین پاتے اور ہمین کسی قسم کا تجربہ حاصل نہین ہوتا۔ اور اس حالت سوم کی طرف سے حالت اول کیطرف لوٹتے ہوئے پہر ہمین حالت دوم یعنی سپنے کی حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے اور اگر اس واپسی مین نیند یعنی حالت سوم کی کشش زیادہ ہوتی ہے تو ہم حالت۔ دوم مین زیادہ دیر تک رہتے ہین اور اسلئے ہمین سپنا یاد ہوتا ہے۔ اور اگر حالت سوم یعنی نیند کی حالت کی کشش کم اور حالت اول یعنی بیداری کی حالت کی کشش زیادہ ہوتی ہے تو حالت دوم یعنی سپنے

کی حالت زیادہ دیر قایم نہین رہتی اور سپنا کم یاد رہتا ہے، یا بالکل یاد نہین رہتا۔ اور ہم بہت جلد حالت اول یعنی بیداری کی حالت مین آجاتے ہین یہ کیفیت ہم ایک معمولی انسان کی حیثیت مین دیکھتے ہین۔ مگر خدا رسیدہ لوگ جو اس حالت سوم سے آگے بڑہنے کی استعداد رکہتے ہین۔ اس حالت سوم سے بجائے واپس حالت اول کو لوٹنے کے آگے بڑہتے ہین۔ اور انہین بہی اس مسافت مین ایک سپنے کی حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے۔ یہ سپنے کی حالت یعنی حالت چہارم جو دو قسمون کی نیند کے ٹہیک بیچ مین واقع ہے۔ یعنی حالت سوم اور حالت پنجم کے درمیان ہے۔ اس بیان سے ناظرین سمجہہ سکتے ہین کہ حالت سوم اور حالت پنجم یہ دونون نیند کی حالتین ہین۔ مگر حالت سوم نیند کی حالت مین نیند ہے اور حالت پنجم بیداری کی حالت مین نیند ہے۔ اور نیند ہی دوسرے لفظون مین خدا یا حق ہے۔ اسلیے حالت سوم اور حالت پنجم کے درمیان جو چہارم حالت ہے اس مین ہم حقیقی سپنا دیکھتے ہین۔ یعنی خدا سے واصل ہونے کا تجربہ حاصل کرتے ہین کیونکہ اس حالت مین ہم نیند (جو خدائی حالت ہے) کی طرف ہی کھنچے جاتے ہین۔ اور اسلیے ہم اسکو حقیقی سپنا یا خدا کا سپنا کہینگے۔ اور یہ حالت صرف اولیا اللہ کو نصیب ہوتی ہے مرہٹی زبان مین اس حالت کو تُریا کہتے ہین۔ اب اس حالت چہارم یعنی حقیقی خواب سے گذر کر حالت پنجم یعنی حقیقی بیداری کی حالت

مین پہنچتے ہین۔ حالت سوم (نیند) اور حالت پنجم (حقیقی بیداری) دونون خدائی حالتین ہین لیکن پہلی خدائی حالت نیند مین اور دوسری خدائی حالت حقیقی بیداری مین ہے۔ گرچونکہ خدائی حالت مین خدائی حالت کا تجربہ نہین ہوتا اور یہ اس لئے کہ جب ہمین کسی چیز کو دیکھنا ہوتا ہے تو اوس چیز سے جدا ہوکر دیکھا جاتا ہے اسواسطے خدائی حالت کا تجربہ صرف حالت چہارم یعنی تریا حقیقی سپنے کی حالت مین پہنچکر ہی ہوسکتا ہے۔

ہم یہ بتلا چکے ہین کہ حالت سوم یعنی نیند خدا ہے مگر نیند کی حالت مین اسکو ہم نہین سمجھہ سکتے اور صرف حالت پنجم یعنی حقیقی بیداری اسکے لئے ضروری ہے لہذا خدا کو جاننے یا پہچاننے کے معنی نیند کو جاننے کے ہوئے مگر حقیقی بیداری کیحالت مین۔ یعنی جاننے والا نیند کو جانتا ہے یا دوسرے لفظون مین وہ خود نیند ہوجاتا ہے۔ اور نیند کے معنی ہین روشنی مگر نیند کی حالت مین اس روشنی کا تجربہ نہین ہوتا۔

نیند مین یعنی حالت سوم مین سوا اندھیرے کے کچھہ نہین ہے مگر اس اندھیرے کا ہمین تجربہ نہین ہوسکتا اسیطرح حقیقی بیداری یعنی حالت پنجم مین سوا روشنی کے کچھہ نہین اس لئے ہم روشنی کا تجربہ حاصل نہین کرسکتے۔ گمر درمیانی حالت یعنی حالت چہارم یا حقیقی سپنے کی حالت مین نیند کی دونون حالتون کا یعنی حالت سوم اور حالت پنجم کا ہمین تجربہ ہوتا ہے۔ یعنی روشنی اور تاریکی دونو

ہم درمیانی حالت مین پہنچکر دیکھہ سکتے ہین۔

یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دونون حالتون کا تجربہ یعنی حالت سوم اور حالت پنجم کا تجربہ اس شخص کو جو ان دونون حالتون مین فرداً فرداً رہا ہو کیون حاصل نہین ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حالتون مین پہنچکر وہ شخص اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے، اور خود یا تو تاریکی بنجاتا ہے یا روشنی جس حالت مین کہ وہ پہنچا ہو۔

اب چونکہ تمام دنیا اور اسکے کاروبار اور ہمارا ان مین حصہ لینا جسکو ہم حالت اول یا بیداری کی حالت کہتے ہین ایک سپنا ہے لہذا حالت دوم جسکو ہم سپنا کہتے ہین وہ اس سپنے مین سپنا ہے۔ مگر اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ حالت اول یعنی بیداری کی حالت دراصل سپنا ہے۔ ہمین حالت چہارم یعنی حقیقی سپنے کی حالت مین پہنچنا چاہئے۔ جہان ہم خود کو اپنے وجود سے دنیا سے اور اسکے کاروبار سے بالکل الگ پاتے ہین۔ اور یہ حالت چہارم تھی جو سائین بابا کے فیضان سے مہاراج کو عطا ہوئی۔ مندر مین تنہا بیٹھے ہوئے یک بیک وہ خود کو مختلف مقامات پر متفرق کار و بار مین مصروف پاتے تھے۔ نہ تو وہ نیند کی حالت مین ہوتے تھے نہ سپنے کی پھر بھی یہ تمام منظر اپنی آنکھون سے بیداری کی حالت مین دیکھتے تھے۔ ہم پوچھتے ہین کہ یہ دیکھنے والا کون تھا۔ اسکا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ وہ حقیقی مہاراج

مہاراج تھے۔ غرض اسطرح مہاراج اپنے وجود۔ دنیا۔ اور اسکے کاروبار سے
الگ ہوکر خود کو ان کاروبار مین حصہ لیتے ہوئے دیکھتے تھے۔ اور یہ سب
بیداری کی حالت مین دیکھتے تھے۔ جسکے معنی یہ ہین کہ وہ حالت چہارم مین تھے
ہمارے (حقیقی ہم کے) دو وجود ہین ایک ظاہری دوسرا باطنی مگر
اسکے جاننے مین ہمین دقت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دونون وجود ایک دوسرے
سے ایک کڑی کے ذریعے سے جوڑے ہوئے ہین۔ اور ہم اپنی حقیقی ہستی کا
تجربہ نہ ہونیکی وجہ سے سمجھتے ہین کہ ہمارا صرف ظاہری وجود ہے اور اسکے سوا
کچھ نہین۔ اور اسلئے ہمین اصل سپنے کی حالت بیداری کی حالت دکھائی دیتی ہے اور
اصل سپنے مین سپنے کی حالت صرف سپنے کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

اب جب ہم سوتے ہین تو ہمارا ظاہری وجود ایک ہی جگہ بغیر حرکت کئے
پڑا رہتا ہے۔ مگر ہمارا باطنی وجود سپنے مین سپنے کی حالت یعنی حالت دوم مین پہنچتا ہے
اور اس حالت مین باطنی وجود کو سب تجربہ حالت بیداری (یعنی سپنے کی حالت)
کا ہوتا ہے۔ مثلاً چلنا پھرنا۔ کھانا پینا وغیرہ وغیرہ۔ اس مین نکتہ یہ ہے کہ ہمارا
ظاہری وجود بالکل معطل ہے اور پھر بھی ہم خود کو چلتا ہوا بھاگتا ہوا۔ اور
لڑتا ہوا دیکھتے ہین۔ ایسی حالت مین ہمارا ظاہری وجود بستر پر ہوتا ہے اور باطنی
وجود سپنے مین نظر آتا ہے۔ اسپر یہ سوال ہوتا ہے کہ یہ دیکھنے والا تیسرا کون ہے
اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھنے والا دوسرا کوئی نہین ہوتا بلکہ وہ حقیقی ہم ہوتا ہے

یعنی سپنے کیحالت مین ہم اپنے ظاہر اور باطن دونون وجودون سے الگ ہوتے
ہین۔ ظاہر وجود بستر پر ہوتا ہے اور باطنی سپنے مین کام کرتا ہے اور ہم ان
دونون سے الگ ہوکر تماشہ دیکھتے ہین اور یہی تماشہ سپنا ہے اسی سپنے کا
تجربہ اگر ہمین بیداری کیحالت مین ہو تو یہ سد پروش ہونیکی علامت ہے۔
اور ایسی حالت کا تجربہ مہاراج کو اچھی طرح ہوا کرتا تھا جبکہ وہ مندر مین مقیم تھے
معلوم ہوا کہ حقیقی ہم کو حالت چہارم مین پہنچکر اپنا ظاہری وجود۔ دنیا اور
اوسکے تعلقات خواب یا سپنا نظر آتے ہین اور اپنے باطنی ہم کو جو دنیا اور
اوسکے کار و بار مین خواب یا سپنے مین خود کو مصروف پاتا ہے خواب در خواب
کی حالت مین دیکھتا ہے اور اس حالت چہارم مین نیند کا تجربہ بیداری
کی حالت مین حاصل کرتا ہے۔ القصہ وہ اس حالت چہارم مین دنیا کا اور
خدا کا دونون کا تجربہ حاصل کرتا ہے اور ان دونون حالتون کا تجربہ حاصل
کرنے کے بعد یہ اسکو اختیار ہو جاتا ہے کہ جس حالت مین چاہے رہے
اور اس کی کیفیت معائنہ کرتا رہے۔ اس خواب کی حالت یعنی حالت
اول مین پہنچکر وہ بندہ بنتا ہے یعنی تاریکی محض۔ اور حالت پنجم مین پہنچکر
خدا بنتا ہے یعنی روشنی یا نور محض۔ اور حالت چہارم مین پہنچکر وہ حالت
اول اور حالت پنجم دونون کا تجربہ حاصل کرتا ہے یعنی ع

کبھی بندے بنے اپنے کبھی اپنے خدا ٹھیرے

معمولی حالت مین باطنی وجود (ظاہری وجود سے تعلق ہونے کی وجہ)
اس حالت بیداری مین (جو در اصل سپنے کی حالت ہے) پہنچکر سپنے کی حالت
کا بیداری کی حالت کی حیثیت مین تجربہ حاصل کرتا ہے۔ اور جب ظاہری
وجود بالکل خاموش پڑا رہتا ہے (نیند کی حالت مین) تو خواب در خواب
کی حالت کا تجربہ سپنے کی حالت کی حیثیت مین حاصل کرتا ہے۔ اور نیند کی
حالت مین پہنچکر اسمین متحد ہو جاتا ہے اور یہان کوئی تجربہ نہین ہوتا۔
مگر اولیاؤن کا باطنی وجود چونکہ ظاہری وجود سے الگ ہو سکتا ہے اس لئے
خواب کی حالت اور خواب در خواب کی حالت سے گذر کر حقیقی خواب کیحالت
مین پہنچتے ہین۔ جہان وہ بیداری مین خواب دیکھتے ہین اور پھر نیند یعنی حالت
پنجم مین پہنچکر حقیقی بیداری کا تجربہ حاصل کرتے ہین۔

نوٹ نمبر ۴

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۶۰

ان ایام مین جبکہ مہاراج کا قیام کہنڈوبا کے مندر مین تہا حالت ہمہ اوست آپ پر طاری تھی۔ ہر چیز۔ ہر شے۔ ہر رنگ اور ہر مذہب آپ کو ایک ہی جلوہ دے رہے تھے۔ آپ کے ہر قول و فعل سے شان وحدت ٹپکتی تھی دوئی کا نشان تک باقی نہ تہا۔ عام لوگ جس طرح مٹھائی شوق و رغبت سے کہاتے آپ فضلہ اسی رغبت سے کہاتے بلکہ اسطرح جیسے تمام دنیا کی نعمتون کا مزہ اس مین مل رہا ہے اور اسی بے تکلفی اور کشادہ دلی سے اسکو ساتھ کہیلتے۔ زمین لیپتے۔ اُپلے تہاپتے اور سوکہے گُہ کو کہاتے کہ بہنگی بہی جو رات دن اس سے سروکار رکھتے ہین ایسی بے تکلفی کا اظہار نہین کر سکتے۔ اسیطرح آپ نے باوجود برہمن ہونے کے اتحاد کا وہ نمونہ بنکر دکہایا کہ وہیڑ او بہنگی بہی نہین کرسکتا۔ آپ نے ہر نیچ سے نیچ قوم کے ساتھ ملکر انکی خدمت کی ان کا ہر ایک کام کاج کیا اور برہمن اور بہنگی مین کوئی امتیاز باقی نہ رکہا در حقیقت آپ نے ایسی ہی جگہ قدم رکہا تہا جہان رنگ روپ مذہب و ملت رنج و راحت اور موت وحیات غرضکہ فانی عالم کی فانی چیزون مین سے کسی کا

جاؤن۔ اسکے لئے مین نے سینکڑون آدمیون سے رستہ پوچھا کسی نے ٹہیک ٹہیک پتہ نہ دیا۔ فلان فلان وظیفے پڑہے فلان فلان چلّے کرے مگر سب بے سود ایک بہی کام کا نہ نکلا۔ اب آپ کو خدا نے یہان بہیجا ہے اور مجہے یقین ہے کہ میرے خدا نے خاص میرے لئے بہیجا ہے کچہہ ایسی راہ بتلائیے کہ میرا مطلوب مجہے ملجائے" مولوی صاحب نے دیکہا کہ یہ تو بڑا بہاری جن لپٹا یہ رستہ تو مجہے خود نہین معلوم اسکو کیا بتاؤن اگر بتاتا تو۔ ہی کچہہ جو یہ کرچکا ہے خیراب کچہہ نہ کچہہ تو بتانا ہی چاہئے ورنہ مولویت مین فرق آئیگا۔ یہ سونچکر مولویصاحب نے دہقان سے کہا کہ صوفی بابا اب آپ کو مین کیا بتاؤن جو کچہہ مین جانتا تہا وہ تو آپ کرچکے اور آپکو رستہ نہین ملا۔ اور درحقیقت یہ راستہ ہی بہی بہت مشکل برسون بہٹکتے پہرو جب بہی نہین ملتا۔ خیر گہبراؤ نہین اللہ مالک ہے مین تم کو ایک ایسا رستہ بتاؤنگا جو آجتک تمہین کسی نے نہین بتایا ہوگا۔ اگر اسپر تم نے کامل طور پر عمل کیا تو یقین رکہو کہ ضرور خدا سے جاملوگے۔ مین خود وہ عمل کرنا چاہتا تہا لیکن میرا دل بہت کمزور واقع ہوا ہے۔ ہو نہین سکتا اسکے لئے نہایت مضبوط دل والا آدمی چاہیئے۔ اگر تمہارا دل واقعی مضبوط ہے اور تم ہر مشکل کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو تو مین تمہین بتاتا ہون ورنہ نہین۔ یہ کہہ مولوی صاحب دوسری طرف متوجہ ہوگئے۔ بہولے بہالے کسان نے جو یہ لمبی چوڑی تقریر سنی تو بوکہلا گیا اور طرح طرح کے خیالات

اوسکو دماغ مین چکر لگانے لگے۔ کبھی اندازہ لگاکر کہ میرا دل نہایت قوی ہے
اور مین ہر ایک مشکل برداشت کرسکتا ہون خوش ہوتا۔ اور کبھی یہ سوچکر کہ
مبادا مولوی صاحب مجھے اس لایق نہ سمجھین اور کمزور دل و الاخیال کرین
اور وہ رستہ جو یقین دلاتا ہے کہ ضرور مجھے خدا تک پہنچا دیگا مجھے نہ بتائین
غمگین ہوتا اور اگر بالفرض انہون نے نہ بتایا تو پھر مین کیا کرونگا اور کس سے اپنے
پیارے خدا کے ملنے کا رستہ پوچھونگا۔ مولوی صاحب جب دوبارہ اسکی
طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ غریب دہقان سر کو دونون گھٹنون مین جھکائے
بیٹھا کچھہ سوچ رہا ہے۔ اپنی طرف متوجہ ہونے کے لیۓ آپ نے زور سے
اللہ ہو کا نعرہ مارا۔ اللہ کا نام جو دہقان کے کان مین پہنچا تو فی الحقیقت
اوسکو ایک لمحہ کے لیۓ ایسا معلوم ہوا کہ گویا خدا اوسکے سامنے بیٹھا ہے۔ گردن
جو اُٹھائی تو وہی مولوی۔ مولوی صاحب نے اسکو مغموم دیکھکر پوچھا
کیون بھئی آخر اسقدر پریشان کیون ہوتے ہو اگر تمہارا شوق صادق ہے
تو خدا مل ہی جائیگا ہمت شرط ہے۔ دہقان نے چونکہ وہ خدا سے سچا عشق
رکھتا تھا اور اسیکے خیال مین محو بیٹھا تھا آنکھون سے آنسوؤن کے تار
باندھ دئے اور ہجوم یاس نے تاب گفتار باقی نہ رکھی آخر تسلی تشفی کے بعد
زبان کھولی اور کہا کہ مولوی صاحب خالی تسلی سے تو کچھہ کام نہین چل سکتا
مجھہ غریب کی آرزو پوری کیجے اور جلدی وہ رستہ بتلائیۓ جو آپ بتانا

چاہتے ہین مین نہایت قوی دل ہون اور ہر مصیبت جو اس راہ مین حائل ہوگی
بعد غوق برداشت کرونگا۔ مولوی صاحب بیچارے کہنے کو تو کہہ گئے
کہ ہم تمکو رستہ بتائینگے مگر چہ پیر خود درماندۂ شفاعت کرا رہبری کند ایں
کوچہ کے رخ سے بہی ناآشنا کیا بتاتے اور خود دہقان کیطرح گردن جہکاکر
دریائے فکر مین غوطہ مارنے لگے۔ دہقان نے جو حالت دیکہی کہ مولوی
صاحب میری طرح گہٹنون مین سر دئے بیٹھے ہین اور اب پہر اللہ ہو کا نعرہ
لگائینگے اور جس طرح پہلے نعرہ پر مجہے میرے خدا کی جہلک دکہائی دی ہتی
اب بہی ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ اب تو مین آنکہین کہلی رکہتا ہون دل بہر کر اللہ
میان کو دیکہہ لونگا۔ یہ خیال کر مولوی صاحب کیطرف ٹکٹکی لگا بیٹہ گیا یہان
مولوی صاحب کو فکر دوسری ہی ہتی۔ دہقان سمجہہ رہا ہے کہ مولوی صاحب
خیال ایزدی مین سرتاپا محو ہین اور اپنے آپے کی بہی خبر نہین۔ مولوی صاحب
سوچ رہے ہین کہ چال کیا چلون اور کون رستہ بتاؤن غرضکہ تہے اپنے
اپنے خیال مین دونون محو۔ آخر کب تک مولوی صاحب نے مراقبہ سے سر
اٹھایا۔ اور نہایت غور سے دہقان کو دیکہہ کر کہا کہ بہائی مین پہلے ہی کہہ
چکا ہون کہ یہ راہ کٹھن ہے تم اس خیال سے باز آؤ۔ اگر مستعد ہی ہو تو خیر آؤ
مین تم کو ایک راز کی بات بتاتا ہون جو مین نے ایک پنڈت جی کی زبانی سنی
ہے مگر انہون نے مجہے قسم دی ہے کہ مین کسیکو نہ بتاؤن اور دہن رکہو اپنے

ہی سینے مین جان کیطرح پنہان رکہون - مگر نہین معلوم میری زبان کیون کہلی
جارہی ہے اور خود بخود جی چاہ رہا ہے کہ تم کو وہ راز بتاؤن جو آج تک مین نے
چھپائے رکہا اور کسی فرد بشر کو نہین بتایا - خیر اس مین بہی شاید اللہ تعالےٰ
کا بہید ہوگا اور ممکن ہے کہ یہ تمہارے ہی لئے میرے سینے مین محفوظ ہو
اگر تم خوش قسمت ہو تو اس ترکیب پر جو مین بیان کرونگا عمل کر کے ضرور
کامیاب ہوجاؤ گے اور اپنی نجات کا رستہ پالو گے -

دہقان غریب اس لمبی چوڑی تقریر کو سنتے سنتے تہک گیا اور
عرض کیا کہ "ترکیب بہی توارشاد ہو" اسپر مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہان
سنو مگر دیکہو غور سے سننا اور یاد رکہنا -

اثنا رسفر مین مین ایک دن گاؤن کی ایک سرائے مین اترا سرائے
پرانی اور شکستہ حال تہی صاف سی جگہ دیکہہ کر زمین پر ہی بستر لگا لیٹ گیا -
اتنے مین ایک پنڈت جی آئے - انہون نے بہی میرے قریب ہی بستر جمالیا
اسکے بعد ایک جٹادہاری فقیر آیا - پنڈت جی کی غالباً اس فقیر سے شناسائی
ہوگی جو پنڈت جی نے دیکہتے ہی اٹہکر سلام کیا اور اپنے پاس ان کا بستر لگالیا
تہوڑی دیر کے بعد ان دونون مین باتین شروع ہوئین جنکو مین ذرا دور
ہونیکی وجہ سے اچہی طرح نہین سن سکا تاہم کام کی کچہہ کچہہ باتین میرے
کانون تک ضرور آتی رہین جن سے مین سمجہہ گیا کہ یہ باتین خدا شناسی کے

کے متعلق ہین۔ اس گفتگو مین ساد ہو جی کی زبان سے دو چار بار فضلے اور گدُ کا ذکر بہی مین نے سنا۔ اور یہ سنکر مجھے سخت تعجب ہوا کہ خدا شناسی کے ذکر مین ان چیزون کا نام کیون۔ خیر یہ باتین ختم ہوگیئن وہ دونون لوگ سو گئے ادہر مین بہی سو گیا۔ صبح اُٹھا دیکہا کہ ساد ہو جی تو رخصت ہو گئے ہین پنڈت جی ہین رات کی باتون کا خیال شب بہر مجھے ستاتا رہا اور بین بیچین رہا کہ کب صبح ہو اور کب مین اسکے متعلق اطینان حاصل کرون۔ چنانچہ مین اُٹھا اور پنڈت جی سے باتون کا سلسلہ جاری کیا۔ اور دریافت کیا کہ پنڈت جی رات کو ساد ہو جی سے کیا باتین ہو رہی تہین؟ پنڈت جی نے ہنسکر کہا کہ فقیر فقیری ہی کی باتین کرتے ہین اور اسی سے کرتے ہین جو فقیر ہو یا فقیر منش ہو آپ مولوی آپ کو ان باتون سے کیا غرض۔ اور یہ باتین ایسی ہوتی ہین کہ اگر غیر فقیر سے کہی جائین تو وہ انکو باور نہ کرے بلکہ اُن باتونکو دیوانگی یا لامذہبی پر محمول کرے اس لئے فقیر ان باتونکو کسی پر ظاہر نہین کرتے۔ مین نے کہا پنڈت جی یہ جو کچھ آپ نے فرمایا بجا اور درست فرمایا لیکن یہ خیال عام لوگون کی نسبت تو خیر کسی حد تک درست ہے لیکن مولویون کی نسبت یہ درست نہین ہو سکتا کیونکہ خدا شناسی کے طالب یہ بہی ہوتے ہین اور یہ بہی اپنے اپنے طریق پر چلکر خدا تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہین اور پہنچتے ہین اور بہت اچھی طرح پہنچتے ہین۔ پنڈت جی نے کہا جی ہان یہ درست ہے بیشک مولوی

جو کام کرتے ہین وہ انکو خدا تک پہنچا سکتا ہے لیکن آپ دیکھتے ہین کہ
آج کل کے پنڈت اور مولوی کس قماش کے ہین اور اُن کا مقصد و مدعا
کیا ہوتا ہے۔ مولوی اور پنڈتون کی نماز اور پوجا پاٹ محض دنیا اور حصول
زر کے لئے ہوتی ہے۔ خدا اور اوسکے راستے کی سچی طلب تو فقیرون ہی کو
ہوتی ہے جو اس سنسار مین رہکر ماسوا اللہ تمام دنیاوی لذتون اور
راحتون سے دست بردار ہوتے اور معشوق حقیقی یعنی خدا کی طلب مین
اپنی ہستی کو فنا کر دیتے ہین۔ اور اچھی اور بُری ہر شے مین اُسی ایک ذات
کا جلوہ دیکھتے ہین۔" آخر کار پنڈت جی نے وہ بات جو درحقیقت عام لوگون سے
نہین کہنی چاہئے کہی اور کہا کہ دیکھو خبردار جو یہ بات تم نے کسی سے کہی چنانچہ
مین نے بھی وعدہ کر لیا کہ ہرگز کسی سے نہ کہونگا۔ بات درحقیقت بالکل
سچی ہے اور مین نے چاہا کہ اسپر عمل کر کے خدا تک پہنچ جاؤن لیکن مین پہلے
ہی تم سے کہہ چکا ہون کہ میرا دل اسقدر قوی نہین ہے۔ یہ کام قوی دل کا
ہے۔" دہقان بیچارہ چلا اُٹھا کہ خدا کے واسطے آپ بتایئن تو ہی کہ سادھو
جی نے کیا فرمایا پھر دیکھین کہ مین کرتا ہون یا نہین مین تو انتظار ہی انتظار
مین مرا جا رہا ہون اور آپ ہین کہ وعظ و نصیحت مین وقت ٹال رہے
ہین۔ للہ دیر نہ کیجے اور فرمائیے کہ وہ کونسا نکتۂ باریک ہے جو خدا کو
اپنے مین چھپائے ہوئے ہے۔ اور مجھہ غریب کو نہین دکھائی دیتا۔ مولوی

صاحب نے فرمایا کہ اچھا بہی تو سنو۔ سادہو جی نے فرمایا کہ آدمی بغیر گم کہائے
خداشناس نہین بن سکتا اور یہ کام بادی النظر مین بہت آسان معلوم
ہوتا ہے لیکن دراصل بہت دشوار ہے۔! پنڈت جی کی اس بات پر مجہے
یقین نہ آتا اگر مین خود اپنے کان سے گو کا ذکر سادہو کی زبان سے نہ سنتا
اب تم مین اگر ہمت ہے تو اسپر عمل کرو اور منزل مقصود کو پہنچو۔
بہولا بہالا دہقان یہ سنکر بہت خوش ہوا اور سمجہا کہ بس پالا مار لیا
ساری عمر بہٹکتے بہٹکتے اب پتہ ملا اور وہ بہی کیسا نزدیک کا اور کیسا سہل
خدا نے چاہا تو اب بہت جلد مین اپنی مراد حاصل کرونگا۔ یہ سوچکر دہقان اٹہا
اور مولوی صاحب کا شکریہ ادا کر کے اپنی جہونپڑی کیطرف روانہ ہوگیا۔ راستہ
مین اس طریقے پر عمل کرنے کے متعلق طرح طرح کے خیال دوڑا رہا تہا اور
دل ہی دل مین اپنی خوش نصیبی اور خوش بختی پر خوش ہوتا جاتا تہا۔ جہونپڑی
پر پہنچکر سوچا کہ اب تو رات ہوگئی سو جانا چاہیئے اور کل صبح خداشناسی
کی راہ مین قدم رکہینگے۔ ایک مدت کے بعد آج وہ شادان اور فرحان نظر
آتا تہا۔ خوشی کے آثار اوسکے چہرہ سے نمایان تہے۔ کہانا کہایا اور سونے
کے لئے لیٹا مگر صبح کی خوشی مین رات بہر کروٹین بدلتا رہا اور نیند نہ آئی
کچہہ تو خوشی اور کچہہ گم کہانے کا خیال دونون کی کشمکش نے غریب کو شب
بہر پریشان رکہا۔ اب جون جون صبح نزدیک آنے لگی اسکے خیالات

مین تلاطم پیدا ہونے لگا۔ تاہم صبح ہوتے ہی یہ اُٹھا اور ع ہرچہ باد اباد
ما کشتی در آب انداختیم کہکر گھرسے باہر نکلا۔ اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا اور
گھ کہلنے اور خدا سے ملنے کے لئے کہان جانا چاہئے۔ اگر گاؤن کے
قریب کہیں گھ کہایا تو ممکن ہے کہ لوگ دیکہہ لین اور دیوانہ خیال کر کے
گاؤن سے نکال دین تو پہر رہونگا کہان۔ کبھی محض گھ کا خیال اور اسکو کہانیکا
تصور اوسکے رونگٹے کہڑے کر دیتا۔ غرض گوناگون خیالات کو لئے ہوئے
گاؤن سے باہر گھ کہاڑی پر جا پہنچا اور ادہر اُدہر دیکہہ کر لپکا کہ جلدی
سے انگلی بہر کر چاٹ لون مگر قریب پہنچنا ہی تہا کہ گھ کی بدبو نے اس کا
دماغ بہنا دیا اور یہ چکرا کر واپس لوٹا۔ تہوڑی دیر ٹہر کر پہر بڑہا پہر گھ
کی پہد پہدا ہٹ دیکہکر اس کا جی متلایا اور یہ ابکائیان لیتا ہوا پلٹا
اب اس کا سر چکرانے لگا۔ بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ واقعی جس قدر دیکھنے
مین آسان معلوم ہوتا ہے کرنے مین اوس سے کہین زیادہ دشوار ہے
اب یہ بیٹھا ہوا کبھی فضلے کیطرف دیکہتا ہے اور کبھی اپنی حالت پر غور کرتا ہے
یکایک اسکو اپنی کمزوری کا احساس ہوا اور یہ خیال کر کے کہ مین اس نفرت
سے کہین خدا کے ملنے سے محروم نہ رہجاؤن آنکہین بند کر کے گو کیطرف دوڑا
اور ہاتہہ بڑہا کر گو اُٹھا ہی لیا اور دل کڑا کر کے منہ کیطرف ہاتہہ اُٹھایا مگر
پہر جی متلایا اور ہاتہہ رُک گیا۔ غرضکہ ہاتہہ مین گو لئے کہڑا ہے اور بار بار

ہمت کرتا ہے کہ کہاے مگر ہاتھ رک رک جاتا ہے۔ اس حالت مین اسکی
جان آفت مین پہنسی ہوئی ہتی۔ یہانتک کہ اس تلخ تجربہ نے اسکی ہمت پست
کردی اور ایسی نجات سے ہاتہ دہونیکا ارادہ کر لیا۔ مگر پہر خیال آیا کہ نجات
کے کنارے بیٹھ کر یا خدا کے ملنے کے راستے پر آکر پلٹ جانا سخت نادانی
بلکہ حماقت ہے۔ یہ سونچکر اوس نے جہٹ گو کا ڈھیلہ منہ مین ڈال ہی لیا
اور چاہا کہ نگل جائے لیکن گو کہین آسانی سے اترنے والا تہا حلق مین جاکر
رک گیا۔ اس خیال سے کہ شاید منہ سے نکل پڑے اس نے دونوں ہاتہوں
سے منہ کو بند کرکے بہیچ لیا مگر توبہ توبہ خدا کہین آسانی سے ملتا ہے ہزار
کوشش کی مگر ایک ہی ابکائی کیساتھ گو کا ڈھیلا باہر نکل پڑا۔ بدبو نے پہلے
ہی اس کے عزم راسخ کے قلعہ کی بنیاد کو ہلا دیا تہا اب اسکی بدمزگی اور غلاظت
کے احساس نے جوڑ ہی ڈھیلے کردئے اور وہ ناامیدی اور غصے کیحالت
مین بیٹھا ہوا خود پر نفرین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر اسیطرح گو کہانے سے
کوئی سدگرو بنتا ہے تو مین اپنی سات پشت کے دشمن کو بہی سدگرو بننے
اور خدا سے ملنے کی رائے نہ دونگا۔ چلو اٹہو اور اپنے گہر کی راہ لو۔ ان باتون
مین کیا رکہا ہے۔ لیکن اُٹھنے سے پیشتر پہر خیال نے پلٹا کہایا کہ جاتا کدہر ہے
گو کہانا ہی پڑے گا اب نہین تو کسی اور زندگی مین ورنہ نجات مشکل ہے یہ سونچکر
یہ پہر بیٹہا کہ خیر اب کے اور کوشش کردیکہو اور گو کا ڈھیلہ اٹہا لیا دہر سینے

ہاتہہ سے ناک بند کی اور تعفن اور غلاظت کا خیال دور کر کے گو کا ڈھیلا منہ
مین ڈالتے ہی نگل گیا۔ اور گہبراکر آنکہین کہولدین اور چارونطرف دیکہنے
لگا۔ دیکہا کہ محکمۂ صحت کا افسر کہڑا ہوا اسکی ان مجنونانہ حرکات کو دیکہہ رہا ہے
اتفاق سے یہ افسر جیسا کہ ظاہری صفائی کے محکمہ کا افسر تہا دلکی صفائی بہی
اسکو حاصل تہی۔ غریبون اور محتاجون کی ہردم خبرگیری کرتا تہا۔ اسکی ہمدردانہ
روش نے گاؤن مین ہردلعزیز بنا رکہا تہا۔ اور لوگ اسکو دیوانجی کہا کرتے
تہے فقیرون اور درویشون کی صحبت بہی اسکو حاصل تہی۔ دہقان یہ دیکہکر
کہ آخر اس کا راز فاش ہو گیا نہایت ہی خفیف ہوا اور مارے شرم کے پانی
پانی ہو گیا اور اپنی آیندہ ذلت وخواری کا نقشہ اسکی آنکہون مین کہنچ گیا
افسر صفائی نے جسکو ہم اب دیوانجی کے نام سے یاد کرینگے اشارہ سے دہقان کو
بلایا۔ دہقان اب تو اور بہی گہبرایا کہ دیکہئے اب یہ کیا حکم دیتا ہے۔ بادل
ناخواستہ اُٹہا اور شرمایا گہبرایا ہوا پہنچا۔ چہرہ کا رنگ فق حواس باختہ گردن
جہکا کہڑا ہو گیا۔ دیوانجی نے پوچہا کہ بہائی گہبراؤ نہین اور یہ بتا کہ یہ تو کر کیا
رہا تہا اور کس غرض سے کرتا تہا۔ دہقان نے جو دیوانجی کا نرم برتاؤ دیکہا
اور یہ کہ راز فاش ہو ہی گیا چہپانے کا فائدہ نہین اصل حقیقت بیان کر دی
اور وہ بہی اس انداز سے کہ گویا مین نے نجات حاصل کر لی۔ دیوانجی نے
سنکر کہا کہ بیوقوف تو نے اسطرح گو کہا کر نجات حاصل نہین کی بلکہ الٹا عذاب

مول لے لیا۔ یہ سنکر دہقان کے اوسان خطا ہوگئے۔ کہ اسقدر جانکاہ اور تلخ
تجربے کے بعد بھی نجات سے بے بہرہ رہا۔ ہائے قسمت کہہ سرکو دونون ہاتھون سے
تہام کر بیٹھ گیا۔ آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ ذرا ہوش آیا
تو کہا دیوانجی مین نے تو یہ سب نجات دائمی کے لئے کیا تہا آپ نے تو الٹا عذاب
بتادیا مین تو خوش ہوا تہا کہ نجات حاصل ہوگئی یہ گناہ کیونکر ہوا؟ دیوانجی نے
کہا بیوقوف نجات اس طرح نہین ہوتی دنیا مین ہر ایک آدمی نجات کا طالب
ہے۔ چنانچہ مین بھی تیری طرح اسی کا طالب ہون۔ اسکی تلاش مین بہت سرگردان
اور پریشان رہچکا ہون۔ فقیرون اور سادہون کی صحبت مین رہ چکا ہون
ان کے طریقون اور انکی خوبیون سے خوب واقف ہون۔ انہی طریقون مین گو
کہانا بھی ایک طریقہ ہے مگر وہ تیری طرح نہین۔ تو ہی دیکہہ کہ تجکو ذرا سے
گو کہانے مین کسقدر تکلیف، نفرت اور کراہیت معلوم ہوئی ہے۔ مردان خدا
اس طرح گو نہین کہاتے۔ انکو گو مین مٹھائی کا مزہ آتا ہے۔ کیون؟ اس لئے
کہ وہ دنیا کی تمام چیزون کے مزے۔ رنج و راحت اور خوشبو اور بدبو سب کو
دل سے بہلا دیتے ہین اور ہر چیز مین خدا کا نور پاتے ہین۔ اس لئے گو اور مٹھائی
ان کے لئے دونون برابر ہوجاتے ہین۔ اس حالت مین پہنچکر گو کہائے تو البتہ
نجات ہوسکتی ہے ورنہ زبردستی گو کہانے سے تو عذاب ہی ہوگا۔ اور عذاب
بھی یہ کہ دوسرے جنم مین تو بد جانور کی صورت مین جنم لیگا۔" یہ سنکر بیچارہ

دہقان بہت سٹ پٹایا اور حلق مین انگلیان ڈالکر قے کرنیکی کوشش کرنے لگا۔ دیوانجی یہ دیکہکر بیساختہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ بیوقوف ابتک تو نے کہین کہایا ہوا فضلہ نکل جائیگا۔ اتنی دیر مین تو کچہہ حصہ ہضم ہی ہوگیا ہوگا اور اُسکا خون بنکر جسم مین بہی پہیل گیا ہوگا۔ یہ بہی نہ سہی اگر ایک ذرہ بہی فضلہ تیرے پیٹ مین رہ گیا تو تو عذاب سے ہنین بچ سکتا۔ دہقان بیچارہ دیوان جی کے قدمونپر گر پڑا اور عرض کرنے لگا" تو اب آپ ہی اس کا علاج فرمائین۔ دیوان جی نے کہا اسکا علاج تو یہ ہی ہوسکتا ہے کہ تو اب کسی ایسے سدگرو کی تلاش کر جو خود فضلہ کہاتا ہو۔ یہ سنکر وہ دہقان اٹہا اور گہربار کو خیرباد کہہ سدگرو کی تلاش مین نکل کہڑا ہوا۔ تین برس کے بعد ایک سدگرو کا پتہ ملا۔ یہ گیا اور سلام کرکے کہا۔ کیا آپ سدگرو ہین۔ سدگرو نے جواب دیا کہ ہان۔ دہقان نے کہا کہ مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون میری مدد فرمائیے لیکن پہلے یہ فرمائیے کہ کیا آپ نے گو کہاکر خدا کو پایا ہے سدگرو نے جواب دیا کہ نہین اس کا موقع تو مجہے نہین آیا۔ مگر اس سے تمہاری مراد کیا ہے۔ دہقان نے کہا کہ میری غرض اس سوال سے یہ ہے کہ آیا بغیر فضلہ کہائے بہی کوئی حق تک پہنچ سکتا ہے؟ بزرگ نے جواب دیا کہ بہائی اس کے یہ معنی نہین کہ بغیر فضلہ کہائے حق شناسی ہنین ہوتی بہت سے اور بہی طریقے ہین۔ دہقان نے کہا خیر آپ سدگرو ہونگے مگر

مجھے آپ جیسے سدگر و کی ضرورت نہین ہے۔ یہ کہہ روانہ ہوا۔ اور تین برس
اور اسیطرح جنگل جنگل ہٹکتا پہرا اور ہزارون قسم کے مصائب اٹھاتا پہر ایک
سدگر و کی خدمت مین پہنچنا نصیب ہوا۔ جو زنانہ طریق پر رہا کرتا تہا
اسکی ظاہری چال ڈہال اور ناز و انداز سے کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ مرد ہے
دہقان نے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا کہ یہ فقیر حالت
توحید مین ہے اسلئے اس کے دل سے مرد و عورت کی الگ الگ ہستی کا خیال
مٹا ہوا ہے اور دونون مین کوئی فرق نہین رہا۔ پہر دہقان خدمت مین حاضر
ہوا اور سوال کیا کہ جناب کیا آپ سدگر و ہین؟ اثبات مین جواب پاکر
کہا کہ مین مدت سے سدگر و کی تلاش مین ہون اور چاہتا ہون کہ اپنے
درد دل کا علاج کراؤن مگر اجازت ہو تو ایک سوال پیش کرون۔ جواب ملا
پوچہو بہائی کیا پوچہتے ہو۔ دہقان نے ان سے بہی وہی سوال کیا کہ کیا
آپ نے گو کہا کر حق حاصل کیا ہے؟ جواب ملا کہ بہائی گو کہا یا تو نہین لیکن
اگر تو چاہتا ہو تو کہا سکتا ہون کیونکہ گو اور دنیا کی تمام نعمتون مین میرے
نزدیک کوئی فرق نہین ہے۔ دہقان نے کہا خیر آپ سدگر و ہون گے
مگر میرے کام کے نہین مجہے تو ایسے سدگر و کی تلاش ہے جو گو کہاتا ہو۔
یہ کہکر رخصت ہوا۔ اور تین برس تک اور بدستور پہرتا رہا۔ دیر و حرم
جنگل و پہاڑ سب چہان مارے۔ ہزارون آفتون کا سامنا۔ بہوک پیاس

کے صدمے سب سہے مگر ارادوے سے منہ نہ موڑا۔ سو کہہ کر کانٹا ہو گیا مگر
قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ آخر پھر ایک سدگرو کا پتہ ملا۔ یہ بزرگ راج یوگی تھا
امیرانہ ٹھاٹھ اور عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ دہقان پہنچا دیکھتا ہے کہ
ایک شخص مسند پر شاہانہ ٹھاٹھ سے تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ قسم قسم کے میوے
سامنے رکھے ہین۔ جو مرغوب خاطر ہوئی ہے کہاتا جاتا ہے۔ اسکو شک ہوا
کہ مجھے غلط خبر ملی ہے فقیری کو اس ٹھاٹھ اور شان شوکت اور میوہ خوری
سے کیا کام۔ سدگرو ہونے کے واسطے گو خوری لازمی ہے۔ خیر دبتے دبتے
آگے بڑھا سلام کیا بیٹھا۔ اس بزرگ نے پوچھا کہ فرمائیے کیسے تشریف لانا
ہوا۔ دہقان نے عرض کی کہ مجھے سدگرو کی تلاش ہے اور مین نے سنا ہے
کہ آپ سدگرو ہین۔ بزرگ نے جواب دیا کہ جو آپ نے سنا ہے وہ سچ ہے
فرمائیے کیا کام ہے! دہقان نے کہا پہلے مین ایک بات دریافت کرنا
چاہتا ہون اگر آپ نے جواب دیا تو اپنی بپتا بھی عرض کرونگا۔ کہا کیا بات
ہے پوچھو۔ دہقان نے وہی پرانا سوال کیا کہ کیا آپ گو کھا کر سدگرو بنے
ہین؛ بزرگ نے جواب دیا کہ یہ جو کچھ میوے اور مٹھائی وغیرہ میرے سامنے
رکھے ہین سب گو ہین۔ تمہاری نظرون مین مٹھائی معلوم ہوتے ہین۔ دہقان نے
کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مٹھائی گو ہو۔ جواب دیا کہ جو کچھ ہم کھاتے ہین وہ
آخر گو بنتا ہے یا نہین؛ دہقان نے کہا کہ سچ ہے یہ سب گو ہونیوالا ہے۔

لیکن مین تو یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا آپ نے کبھی ان چیزون کا فیصلہ بھی کہا یا ہے یا نہین۔ بزرگ نے کہا۔ ایسا موقع تو نہین آیا۔ دہقان نے کہاکہ بس تو آپ سدگرو ہواکرین میرے درد کی دوا آپ کے پاس نہین ہے مین تو ایسا سدگرو ڈہونڈتا ہون جو گو کہا تا ہو یہ کہہ رخصت ہوا۔ اور جنگل جنگل بہٹکنا شروع کیا یہانتک کہ اور تین سال گذر گئے۔ اب یہ تنگ آیا تہا۔ درخت کے سایہ مین بیٹھا گذشتہ واقعات پر غور کر رہا تہاکہ بارہ برس گذر گئے خدا خدا کرتے لیکن خدا تو خدا کا پتہ بتا نیوالا سدگرو بہی نہ ملا۔ آخر اس کا پتہ ملنا ممکن ہے یا نہین بہتر ہے کہ اب قصہ ہی ختم کر دیا جائے۔ یہ اس قسم کے خیالات مین ہی تہا کہ سامنے سے ایک راہگیر قریب آیا اور اسکی پریشان صورت دیکہکر کہا بہائی اسقدر پریشان کیون ہو! دہقان نے کہا جاؤ بہائی اپنا راستہ لو تمکو ہماری پریشانی سے کیا واسطہ۔ اُسنے پہر کہا۔ انسان کی دوا انسان ہی ہوتا ہے۔ ایک کا کام دوسرے کے بغیر نہین چل سکتا۔ راستہ بہولا ہوا بغیر کسی سے پوچھے آگے نہین بڑہ سکتا ممکن ہے کہ مین تمہارے کام آسکون۔ کہو تو سہی بات کیا ہے۔ یہ سنکر دہقان نے کہا خیر تو بہی سن لے دیکہون تو کیا کرتا ہے یہ کہہ ابتدا سے انتہا تک ساری حقیقت سنادی اور کہا کہ اب مین گو کہانے والے سدگرو کی تلاش مین پہر رہا ہون اگر اب بہی نہ ملا تو بس فیصلہ ہوگیا زندگی مین جب نجات کی کوئی

صورت نہ بنی تو مر کر معلوم۔ خداشناسی تو رہی درکنار دنیا فکر یہ لاحق ہوا ہے

۵ ابتو گھبرا کے یہ کہتا ہون کہ مرجاؤنگا

مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جاؤنگا

مسافر نے کہا صبر کر و صبر خدا کی ذات سے مایوسی اور ناامیدی اچھی نہین۔ لوہا گھستے گھستے آئینے کی مانند چمکنے لگتا ہے تمہاری محنت وریاضت بیکار نہین جاسکتی۔ آؤ مین تمہین ایسے سدگرو کا پتہ بتاؤن جو تمہاری مقصد برآری کریگا۔ دہقان نے جو یہ سنا تو باچھین کھل گئین اور بیتاب ہو کر پوچھنے لگا للہ بتائیے کہ وہ نجات دلانیوالی ہستی کہان ہے؟ مسافر نے کہا کہ وہ فلان گاؤن مین ہے مین نے اسکو گو کھاتے دیکھا ہے۔ لوگ تو اسکو دیوانہ کہتے ہین مگر مجھے یقین ہے کہ وہ سدگرو ہے۔ وہ گاؤن کی گو کھاڑی مین بیٹھا گو کھایا کرتا ہے۔ یہ دوڑا اور گو کھاڑی کا پتہ پوچھا تو لوگون نے جو باطنی حالات سے ناواقف ہوتے ہین مذاق اڑانا شروع کیا کہ لو ایک دیوانہ تو گو کھا ہی رہا ہے دوسرا بھی آیا۔ خیر پتہ بتادیا یہ پہنچا۔ دیکھا کہ ایک شخص ننگا دھڑنگا گو مین لت پت پڑا ہوا گو کھا رہا ہے اور نہایت بے تکلفی سے۔ بہت خوش ہوا کہ ہان اب حکیم ملا ہے یہ ضرور علاج کرے گا۔ آخر جوئندہ یابندہ پا ہی لیا۔ نزدیک گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین؟ جواب ملا کہ مین وہی ہون جو تو خیال کریگا۔ پھر پوچھا کہ صاف صاف بتائیے کہ آپ کون ہین معمہ سے کام نہین چلتا پھر جواب ملا کہ

اگر جاہلون اور نادانون کی طرح تو مجھے دیوانہ سمجھتا ہے تو مین دیوانہ ہون
سدگرو خیال کرتا ہے تو سدگرو ہون۔ اور اگر شیطان خیال کرتا ہے
تو شیطان ہون۔ دہقان نے کہا کہ اس گو خوری سے آپ کو نفرت نہین
معلوم ہوتی کہا نہین۔ پھر کہا بدمزہ بھی نہین معلوم ہوتا اور اسکی بدبو بھی
تمہارے دماغ مین نہین آتی کہا مطلق نہین۔ مین تو اسکو مٹھائی کیطرح
مزے لے کر کہاتا ہون۔ تیرا جی چاہتا ہے تو کہا کر دیکھ۔ دہقان نے
کہا مہاراج مین نے ایک دفعہ کہایا تہا لیکن خدا کی پناہ کیا عرض کرون
جو حالت ہوئی ہے خدا ہی خوب جانتا ہے بیان کرنے سے روح کانپتی ہے
چونکہ اسوقت مین نے گو اپنی طبیعت اور رغبت کے خلاف کہایا تہا مجھے پھر
کہا گیا کہ اس سزا مین میرا آیندہ جنم شُوَر کے بَرن مین ہوگا۔ اور میری مکتی
اور نجات دشوار ہے۔ اس لئے مین اپنے آپ کو اب آپ کے حوالے کرتا
ہون اور ونتی کرتا ہون کہ مجھے اس عذاب سے نجات دلوائیے۔
سدگرو نے کہا کہ اگر تم مجھکو سدگرو سمجھتے اور مجھپر بھروسہ رکھتے ہو تو
جیسا مین کہون ویسا کرنا پڑے گا۔ دہقان نے کہا ہزار جان سے کرونگا
بزرگ نے گو کا ایک ڈھیلا اُٹھایا اور دہقان کو دیا کہ لو اسکو کہا جاؤ۔ وہ دہقان
نے نہایت شوق سے دست تمنا بڑہایا اور ڈھیلا ہاتھ مین لیتے ہی چاہا کہ نوش جان
کر جائے لیکن دودھ کا جلا چہاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ ہاتھ روک لیا۔

اور سوچنے لگا کہ مبادا یہ شخص سد گرو نہ ہو اور میں ایک عذاب کے بدلے دوہرے عذاب میں گرفتار ہو جاؤں اور ایک مرتبہ کی بجائے دو مرتبہ سور کے برن میں جنم لینا پڑے ساتھ ہی اس گو سے نفرت اور کراہیت بھی جو انسانی طبیعت کا خاصہ ہے بیچ میں حائل تھی۔ یہ دیکھکر کہ اسکو گو کھانے اور میرا حکم ماننے میں تامل ہے بزرگ نے دوبارہ کھانے کا حکم دیا کہ سوچتا کیا ہے۔ کیا ابھی اور کچھہ شک باقی ہے۔ یہ سنکر دہقان چونک پڑا اور ہرچہ باد اباد کہہ کر گو کا ڈھیلا منہ میں ڈال ہی لیا۔ گو کا منہ میں پڑنا ہی تھا کہ دہقان کے ہوش وحواس ٹھکانے آگئے اور بجائے گو کے مزے کے مٹھائی کا مزہ لینے لگا۔ اور مزہ بھی وہ مزہ کہ ہونٹ چاٹنے لگا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ دوبارہ حکم ہو اور میں جی بھر کر گو کھاؤں۔

القصہ اس بزرگ نے دہقان کو چند روز اپنے پاس رکھا اور اپنی طرح اس کو گو کھلاتے رہے۔ اور آخر کار طالب حق دہقان کو حق سے ملا دیا۔ اور بارہ برس کے بعد وہ اپنی مراد کو پہنچا۔

یہاں یہ بتا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہقان نے اس بارہ برس کے دوران میں ریاضت عبادت اور نفس کشی کے تمام مراحل بوجہ احسن ادا کرلئے تھے یعنی جنگلوں پہاڑوں اور در بدر بھٹکنے سے حق ریاضت سد گرو اور طلب حق میں مقدس مقامات اور سادھو سنتوں اور فقیروں کے ملنے سے حق عبادت اور سخت سے سخت تکلیفیں اور اذیتیں اور

بہوک پیاس کے صدمے برداشت کرنے سے حق نفس کشی ادا ہوگیا
اور اس قابل ہوگیا تہا کہ کوئی سدگرو ایک ہی نظر مین اوسکو کامل
بناکے واصل حق کردے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بغیر ناک چنے چبائے
نجات حاصل کرنا اور بغیر تکلیف اُٹہائے حق سے ملنا دشوار ہے۔



حصۂ سوم

شیرڈی سے روانگی

ناظرین گذشتہ واقعات سے جان سکتے ہین کہ شیرڈی مین آنے کے بعد مہاراج اپنے دل کے مالک نہ رہے تھے بلکہ انہون نے خود کو کسی اور کے سپرد کردیا تہا اور انکی حیثیت اس شخص کی مانند تھی جو اپنی ملک بیچ ڈالتا ہو اور پہر اس ملک پر اس کا کوئی حق نہ رہا ہو۔ یا اس آدمی کی سی جو اپنی دختر کو دوسرے کے نکاح مین دیکر اسکے متعلق تمام اختیارات سے ہاتہ اُٹھا لیتا ہو۔ چنانچہ مہاراج نے خود کو بلا کم وکاست سائین بابا کے حوالے کر دیا تہا۔ اور چونکہ وہ آپ اپنے بیچنے والے تھے اسلئے انہین خود پر کوئی اختیار نہ تہا۔ اور خریدنے والا اپنے دل کے مطابق ان سے کام لیا کرتا۔ جہانتک افعال واقوال سے تعلق ہے اب مہاراج پہلے

مہاراج نہ تھے۔ چونکہ اب اُن مین سائین بابا قیام پذیر ہو کر اپنا روحانی کام کر رہے تھے لہٰذا مہاراج کے افعال واقوال عین سائین بابا کی منشاءٔ کے مطابق ہوا کرتے تھے۔

سائین بابا کے حکم کے مطابق مہاراج کو اب شیرڈی مین قیام پذیر ہوئے چار برس کے قریب ہو چکے تھے کہ گنپت راؤ پنڈت نامی ڈاکٹر کا تبادلہ قصبہ شنڈی کو ہوا (ڈاکٹر صاحب ابھی حیات ہین) شنڈی جاتے ہوئے یہ صاحب سائین بابا کے درشن کیلئے شیرڈی آئے۔ انہون نے ابھی تک مہاراج کو دیکھا نہ تھا نہ انکے حالات سنے تھے۔ ڈاکٹر پلے سے انکی دوستی تھی جو سائین بابا اور مہاراج کے روحانی تعلقات سے واقف تھے اور مہاراج کی خدمت مین اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ انکی زبانی ڈاکٹر گنپت راؤ نے مہاراج کی تمام کیفیت سنی اور یہ سنکر کہ سائین بابا نے اپنی جانشینی کے لئے مہاراج ہی کو مختص کیا ہے مہاراج کی زیارت کا انکو شوق ہوا اور ڈاکٹر پلے کے ہمراہ کہنڈوبا کے مندر مین مہاراج کے درشن کو گئے وہان جا کر دیکھا تو مہاراج دہول مین بیٹھے ہوئے ہین مگر چہرے پر ایک نور برس رہا ہے جسکو دیکھکر گنپت راؤ بہت متاثر ہوا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے۔ مہاراج کو سلام کر کے یہ دونون صاحب بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئے۔ مکان پر آ کے گنپت راؤ نے ڈاکٹر پلے سے کہا کہ چونکہ مہاراج برابر ہما حالت مین ہین اور میرے خیال سے انکی ظاہری جسمانی حالت قابل

اور لوگونکی ہر وقت کی ایذا رسانی کیوجہ سے ابتر ہورہی ہے اور اگر کچھ دن
اور یہی حالت رہی تو ممکن ہے زیادہ تکلیف ہو۔ اور چونکہ سائین بابا کے ارشاد
کے مطابق چار سال میعاد قیام بہی قریب اختتام ہے مہاراج اگر میرے ہمراہ
شندھی تشریف لیچلین تو مین آپ کے لئے ہر طرح کے اسباب راحت مہیا کرونگا
وہان آپ کو تخلیہ بہی ملیگا اور مین علاج بہی کرونگا۔ ڈاکٹر پلے نے اس خیال
کی تائید کی مگر مہاراج کے مزاج سے واقف تہا ہان نہ کرسکا۔ چنانچہ بدستور
یہ دونون ڈاکٹر دو وقت درشن کو جاتے رہے۔ گنپت راؤ نے اس عرصے
مین دو ایک باتین ایسی دیکہین جنسے اسکو کامل یقین ہوگیا کہ سائین بابا اور
مہاراج واقعی ایک جان دو قالب ہین اور اب اسکے اشتیاق مین اور بہی
اضافہ ہوگیا چھٹی کا صرف ایک دن باقی رہگیا تو گنپت راؤ نے ڈاکٹر پلے
سے کہا کہ مہاراج تم سے محبت رکہتے ہین اور مجھے یقین ہے کہ تمہاری بات
کبھی نہ ٹالینگے اسلئے آج تم مہاراج سے ضرور ذکر کرو چنانچہ دونون صاحب
ملکر مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوئے ڈاکٹر پلے نے گنپت راؤ کی خواہش
بیان کی اور گنپت راؤ نے بہی عرض کیا کہ مین آپ کی خدمت کو موجب سعادت
سمجھونگا۔ مہاراج خاموش بیٹھے سنا کئے آخر مین فرمایا کہ یہ کب جانیوالے ہین
ڈاکٹر پلے نے کہا کہ کل جانا چاہتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا کل صبح مین جواب
دونگا۔ چنانچہ دوسرے روز صبح دونون صاحب حاضر خدمت ہوئے۔ مہاراج نے

ابہی تک کوئی رائے قایم نہین کی ہی بڑی منت سماجت سے وعدہ کیا اور فرمایا
کہ میرے شیرڈی سے جانے اور شندی مین آنے کی خبر کسیکو نہ کیجائے ورنہ
مین نہین چلنے کا۔ چونکہ ڈاکٹر پلے واقف تہا کہ مہاراج اپنے قدمو پر لوگونکے جہکنے
اور بوسہ دینے کو بُرا سمجہتے اور اس حرکت سے بیزار ہوکر اکثر رو یا کرتے تہے اقرار
کیا کہ شیرڈی مین کسیکو خبر نہ ہونے دونگا اور گنپت رای نے بہی وعدہ کیا کہ مین
شندی مین کسیکو آپ کی آمد کی خبر نہ کرونگا۔ چنانچہ مہاراج کے حکم کیموافق رات کے
دو بجے گاڑی منگوائی گئی اور مہاراج کہنڈوبا کے مندر سے گاڑی مین سوار ہوئے
ڈاکٹر پلے چونکہ مہاراج سے سچی عقیدت اور محبت رکہتا تہا رخصت ہوتے ہوئے
رونے لگا مہاراج بہی اسوقت آبدیدہ ہوئے اور گلے لگاکر رخصت کیا۔ راستے
مین مہاراج نے گنپت راؤ سے کہا کہ دیکہو تم مجہے لے تو چلے ہو لیکن راہ مین تمکو
سخت دشواریان واقع ہونگی۔ ریل مین اور نیز گہر پر تمکو میری بڑی احتیاط
اور نگرانی کرنی پڑیگی۔ راستے مین اگر کوئی پوچہے تو کہنا کہ یہ شخص میرا دوست ہے
علاج کیلئے مین اسکو اپنے گہر لئے جارہا ہون گنپت راؤ نے ہر ایک بات کا
اقرار کیا اور ہر طرح کی خدمت کا وعدہ کیا۔ شہرادن شدہ کی پانچوین تاریخ
تہی کہ مہاراج شیرڈی سے روانہ ہوکر قریب ۶ بجے صبح کے اسٹیشن پر پہنچے
اترنے سے پہلے گاڑی بان کو ہدایت کردی کہ وہ شیرڈی مین کسی سے
مہاراج کی روانگی کا ذکر نہ کرے۔ چونکہ برسات کا موسم تہا رات بہر بارش

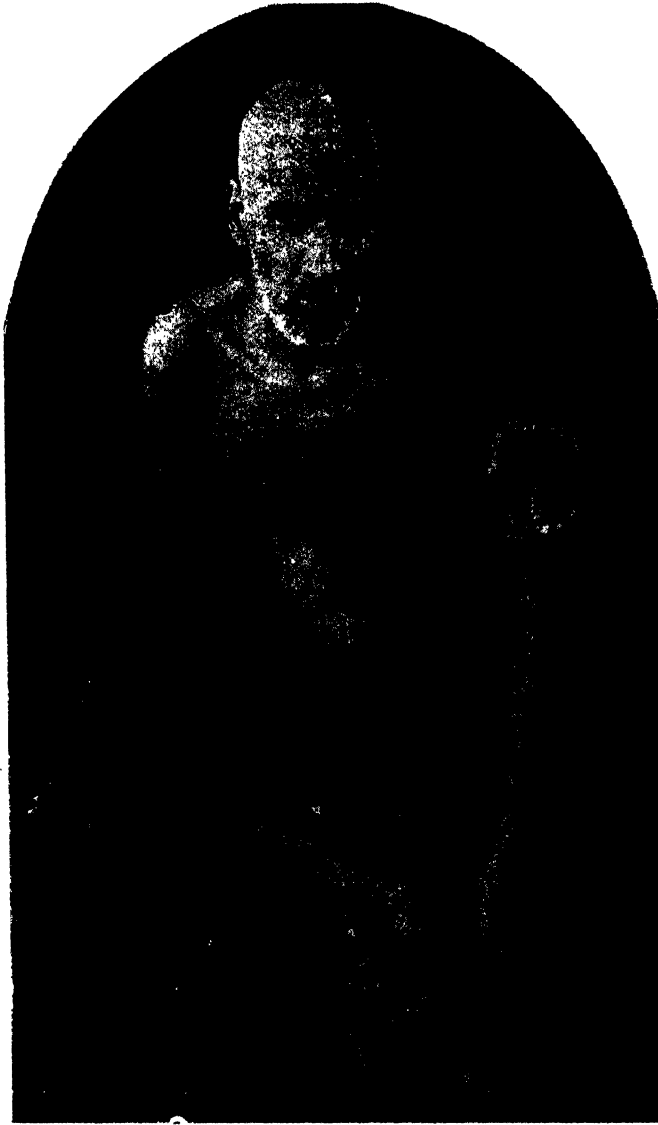
ہوتی رہی اور مہاراج بھیگ گئے تھے۔ گنپت رائے منہ دھونے گئے اور
مہاراج پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ چونکہ مہاراج حد سے زیادہ لاغر اور کمزور
ہوگئے تھے ٹھنڈی ہوا کی تاب نہ لاسکے اور تمام جسم سر سے پیر تک ورم
کر آیا۔ ۹ بجے منماڈ جانیوالی گاڑی آئی۔ گنپت رائے نے دوسرے درجہ کا
ٹکٹ لینا چاہا لیکن مہاراج نے فرمایا کہ مین نرم گدیلو نپر بیٹھنا نہین چاہتا تیسرے
درجہ کا ٹکٹ لو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور سوار ہو کر ۱۱ بجے منماڈ پہنچے۔
شرڈی جانیوالی گاڑی نکل چکی تھی اس لئے آپکو ۵ بجے تک دوسری گاڑی
کا انتظار کرنا پڑا۔

شیرڈی مین مہاراج کی تلاش

اب ہم ایک نظر شیرڈی پر ڈالتے ہین۔ مہاراج نے رات کے دو بجے
شیرڈی سے کوچ کیا تھا جبکہ سب لوگ سو رہے تھے اس لئے دوسرے دن
شام تک کسیکو آپ کے جانیکی خبر نہ ہوئی اور آنے جانیوالے خیال کرتے رہے
کہ حسب معمول کہین چلے گئے ہونگے۔ شام کو جب درگا بائی۔ بھائی صاحب
اور ڈاکٹر پلے وغیرہ معمول کے موافق کافی لیکر حاضر ہوئے تو مہاراج کو
نہ دیکھکر سخت متردد ہوئے۔ ڈاکٹر پلے حسب وعدہ راز چھپائے رہے اور
سب کے ساتھ انجان بنے رہے اور کہا مہاراج ہی تو ہین ادھر ادھر

کہیں ہونگے۔ بیٹھے رہو آپ ہی آجائینگے۔ لیکن چونکہ مغرب کے بعد بابا جی
کبھی مندر سے باہر نہیں رہتے اس سے لوگ بہت پریشان تھے۔ ایک گھنٹہ
انتظار کرکے کافی کتو نکو پلادی گئی اور سب لوگ رخصت ہوگئے۔ دوسرے
دن بھی مہاراج کا پتہ نہ ملا اور کافی کتونکو ڈالدی گئی۔ چوتھے دن ورما بائی
نے جو مہاراج کی بیحد معتقد ہے سب لوگوں سے کہا کہ "بلا سبب مندر سے باہر
رہنے والے نہیں ہیں۔ خدانخواستہ یا تو وہ کہیں گر کر مر گئے ہونگے یا کمزوری
کیوجہ سے تھک کر بیہوش پڑے ہونگے ہمکو دوسرے ہی دن تلاش کرنا چاہئے
تھا۔ اسپر بھائی نے کہا کہ چلو میں ساتھ چلتا ہوں ادہر ادہر تلاش کر چکے
ڈاکٹر پلے نے کہا اب رات ہوگئی ہے اندہیرے میں کیا پتہ چلیگا کل صبح دیکھا
جائیگا۔ دوسرے دن صبح ڈاکٹر پلے خود سائیں بابا کی خدمت میں بیٹھے ہے
اور معاملہ رفت گذشت ہوگیا۔ اس عرصے میں شگون امدو اسو کا ہر روز
کھانا لایا کئے اور کتونکی نظر ہوتا رہا رفتہ رفتہ تمام شیرڈی میں یہ بات
پھیل گئی کہ مہاراج مندر سے غائب ہوگئے۔

ایک دن سائیں باباکی مجلس میں جہاں ورما بائی۔ بھائی اور ڈاکٹر
پلے وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے مہادیوا نے نہایت با ادب کہا کہ کئی روز سے
مہاراج کا پتہ نہیں تھا خدا جانے کہاں چلے گئے۔ سائیں بابا نے فرمایا کہ یہ
سب ڈاکٹر پلے کی غفلت سے ہوا انہوں نے انکو کہیں چھپا رکھا ہے [illegible]



شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

A 2871-Lakshmi Art, Bombay, 8

ان سے ملنے جاتے ہین۔ لوگون نے خیال کیا کہ سائین بابا نے مذاق سے ڈاکٹر پلے کا نام لیا ہے اور اصل حقیقت کو جو سائین بابا نے اپنی روشنضمیری سے بیان کی تہی نہ سمجھے۔ غرضکہ ایک عرصہ تک ڈاکٹر پلے نے اس راز کو پوشیدہ کہا۔

مہاراج کا شنڈی مین ورود

ہم نے ڈاکٹر گنپت رای اور مہاراج کو منماڈ اسٹیشن پر پانچ بجے کی گاڑی کے انتظار مین چہوڑا تہا۔ ٹہیک پانچ بجے گاڑی آئی۔ مہاراج اور ڈاکٹر تیسرے درجے مین سوار ہو کر ہمسادل ہوتے ہوئے دوسرے دن صبح شنڈی پہنچے۔ شنڈی کا اسٹیشن سے بذریعہ بیل گاڑی مہاراج اور ڈاکٹر دواخانے پہنچے چونکہ ڈاکٹر گنپت راؤ یہان بالکل اجنبی تہا اسلئے مہاراج کو دواخانے کے احاطے مین بٹہاکر خود ڈاکٹر سے ملنے کیلئے اندر گیا۔ تہوڑی دیر کے بعد مہاراج کو دالان مین ایک چارپائی پر بٹہا دیا اور ڈاکٹر گنپت راؤ اپنے کام مین مصروف ہوا بعد ازان مسلمان ڈاکٹر جس سے گنپت راؤ چارج لے رہے تہے گنپت رائی کے ساتھ آیا اور چند منٹ مہاراج کے سامنے کہڑے ہو کر چلا گیا۔ دوسرے دن چارج کا کام ختم ہوا اور گنپت رائی نے مذہبی طریق پر کمرون کو پاک کیا اور کمپاونڈر کے کمرے مین مہاراج کو اتارا۔ اسوقت مہاراج کو خیال گذرا جو بجائے خود نہایت دلچسپ اور قابل غور ہے۔ یعنی مہاراج شیرڈی سے

نکلکر اوس جگہ آئے جہان ایک مسلمان ڈاکٹر ہندو برہمن ڈاکٹر کو چارج دے رہا ہے جو سائین بابا اور مہاراج کے تعلق سے پوری مناسبت رکھتا ہے۔ یعنی سائین بابا مسلمان تھے اور مہاراج برہمن۔ مہاراج نے سائین بابا سے روحانی شفاخانے کا چارج لیا تہا اور یہان جسمانی شفاخانے کے ہندو ڈاکٹر نے مسلمان ڈاکٹر سے چارج لیا۔

چار روز تک دواخانے کی صفائی ہوتی رہی اور مہاراج اور گنپت رائے کمپاونڈر کے کمرے مین قیام پذیر رہے۔ اتنے عرصے مین گنپت رائے کی والدہ اور بیوی بچے بہی آگئے۔ یہ لوگ بہی مہاراج سے نہایت عزت و احترام سے پیش آئے چونکہ مہاراج ایک عرصے سے نہائے نہین تہے اور سر اور داڑہی کے بال بہی بہت بڑہ گئے تہے ایک حجام کو بلاکر حجامت بنوائی اور ڈاکٹر اور اسکی والدہ نے بہزار منت سماجت اپنے ہاتہ سے مہاراج کو نہلایا۔ اور ایک صاف کپڑے کا ٹکڑا لنگوٹی کے لئے دیا تاکہ مہاراج اسکو باندہ لین۔ بدقسمتی سے ڈاکٹر کی بیوی ڈاکٹر کی اجازت لیکر مہاراج کا جو ٹوٹا پہٹا کمبل جو مہاراج نے نہاتے وقت اتار کر الگ رکہہ دیا تہا دہوبی کو دیدیا مہاراج نے نہاتے ہی وہ کمبل مانگا۔ یہ سنکر کہ وہ دہوبی کے یہان دہلنے کیلئے دیدیا گیا بہت بگڑے اور غصے کے مارے اپنی کمرے بندہی ہوئی لنگوٹی بہی کہولکے پہینکدی۔ اور ڈاکٹر اور اسکی بیوی اور سامان بیگانگی

بوچھاڑ کر دی۔ اور کمبل کا استعدد تقاضہ کیا کہ انکا کہانا پینا حرام کر دیا۔
خدا خدا کرکے شام ہوتے کچھ مزاج درست ہوا اور آپ نے سامنے
پڑے ٹاٹ کے دو تھیلے اُٹھائے ایک کو بچھایا اور ایک کو اوڑھکر
لیٹ گئے۔ تمام کمرے صاف ہونے پر ایک کمرہ مہاراج کو دیا گیا جہان
آپ تمام دن مست پڑے رہتے۔ دو ہفتے گذرے ہونگے کہ ڈاکٹر پلے
بھی شیرڈی سے آن پہنچے۔ کمبل کا واقعہ سنکر یہ بھی بہت خفا ہوئے اور
مہاراج کو ناگپور لیجانا چاہا گنپت راؤ نے بہت کچھ کہا مگر یہ نہ مانے
آخر یہ قرار پایا کہ جب میرا جی چاہے گا مین ناگپور سے مہاراج کو شندی
لے آؤنگا۔ مہاراج نے بھی اس شرط کو قبول کر لیا۔

مہاراج ناگپور مین

ممکن تھا کہ مہاراج یہان سے نہ جاتے لیکن چونکہ گنپت راؤ اور انکی
والدہ دن مین دو تین مرتبہ کہانے کیلئے مہاراج کو مجبور کیا کرتے تھے اس
سے بچنے کیلئے آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ڈاکٹر پلے کے ہمراہ
ناگپور روانہ ہوگئے۔ شندی سے ناگپور دو تین اسٹیشن ہے۔ ڈاکٹر
پلے نے مہاراج کو سیتا بروڈی مین اپنے گھر پر اتارا۔ مکان کی پہلی منزل
پر مہاراج نے اپنے رہنے کی جگہ پسند کی۔ ناگپور مین وہ میلا کچیل اور

مرلنڈے نامی دو شخص ڈاکٹر پلے کے دوست تھے اور انکے کہنے ہی سے یہ دونون شخص صاینین باباکے درشن کو شیرڈی گئے تھے اور کہنڈوباکے مندر مین مہاراج کے درشن بہی کئے تھے۔ ڈاکٹر پلے نے انکو خبر کی یہ بڑے اشتیاق سے حاضر ہوئے اور اپنی بیویونکو بہی ہمراہ لائے چونکہ برہمن تھے یہی مہاراج کے لئے کافی بہی لاتے۔ مہاراج کے کمرے سے لگا ہوا ایک دوسرا کمرہ تہا جس مین پرانا سامان بے ترتیبی سے بکھرا پڑا تہا ایک دن آپ اس مین جانکلے تمام چیزون باقاعدہ رکہین اون مین سے ٹاٹ کے دو تہیلے آپنے نکالے اور انکو ملا کر سینے لگے۔ اتفاق سے اسوقت مذکورہ بالا دونون عورتین آنکلین اور منت سماجت مہاراج کے ہاتہہ سے ٹاٹ لئے اور دونون نے ملکر اوسکی ایک چادر تیار کی جس سے مہاراج کا جسم ڈہنک سکتا تہا۔ مہاراج نے ڈاکٹر پلے سے کہکر یہ کمرہ اپنے لئے خالی کروالیا اور اسمین جا ٹہیرے اور اسیدن سے آپ نے ٹاٹ کا استعمال شروع کیا اور آجتک آپ ویسا ہی ٹاٹ زیب تن فرماتے ہین۔

دو ہفتے کے بعد ڈاکٹر گنپت راؤ اور اسکی بیوی ناگپور آئے۔ گنپت راؤ نے عرض کیا کہ مہاراج جس دن سے یہان تشریف لائے ہین مجھے نیند مطلق نہین آتی اور منکا مہری لگتا ہے۔ اب مہاراج شرڈی تشریف لیچلین تو بڑی نوازش ہوگی۔ ڈاکٹر پلے نے بامر استمام مہاراج کو

کیفیت مہاراج کے ہمراہ سشرڈی جانے پر آنا وہ گیا۔

مہاراج کے سشرڈی واپس آنے کے تین دن بعد گنیش چترتی تھی اور ڈاکٹر کی سالگرہ کی تاریخ بھی وہی واقع ہوئی۔ ڈاکٹر کی والدہ نے تاریخ سے ایک روز پہلے مہاراج کو سالگرہ کے دن تناول طعام کیلئے اصرار کیا مگر مہاراج نے منظور نہ فرمایا۔ ڈاکٹر نے اپنی والدہ سے کہا کہ اگر مہاراج اس دن کھانا تناول نہ فرمائیں تو کھانا پکانا ہی نہیں۔ تاوقتیکہ مہاراج کھانا نہ کھائینگے میں ایک لقمہ بھی نہ کھاؤنگا۔ مہاراج یہ سنکر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ اگر تم لوگ اس دن کھانا پکاکر نہ کھاؤ گے تو میں ایک لمحے کیلئے بھی تمہارے یہاں نہ ٹھہرونگا۔ لہذا ڈاکٹر کو اپنی ضد سے باز آنا پڑا۔ اور ڈاکٹر کی والدہ نے سالگرہ کے دن کئی قسم کے کھانے تیار کئے۔ پھر ڈاکٹر نے مہاراج کی پوجا کی اور نویدلاکر سامنے رکھا اور مہاراج سے استدعا کی کہ وہ ہر کھانے میں سے ایک ایک لقمہ لیں۔ چنانچہ مہاراج نے انکی خوشی کیلئے چند لقمے لئے لیکن ان چند لقموں سے مہاراج کو سخت تکلیف ہوئی۔ ڈاکٹر گلیون راؤ نے یہ سمجھکر کہ شاید کم کھانے کے سبب مہاراج کو تکلیف ہوئی ہے دوسرے دن زیادہ کھانا کھانے پر مجبور کیا جس سے آپکو اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی اور تین روز تک رفع حاجت کو نہیں گئے۔ ڈاکٹر نے قبض خیال کرکے انیمنا دیدیا لیکن اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ ضعف

بواسیر ہو گئی اور مہاراج کو بہت زیادہ تکلیف برداشت کرنا پڑی اسی عرصے مین ڈاکٹر پلے ناگپور سے آ گئے اور مہاراج کی یہ حالت دیکھکر اپنے ساتھ ناگپور لیگئے۔ اور مہاراج کو رای دی کہ چونکہ اب آپنے کہانا شروع کر دیا ہے اسلئے مناسب ہوگا کہ اب بند نہ کرین اور اگر آپ حکم دین تو ودھیا اور مراٹھے کے ذریعے کہانا تیار کرنیکا انتظام کرون۔ آپ نے فرمایا اگر کہانا ضروری ہی ہے تو دوسرونکو تکلیف دینا اچھا نہین مین خود پکا لیا کرونگا۔ چنانچہ تین روز تک آپ اپنے ہاتھ سے پُوے اور ناریل کے دودھکی کہچڑی وغیرہ پکا کر کہاتے اور اپنے معتقدین کو تبرکاً دیتے رہے۔

تیسرے روز آپ کو خیال ہوا کہ اس طرح بہی ڈاکٹر پلے اور انکے گہر والونکو تکلیف ہوتی ہوگی لہذا بہیک مانگ کر کہانا بہتر ہے۔ ڈاکٹر پلے نے ہرچند منع کیا کہ مہاراج اب آپ یہ تکلیف نہ فرمائین ہم لوگ آخر آپکی کیا خدمت کرین۔ مگر مہاراج نے ایک نہ مانی اور بہیک مانگ کر کہانا کہانے لگے۔ ہر گہر کا کہانا ایک ہی برتن مین جمع کر کے لاتے خود کہاتے اور اپنے معتقدین کو بہی دیا کرتے۔ ایک دن آپ بہیک مانگ رہے تہے کہ ایک برہمن نے آپکو اٹہائی گیرہ سمجہ کر خوب مارا آپ نے اُف بہی نہ کی اور بدستور ہر در پر سوال کرتے رہے۔ ودھیا اور مراٹھے کی بیویان بہی اپنے حسن عقیدت سے دو وقتہ کہانا لاتی رہین مگر مہاراج اپنے بہیک کے ٹکڑونپر ہی رہے۔

ایک روز آپ بہیک مانگنے نہ گئے اور اتفاق سے ویدھیا کی بیوی کو بہی کہانا لانے مین دیر ہو گئی۔ جب وہ اپنے خاوند کے ساتھ کہانا لیکر آئی تو مہاراج اسپر بہت خفا ہوئے اور عورت کو خوب مارا۔ دوسرے روز آپ نے پہر پہیری شروع کر دی۔

لطیفہ

برہمنو نکے لڑکے آپکو دیوانہ سمجہکر بہت ستایا کرتے تہے ایک دن آپ اُسی محلے مین رات کو بہیک مانگنے پہنچے جس مین مار پڑی تہی۔ لڑکون نے مذاق مین بجائے کہانے کے لید برتن مین ڈالدی آپ نے اندہیرے مین دیکہا نہین اور آگے بڑہکر دو چار گہر سے اور کہانا مانگا اور اُسی برتن مین لیا۔ گہر آکے اُس مین سے آدہا کہانا خود کہایا اور آدہا حسب دستور پہلے کے گہر والونکو دیدیا۔ گہر والے تو اس کہانیکو تبرک سمجہتے تہے جو نہی نوالہ اُٹہایا لید کی بُو سے دماغ بہنا گیا دیکہا تو کہانے مین لید ملی ہوئی ہے۔ مہاراج سے کہا تو مہاراج خوب ہنسے۔

مہاراج کہڑگپور مین

اسی اثنار مین ڈاکٹر پلے کا بہائی چنا سوامی پلے کہڑگپور سے ناگپور آیا اور مہاراج کو دیکہکر ایسا گرویدہ ہوا کہ مہاراج کو اپنے ساتہ کہڑگپور

لیجانے پر مصر ہوا۔ ڈاکٹر پلے نے مہاراج سے عرض کیا۔ آپ نے قبول فرمایا
چنانچہ آپ چنا سوامی کیساتہہ ایک دن شام کے پانچ بجے گاڑی سے روانہ ہوکر
دوسرے دن صبح آٹہہ بجے کہڑگپور پہنچے۔ چلتے وقت ڈاکٹر پلے نے اپنے بہائی
کو مہاراج کے متعلق تمام ضروری ہدایات کردی تہین۔ جسپر وہ ہمیشہ کاربند رہا
چونکہ مہاراج کے حکم کے موافق چنا سوامی نے آپکے آنیکی خبر کسیکو نہین
دی تہی اسلئے یہان آپکو کچہہ تخلیہ ملا۔ آپ جس کمرے مین ٹہیرے تہے اوسکی
زمین مین نمی تہی اور مہاراج اسی پر آرام فرماتے تہے۔ بڑی مشکل سے چنا سوامی
نے ٹاٹ کے تہیلے بناکر بچہائے۔ چنا سوامی کی بیوی چونکہ مدراسی تہی اور
مرہٹی زبان سے بالکل نابلد تہی ہمیشہ مہاراج کی خدمت مین خاموش کہڑی
رہتی اور مہاراج اشارے سے اُٹہنے بیٹھنے کا حکم دیا کرتے۔ چنا سوامی
کی والدہ اور سیتارام (جو چنا سوامی کیساتہہ ناگپور گیا تہا اور مہاراج
کے ساتہہ واپس کہڑگپور آیا تہا) کی والدہ اور بیوی اردو اور مرہٹی
سے واقف تہے اسلئے یہ لوگ ہر وقت آپ کی خدمت مین حاضر رہتے
اور آپ کی ہر ضروریات کا خیال رکہتے۔ سیتارام ایک نہایت ہی خوش
اعتقاد اور پیر پرست شخص تہا اور وقت کا زیادہ حصہ مہاراج کی خدمت
مین گذارتا۔

یہان آکر مہاراج کو بواسیر کی شکایت ہوگئی۔ چنا سوامی نے

انکے لئے زمین قند کا مربہ تیار کیا۔ مہاراج ہر روز تہوڑا سا کہاتے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مہاراج اپنا کہانا آپ ہی پکایا کرتے تہے جب بواسیر سے زیادہ تکلیف ہونے لگی تو چہوڑ دیا اور بہیک مانگ کر کہانے کا ارادہ کیا۔ چونکہ برہمنونکا محلہ معلوم نہ تہا اسلئے پہلے روز خالی ہاتہہ آنا پڑا دوسرے روز وہ ایک برتن ہاتہہ مین لئے نکلے اور پہلا گہر جہان انہون نے سوال کیا باجی راؤ نامی مرہٹے کا تہا۔ گہر مین سے اسکی عورت نے جواب دیا کہ یہ برہمن کا گہر نہین ہے۔ ایک مکان چہوڑ کر برہمنون کے مکانات ہین۔ آپ یہ سنکر آگے بڑہے اور اب جس مکان پر سوال کیا وہ واسو وینکٹیش کہاسینس نامی برہمن کا تہا۔ اسکی بیوی علیل تہی اور یہ شخص اپنے ہاتہہ سے کہانا پکایا کرتا تہا۔ اسوقت کہانا پکا۔ پوجا پاٹ سے فارغ ہو نوالہ منہہ مین ڈالنا چاہتا ہی تہا کہ مہاراج نے سوال کیا۔ خدا ترس آدمی تہا فقیر کی آواز سنکر نوالہ ہاتہہ سے رکہدیا۔ مگر برہمنی دستور کے مطابق وہ اپنی جگہ سے اُٹہہ نہ سکتا تہا اور اوہر لکشمی بائی اسکی بیوی بستر پر پڑی تہی۔ مہاراج نے یہ حالت دیکہکر کہا خیر مین دوسرے گہر جاتا ہون۔ مگر اس برہمن کو یہ گوارا نہ ہوا کہ فقیر واپس لوٹ جائے۔ نہایت لجاجت کے لہجے مین مہاراج کو اندر بلایا۔ مہاراج اندر گئے لکشمی بائی بدقت تمام اُٹہی اور آپ کے لئے ایک چوکی بچہائی۔ کہاسینس نے مہاراج کو کہا کہ اپنے ہاتہہ

سے کہانا لے لین۔ چنانچہ مہاراج نے کہانا لیا اور کہانا شروع کیا۔ اتنے مین لکشمی بائی نے سوجی کا حلوہ تیار کیا اور مہاراج کے سامنے رکہا۔ غرضکہ کہانے سے فارغ ہوکر کہاسبنس دفتر گیا اور مہاراج واپس مکان پر چلے آئے۔ تین دن تک یہی معمول رہا۔ چوتہے دن سے مہاراج نے پہر اپنے ہاتہہ سے کہانا پکانا شروع کر دیا۔

دیوالی کے تہوار مین اماوس سے ایکدن پیشتر چناسوامی نے اپنے مکان پر روشنی کا انتظام کیا تہا۔ مہاراج اسوقت اپنا کہانا پکانے مین مصروف تہے کہ یکایک اُٹہے اور چناسوامی اور اسکو گہر والونکو زور زور سے گالیان دینے لگے۔ اتفاق سے کہاسبنس جو مہاراج کی نہایت عزت کرتا تہا اور اسکی بیوی نے دیوالی کے دن مہاراج کو مدعو کرنیکی خواہش اس سے ظاہر کی تہی چناسوامی کو آواز دی۔ مہاراج نے اسکو بہی ہزارون صلواتین سنائین چناسوامی نے ڈر کے مارے پچہلے دروازے سے آکر پوچہا کیا کہتے ہو؟ کہاسبنس نے مہاراج کو مدعو کرنیکا شوق ظاہر کیا۔ چناسوامی نے کہا اسوقت تو نہین کل آکر کہنا۔ مہاراج آدہ گہنٹے تک گالیان دیتے رہے۔ پہر یکایک کمرے کا دروازہ کہولکر اپنا پکایا ہوا کہانا باہر پہینکدیا۔ اور گہر کے تمام چراغ گل کردئے۔ چناسوامی اور گہر کے تمام آدمیونکو باہر نکالدیا اور خود بہی باہر نکل آئے۔ اور چوک مین پانی کے نل پر دوڑے۔ راستے پر انڈا سینڈوڈا اور لیمون

کا صدقہ دیکھکر گا یونکی بوچہار دگنی کردی۔ اور ٹہوکر سے ان چیزونکو تتر بتر
کر دیا۔ پہران تمام اشیا کو جمع کر کے قریب ہی ایک چشمے مین ڈالدیا۔ اور راہ
چلنے والونکو بہی گالیان دینے لگے۔ اور کہاکہ یہان کے لوگ بہت خراب
ہین یہ اپنے ہم جنسونکو جان سے مارنا چاہتے ہین۔ اسکے بعد آپ گہر آئے
چنا سوامی نے جرأت کر کے پہر چراغ جلائے اور کہانا لیکر گہر کے تمام لوگ
آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ مگر آپنے کچہہ نہ کہایا۔ اس روز سے یہ
حالت ہو گئی کہ کبہی کہاتے کبہی بہوکے رہتے اور کبہی کافی ہی پر گذر کرتے

چونکہ موسم سرما کا تہا مہاراج ہر روز صبح ایک درخت کے نیچے جو
گہر کے سامنے تہا دہوپ مین بیٹہا کرتے۔ باجی راؤ کی لڑکی جسکی عمر ۹ برس
کی ہوگی ہر روز طوطے کا پنجرہ ہاتہہ مین لٹکائے ہوئے پانی کے نل پر مہاراج
کے سامنے سے جایا کرتی تہی۔ ایک روز مہاراج نے اسکو روکا اور اوس کے
طوطے کا حال پوچھا۔ اسکے بعد یہ لڑکی مہاراج کے پاس اکثر آیا کرتی مہاراج
بہی اسکے ساتہہ اچہی طرح باتین کیا کرتے۔ ایک روز مہاراج کہانا کہارہے
تہے کہ یہ لڑکی آنکلی آپنے کہانے کے لئے بلایا۔ لڑکی نے کہا۔ بغیر پوچہے
کہاؤنگی تو امان مارین گی۔ مہاراج کے بار بار کہنے پر آخر لڑکی نے کہانا
کہایا اور گہر جاکر اپنی مان سے ساری حقیقت بیان کی۔ اسکی مان نے کہا
ایک دن مہاراج کو دعوت دیکر گہر لے آ۔ چنانچہ لڑکی اکثر کہا کرتی کہ

میرابائی ۱۲

مہاراج آپ ہمارے یہان کہانے کو چلین۔ مہاراج روز کہد یتے کہ ہان ایک دن ضرور تیرے یہان آئینگے۔

اب پہر کہانا پکانے سے مہاراج کی طبیعت اکتائی اور آپنے بہیک مانگنا شروع کر دیا۔ میرا بائی اکثر آپکو برہمنون کے گہر بتایا کرتی۔ دنکو آپ اکثر شہر کے باہر تشریف لیجایا کرتے تہے۔

عجیب راز

حسب دستور ایک روز آپ شہر سے باہر گئے اور معمول سے ایک میل زائد آگے بڑہ گئے۔ یہان آپ نے ایک سبزہ زار دیکہا اور قریب جاکر اوسکی سیر کرنے لگے۔ تالاب کے کنارے بیل کے درخت تہے اسطرف جو نظر گئی تو کنارے پر ایک شخص کو دیکہا جو قریباً ۲۰ سال کی عمر کا ہوگا اور سوکہ کر کانٹا سا بنگیا تہا۔ جسم پر کپڑے پرزہ پرزہ ہوگئے تہے۔ کم طاقت اتنا کہ کروٹ تک لینا دشوار تہی۔ اس سنسان اور اُجاڑ جگہ پر اسکو دیکہ کر آپ کو بڑا تعجب ہوا۔ قریب پہنچے اور اس سے اوس کا حال دریافت کیا۔ مگر اُسنے کچہہ جواب نہ دیا۔ کہانے کیلیئے پوچہا تو بہی اوس نے انکار کیا البتہ ایک گلاس شربت کی خواہش ظاہر کرکے کہا کہ اگر یہ پلاؤ تو مہربانی ہوگی۔ مہاراج فوراً گہر واپس آئے۔ دو لیمو۔ کچہہ شکر اور لوٹا بہر پانی اور مانگ کے لایا ہوا

کہانا لیکر پہنچے۔ وہاں پہنچکر آپنے ایک لیمو کا شربت تیار کیا اور اسکو اُٹھا کر پلایا اور کچھہ کہانے کیلیئے کہا۔ کہانے سے اوس شخص نے انکار کیا اور شربت کا ایک اور گلاس مانگا۔ آپ نے اسیوقت دوسرا گلاس بنا کر دیا جسکو پی کر وہ پہلے کیطرح بیخود ہو کر لیٹ گیا اور کوئی بات نہ کی آخر مہاراج واپس آئے۔ رات کو خواب مین دیکھا کہ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرشد اور وہ لاغر شخص ایک جگہ بیٹھے ہین اور ان کے بیچ مین خود بہی بیٹھے ہوئے ہین۔ اور اسوقت نظر آنیوالے مہاراج نے ان سے کہا کہ تم نے شربت دونوں کو دیا مگر مجھے نہ دیا۔ مہاراج نے اس سے کہا کہ آخر میرا بہی تو خیال کر و مین نے بہی تو نہین پیا۔" دوسرے دن مہاراج شربت کا سامان اور کہانا لیکر پہنچے مگر وہاں اس کا پتہ نہ پایا البتہ اُن کا لایا ہوا کہانا اور اوسکے پہٹے ہوئے کپڑے پڑے تہے۔ مہاراج کو سخت تعجب ہوا اور حیران و پریشان واپس لوٹے چناسوامی دفتر سے آکر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تہا۔ مہاراج نے ایک تکیہ اُٹھایا اور چناسوامی اور اوسکی بیوی کو خوب مارا اور اپنے کمرے مین چلے گئے۔

چناسوامی نے ڈاکٹر پلے کو مہاراج کی غیر معمولی مجنونانہ حرکات کے متعلق لکھا جسکے جواب مین ڈاکٹر پلے نے آپ کی بزرگیت کا یقین دلا کر لکھا کہ خبردار گھبرانا نہین جو کچھہ مہاراج کرینگے اوس سے کیسکو نقصان نہین ہوگا۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر گنپت راؤ کے مکان پر مہاراج کو

بواسیر کی شکایت ہوگئی ہتی۔ اب اس نے نہایت خطرناک صورت اختیار
کی۔مسون سے اسقدر خون بہنے لگاکہ کمرے کی تمام زمین خون آلود ہوگئی
اور مہاراج انتہاسے زیادہ لاغر ہوگئے۔سب لوگ گہبراگئے۔تیسرے روز
اسقدر نازک حالت ہوئی کہ زندگی کی اُمید نہ رہی اور ڈاکڑ کو بلانا چاہا
آپ نے سب کو دلاسا دیا کہ روتے کیون ہو اور ڈاکڑ کو کیون بلاتے ہو
مین تو خود ہی اچہا ہو جاؤنگا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چوتہے روز یعنی بہنے
کے دوسرے روز خود بخود خون بند ہو گیا۔ بیماری کیحالت مین چنا سوامی
نے مہاراج کی اجازت سے شیورام ہنتھ اور اُن کی بیوی جانکی بائی سے
آپ کے کہانے کا انتظام کیا۔صحت پانے پر آپ اکثر انکے گہر جاکر کہانا
کہا آتے۔ چند روز کے بعد کہانا بند کر دیا اور بہیک مانگ کر کہانے لگے۔
مگر آپ اس قدر کمزور ہوگئے تہے کہ چنا سوامی آپ کی اس روش کو برداشت
نہ کرسکا اور بہت منت خوشامد سے رضامند کرکے کسی دوسرے برہمن کے
یہان کہانے کا بندوبست کر دیا اور آپ اکثر اوسکے گہر جاکر کہانا کہا یاکرتے
مہاراج کو کہڑگپور آئے ہوئے قریباً ایک ماہ ہوا تہا کہ ناتال کا زمانہ
آیا اور چنا سوامی مہاراج سے اجازت لیکر ناتال کی چہٹیون مین سائین بابا
کے درشن کو شیرڈی آگیا۔ مہاراج اب اکثر درخت کے نیچے بیٹہے رہاکرتے
ایک بنگالی پترا بابو نامی ہر روز آفس جاتے ہوئے آپکو سلام کرکے جاتا

اور دن بدن مہاراج کی عظمت اوسکو دل مین بڑہنے لگی۔ میرا بائی اور لکشمی بائی بہی آپ کے درشن کو آیا کرتین۔ لکشمی بائی نے ایک روز آپکو مدعو کیا آپ نے وعدہ کیا کہ اچہا کسیدن آؤنگا۔ چنانچہ ایک روز پہنچے لکشمی بائی اور تین چار عورتین چکی پیس رہی تہین آپکو دیکہہ کر تعظیماً کہڑی ہوگئین آپ چکی پر گئے اور سارا اناج پیس ڈالا۔

چنا سوامی اور سیتا رام ایک ہفتہ بعد شیرڈی سے واپس آگئے مہاراج کا کمرہ جو خون سے خراب ہوگیا تہا چنا سوامی کی بیوی نے دہویا۔ آپ یہ دیکہکر اسی کمرے مین پاخانہ پہرنے لگے اور اپنے ہاتہہ سے اُٹہاکر قریب کی پانی کی نالی مین ڈالدیا کرتے۔ اسوقت آپ بالکل ننگے گہر سے نکلا کرتے تہے۔ رات کو اپنے کمرے کا دروازہ بند کرلیا کرتے اور صبح آٹہہ بجے تک نہ کہولتے اور اگر کوئی آواز دیتا تو اوسکو گالیان سناتے۔ اکثر سوکہا ہوا فضلہ اودہر ادہر سے جمع کرتے اور اوسکو جلاکر گھٹنون ہاتہہ پیر تاپتے رہتے اب اکثر لوگونکو مہاراج کے بزرگ ہونیکا یقین ہوگیا اور شام کے وقت چنا سوامی کے مکان پر درشن کیلئے حاضر ہوا کرتے اور آپ کی حکمت آمیز باتون سے فائدہ اُٹہاتے۔ مہاراج ہمیشہ فرماتے کہ مین تو ایک بیمار اور نیم وحشی آدمی ہون اور اس قابل بالکل نہین ہون کہ میری تعظیم کیجائے۔ تم لوگ میری حالت سے واقف نہین ہو۔ مگر اس کہنے کو کون یقین کرنیوالا تہا۔

دنکو عورتوں کا اور شام کو مردوں کا ہجوم ہونے لگا۔ اور یہ تعداد رفتہ رفتہ اتنی بڑھی کہ مہاراج کا کمرہ لوگوں کیلئے ناکافی ہونے لگا اور لوگ کمرے سے باہر دور تک بیٹھنے اور باتیں سننے کیلئے مشتاق رہنے لگے۔ آپ کی گفتگو عوام کے لئے مجذوب کی بڑ ہوا کرتی لیکن سمجھداروں کے لئے ان بے جوڑ فقروں مین الوہیت کے دقیق نکات مضمر ہوا کرتے۔ لیکن آپ رہ رہ کر یہی ارشاد فرماتے کہ مین سدگرو یا ایشور اوتار نہین ہون اور تمہارا اسطرح میرے پیچھے پڑنا میرے اور تمہارے دونون کے لئے باعث تکلیف ہے۔

چنا سوامی مہاراج کے مزاج سے واقف تہا لہذا وہ حتی الامکان لوگونکو مہاراج کی جانب سے بہکاتا اور آنے سے روکنے کی کوشش کرتا مگر اس سے ہجوم عاشقان اور بڑہتا گیا۔ بعض اوقات مہاراج ان آنیوالونکو دہمکی دیتے کہ اگر تم آنا بند نہ کروگے اور مجھے تکلیف دوگے تو مین تمہین مارونگا کیونکہ مین دیوانہ ہون اور دیوانے کے قول فعل اختیاری نہین ہوتے

ابستورات مین باہم یہ قرار پایا کہ ہر جمعرات کو مہاراج کو نہلایا جایا کرے اور سبنے ملکر مہاراج سے اجازت لے لی۔ نہاتے وقت آپ بالکل برہنہ رہتے لکشمی بائی اور کہاسینس کے دل مین مہاراج کی عزت اوروں سے زیادہ تھی اور یہ دونون مہاراج کو دت اوتار سمجھتے تہے۔ ایک جمعرات کو صبح کے وقت وہ مہاراج کو اپنے گہر لیگئے اور پہر انکو ایک چوکی پر بٹھا کر انکے تمام

جسم کی تیل سے مالش کی اور پہر ہنلایا اور پوجا کی۔ یہ دیکہکر دوسرے برہمنون نے بہی اپنے گھر بیجانے اور ہنلانے کی آرزو ظاہر کی مگر آپ نے جواب دیدیا کہ مین یہان تمہاری دعوتین کہانے نہین آیا ہون۔ کہاسینیس کے یہان بہی کسی خاص تعلق کیوجہ سے گیا تہا۔ لوگون کے ہجوم کیوجہ سے آپ راؤصاحب نایک راؤ کے گہر کہانے کے لئے نہ جا سکتے تہے اسلئے وہ ہر روز دوپہر کو کہانا یہان ہی بہجوادیا کرتے مہاراج نے یہ دیکہکر ونایک راؤ کو منع کیا کہ اب کہانا نہ بہیجا کرو لیکن انہون نے نہ مانا اور کہا مین تو کہانا بہجواؤنگا آپ خواہ کہائین یا پہینکدین۔ چنانچہ مہاراج نے دنکو کہانا ہی چہوڑ دیا اور یہ کہانا میرابائی کو دیدیا کرتے۔ اور صرف رات کو لکشمی بائی یا دوسری عورتونکی لائی ہوئی کافی پیتے اور کہانا ہوتا تو تہوڑا سا کہاتے۔

اب مہاراج کا جمعرات کا غسل ایک معمول ہو گیا تہا۔ لہذا ہر جمعرات کو عورتین ایک ایک گہڑا پانی لاتین اور تیل کی مالش کے بعد نہلایا جاتا۔ ایک دن شائد ان عورتون مین سے کسی عورت کے دل مین ناپاک خیال آیا اور مہاراج نے گالیان دینی شروع کین اور تمام پانی پہینک دیا اور قریب کی گندی نالی مین جا بیٹھے اور اسکی ناپاک پانی سے نہانے لگے۔ اور فرمایا کہ یہ پانی اُس صاف پانی کے مقابلے مین جو ناپاک ہاتہون سے لایا گیا ہو گنگا جل ہے۔

ایک دن بہاگو نامی ایک مہار عورت کپڑے دہو رہی تہی کپڑے تیل

سے اسقدر چکنے ہتے کہ وہ عورت صاف کرتے کرتے تہکی جارہی ہتی آپنے
اوس سے کپڑے لیکر خود دہونا شروع کئے اور صاف کرکے اوسکو حوالے کئے
ایک مرتبہ مہاراج عورتون مین بیٹھے پند و نصائح بیان فرمارہے
تھے کہ جانکی بائی نامی ایک بیوہ عورت جو ہمیشہ مہاراج کے درشن کو آیا کرتی
اور بغیر کسی سے بات چیت کئے واپس چلی جاتی ہتی۔ مہاراج کے درشن کو آئی
اور اپنے تمام کپڑے باہر کے دالان مین اتار کر رکہدئے اور برہنہ اندر داخل ہوئی
اور مہاراج کے سر اور پیر پر پہول رکہے اور پہر انکے پاؤن دہوئے اور باقاعدہ
پوجا کی۔ اور واپس چلی گئی۔ اس عورت نے کسی کتاب مین پڑہا تہا کہ برہنہ ہوکر
سدگرو کی پوجا کرنا حصول نجات کیلئے ضروری ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ جانکی
بائی کا یہ فعل دنیوی حیثیت سے قابل اعتراض ہے۔ اگرچہ شاستر کی رو سے یہ فعل نجات
کیطرف رہبری کرنیوالا بتلایا گیا ہو تاہم اوسکو آداب مجلس ملحوظ رکہنا چاہئے تہے۔
مہاراج اکثر بہنگیونکے محلے مین پہرا کرتے جہان میرا بائی بہی ہمراہ ہوتی۔
مہاراج اکثر گیتا کے اشلوک پڑہکر انکے اصلی معنی اپنے معتقدین کو سمجہایا کرتے
تہے ایک روز دامودر پنت نامی ایک شخص آیا اور اپنی جیب سے بہاگوت گیتا نکالی
اور مہاراج سے استدعا کی کہ اُسے چند مضامین سمجہادین۔ مہاراج اوسکی باطنی ارادہ
سے واقف ہوگئے۔ او طعن آمیز لہجے مین کہا کہ گیتا کیا ہے؟ کوئی عورت ہے
یا کتاب!۔ یہ سنکر اوس شخص نے کہا کہ مہاراج آپ سدگرو ہین اور کائنات

کے ذرے ذرے سے باخبر ہین آپ اس بات کو ہنسی مین اُڑاتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ گیتا کس نے اور کس کے لئے تصنیف کی۔ اُس نے جواب دیا کہ کرشنا نے تصنیف کی اور ارجن کیلئے۔ اسپر مہاراج نے فرمایا کہ ایسی حالت مین اسکا سمجھانے والا کرشنا کی حیثیت کا اور سننے والا ارجن کی حیثیت کا ہونا چاہیئے۔ مین خود کو کرشنا کی برابری کا نہین پاتا۔ لہذا مین تجھے گیتا کسطرح سمجھاؤن۔ اس نے کہا مہاراج مجھے یقین ہے کہ آپ کرشن اوتار ہین۔ مہاراج نے جواب دیا کہ بالفرض مین کرشن اوتار ہون تو اسکے سمجھنے کیلئے ارجن کو آنا چاہیئے۔ کیا تم خود کو ارجن کی حیثیت کا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا نہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اگر تم ارجن نہین ہو تو مین ہی کرشنا نہین ہون اس شخص نے کہا کہ اگر آپ کرشنا اور مین ارجن نہ ہو تو کیا گیتا کے معنے سمجھے یا سمجھائے نہین جا سکتے؟ مہاراج نے فرمایا کہ تم ارجن کیحالت پیدا کر لو تو تمہین گیتا سمجھانے کے لئے کرشنا خود کہین نہ کہین سے اور کسی نہ کسی صورت سے تمہارے پاس آئیگا۔ اوس نے کہا کہ کرشنا نے ارجن کو گیتا اسلئے سمجھائی کہ وہ کرشنا کا زبردست معتقد تھا۔ مجھے بھی ایک ادنی بھگت ہونیکی حیثیت سے کچھہ معنی سمجھنے چاہئین۔ اور اس قلیل معلومات کی نسبت سے ارجن کی حیثیت کا کچھہ حصہ مجھہ مین منتقل ہونا چاہیئے۔ مہاراج نے جواب دیا کہ صرف بھگتی کیوجہ سے ارجن پر گیتا کا انکشاف نہین ہوا۔ ورنہ پانچ پانڈو بھی

برابر کے بھگت تھے۔ مگر ہم دیکھتے ہین کہ صرف ارجن کو ہی گیتا کا حال بنایا گیا
حالانکہ پانچون بھائی حاضر تھے اس خاص عنایت کیوجہ کیا تھی؟ اسکی وجہ یہ تھی کہ
ان سب مین ارجن ہی ایک ایسا شخص تھا جو اس راز کو سمجھنے کا اہل تھا۔ اس کا ظرف
اس قابل تھا کہ اس تعلیم کا متحمل ہوسکے۔ اور وہ بھگتی جو گیتا کے پوشیدہ معنی جاننے
کیلئے لازمی ہے۔ اس کا مجملاً ذکر مین تمکو سنائے دیتا ہون۔" عالم قدس کی
منزل مین پانچون پانڈو کے الگ الگ مراتب تھے۔ اور انکے نام انکے مراتب
کا پتہ دیتے تھے۔ ارجن کے معنے سنسکرت مین بیکار سوکھی گھاس کے ہین۔ اور
اسی نام کے مطابق اسکے افعال۔ حالت اور مرتبہ تہا۔ اس نے اپنے دلکو ایسی
تعلیم دی تہی کہ وہ خود کو واقعی بیکار سوکھا گھاس سمجھنے لگا تہا۔ اور اس خیال نے اسکی
خودی کا بالکل خاتمہ کر دیا تہا۔ اور جہان خودی نہین وہان خدا ہے اور جہان خدا ہے
وہان گیتا کا راز کہلجاتا ہے۔ خودی کے مفقود ہونیسے ارجن اپنی جنگجو طبیعت اور
چھتری ہونیکے مسلک کو بھی بھول گیا تہا۔ اسلئے میدان جنگ مین اپنے دشمنون کے لئے
اسکے دل مین رحم پیدا ہوا اور رحم بہادری کی ضد ہے۔ وہ اپنے وقت کے
سب سے اعلی شاہی خاندان مین پیدا ہوا تہا۔ اور سورماؤن مین یکتا ئی زمانہ تھا
مگر وہ خود کو ایسا بھولا کہ اس نے مردمی کو بھی عاق کر دیا اور عورت کی حیثیت اور
حالت اختیار کی جو مشہور تاریخی واقعہ ہے۔ اس زنانہ حالت کا تجربہ دوسرے
پانڈونکو نہین ہوا۔ یہ ایک صحیح واقعہ ہے کہ ویراٹ نگر مین وہ ایک سال تک

تک عورت کی شکل مین رہا۔ اور ان سب باتون کے علاوہ ارجن کرشنا کا بہت عزیز بہگت تہا۔ اسلیئے جب تہارے دل کی حالت ارجن کی مانند ہو جائیگی تو اگر مین کرشنا نہ بہی ہوا تو مجہہ مین کرشنا کی روح داخل ہو کر تہین گیتا کے پوشیدہ راز پورے طور سے سمجہا دیگی"۔ اسپر بہی یہ شخص اپنی ضد سے باز نہ آیا اور وہی پہلا سوال پہر دہرایا۔ کہ آپ سدگرو ہین جس طرح چاہین سمجہا سکتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اگر تو مجکو عالم سمجہتا ہے تو میرا کہنا مان اور جس سے مین نے سیکہا ہے اس سے جا کر سیکہہ۔ اشارے سے بتایا کہ دیکہہ وہ بہنگن کہڑی ہے وہ میری استاد ہے وہ تجہے بہی درس دیگی"۔ اس نے کہا کہ اوسنے آپکو سکہا دیا آپ مجہے سکہا دین مہاراج نے فرمایا کہ میری آنکہون سے دکہائی نہین دیتا اسلیئے مین پڑہ نہین سکتا پہلے تو اس گیتا کو اس نالی کے پانی مین غوطہ دے اور پہر میرے پاس لا تو مین پڑہا سکونگا اور جو کچہہ بہنگن سے سیکہا ہے وہ تجکو سمجہا دونگا۔ یہ سنکر وہ چکرایا اور قدم بوس ہو کر رخصت ہو گیا۔

حکیم کا قصہ

اس شخص کے جانے کے بعد مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ کتابین پڑہکر پنڈت یا مولوی تو بنجاتے ہین مگر حقیقت دریافت کرنیکا خیال ان مین سے لاکہون مین کسی ایک کو ہوتا ہے۔ مین ایک حکیم کا قصہ سناتا ہون"۔ کسی شہر

مین ایک حکیم صاحب کے پاس ایک طالب علم طب پڑہا کرتا تہا۔ درس ختم ہونیکے
بعد اوسکو خیال ہوا کہ مین نے اب طب کی تمام کتابین پڑہ لین اور اس علم سے
اچہی طرح واقف ہوگیا ہون بہتر ہوگا کہ اب وطن جاکر خود مطب کرنا شروع
کردون۔ چنانچہ اپنے استاد سے اجازت مانگی۔ حکیم صاحب نے کہا کہ بہائی
کتابین تو تم نے پڑہ لین مگر ابہی تجربہ باقی ہے اور جب تک تم میرے پاس رہکر
پورا تجربہ حاصل نہ کرلوگے اسوقت تک صرف پڑہا ہوا کند تلوار کے موافق ہوگا۔
اور تم اس علم سے کسیکو فائدہ نہ پہنچا سکوگے۔ شاگرد نے کہا استاد مین نے تین
برس مین حکمت کے تمام مسئلے حل کرلئے ہین اور انکی اصلیت سے بخوبی واقف
ہوگیا ہون۔ حکیم صاحب نے مجبوراً اجازت دیدی۔ چنانچہ یہ اپنے وطن آیا
مطب جاری کردیا۔ مریض آنے شروع ہوئے۔ اپنے علم کیموافق امراض کی
تشخیص اور نسخونکی تجویز مین کوئی دقیقہ اُٹہا نہ رکہا لیکن کسی بیمار کو فائدہ نہوا
اور رفتہ رفتہ بیمارونکا آنا ہی بند ہوگیا۔ اسوقت اسکو خیال ہوا کہ واقعی
استاد کے ارشاد کے موافق صرف پڑہا ہوا کافی نہین ہوسکتا۔ چنانچہ دوبارہ
استاد کی خدمت مین حاضر ہوا اور ساری حقیقت بیان کی۔ حکیم صاحب نے
کہا کہ مین نے تو پہلے ہی تم سے کہا تہا کہ بغیر تجربہ حاصل ہوئے علم کام کا نہین خیر
اب جاؤ اور میرے دواساز کے ساتہ رہکر تجربہ حاصل کرو۔ یہ دواساز علم
طب سے بالکل ناواقف تہا۔ لیکن حکیم صاحب جو نسخہ مریض کیلئے لکہتے وہ اسکو

نہایت احتیاط سے تیار کرتا۔ اور اسکی ذریعے اوسکو اتنی معلومات حاصل ہوگئی تہی کہ حکیم صاحب کی عدم موجودگی مین وہ انکی جگہ کام چلاتا تہا۔ چند روز کے بعد حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا اور دواساز اُنکا جانشین قرار پایا اور طالب علم نے دواساز کی جگہ لی۔ دواساز کی وفات پر کام طالب علم کے ہاتہہ آیا جو اب کافی تجربہ حاصل کرچکا تہا۔ اور اس قابل ہوگیا تہا کہ مریضون کا علاج کرسکے۔ چنانچہ ایسا ہی حال ہر ایک فن کا ہے تجربہ جب تک نہ ہو کوئی علم یا فن کام کا نہین

مہاراج کی زبردست اور پر اثر تقریرون کو سنکر آدمی بیخود ہو جاتے اور ہر وقت یہی آرزو ظاہر کرتے کہ کچھہ فرمایا جائے جس سے مہاراج تنگ آکر کہین چلے جاتے اور اکثر مزدورون قلیون کی امداد کرتے پائے جاتے کبہی قلیون مین ملکر انکے ساتہہ کوئلے اُٹہاتے کبہی معمارون کے ساتہہ اینٹین اٹہاتے کبہی پتہر پہوڑتے۔ اور کبہی بہاگو مہارنی کے گہر جا بیٹھتے اور اوس کا خاوند سامنے بیٹھکر کبیر کے دوہے اک تارے پر سنایا کرتا۔ ایک تو آواز سریلی دوسرے اوسکی بہی دل مین درد یہ دونون باتین ملکر مہاراج کو کبیر کے دوہے گھنٹون رُلایا کرتے۔ معتقدین نے یہان بہی انکا پیچہا نہ چہوڑا جس سے آپ دق ہوکر فرمایا کرتے کہ تم لوگون نے مجھسے گہر تک چہڑا دیا دہوپ مین بہٹکتا پہرتا ہون اور تم کو رحم نہین آتا کسیوقت آرام سے بیٹھنے نہین دیتے بہونا بائی ایک برہمن عورت آپ کی نہایت ہی سچی معتقد تہی اور

روزانہ دودہ کا ایک پیالہ آپ کے لئے لایا کرتی اور آپ اس کا خلوص دیکہکر کبہی انکار نہ کرتے۔ مہاراج اپدیش کرتے وقت اوسکی طرف اور اوسکی خاوندکیطرف زیادہ متوجہ رہتے اور فرماتے کہ پروردگار عالم کی قدرت کے کرشمے عجیب ہین۔ وہ ہرایک نیک و بد کا مالک ہے وہ حاضروناظر ہے۔ اور اوسکو سب کی بہتری منظور ہے۔ وہ کسی کی برائی نہین چاہتا۔ ہماری بہلائی کیلئے جو طریقے وہ اختیار کرتا ہے ہم انکو سمجہنے سے قاصر ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی بات ہمارے خلاف ہوتی ہے تو ہم غلط فہمی کیوجہ سے اسپر الزام لگاتے ہین کہ وہ ہماری بربادی کے سامان کررہا ہے۔ حالانکہ وہی بات آخرمین ہماری بہبودی کا باعث ہوتی ہے۔ یقیناً انسان کی عقلِ ناقص اسکی قدرت کے عقدۂ لاینحل کے سلجہانے کے قابل نہین۔ ہماری مثال اوس بچے کی سی ہے جسکو جوا کہیلنے کا شوق ہو اور اسی کو اپنی بہبودی کا رستہ جانتا ہو۔ لیکن اوس کا باپ جوجوے کو اوسکی بربادی کا باعث دیکہتا ہو اوسکو اس سے باز رکہتا ہو۔ حالانکہ باپ اپنے بچے کی بہلائی کررہا ہے لیکن بچہ باپ کو دشمن سمجہتا ہے۔

دوسری مثال مین ایک ایسی لڑکی پیش کیجاسکتی ہے جسکے کان چہیدے جارہے ہون اور وہ رورہی ہو۔ کیونکہ لڑکی یہ نہیں جانتی کہ ان کانون مین اگر چہید نہ ہون تو وہ قیمتی زیور نہین پہن سکتی۔ لہذا ہمین ہروقت یہ ہی سمجہنا چاہیئے کہ جو کچہہ خدا کرتا ہے وہ ہماری بہتری کے لئے ہے اور

اوسکی رحمت سے کبھی نا اُمید نہ ہونا چاہیئے۔

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو رنج و راحت اپنے ورثے مین لاتا ہے (اگرچہ یہ دونون چیزین جھوٹی اور فانی ہین۔) تاکہ ان کے ذریعے سے اس ابدی خوشی پر اسکا خیال جمے جو سچی اور غیر فانی ہے۔ اسلئے اگر کوئی دل سے ابدی خوشی کا خواہان ہے تو اوسکو چاہیئے کہ پہلے رنج و تکلیف برداشت کرے۔ رنج و راحت دونونکا تجربہ حاصل کئے بغیر کوئی شخص انکے پنجون سے نجات حاصل کرکے دائمی اور بے انتہا خوشی کی حد مین قدم نہین رکہہ سکتا۔ اس لئے اگر خدا تمہین ظاہری تکلیف مین رکہے تو اوسکو بڑی خوشی سے برداشت کرو۔ مین جو کچھہ کہتا ہون اوسکو یاد رکھو اور اوسکو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا ؤ۔ مین اب تمہین ایک قصہ سناتا ہون جس سے تمہین میرے بیان کی صداقت کا پتہ چلیگا۔

شنکر اور پاربتی کا قصہ

ایک مرتبہ اثنائی گفتگو مین پاربتی نے شنکر سے کہا کہ یہ بہی کوئی انصاف ہے کہ جو آپ سے محبت کرے اور آپ کی پوجا کرے وہ ہمیشہ مصیبتون مین گرفتار رہے۔ اور جو آپسے نہ محبت کرے نہ آپ کی پوجا کرے وہ ہمیشہ خوش و خرم اور عیش و آرام مین رہے۔ شنکر نے کہا کہ جو کچھہ مین کرتا ہون وہ بالکل انصاف ہوتا ہے۔ کل صبح تم میرے ساتہہ چلنا مین اسکا ثبوت بہی تمکو دونگا۔

دوسرے دن صبح ہوتے ہی شنکر اور پاربتی دونوں غریب میاں بیوی کا بہیس بدلکر دنیا کے ایک شہر مین آئے ابہی دکانین کہل ہی رہی تہین کہ ایک بنئے کی دکان پر بہیک مانگنے گئے۔ بنئے نے دو چار گالیاں دیکر دہتکار دیا کہ ابہی بوہنی بہی نہین ہوئی کہ کمبخت آموجود ہوئے۔ گالیان کہاکر یہ ایک غریب برہمن کے گہر پہنچے اور بہیک مانگی۔ غریب برہمن نے رات کی بچی کہچی روٹی لاکر دی اور کہا معاف کرنا تازہ کہانا پکنے کو دیر ہے۔ یہ کہانا لیکر چلے آئے۔ اس دن بنئے کی تو بکری زیادہ ہوئی اور برہمن کا لڑکا بیمار پڑ گیا۔ دوسرے دن پہر بنئے کی دکان پر پہنچے اور سوال کیا اوسنے پہر جہڑک دیا۔ یہان سے برہمن کے یہان پہنچے اور اوس نے خوشی سے کہانا دیا۔ اس دن بہی بنئے کی بکری زیادہ ہوئی لیکن بیچارے برہمن کا لڑکا مر گیا۔ تیسرے دن یہ پہر دکان پر پہنچے اور بنئے کی گالیان کہاکر برہمن کے گہر پہنچے۔ بیچارے غمزدہ برہمن نے آج بہی انہین روٹی دی۔ اور دوسرا لڑکا بہی کہو بیٹہا برعکس اسکے بنیا فائدے مین رہا۔ غرض اسیطرح کئی دن تک ہوتا رہا۔ بنیا ہمیشہ صلواتین سناتا رہا اور برہمن خیرات دیتا رہا یہانتک کہ بیوی بہی مر گئی اور خود بہی بستر مرگ پر لیٹ گیا۔ اخیر دن یہ دونون برہمن کے مکان پر پہنچے۔ برہمن نے کہا کہ مین بیمار ہون تم خود اندر آؤ اور الماری مین چنے رکہے ہوئے ہین لیجاؤ۔ یہ اندر گئے اور چنے لیکر رخصت ہوئے۔ ادہر برہمن نے جان دیدی۔ اس جانکاہ منظر سے متاثر ہوکر پاربتی نے اپنے شوہر

سے کہا کہ آقا کیا یہ بے انصافی نہین ہے کہ برہمن جسنے ہمیشہ نیک سلوک کیا وہ تو موت کے حوالے ہوا۔ اور کمینہ دل اور پر نخوت بنیا جو درشتی اور سختی سے پیش آتا رہا اوسکو اور زیادہ دولت دی گئی شنکر نے جواب دیا کہ ہان یہ سب ظاہری منظر ہے۔ چلو اب ذرا جنت کی سیر کرو۔ وہان پہنچکر پاربتی نے دیکھا کہ برہمن اور اسکی بیوی اور بچے جنت کے مزے لوٹ رہے ہین۔ شنکر نے کہا دیکھا پاربتی اوسکی خیرات کا یہ بدلہ ہے جو دائمی اور بے حساب ہے۔ بنئے کو جو کچھہ ملیگا اس سے اوسکا تم خود اندازہ لگا لو۔ پاربتی نے کہا واقعی جو کچھہ ہوا عین انصاف ہوا۔ جو دنیا مین رنج و مصیبت سہتا ہے اسی کو عاقبت مین سچی اور دائمی خوشی میسر ہوتی ہے۔

القصہ اسی مضمون کو مہاراج مختلف پیرائے مین یمونا بائی کے ذہن نشین کرتے رہتے اور دیگر سامعین کو بھی جو اس وقت انکے قریب ہوتے اس مضمون کیطرف توجہ دلاتے۔ یہ پند و نصائح مہاراج وقتاً فوقتاً ایک ماہ تک کرتے رہے۔ اس تقریر کے چار پانچ روز بعد یمونا بائی کا خاوند بیمار پڑا۔ اس عرصے مین مہاراج کا مزاج بھی بگڑا رہا۔ اور اسی غصے کیحالت مین مہاراج نے چنا سوامی کے یہان کا رہنا چھوڑ دیا اور بھاگو مہارنی کے گھر جا ٹھیرے۔ بھاگو اور اُس کا خاوند مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے کیونکہ انکی ایک مدت سے دلی تمنا تھی کہ مہاراج ہمارے یہان قیام فرمائین

جس جھونپڑی مین بھاگو کی گائے بند ہتی تہی اوس مین آپ نے قیام فرمایا اور ڈہائی ماہ تک رہے۔ سردی کا موسم۔ جھونپڑی کہلی ہوئی ہوا سنسناٹے کی اور مہاراج ٹاٹ اوڑہے پڑے رہتے

شام کو چناسوامی دفتر سے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ مہاراج یہان سے چلے گئے اور بھاگو کے یہان ٹہیرے ہین۔ میان بیوی ملکر گئے اور مہاراج سے واپس چلنے کی ہزار منت وخوشامد استدعا کی لیکن آپنے ایک نہ مانی اور بے تکلف اس کہلے چھپر مین پڑے رہے۔ معتقدین نے یہان بہی آپ کا پیچہا نہ چہوڑا اور بدستور ہجوم رہا۔ اسپر مہاراج اکثر برہمن معتقدین پر آوازے کسا کرتے اور فرماتے "ارے برہمن ہوکر مہار کے گہر آتے ہو تمہارا دہرم بہرشٹ نہین ہوتا؟" مگر آنیوالے ہمیشہ آتے رہے۔

ایک بار عورتون نے شکایت کی کہ مہاراج ہم تو آپ کو آٹھوین دن نہلا دہلا کر صاف کرتے ہین اور آپ کیچڑ مٹی مین لوٹ کر پہر پہلے جیسے ہو جاتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ مین نے تم سے کب کہا تہا کہ مجھے نہلایا کرو اگر تمکو تکلیف ہوتی ہو تو آیندہ سے بند کردو۔ مین تو تمہارے فائدے کیلئے اپنے بدن کو میلا کرتا ہون اگر جسم پر میل نہ ہو تو نہانے کی ضرورت ہی کیون پڑے اور تمہاری سیوا بند ہو جائے۔ یہ سنکر عورتون نے معافی چاہی اور جمعرات کا غسل مہار کے گہر پر بہی بدستور جاری رہا۔

اس نئی جگہ قیام پذیر ہونے کے بعد ایک کرتن کرنیوالا برہمن پنڈت مسمی ہرداس باشندۂ پاؤنی کہڑگپور آیا۔ یہ ایک باعلم اور نوعمر شخص تہا۔ اس نے وید اور شاستر پر کامل عبور حاصل کیا تہا۔ اور مذہبی نکات سے بخوبی واقف تھا اور ذوات خداوند کا عشق اوسکے دل مین اسقدر موجزن تہا کہ ہمیشہ وعظ و پند اور حمد خدا مین وقت گذارتا تہا۔ اور لوگونکو خدا کیطرف جہکنے کی تعلیم و تلقین کیا کرتا تہا۔ مہاراج کا ذکر سنا تو دو تین آدمیونکو ساتہ لیکر مہار کی جہونپڑی مین آیا۔ مہاراج اپنی عادت کے موافق برہنہ پڑے ہوے تہے۔ ہرداس کو دیکہکر فرمایا کہ حکیم صاحب کتنے مریضون کے لئے نسخے تجویز کرنیکا کام اچہی طرح چل رہا ہے نا! ہرداس اس جملے کے معنی سمجہہ گیا اور یہ بہی سمجہہ گیا کہ واقعی روشن ضمیر بزرگ ہین۔ عرض کیا کہ مہاراج کام تو مین صدق دلی سے کر رہا ہون مگر اس کا پورا کرنا آپ کے ہاتہ مین ہے۔ آپ کی دعا کر میرا دوائی دینے کا کام بخوبی چل رہا ہے۔ تہوڑی دیر بیٹھ کر رخصت ہوا۔

جن دنون مین مہاراج چنا سوامی کے گہر رہتے تہے تو اکثر شام کیوقت وہ سرکاری دواخانے کے قریب بیٹہا کرتے جو کہاسینس کے مکان کے پیچہے کے رخ واقع تہا۔ کبہی بیمارون کے کمرے کے پیچہے یا اوسکے قریب غلیظ جگہ پر تشریف رکہتے۔ اور جب کبہی آپ زیادہ دیر تک یہان بیٹھے رہتے تو کہاسینس کی بیوی اور دوسری عورتین وہین کہانا لایا کرتین۔ ایک دن

آپ اسی غلیظ جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ عورتین حسب معمول کہانا لیکر آئین۔ ان مین سیتارام کی والدہ بہی تہی۔ جسکو آج نیم کے پتونکی چٹنی اور جوکی روٹی لانے کا حکم پہلی ہی مرتبہ دیا تہا۔ کہانے کیوقت آپ اکثر قریب بیٹھنے والونکو اُٹھا دیا کرتے تہے آج سب کو بیٹھے رہنے دیا۔ اور نیم کی چٹنی ہاتہہ مین لیکر کہا کہ مین برہمن نہین ہون۔ مین مہارن کے گہر مین رہتا ہون اسلئے بالکل بہرشٹ ہوگیا ہون لیکن آج میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتہہ سے تمکو کچہہ کہانے کیلئے دون۔ مگر تم لوگ برہمن ہو کیون لینے لگے! سب نے جواب دیا کہ ہم سب اسی بات کے منتظر ہین کہ آپ ہمین کچہہ عنایت کرین۔ یہ سنکر مہاراج نے ہر ایک کو تہوڑی سی چٹنی دی اور کہا کہ کہاؤ سب نے کہالی۔ پہر آپ نے پوچھا کہ لذت کیسی ہے؟ کڑوی ہے یا میٹھی سب نے کہا کہ اسکی تو لذت ہی کچہہ اور ہے جو تمام لذتون سے نرالی اور بڑہکر ہے یہ سنکر آپ نے سیتارام کی والدہ کو کہا کہ تو نے میرے حکم کے موافق چٹنی نہین بنائی یہ کہکر اوسکو بہی چٹنی دی۔ چونکہ وہ خود بناکر لائی تہی اسلئے اوسکو کڑوی معلوم ہوئی مہاراج نے پہر سب سے کہا کہ یہ نیم کی چٹنی ہی جسکو تم لوگ مزے دار بتا رہے ہو۔ باقیماندہ چٹنی مہاراج نے جوکی روٹی سے کہالی۔ مہاراج کبہی خاص طور پر پکا ہوا کہانا نہ کہاتے تہے۔ اور کہا کرتے کہ جسکا دل میٹھا ہو اوسکے ہاتہہ سے ملی ہوئی کڑوی چٹنی بہی مجھے میٹھی معلوم ہوتی ہے۔

ایک روز مہاراج اسی دالان مین تشریف فرما تہے کہ ڈاکٹر نے جو اس

دواخانے کا انچارج تہا اور ہمیشہ مہاراج کو یہان پڑا ہوا دیکہا کرتا تہا اور یہ بہی دیکہتا تہا کہ تمام لوگ مہاراج کی عزت کرتے ہین مگر خود پرست اور دہریہ ہونے کے سبب خود کبہی متوجہ نہین ہوتا تہا۔ مہاراج کو کونے مین پڑا ہوا دیکہکر کہا کہ ارے دیوانے یہان کیون پڑا ہے اُٹہہ جگہ خالی کر۔ مہاراج یہ سنکر اُٹہہ بیٹھے اور ڈاکٹر سے کہا۔ واہ صاحب ڈاکٹر ہوکر دیوانے آدمی کو اپنے یہان سے نکالتے ہین آپ کو تو چاہیئے کہ دیوانے کا علاج کرین اور اوسکو رہنے کا بندوبست کرین تاکہ دیوانے سے دوسرونکو ضرر نہ پہنچے۔ علاوہ ازین دیوانہ دواخانہ چہوڑکر کہان جائے۔ ڈاکٹر نے کہا علاج کرانا ہے تو پاگلخانے جا۔ مہاراج نے فرمایا کہ بہلا دیوانہ خود پاگل خانے جاسکتا ہے جو مین جاؤن۔ یہ تو آپکا فرض ہے کہ یا تو میرا خود علاج کرین یا پاگل خانے بہجوائین یا پولیس کے حوالے کرین ورنہ آپ پر الزام آئیگا کہ آپ نے اپنی خدمت پوری طرح ادا نہین کی اتنے مین آپ کے معتقد آگئے اور ڈاکٹر کو سبنے ملکر دیوانہ بنادیا بیچارہ شرمندہ ہوکر چلا گیا۔ اور مہاراج نے پند ونصائح شروع کردئے۔

ہم پہلے ذکر کرچکے ہین کہ بیونا بائی کا شوہر چند روز سے بیمار تہا اب یہ انتقال کرگیا۔ اس حادثے کے ایک ماہ پیشتر سے مہاراج بیونا بائی کو مختلف پیرایے مین اس واقع کی خبر دے رہے تہے۔ انتقال کے دن صبح کو مہاراج نے بیونا بائی سے کہا کہ آج کا دن میرے لئے سخت مصیبت اور رنج کا دن

ہے۔ میری کمر ٹوٹ گئی۔ اور آنکھوں مین اندھیرا چھا گیا ہے" اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ مہاراج کو اس کا علم پہلے سے تہا اور اپنی تقریر سے یونا بائی کے
دلکو پہلے سے مضبوط کر رہے تہے۔ اپنے خاوند کے انتقال کے دو دن بعد
یونا بائی درشن کو حاضر ہوئی۔ اسکو دیکھکر مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ اس
غریب عورت کا خاوند اس سے چہین لیا گیا۔ رشتۂ نکاح نے جسکے ساتھ اسکو
متصل کیا تہا آج وہ اس سے علیٰحدہ کر لیا گیا۔ مگر ہمکو ہر وقت صبر اور شکر سے
کام لینا چاہیئے۔ مجھے اسوقت نکاح کے متعلق ایک قصہ یاد آیا ہے۔ غور کر کے سنو۔

شادی کا راز

ایک غریب بے مایہ مسافر نے کسی شہر مین بھوک سے بیتاب ہو کر کسی سے پوچھا کہ کہانا
بہی اس مسافر کو کہین ملیگا۔ ایک نے کہا کہ ہان فلان جگہ شادی ہے وہان جاؤ
مسافر پہنچا دیکہا کہ ہندو رسم کے موافق نکاح ہو رہا ہے۔ مگر یہ دیکھکر اوسکو بڑا
تعجب ہوا کہ دولہا ۱۲ برس کا اور دلہن ۴۰ سال سے زاید عمر کی۔ نکاح کے
بعد کہانے کا انتظام ہوا۔ اور یہ دولہا دلہن کے سامنے ہی کہانے کیلئے بیٹھا
سب لوگ تو کہانا کہا رہے تہے لیکن یہ اس بے جوڑ جوڑے کو دیکھ دیکھ کر
مسکرا رہا تہا۔ لوگون نے دریافت کیا تو کہا کہ مین اس بات پر مسکرا رہا ہون
کہ یہ خلاف قانون جوڑا کیسا کہ دولہا تو ۱۲ برس کا اور دلہن ۴۰ برس کی
ایسا دستور تو کہین نہین دیکہا۔ لوگون نے کہا کہ شاید تم اس شہر مین نئے

آئے ہو جو اس شادی پر تمکو تعجب معلوم ہو رہا ہے۔ یہان کا یہی دستور ہے
وہان سے روانہ ہو کر کسی دوسرے شہر مین پہنچا۔ دور سے ایک عالیشان مندر
نظر آیا۔ قریب جا کر دیکھا تو آدمیونکا اسقدر ہجوم کہ تل دہرنے کی جگہ نہین جون
تون کر کے اندر پہنچا۔ دیکھا کہ ایک ستر سالہ بڑہیا بیٹھی پوران کے مضامین بیان
کر رہی ہے لیکن یہ پوران دوسرے پورانون سے بالکل مختلف ہے۔ یہ بہی
بیٹھ کر غور سے سننے لگا۔ اسوقت شادیون کے مروجہ طریق بیان ہو رہے
تہے جسکو سنکر یہ بہت خوش ہوا کہ شاید اُس انوکہی شادی کا حال بہی اس
مین ہوگا۔ چنانچہ اس عورت نے آخر اسکی منشا رکیموافق اپنی تقریر کے دوران
مین اس نرالی شادی کا ذکر شروع کیا لیکن ادہورا چہوڑ کر کہڑی ہو گئی اور
مندر سے روانہ ہو گئی۔ اس عورت کا حکم تہا کہ مندر مین خواہ میری کتنی ہی
تعظیم کیجائے لیکن باہر مجہسے کوئی سروکار نہ رکہے۔ اور نہ میرے ساتہ میرے
مکان پر آئے۔ اس نیک مائی کا نام پورانک بائی تہا۔ اسکی تقریر سنکر
مسافر دنگ رہگیا۔ اور شادی کا ادہورا مطلب پورے طور پہ سمجہنے کیلئے
پیچہے پیچہے ہو لیا۔ ایک میل چلکر وہ مسان مین سے ہوتی ہوئی ایک جہونپڑی
پر پہنچی اور قفل کہول اندر داخل ہو گئی اور کنڈی لگالی۔ یہ بیچارہ بڑا پریشان
ہوا کہ اب کیا کیا جائے۔ آخر ہمت کر کے جہونپڑی کے قریب پہنچا اور دروازے
کی درز مین سے جہانک کر دیکہنے لگا۔ بڑہیا نے پہلے ایک صندوق کہولا

اور اس مین پوران رکھدیا۔ پھر نہا کر بھوجن تیار کیا۔ رات کے آٹھ بجے کا
وقت تھا کہ بڑھیا نے پتروں پر کھانا چنا اور دروازہ کھولکر آواز دی کہ کوئی
بھوکا آدمی یہان ہو تو آئے۔ مسافر نے چاہا کہ آگے بڑھے لیکن ہمت نہ پڑی
دوسری مرتبہ بڑھیا نے پھر آواز دی اسپر بھی یہ نہ بڑھ سکا جب تیسری
مرتبہ آواز دی تو یہ آگے بڑھا اور کہا ہان مین بھوکا ہون۔ بڑھیا نے پوچھا
کہ تو شہر کا رہنے والا ہے یا مسان ہی مین رہتا ہے مسافر نے کہا کہ میرا قیام
مسان ہی مین ہے۔ بڑھیا اوسکو اندر لیگئی اور کھانا سامنے رکھا مسافر نے
سارا کھانا ختم کر دیا اور کہا کہ ابھی میرا پیٹ نہین بھرا۔ بڑھیا نے اپنا حصہ
بھی دیا۔ یہ بھی کھا کر مسافر کا پیٹ نہ بھرا۔ اسپر بڑھیا نے کہا کہ اچھا اب اسکا
دوسرا علاج کیا جائیگا۔ اب تو سو جا۔ جب یہ سو گیا تو بڑھیا نے اپنی قوت
باطنی سے ایسا اثر ڈالا کہ یہ تین دن تک سوتا رہا۔ اس عرصے مین بڑھیا نے
اپنا کام جاری رکھا۔ چوتھے دن اسکو بیدار کر کے پوچھا کہو کیا حال ہے مسافر
نے کہا خیریت ہے۔ اور کہا کہ مین نے خواب مین اُن تمام شادیونکو دیکھا جو
تم نے مندر مین بیان کی تھین اور اس شادی کا نمونہ بھی دیکھا جسکی حقیقت
دریافت کرنیکے لئے مین یہانتک آیا ہون۔ اور اپنا سارا قصہ بھی بیان
کر دیا۔ اور کہا کہ ایک بات عجیب دیکھی جو میری سمجھ مین نہین آئی یعنی
مین نے تمکو اپنے نکاح مین لاتے ہوئے دیکھا۔ اس کا مطلب براہ کرم

مجھے سمجھایا جائے۔ بڑھیا نے کہا کہ اگر تو پھر سو جائے تو اس کا مطلب بھی تجھپر واضح ہو جائیگا۔ چنانچہ مسافر پھر سو گیا۔ اور پہلے کیطرح تین دن تک سوتا رہا۔ ان تین دنون مین اسپر شادی کا نتیجہ اور کیفیت بخوبی ظاہر ہوگئی اور چوتھے روز جب وہ بیدار ہوا تو خود کو برہم گیانی پایا۔

اس قصے سے شادی کا مقصد اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ شادی درحقیقت دوئی سے یگانگت پیدا کرنیوالی شئے ہے اور وحدانیت حاصل کرنے کیلئے لازمی ہے۔ مذکورہ مسافر کی شادی مین بھی دوئی کے تعلق کو یگانگت سے بدلا گیا لیکن چونکہ یہان ہوس مفقود تھی اس لئے حواس ظاہری سے نجات ملی اور حالت وحدانیت پیدا ہوگئی۔

اس قصے کو ختم کرکے مہاراج نے حسب ذیل تقریر کی " خدا بڑا عادل ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے ہماری بہتری کیلئے ہی ہوتا ہے۔ ہندو شاستر کی رو سے عورت کا مرد سے پہلے مرجانا بہتر مانا گیا ہے۔ لیکن ایک دوسرا نکتہ بیان نہین کیا جو مین تمہین سناتا ہون " یہ مسلم بات ہے کہ عورت اپنے خاوند کو خدا کا اوتار سمجھے اور اوسکی راحت اور آسایش کیلئے حتی الامکان کوشش کرے۔ خاوند چاہے اچھا ہو یا بُرا۔ پرہیزگار ہو یا شرابی۔ شریف ہو یا بدمعاش غرضکہ کیسا ہی کیون نہ ہو عورت کا فرض ہے کہ اوسکی خدمت کرے اور زمین پر اُسکو اپنا خدا سمجھے۔ مگر اس کا فرض یہان ہی ختم نہین ہوتا

چونکہ وہ اسکو خدا سمجھتی ہے اس لئے اسکو اپنے طرز عمل سے دنیا کے سامنے بھی خدا کی حیثیت مین دکھانا چاہیے۔ بلکہ اوسکی روش ایسی ہونی چاہیے کہ خدا بھی اسکو اپنے سے جدا نہ سمجھے۔ اسکے لئے عورت کو لازم ہے کہ وہ اسوقت تک اسکی خدمت کرتی رہے جب تک کہ وہ عالم قدس کی اعلیٰ ترین منزل پر نہ پہنچ لے۔ لیکن یہ بہت ممکن ہے کہ وہ اپنا مذکورہ فرض اپنی زندگی مین پورے طور سے انجام نہ دیسکے اور اس طرح وہ نجات سے محروم رہ جائے۔ لیکن اگر اگر اوسکو خدا کی مہربانی سے کسی سدگرو (جو خدا کا اوتار ہوتا ہے) کے بھگت ہونیکا موقع ہاتھ آجائے تو وہ سدگرو پوشیدہ طریقون سے اسکے خاوند کو مذکورہ بالا درجے تک پہنچا سکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ تمہارے معاملے مین ایسا ہی ہوا ہو۔ اس لئے صبر کرو اور جانو کہ جو سدگرو یا بالفاظ دیگر خدا کرتا ہے وہ تمہاری بہتری کیلئے ہوتا ہے۔ اسکے کام گو پہلے ہماری منشار کے خلاف نظر آتے ہین مگر بعد مین معلوم ہو جاتا ہے کہ سدگرو پر ہمارا سچا اعتقاد ہونے سے ہمارا دل خدا سے متحد ہو جاتا ہے اور یہ بالکل صحیح بات ہے۔ اور اگر تمہین نہ معلوم ہو تو مین اپنے تجربے سے تمہین کہتا ہون اور بالکل سچ بات کہتا ہون کہ جب کوئی انسان مرتا ہے تو اوسکی روح اس مقام پر جاتی ہے جہان اوسکی سب سے عزیز اور پیاری چیز ہوتی ہے۔

یمونا بائی تجکو اپنے خاوند سے بہت محبت تھی اسلیے اوسکی روح

مرنے کے بعد تیری روح سے متحد ہونی چاہیئے۔ اسلیئے اگرچہ وہ بظاہر مرگیا ہے مگر اوسکی روح تجہہ مین آبسی ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ تو اسوقت تک اپنے خاوند کے فرض سے بری نہین ہوسکتی جب تک کہ وہ نجات حاصل نہ کرے اور نجات جب تک نہین ہوتی جب تک روح گناہون سے پاک نہ ہو اور ان گناہونکی پاداش مین پوری سزا نہ بہگت لے۔ لیکن اب چونکہ اوسکی روح تجہہ مین متمکن ہے لہذا اوسکے حصے کی سزائین بہی تیرے ذمہ ہونگی۔ غرض تیرے قالب مین آب دو جانین قیام پذیر ہین۔ اور تیرے قالب کو تیرے خاوند کے گناہون کی سزا بہگتنی لازمی ہے۔ جسکے معنی یہ ہونگے کہ تونے اپنے خاوند کو نجات دلائی اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوئی۔ اور یہ سب ایک سدگرو کی بتائی ہوئی تدبیر سے ہوسکتا ہے۔

شاستروں کے مطابق جب شوہر مرجائے تو بیوی کو چند مذہبی رسومات ادا کرنا پڑتی ہین۔ جو اس کا شوہر زندگی مین ادا کرتا تہا۔ اور بہت سے ظاہری اسباب زیب و زینت کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً سر کا مونڈنا۔ چوڑیونکا توڑنا وغیرہ۔ یا بالفاظ دیگر اسکو اپنی زنانہ حیثیت کو چہوڑنا پڑتا ہے۔ اور وشنو یعنی سدگرو کی پوجا کرنی پڑتی ہے۔ جس سے اپنے شوہر کی زندگی مین وہ بری تہی۔ اسی سیوا کے بل پر وہ تمام مصائب زندگی ہمت اور استقلال سے برداشت کرتی ہے اور ہر حال مین مطمئن رہتی ہے۔ ایسے مصائب اور تکالیف جن کو

بھگتنے کو کئی جنم درکار ہون صرف ایک ہی جنم مین بھگت لینے کیلئے سدگرو کی بتلائی ہوئی تدبیر کے سوا اور کوئی راستہ نہین ہے۔ اور یہ اصول عین شاستر کے مطابق ہوتے ہین۔ کسی مرد کامل نے ایک اشلوک مین سمجھایا ہے کہ کس طرح ایک عورت اپنے خاوند کو خدا سے ملاسکتی ہے۔ یہی نہین بلکہ عورت اپنے مرحوم والدین اور اجداد کو بھی جو دوزخ کے عذاب مین ہون جنت کا مستحق بنا سکتی ہے بشرطیکہ وہ سدگرو کے بتائے ہوئے اصول پر بلاکم وکاست چلے" یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ تم مجھے سدگرو خیال نہ کرنا یہ شرف مجھے حاصل نہین ہے۔ مین نے صرف سدگرو کی طاقت اور پوشیدہ اعمال کو تم پر ظاہر کیا ہے۔ اسکے بعد آپ نے اپنی تقریر ختم کی اور سب لوگ رخصت ہوئے۔

ہرداس مہاراج کے درشن کا شرف حاصل کرکے واپس ہوا تو اپنے ہر ایک لکچر مین بیان کرنے لگا کہ کھڑگپور واقعی بہت خوش قسمت ہے کہ اس مین ایک ایسا مہاتما آیا ہوا ہے جس سے ہرایک آدمی کو فیض حاصل کرنا چاہیے۔

کچھہ دنون کے بعد چنا سوامی کے مکان کے قریب بالاجی کے مندر مین اسکا لکچر قرار پایا۔ ہرداس نے خواہش ظاہر کی کہ مہاراج بھی اگر قدم رنجہ فرمائین تو میرے لئے باعث فخر ہوگا اور لوگو نپر میرے لکچر کا زیادہ اثر ہوگا۔ معتقدین نے مہاراج سے اسکا اظہار کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین بھرشٹ ہوگیا ہون کیونکہ مین ایک مہار کے گھر ٹھیرا ہوا ہون۔ اور ہمیشہ غلاظت اور ناپاکی مین رہتا

ــــ "داراد ہش شوزکی موکش۔ پتوتام پترونا ماتنمتہ سپحا"

ہون اسلئے مین ہرداس بوا کا وعظ سننے کے قابل اور مندر مین آنے کے لائق نہین ہون۔ پھر کچھہ اور لوگ حاضر ہوئے کہ تمام لوگونکی خواہش ہے کہ آپ شریک ہون تاکہ ہمین ثواب زیادہ ملے۔ آخر بصد مشکل مہاراج نے چلنے کا وعدہ کیا اتنے مین میرا بائی بہی آگئی اور آپ اسکو ہمراہ لیکر تشریف لیچلے اور مندر کے دروازے پر ٹہر گئے اور ساتہیونکو اندر بہیجدیا۔ ہرداس بوا نے سدگرو کیجائے لت پر تقریر شروع کی۔ دوران تقریر مین اس کا روئے سخن مہاراج کی طرف رہا۔ اور ایسے موزون اور پراثر پیرائے مین تقریر کی کہ سامعین پر نہایت ہی زبردست اثر پڑا۔ اور خاصکر مہاراج پر جنکی آنکہون سے تمام وقت آنسو جاری رہے۔ مہاراج قریباً آدہا گہنٹہ بیٹھے تہے کہ اُٹھے اور قریب ہی ایک جوتی پڑی ہتی اُٹھاکر مندر مین داخل ہوئے اور ہرداس کے سر پر تین چار رسید کین اور جوتی وہین پہینک کر میرا بائی کو ساتہہ لے تشریف لیگئے۔ ہرداس نے سر جہکا کر جوتیان کہائین اور کہا۔ ع

بالون سنت پشاچ وت

پھر سامعین سے کہا کہ مہاراج معرفت کی اعلیٰ منزل مین ہین اور سب کو تاکید کی کہ انکے ہر ایک کام کو اور ہر ایک حرکت کو جو ان سے سرزد ہو غور سے سمجہین اور مہاراج کی دل وجان سے خدمت کرین جو تمہاری نجات کا باعث ہو۔ نیز یہ بہی کہا کہ آج سے مین اپنے وعظ کی کوئی اجرت نہ لونگا۔ جو اُجرت دیگا

جوتیان) آج مجھے ملی ہے اس نے مجھے ہمیشہ کیلئے مستغنی کر دیا۔ اور اس عطئے سے مہاراج کا جو خاص منشا رہے جسکو مین سمجھ چکا ہون ہمیشہ اسکے مطابق چلونگا

اسوقت سے ہرداس وقتاً فوقتاً مہاراج کے درشن کو جانے لگا۔ کھرگرو چھوڑنے سے ایک روز قبل ہرداس مہاراج سے ملا۔ مہاراج نے اسکی تحصیلات علمی کے متعلق ذکر چھیڑا۔ اوس نے کہا کہ مین نے بھاگوت گیتا۔ پنج دشی اور یوگ وششٹا پڑھی ہین۔ مہاراج نے یوگ وششٹا کے عجیب معنی بیان کئے۔ فرمایا کہ یوگ وششٹا کے معنی ہین وہ یوگ شاستر جو وشسٹ منی نے تصنیف کیا۔ اس کتاب مین منی رامچندر جی کو اپدیش (نصیحت) دیتا ہے۔ مگر مین اس نام کو اس طرح پڑھتا ہون:۔ یو، گوا، ششٹا۔ یعنی یو بمعنی کون۔ گوا بمعنی وجود سے علیحدہ اور ششٹا بمعنی شریف ترین۔ اسکو جوڑکر پڑھنے سے اسکے معنی ہوتے ہین،۔ جو جسم سے علیحدہ ہے وہ شریف ترین آدمی ہے۔

ہرداس نے مہاراج سے دریافت کیا کہ مین اپنی آیندہ زندگی کس روشس سے بسر کرون؛ جواب مین مہاراج نے یہ شعر پڑھا۔

کرمنیہ کرم یہا پرش یتیدکرمنی چہ کرم یہا ‖ سہ بدھی مان منش سیشو سیکتہا کرتسن کرم کرت

اور اسکے مطابق عمل پیرا ہونے کو کہا۔ ہرداس قدمبوس ہوا اور اجازت لیکر رخصت ہوا۔ اور برہمن دھرم کے مطابق اگنی ہوترا اختیار کی۔ ہرداس اسوقت تک زندہ ہے اور اسی طریق پر کاربند ہے۔

مہاراج کو ہر جمعرات کو غسل دینے کی رسم بہا گو مہارانی کے مکان پر ہی
جاری تہی جس مین علاوہ دوسرے لوگون کے بہاگو اور اس کا خاوند بہی شریک
ہوا کرتے۔ ایک روز مہاراج کو حسب معمول غسل دیا جا رہا تہا کہ ایک غریب بڑہیا
پہٹے پرانے کپڑے اور میلے کچیلے جسم والی قریب سے گذری۔ مہاراج نے اسکو
دیکہکر فرمایا کہ تم لوگ مجہے نہلا رہے ہو حالانکہ مجہے ضرورت نہین ہے۔ نہلانے
کے قابل یہ بڑہیا ہے۔ دیکہو اسکے کپڑے کیسے پہٹے ہوئے اور جسم پر کس قدر
میل جما ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصے سے غسل نہین کیا۔ اور اب غسل کی
سخت ضرورت ہے۔ یہ سنکر عورتون نے کہا اگر حکم ہو تو ہم اسکو بہی نہلائین
مہاراج نے فرمایا" مین تمہین مجبور نہین کرتا کیونکہ تم برہمن ہو اور شاید یہ
بڑہیا مہارنی ہو۔ مگر اتنا مین جانتا ہون کہ یہ بڑہیا میری غذا ہے۔ اور وہ
اس بہیس مین یہان آیا ہے۔ یہ سنکر اس بڑہیا کو بلایا اور مہاراج کے سامنے
ہی چوکی پر بٹہاکر اوسکو اچہی طرح غسل دیا نئے کپڑے پہنائے۔ اسکے ساتہہ
ایک لڑکا بہی تہا اوسکو بہی نہلا کر کپڑے پہنائے اور کہانا کہلا کر روانہ کیا۔
اسکے بعد مہاراج کو غسل دیا۔ مہاراج بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس
بڑہیا کی خدمت سے تم نے میری دُہری خدمت کی۔ میرے بدلے۔ مجہہ سے
علیحدہ۔ ایسے وجود کی جو میری ہی جگہ پر ہو اگر سیوا کیجائے تو گویا میری ہی
سیوا ہوئی اور ایسی سیوا کا بدلہ خدا بہت اچہا دیتا ہے۔ اسکے متعلق مین

تمہین ایک کہانی سناتا ہون۔

اِعتقاد

کسی مقام پر ایک بزرگ (سدگرو) تہے جنکے تمام لوگ معتقد اور انکی خدمت کو باعث نجات مانتے تہے۔ لیکن امیرون کا اسقدر ہجوم رہتا کہ غریبونکو باریابی کا موقع ہی نہ ملتا۔ ان مین ایک غریب آدمی ان بزرگ کا نہایت ہی معتقد اور عاشق تہا اور چاہتا تہا کہ جس طرح یہ امیر لوگ پیر کے پیر دبارہے اور پاس بیٹھے ہین مین بہی ایسا کرون لیکن کسی نے اسکو قریب نہ پھٹکنے دیا آخر پیر تک امیرونکے اس ناروا برتاؤ کی شکایت پہنچائی۔ پیر صاحب نے امیرون سے کہا کہ یہ طریقہ واقعی بُرا ہے کہ تم لوگ کسیکو یہانتک نہین آنے دیتے۔ امیرون نے کہا کہ غریب لوگ اکثر غلیظ رہتے ہین اس لئے ہم اُنکو یہان تک نہین آنے دیتے۔ پیر صاحب خاموش ہوگئے۔ اُس غریب نے جب دیکہا کہ اپنی آرزو پوری نہین ہوسکتی تو لکڑی کے دو پیر بنوائے اور پیر صاحب سے دور بیٹھکر سارا دن انکو دبایا کرتا شام کو گہر جاتا تو ساتہ لیجاتا امیر لوگ اسکی اس حرکت پر ہنسا کرتے۔ مگر دو سال کامل اس نے یہ طریقہ جاری رکہا ایک روز یکایک پیر صاحب کے پیرون مین درد شروع ہوا سب ملکر پیر دبانے لگے۔ مگر درد بڑہتا ہی گیا۔ اور یہانتک نوبت پہنچی کہ پیر شل ہوگئے۔ اور دوران خون بند ہوگیا اور خشک ہونے لگے۔ ڈاکٹر وغیرہ

بلائے گئے۔ ڈاکٹر نے رائے دی کہ پیر کاٹ ڈالنے چاہئین ورنہ انکی وجہ سے
تمام بدن کے خشک ہوجانیکا اندیشہ ہے۔ امیرون نے بزرگ سے دریافت کیا
کہ اب کیا کرنا چاہئے؟ بزرگ نے فرمایا جو تمہین مناسب معلوم ہو وہ کرو۔ آخر
سب کی رائے سے ان بزرگ کے دونون پیر کاٹ ڈالے گئے۔ اتنے مین
ان بزرگ کے کئی مرید کسی شہر سے حاضر ہوئے دیکھا کہ پیر صاحب کے پاون
کاٹ ڈالے گئے۔ واقعات معلوم ہونے پر وہ لوگ ان امیرون پر بہت
بگڑے اور کہا کہ ہم نے تو قسم کہائی ہے کہ جب تک پیر کے قدمونکو بوسہ نہ
دینگے اسوقت تک کہانا نہین کہائینگے اب ہماری یہ قسم کسطرح پوری ہوگی
ڈاکٹر نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین لکڑی کے پیر لگا دون۔ سبنے اس رائے کو
پسند کیا۔ امیرون مین سے ایک نے کہا اگر یہ ہی کرنا ہے تو وہ غریب آدمی
دو پاون لیکر بیٹھا رہتا ہے اُس سے لیکر لگا دئے جائین۔ پیر صاحب سے
اسکا مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر لکڑی کے پیر لگانا چاہتے ہو تو پہلے ہی
پاون کیون کاٹے وہ بہی لکڑی ہی تہے۔ مگر آپ نے اجازت دیدی اور سب
لوگ مل کر اُس غریب شخص کے پاس گئے اور کہا کہ پیر صاحب کے پیر کاٹ
ڈالے گئے ہین اگر تم یہ پیر دیدو تو ہم بجائے اُن پیرون کے انکو لگا دین
غریب آدمی نے کہا خبردار میرے پاس بہی نہ آنا۔ تم ہی لوگ ہونا جنہون نے
میرے پیر کے پاؤنکو اپنی جاگیر سمجھ رکہا تہا اور مجھے کبہی دور سے بہی نہین

دیکھنے دیا۔ اب یہ پیر بہی جو مین نے اپنے دلکی تسلی کیلئے بنا رکھے ہین چھینا
چاہتے ہو۔ لوگون نے کہاکہ ہمکو انکی ضرورت نہین ہے یہ تو تمہارے پیری کیلئے
ہم مانگتے ہین۔ اس نے کہا اگر یہ بات ہے تو مین دیتا ہون لیکن اس شرط پر کہ
میرا قبضہ ان پیرون پر بدستور رہے اور کوئی شخص انکو ہاتہ نہ لگائے چونکہ
باہر سے آئے ہوئے مرید بہوک سے اور پیر صاحب تکلیف سے بیتاب ہو رہے
تہے اور جلدی کر رہے تہے سبنے یہ شرط قبول کرلی۔ اور یہ پیر بزرگ کے
کٹے ہوئے پیرونکی جگہ جوڑ دئے گئے۔ جوڑنا تہاکہ یہ پیر اصلی پیر بنگئے اور
بزرگ چلنے پہرنے لگے۔ اور غریب پیر تک پہنچکر ہر وقت پاؤن دبانیکی
خدمت بجالاتا رہا۔ اور چند روز کے بعد جب اسکی ریاضت کا وقت پورا ہوگیا تو
پیر صاحب نے ایک ہی نظر مین اوس کو کامل کر دیا"
مطلب اس کہانی کا یہ ہے کہ جسکے دل مین سچی محبت ہے اوسکو اپنے
مطلوب کا قرب ہر وقت اور ہر جگہ حاصل ہوتا ہے۔ اور قرب بغیر دوری کا
درد اوٹہائے حاصل نہین ہوتا۔
ایک مرتبہ گارڈ ماما کی بیوی مامی بائی مہاراج کیلئے کئی قسم کے کہانے
پکا کر لائی۔ مہاراج نے کہانے سے انکار کیا۔ جب مامی بائی نے بہت ضد کی تو
فرمایا کہ اگر تو میرے کہنے کے موافق عمل کریگی تو مین کہاؤنگا یہ کہکر فرمایا کہ یہ
تمام کہانا اس فضلے کی گاڑی مین ڈال دے۔ مامی بائی تعمیل حکم کا وعدہ

کرچکی تہی۔ فوراً اُٹہی اور تمام کہانا گاڑی مین ڈال آئی۔ مہاراج نے اس کے ہاتہہ سے خالی رکابیان لین اور انکو چاٹ کر کہا کہ مین نے سچ مچ کہانا کہایا۔ ایسا ہی حال آپ کے تمام معتقدین کا تہا کہ آپ جو حکم فرماتے بلا عذر اور بے کم وکاست بجا لاتے۔ اس تعمیل حکم کے متعلق مہاراج نے ایک قصہ بیان فرمایا

قصہ

ایک راجہ نہایت عابد زاہد اور خدا پرست تہا اور ہر وقت خدا شناس بزرگون اور پنڈتون کا اس کے دربار مین ہجوم رہتا۔ ایک روز راجا نے کہا کہ "جو کچہہ بہی ہم کرتے اور ہوتا ہے وہ سب خدا کیطرف سے ہوتا ہے انسان کا اس مین کچہہ اختیار نہین"۔ ایک برہمن نہایت چالاک اور منہ چڑہا تہا بول اُٹہا کہ "نہین ایسا نہین ہے۔ خدا تو فعل سے بری ہے۔ یہ جو کچہہ ہو رہا ہے انسان کی قوت ارادی کا نتیجہ ہے جو اس سے اچہے یا بُرے کام کرواتی ہے۔ انسان غلطی سے اسکو خدا کیطرف منسوب کرتا ہے"۔ راجہ نے کہا کہ انسانی ارادہ کسی فعل کا محرک ضرور ہے۔ لیکن اس ارادے کا منبع مشیت ایزدی ہی ہے اگر اُسکی منشا نہ ہو تو ارادہ پیدا نہین ہو سکتا"۔ برہمن نے کہا کہ "خدا نرگُن ہے یعنی اوکی ذات خواہشات سے بری ہے۔ لہذا ارادہ پیدا کرنیوالا انسان ہی ہے۔ خدا نہ تو کچہہ کرتا ہے نہ کسی کام مین دخل دیتا ہے۔ وہ خدائے واحد ہر جگہ موجود ہے ہرشے کا آغاز بہی وہی ہے اور انجام بہی وہی ہے۔ ہم نے اسکو صرف ایک

ذریعہ انجام کار کا بنا رکہا ہے"۔ راجہ نے کہا کہ مین اس کا قائل نہین۔ ورنہ کوئی
قوی ثبوت پیش کر"۔ برہمن نے کہا بہتر ہے مین اس کا ثبوت دونگا۔ یہ کہکر برہمن
اُٹھا اور بہیس بدلکر ایک گاؤن مین پہنچا۔ یہان ایک گدھا مرا پڑا تہا برہمن نے
اوسکو اُٹھایا اور رات کو گاؤن سے ایک میل کے فاصلے پر لیجا کر دفن کر دیا۔
اور اسیوقت مٹی کی سمادہی بنادی۔ اور اسپر ناریل اور اگر بتیان رکہہ واپس چلا
آیا۔ دوسرے دن گاؤن والے اودہر سے گذرے اور نئی سمادہی دیکہکر رک گئے
سمجہے کہ کوئی نیا دیو بر آمد ہوا ہے۔ قریب گئے اور باقاعدہ پوجا کی۔ چنانچہ تمام
گاؤن مین اسکی خبر ہوگئی اور لوگ آ آکر پوجا کرنے لگے۔ ایک ماہ بعد یہ برہمن
پہر اس گاؤن مین آیا اور لوگون سے کہا کہ مین کاشی جی گیا تہا۔ وہان مین نے
ایک خواب دیکہا کہ اس گاؤن کے قریب کوئی دیوستہان نکلا ہے جہان ایشور
خود قیام پذیر ہے۔ دیہاتیون نے اسکی تصدیق کی اور اسکو وہان لیگئے۔ قریب
پہنچکر یہ سجدے مین گیا اور آرتی پوجا کی۔ پہر برہمن نے دیہاتیون کی امداد سے
بڑی بہاری جاترا بہروائی جس مین ہزارون آدمی شریک ہوئے۔ اب گاؤن
والے روزمرہ یہان آنے اور پوجا پاٹ کرنے لگے۔ اور ملک مین چارون طرف
اسکی شہرت ہوگئی۔ یہانتک کہ راجہ صاحب کو بہی خبر ہوئی اور وہ اپنے حسن
اعتقاد کیوجہ سے یہان حاضر ہوے۔ اور ہزارون روپیہ یہان خرچ کیا۔
راجہ اپنے پہلے خیال پر قایم تہا کہ خدا ہر چیز کا کرنیوالا ہے اور اب اپنی بندگی

مرادین پر لانیکے لئے یہان ظہور کیا ہے۔ برہمن ہی حاضر خدمت ہوا اور
اپنا مصنوعی خواب بیان کیا راجہ سنکر بہت خوش ہوا اور برہمن کی قدر ومنزلت
زیادہ کرنے لگا۔ اور کہا دیکہا مین جو کہتا تہا آخر وہ سچ ہے یا نہین۔ خود خدا
آکر اپنے بندونکے کام پورے کر رہا ہے۔ برہمن نے کہا جہان پناہ مین اس
مقام کو دیکہون تو کہون کہ کیا بات ہے۔ راجہ یہ سنکر اسکو اپنے ہمراہ وہان
لے گیا۔ برہمن تہوڑی دیر سر جہکائے کہڑا رہا۔ اور پہر کہا مہاراج یہان تو خدا مجہے
نہین دکہائی دیتا۔ لوگ محض اپنے اعتقاد سے اپنی اپنی مرادین پارہے ہین۔
راجہ نے کہا یہ کیا خدا نہین تو کون ہے۔ برہمن نے کہا مین پائل ہون اس لئے
مجہے زمین کے اندر کی چیز دکہائی دیا کرتی ہے۔ اسجگہ تو گدہے کی ہڈیان مجہے
دکہائی دے رہی ہین۔ راجہ ہنس پڑا اور کہا برہمن دیوانہ ہو گیا ہے۔ ہزارون
آدمیونکی مرادین بر آرہی ہین اگر یہان گدہا ہوتا تو ایسا کیونکر ممکن تہا۔ برہمن
نے کہا اگر آپ سب لوگونکو باہر کر دین تو مین آپ کو دکہا دون چنانچہ سب
لوگ باہر کردئے گئے اور برہمن نے سمادہی توڑ کر گدہے کی ہڈیان نکالین
اور راجہ کو دکہا کر کہا کہ دیکہئے شاستر کی رو سے گدہے کی لاش اسقدر ناپاک ہے کہ اسکو
ہاتہہ بہی نہین لگانا چاہئے لیکن عام لوگونکو کیا معلوم کہ یہان کون ہے۔ صرف
ان کا سچا اعتقاد یہان کام کرتا ہے۔ اب فرمائیے یہان خدا کا کیا کام ہے۔
راجہ آخر قائل ہو گیا۔ اور لوگ بدستور اسکو دیو مانتے رہے۔ درحقیقت جب

تک انسان کا اعتقاد درست نہین ہوتا اور وہ سچے دل سے کسی کام کو نہین کرتا کبھی کامیاب نہین ہوسکتا۔

چونکہ مہاراج جس چھپر مین مقیم تہے وہ چارون طرف سے کہلا ہوا تہا اور سردی بہت زیادہ تہی بہاگو مہارنی کے خاوند نے اس مین ایک دہونی لگادی تہی جو ہروقت روشن رہتی۔ ایک شب کو ایک کالا ناگ جھونپڑی مین آیا اور دہونی کے پاس جہان مہاراج لیٹے ہوئے تہے کنڈلی مار کر پڑ گیا۔ صبح ہوتے ہی چلدیا۔

مہاراج اکثر بھنگیونکی چال مین جاکر ان کے بچون کے ساتہ بے تکلف کہیلا کرتے اور اسوقت نہایت ہی خوش نظر آتے۔ انہین غریبون اور نیچ ذات کے لوگون سے بڑی محبت تہی اور اکثر فرمایا کرتے کہ خدا غریبونکا والی ہے۔ اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ بیان فرمایا۔

خاکساری

مثل مشہور ہے "غریبونکا اللہ والی" یعنی اللہ غریبونکا مالک اور نگہبان ہے۔ اور غریب اسکی عنایت کے زیادہ مستحق ہین۔ اس لئے جو خود کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا مستحق بنانا چاہتا ہے وہ غریبی اور خاکساری پسند کرتا ہے جس طرح کہ ایک شہر مین دو بہائی تہے۔ بڑا نہایت ہی خودغرض اور جابر تہا۔ چھوٹا بیغرض اور رحم دل تہا۔ باپ کے مرنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے لگا تو بڑے بہائی نے تمام اچھی

اچھی چیزین خود لین اور خراب چیزین اپنے چہوٹے بہائی کو دین۔ بہینس پر
آکے جھگڑا پڑا۔ بڑے بہائی نے چاہا کہ مین لون اور چہوٹے نے کہا کہ مین لون۔ آخر
پنچایت مقرر ہوئی۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ بہینس بیچ کر آدہی آدہی قیمت تقسیم کردیجائے
لیکن دونون بہائیون نے اس کو نامنظور کیا۔ اور یہ قرار پایا کہ مکان کی دیوار
مین ایک کمان بنائی جائے اور اس مین بہینس کو باندہا جائے تاکہ آدہی بہینس
ایک کے گہر مین رہے اور آدہی دوسرے کے۔ یہ طریق دونون نے پسند کیا اور
بڑے بہائی نے کہا کہ بہینس کا منہ میرے گہر مین رہے اور دم چہوٹے کے گہر مین
چہوٹا تو ہر بات بلا عذر قبول کرتا چلا آرہا تہا منظور کر لیا۔ اب بڑا روز بہینس کے
منہ کو پیار کرتا۔ دانہ گہاس کہلاتا اور خوش ہوتا۔ چہوٹا روزانہ موت گو برصاف
کیا کرتا۔ چند روز کے بعد بہینس نے بچہ جنا اور دودہ دینے لگی۔ چونکہ بہینس کا
پچہلا دہڑ چہوٹے کے حصے مین تہا اس لئے بچہ کا بہی یہ مالک ہوا اور روزانہ دودہ
بہی نکالنا شروع کیا اور اسکے فائدے سے چند روز مین مالدار ہو گیا۔

بہاگو جہارنی کا گہر مہاراج کے معتقدون سے بہرا رہتا تہا اور ہر ذات کے
آدمی بلا تکلف آتے یہانتک کہ بنگالی عورتین جو اپنی رسم کیموافق مغرب کے بعد
گہر سے کبہی باہر نہین جا سکتین اپنے اپنے خاوندونکے ساتہہ آتین اور نہایت
ہی ادب و تعظیم سے پیش آتین۔ ونکو آکر مہاتما کے غسل دینے مین شریک ہوتین
چونکہ شری رام کرشنا کی یاد اور شہرت انکے دلون مین تازہ تہی۔ مہاراج کو

رام کرشنا کا ثانی سمجھنے لگیں۔ بعض دت اوتار۔ بعض پرم ہنس اور بعض پرابرہما خیال کرتین اور اسی بنا پر مہاراج شہر بہر مین بت کیطرح پوجے جانے لگے۔ گو اس طریق سے مہاراج ہمیشہ ناراض رہے اور خدائے واحد کو ماننے اور اسکو سجدہ کرنیکی ہدایت فرماتے رہے اور آتما۔ ان آتما۔ اور پر آتما جیسے اوق اور مفید مضامین پر بحث کرتے اور ان کے نکات بیان فرماتے اور بتاتے کہ اس دنیا کے رنج و راحت پر قانع رہنا یا اس سے بڑھکر ابدی راحت کیطرف جانے کی کوشش کرنا بہتر ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ مین علم سے بے بہرہ ہون۔ میرا ظرف بالکل خالی ہے۔ اور میری تقدیر کا چکر اُلٹا گردش کرتا ہے۔ اس لئے مجھے اپنے اندر خلا نظر آتا ہے۔ مین جو کچھ تمہین سمجھاتا ہون وہ تمہارا ہی علم ہے جو تم سے نکلکر مجھ مین سرایت کرتا ہے۔ اور مین تمہین اچھی شکل مین سنا دیتا ہون۔ اگر یہ علم تم سے مجھے بُری شکل مین پہنچتا ہے تو مین بھی اُسی شکل مین لوٹا دیتا ہون۔ اور یہی وجہ ہے کہ مین کبھی تمہین عقل و دانش کی باتین سناتا ہون اور کبھی گالیان دیتا ہون اور مین بدستور خالی کا خالی رہتا ہون۔ اسطور پر تمہارا پوشیدہ علم میرے ذریعے سے تم پر صاف صاف روشن کیا جاتا ہے۔ میرا ظرف چونکہ خالی ہے اس لئے تمہاری مقدار علم اس مین چلی آتی ہے اور پھر اصلی حالت مین تمہاری عقلمندی یا بیوقوفی کو ظاہر کرتی ہے۔ اسکو ہوا سے تشبیہ دیجا سکتی ہے۔ جیسے کہ ہوا

خالی برتن مین داخل ہو جاتی ہے۔ اسیطرح جب تم میرے قریب آتے ہو تو
تمہارا اچھا یا بُرا علم جگہ خالی پاکر داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن میری بدقسمتی ہے کہ جو
کچھہ میرے خالی ظرف مین داخل ہوتا ہے فوراً باہر آجاتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہی
ہوتا ہے کہ تم میرے سامنے آتے ہو اور تمہاری اچھی یا بُری صفتین میرے خالی
ظرف مین سماتی ہین لیکن مین انکو نہ رہنے دیتا ہون اور نہ واپس کرتا ہون۔
کیونکہ تم مین اسوقت انکے قبول کرنیکا مادہ نہین ہوتا۔ ایسے وقت مین وہ میرے
ظرف کو چھوڑ کر تم مین بلا احساس اور نامعلوم طریقے پر واپس داخل ہو جاتی
ہین۔ میری اور تمہاری حالتونکا اندازہ اس گیند سے کیا جا سکتا ہے جو دیوار
کیطرف پھینکا جائے اور وہ دیوار سے ٹکراکر پھر واپس پھینکنے والے کیطرف
چلا آئے۔ یا اُس آئینہ سے جس مین تم اپنا عکس دیکھتے ہو۔ اور علیحدہ ہوتے
ہو تو وہ عکس بہی اس آئینے سے غائب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سدگرو اُس آئینے
کی مانند ہے جو تمہارے چہرے کے حسن و قبیح کا عکس بے کم و کاست تمہارے
پیش کر دیتا ہے۔ مین ایک عورت اور اُسکے خاوند کا قصہ تمہین سناتا ہون
تاکہ یہ مضمون تمہاری سمجھہ مین بخوبی آجائے۔

قصہ

ایک عورت اپنے خاوند کیلئے کہانا پکارہی تھی گھبراہٹ مین اپنی ناک
کی لونگ اتار کر ڈورے مین باندہ گلے مین لٹکالی۔ پکانے سے فارغ ہو کر منہ

دھونے بیٹھی تو ناک مین لونگ ندارد۔ بڑی گھبرائی کہ قیمتی لونگ جاتی رہی خاوند خفا ہوگا۔ اسی غم مین دھاڑین مار مار کر رونے لگی۔ آواز سنکر ہمسایہ بڑھیا آئی اور پوچھا بُوا کیون روتی ہو خیر تو ہے؟ عورت نے کہا خیر کہان رہی میری ناک کی لونگ جاتی رہی چارونطرف ڈھونڈا کہین پتہ نہین اب وہ آنکر خدا جانے کیا ستم ڈھائینگے۔ بڑھیا نے دیکھا کہ لونگ تو اسکے گلے مین لٹک رہی ہے اور یہ خواہ مخواہ ہلکان ہوئی جاتی ہے۔ ہنسنے لگی اور سامنے سے آئینہ اُٹھالائی اور کہا دیکھو تمہاری لونگ اس مین ہے۔ عورت نے آئینہ دیکھا تو لونگ کو اپنے ہی گلے مین لٹکا ہوا پایا۔ یہ دیکھکر وہ اپنی بیوقوفی پر بہت نادم ہوئی۔ قصہ سناکر مہاراج نے فرمایا کہ مین بھی ایسا ہی آئینہ ہون کہ جس مین تمہارے تمام عیب و ہنر کا عکس پڑتا ہے۔ جنسے تم دنیا کے مشاغل مین گرفتار ہوکر اوسکی فکر مین محو رہکر بیخبر ہو۔

بعض اوقات مہاراج خدا کی شان کرم کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ جس طرح بارش ہر پاک و ناپاک سخت و نرم اور اونچی نیچی جگہ پر پڑتی ہے خدائے واحد اور لاشریک کا ابر رحمت بھی ہر جگہ یکسان برستا ہے لیکن جس طرح پتھریلی زمین پانی قبول نہین کرتی مگر نرم زمین تمام پانی جذب کرلیتی ہے اسیطرح وہ شخص جس کا دل پتھر کیطرح سخت ہوتا ہے باران رحمت کو جذب نہین کرسکتا اور وہ شخص جس کا دل نرم ہوتا ہے جذب کرلیتا ہے۔

یا جس طرح کہ سورج کی روشنی کہ ہر شے پر پڑتی ہے مگر وہی چیز اوسکی روشنی جذب کرتی اور خود روشن ہوتی ہے جس مین روشنی کے جذب کرنیکا مادہ ہوتا ہے اسیطرح خدا کی شان کرم ہے کہ ہر ایک شخص پر برابر ظہور پذیر ہوتی ہے مگر اس کا فائدہ ہر شخص کی استعداد کے موافق ہوتا ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو خدا کی رحمت اور کرم کا مستحق بنانے کیلئے تیار کرے اور اس دل کو جو پتھر اور مٹی کی مانند سخت اور تاریک ہے نرم اور آئینہ کی طرح روشن کرنیکی کوشش کرے تاکہ اس ذات پاک سے جو لایزال و لایموت ہے اور جو کل کائنات پر حاوی اور جس کا چشمۂ کرم ہر ادنیٰ و اعلیٰ کیلئے ہر وقت جاری ہے قرب حاصل کرسکے۔ اور یہ ہی زندگی کا اصل اصول ہے۔

مہاراج اکثر اشلوک پڑھتے رہتے اور یہ اشلوک زیادہ پڑھتے:۔

نہم پرکاشس سَروسیہ یوگ مایا سماوِرتہا

یعنی کوئی میری اصلی حالت کو نہین سمجھ سکتا کیونکہ مین یوگ مایا کے لباس مین ہون" بعض اوقات آپ مندرجہ ذیل فقرہ شعر کی طرح گایا کرتے:۔

آئی آئی گا بائی بائی گا   اتا کسنا کائے لگڑو بائی

اور یہ فقرہ انکی زبان پر اسوقت جاری ہوتا جب انکے کسی معتقد پر کوئی مصیبت آنے والی ہوتی۔ بعض اوقات آپ بالکل ساکت بیٹھے رہتے اور لوگ سلام کرکے دبے پاؤن واپس چلے جاتے۔

آپ اکثر شام کیوقت بہنگیون کی بستی مین جاتے اور اُنکے گہرون مین جاکر کام کیا کرتے اور فرماتے کہ سب سے اونچی ذات برہمن کی اور سب سے نیچی ذات بہنگیونکی ہے۔ ہبیرے لئے یہ لازمی ہے کہ اونچی ذات کا برہمن ہونیکی وجہسے نیچی ذات کا بہنگی بنون، اور یہ اس لئے کہ سدگرو کے لئے یہ دہونون طبقے برابر ہین

ایک دن مہاراج کے پاس کسی امیر کی بیوی اپنے خادمونکے ساتھہ درشن کو آئی۔ یہ اپنے مکان پر مہادیو کی پوجا کیا کرتی ہتی لیکن اس طرح کہ خادم اسکے بدلے پوجاپاٹ کیا کرتے اور یہ اخیر مین صرف شنکر کے قدمونپر پانی ڈالتی مہاراج پر منکشف ہوگیا لہذا اسکے بیٹھتے ہی آپ نے یہ قصہ شروع کیا۔

قصہ

ایک پندرہ سالہ یتیم لڑکی جس کا کوئی بہی وارث نہین رہا تہا اور بالکل ہی بے یار و مددگار جنگلون مین بہٹکا کرتی ہتی پہرتے پہرتے ایک کہائی کے کنارے پہنچی۔ یہان ایک گدہا ٹانگ ٹوٹا پڑا تہا اور چیل کوے اُس کا گوشت نوچ رہے تہے اسکی تڑپ اور بیقراری سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ اِس مصیبت سے بچنا چاہتا ہے لڑکی کو اپنی حالت اور اسکی حالت ایک دیکہکر رحم آیا اور اوسکی تیمارداری کرنے لگی۔ یہانتک کہ وہ اچہا ہوگیا۔ لڑکی نے پہر ایک چہپر باندہا تاکہ بارش اور سردی سے گدہے کو امان ملے اور ادہر ادہر سے گہاس لاکر اوسکو کہلایا کرتی ہرچند لوگون نے اس کا مذاق اُڑایا مگر

وہ اسکی خدمت سے باز نہ آئی۔ تہوڑے دن کے بعد گدہا مر گیا۔ لڑکی نے ایجگہ قبر کہود کر اسکو دفن کر دیا اور پوجا کرنے لگی۔ لوگون نے پوچہا کہ گدہے کی پوجا کیون کرتی ہے؟ تو اُس نے کہا کہ یہ گدہا نہین تہا وشنو اس روپ مین آیا تہا اور اب وہ میرے لئے ایک اُڑن کہٹولا بہیجے گا اور اس کے ذریعے اُڑکر مین اسکے پاس جاؤنگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ وشنو کی خدمت مین حاضر ہوئی وشنو نے کہا کہ تیری خدمت کا پورا صلہ تجہے ملگیا۔ اب تو دوبارہ دنیا مین جا لڑکی نے کہا اب پہر کیون تکلیف مین پہنساتے ہو؟ وشنو نے کہا کہ ایکے تجہے شہزادی بناکر بہیجا جائیگا اور تو ہر طرح کا آرام پائیگی اور جوان ہونے پر تجہے گذشتہ زندگی کا سارا حال معلوم ہوگا اور اسوقت پہر مین تجہے درشن دونگا۔ چنانچہ وہ لڑکی بادشاہ کے گھر پیدا ہوئی اور نہایت ہی عیش و آرام مین پرورش پائی تمام سلطنت گویا اُسی کے زیر فرمان تہی۔ جوان ہوئی تو شادی کی تیاریان ہونے لگین۔ اتنے مین حسب وعدہ اسپر گذشتہ زندگی کے حالات کا انکشاف ہوا۔ اور اس نے خود کو ایک مفلوک الحال یتیم لڑکی کی حیثیت مین گدہے کی خدمت کرتے ہوئے دیکہا اور دیکہا کہ وہ وشنو کی خدمت مین حاضر ہوئی ہے۔ اس حالت کو دیکہکر لڑکی کا دل شادی اور دنیا کے عیش و آرام سے پہر گیا اور اپنے باپ سے ساری حقیقت بیان کی اور شادی سے انکار کر دیا اب اس نے خیال کیا کہ مین نے اس قلیل خدمت کے صلے مین اسقدر گران بہا،

عطیہ پایا ہے تو اس حالت مین زیادہ خدمت کرنے سے زیادہ مرتبہ پاؤنگی یہ سوچکر
اوسنے اپنے باپ سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ شہر کے تمام اندہے لنگڑے لولے اور
معذور غریبونکو بلا تفریق مذہب و ملت کہانا کہلایا جایا کرے۔ چنانچہ باپ نے
حکم دیدیا اور لنگر خانہ جاری ہوگیا۔ رات دن ملازمان سلطانی اس کام مین لگے
رہتے اور یہ خود محل کے دریچے سے بیٹھی تماشہ دیکہا کرتی۔ یہ جانتی ہتی کہ وشنو
کسی نہ کسی دن ضرور آکر درشن دینگے۔ چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ ہر ایک شخص کہانا
کہانے کے بعد مجہسے ملکر جایا کرے۔ جو شخص اسکے پاس آتا اُس سے یہ دریافت
کرتی کہ "اگر اُتنے کیلئے اِتنا تو اِتنے کیلئے کتنا۔ ہر ایک آدمی اپنی اپنی سمجہ
کے موافق جواب دیتا اور چلا جاتا۔ آخر ایک سال کے بعد وشنو ایک نحیف و
نزار بڈہے بہکاری کے بہیس مین آیا۔ شاہزادی نے حسب دستور اس سے سوال
کیا کہ اُتنے کے بدلے اِتنا تو اِتنے کے بدلے کتنا۔ بڈہے نے جواب دیا کہ
"اتنا ہی"۔ یہ سمجہ گئی کہ یہی وشنو ہے۔ قدمونپر گر پڑی اور عرض کیا کہ میرے
مالک اِتنا ہی کیون؟ وشنو نے جواب دیا کہ یہ غربا تیرے باپ کی دولت سے
پرورش پا رہے ہین اور کہانا کہلانے مین بہی اسکے نوکر کام کر رہے ہین تُو تو
مزے سے پلنگ پر بیٹھی تماشہ دیکہتی رہتی ہے۔ یہ تیری ہی خاص خدمت نہین
ہے البتہ تیری وجہ سے ہے تو ہم اسکے بدلے مین تجہے آیندہ ایک ذی اقتدار
شہزادی بنائینگے۔ یہ سنکر اس لڑکی نے کہا کہ جدائی کی تاب مجہہ مین نہین ہے اور

اب مین اس دنیا مین رہنا نہین چاہتی - جواب ملا کہ اگر تیری ایسی ہی خواہش ہے تو کوئی ایسی خدمت کر جیسی کہ گدہے کی خدمت کی تہی - اسوقت تو یتیم ویکس لڑکی کی حیثیت مین تہی اور اب شہزادی کی لہذا اب تجکو میرے پاس آنے سے پیشتر کسی غریب اور قابل رحم آدمی کی خدمت بجا لانی چاہیئے - یہ کہکر وشنو غائب ہوگیا اور شہزادی نے جو ناز ونعم مین پل کر نازک طبع ہوگئی تہی سب کچھہ چھوڑ دیا - اور ایسی مصیبت زدہ ہستی کی تلاش کرنے لگی جس کی وشنو کی منشا کے مطابق خدمت کرسکے - آخر اسکو ایک لاچار اور بیمار آدمی ملا جسکی اوس نے سچی خدمت شروع کی اور اسکی مرنے کے بعد اس کی قبر بنائی - جب اسطرح اسنے اپنا وعدہ پورا کیا تو وشنو پہر اسکے پاس آیا اور اسکو دائمی راحت اور آرام کیطرف لیگیا - ایک عالی مرتبہ شخص کے لئے کسی حقیر اور ادنیٰ آدمی کی خدمت کرنا نہایت ہی قابل قدر بات ہے جیسا کہ شہزادی نے بہکاری کی حیثیت مین کام کیا اسی طرح ایک برہمن بہنگی کی حیثیت مین کام کر رہا ہے دنفس کشی سے ایسے ایسے کام انجام پاتے ہین کہ دنیا کو خواب مین بہی نظر نہین آتے - دولت مند کو خود خدمت اور عبادت کرنا چاہیئے نوکرونکے ذریعے خدمت کرنے سے کسی اچہے صلے کا مستحق نہین ہوسکتا -

جب آپ آدمیونکے ہجوم سے تنگ آتے تو فرماتے کہ تم لوگ میرے پیچہے کیون پڑے ہو ؟ مین تو ایک دیوانہ اور مجنون آدمی ہون - مجہسے تو

تم لوگ اچہے ہو جو مجہہ مین اپنا اچہا عکس دیکہتے ہو۔ وہر م راج چونکہ خود اچہا
تہا اسلئے وہ سارے زمانے کو اچہا جانتا تہا۔ میرے گو موت مین بیٹھنے اور
پہٹا پرانا ٹاٹ باندہے رہنے پر نہ جاؤ یہ کوئی نشانی بزرگی کی نہین ہے۔ گو
موت مین بیٹہنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ مین اول تو اسقدر زار وخیف ہون کہ اپنی
حفاظت خود نہین کر سکتا دوسرے یہ کہ پہلے مین دیوانہ تہا جب ہوش مین آیا
تو خود کو اس حالت مین پایا لہذا مین نے اپنی اس حالت کو قایم رکہا تاکہ میرا
جنون پہر نہ عود کر آئے۔ ٹاٹ اسلئے باندہتا ہون کہ خود مزدوری کرنے کے
قابل نہین ہون۔ اور دوسرونکو اپنے لباس اور زیب وزینت کیلئے تکلیف
دینا چاہتا نہین۔ پس ایسی حالت سنکر بہی تم مجہے ولی یا بزرگ سمجہو تو تم اپنے
مختار ہو۔ لیکن مہاراج کے معتقدین جنکو رات دن تجربے ہو رہے تہے ان
بہکانیوالی باتون مین کب آنیوالے تہے۔ بلکہ آپ کو بُدہا کا اوتار سمجہنے
لگے جو کل جگ مین نوان اوتار مانا جاتا ہے۔

جب کوئی عالم پنڈت آپ کے پاس آکر علم کی باتین کرنے لگتا تو
آپ فرماتے کہ بہائی مین تو محض بے علم ہون اور اپنا تصنیف کردہ اشلوک
"اہم مُرکہہ مہا مُرکہہ مہا مُرکہہ شرومنی۔ یوم پُچہیا بسندتا چ ماگچہنتو مماتنک" سناتے اور کہتے کہ آپ
لوگ عالم اور خدا رسیدہ ہین مین تو دیوانہ اور بیوقوف آدمی ہون۔ بعض
لوگ جرأت کر کے بحث ہی کرتے اور کہتے کہ ہم آپ کو کیونکر بے علم سمجہین جبکہ

آپ ہمارے سامنے حقیقت و معرفت کے ایسے ایسے راز کھولتے ہین اور وید
و شاستھر کے اشلوک سو لنکے سئے دلائل ہم بانچلتے ہین جو ہم نے آجتک وید
اور شاستروں سے حاصل نہین کئے۔ یہ کام کسی بے علم کا نہین ہو سکتا۔ مہاراج
نے فرمایا کہ مین نے تو نہ کسی مدرسے مین پڑھا نہ کسی گرو سے سیکھا نہ مین ان
مضامین سے واقف۔ یہ جو کچھہ مین بیان کرتا ہون ایک بڑھیا کی زبانی
سُنے سنائے کرتا ہون۔ پھر آپ نے اس بڑھیا کا قصہ بیان فرمایا۔

روحانی معلّمہ

میری عمر ۱۲ برس کی تھی کہ مین سخت بیمار پڑا۔ ڈاکٹرونکا علاج ہوا
مگر بے سود۔ حکیمون اور ویدون نے بھی اپنا اپنا زور لگایا مگر بیکار آخر گھروالے
تھک گئے اور حکیم مطلق کے بھروسے پر چھوڑ دیا۔ اتفاق سے ایک ہمسایہ
بڑھیا آئی جو اکثر ہمارے یہان آیا کرتی اور سب لوگ اس سے محبت رکھتے تھے
میری والدہ نے کہا دیکھو تو یہ لڑکا مرا جارہا ہے اور تم نے آکر کبھی خبر بھی نہ لی
اب آئی ہو تو کچھہ علاج کرو۔ بڑھیا نے مجھے دیکھکر کہا کہ یہ تو مجھے بہت ستایا
کرتا ہے۔ مرجائے تو اچھا ہے۔ چونکہ ضعیف العمر اور نیک عورت تھی کسیکو اس
کہنے کا بُرا نہ لگا۔ اور کہا کہ تمکو اختیار ہے۔ علاج کرو یا مرنے دو۔ بڑھیا نے
کہا۔ یہی کوئی بات ہے کہ جب سب حکیم ڈاکٹر ہو چکے اور بچہ مرنے کے قریب آیا
تو مجھے علاج کیلئے کہا۔ پہلے کیا مین مرگئی تھی۔ خیر مین علاج کرتی ہون مگر

اس شرط پر کہ کسی دوسرے کا علاج بیچ مین نہ کیا جائے اور نہ کوئی اس سے بات کرے ورنہ مین ذمہ وار نہین۔ چنانچہ ان شرائط کیساتھ اُس نے میرا علاج کیا۔

اس بڑھیا کا قد لمبا اور بدن سڈول تہا اور اپنی عمر کے لحاظ سے مضبوط دکہائی دیتی تہی۔ اسکے بال سفید ہوچکے تہے اور خاوند مرچکا تہا لیکن ہندو رسم کے خلاف وہ ہمیشہ اپنی پیشانی پر تلک لگایا کرتی۔ جیسا کہ بڑہیا نے کہا تہا واقعی مین اور دوسرے شریر لڑکے ہمیشہ اوسکو چہیڑا کرتے کہ اب بڑہاپے مین تلک کیون لگاتی ہے؟ اور زبردستی یہ تلک پیشانی سے بجہادیا کرتے۔ بڑھیا چیختی چلاتی کہ کمبختو! تم میرے سہاگ کے کیون دشمن ہوئے ہو؟ اسپر ہم پوچہا کرتے کہ اچھا اپنا شوہر بتا کہان ہے ورنہ ہم تلک ضرور بجہائینگے جس سے یہ بڑہیا بہت تنگ آیا کرتی لیکن باینہمہ کبہی کسیکو بددعا نہین دی۔ بات یہ ہتی کہ شادی کے دو ماہ بعد ہی اس کا خاوند مرگیا اور یہ بیوہ ہوگئی۔ ہندو رسم کے موافق بیوہ عورت تلک نہین لگا سکتی لیکن چونکہ اسوقت یہ جوان تہی اس کا دل نہ مانا اور یہ برابر تلک لگاتی رہی اسکی مان نے بارہا منع کیا مگر اسکے جواب مین یہ کہتی کہ تو پہلے اپنا تلک چہڑا پہر مجہسے کہہ غرضکہ تمام لوگون نے اسکو طعنے دینے شروع کئے اور ہر وقت چہیڑنے لگے جس سے اسکو اسقدر صدمہ ہوا کہ یہ دیوانی ہوگئی! مین نے یہ ساری حقیقت سنی تہی اس لئے مین سب سے زیادہ ستایا کرتا تہا۔ اور چونکہ یہ خود نیک

ں اسلئے کبہی مجہپر خفا نہین ہوتی تہی۔ چونکہ اب مین اسکے زیر علاج تہا اور کو
وسرا میرے پاس نہین آتا تہا یہ ہر وقت میرے پاس بیٹہی رہا کرتی اپنے ہاتہ
میرے لئے کہانا پکاتی اور اکثر میرے سر پر ہاتہ پہیرا کرتی۔ اور تمام وقت
قیقت و معرفت کے اسرار بیان کیا کرتی۔ جس مین گیتا کے اشلوک۔ تکارام
وا۔ تلسی داس۔ کبیر داس۔ اور رام داس کے ابہنگ اور دوہے سنایا کر
و آجتک میرے دلپر نقش ہین۔ دو مہینے تک اسی طرح وہ علاج کرتی رہی او
مجہے کامل صحت ہو گئی۔

تندرست ہونے کے بعد مین نے اسکو پہر ستانا شروع کیا اور ایک د
بامرار پوچہا کہ اس بڑہاپے مین تلک لگانے کا کیا سبب ہے؟ چونکہ اسکو مجہ
بہت ہی محبت تہی ایک دن کہا کہ اچہا آ مین تجہے اپنی زندگی کا راز سناتی
ہون مگر خبردار کسی سے بیان نہ کرنا۔ یہ کہکر اُس نے اپنے اس خلاف رسم طر
پر چلنے کا راز مجہپر ظاہر کیا جو مین حسب وعدہ ظاہر نہین کرتا۔ لیکن اتنا کہنے مین
مضایقہ نہین سمجہتا کہ اگرچہ اوس کا خاوند فوت ہو چکا تہا لیکن وہ اکثر خدائی
روپ مین اوسکو دکہائی دیا کرتا تہا۔ جس سے اوسکو خیال ہوا کہ میرا خاوند زندہ
ہے اور مین بیوہ نہین ہون اور اسلئے مجہے تلک مٹانیکی ضرورت نہین ہے۔ یہ
مشاہدات اوسکی ریاضت شاقہ کا نتیجہ تہے جو اس نے قرب خدا حاصل کرنے کے
لئے کی تہی اور اپنی خودی کو بالکل مٹا دیا تہا۔

یہ قصہ سنکر مہاراج نے فرمایا کہ اس مفصل بیان سے مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ
مقصود تھا کہ جو بیکس ناداں لوگ بعد میرے کہتے ہوں۔ اور جو کچھ بہت سے ایسے لوگ
ہوں وہ سب اس قصہ سے سنا ہوا ہے۔ اسی طرح اور باتیں نے بھی مجھے
قصے سنائے ہیں جنکو پھر کبھی بیان کرونگا۔

پیر پر اعتقاد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

مہاراج کی خدمت میں جو لوگ حاضر ہوا کرتے تھے وہ مہاراج کو اپنا گرو اور پیشوا سمجھتے تھے۔ وہ مہاراج کے ہر حکم پر اسیطرح سر تسلیم خم کرتے تھے جس طرح کہ ایک سچے مسلمان فقیر کو اپنے پیر کا ہونا چاہیے۔ اور یہ حکم خواہ انکے مذہب اور رسم کے خلاف ہوں یا بظاہر نا مناسب ہی ہوں سچائی اور راستی سے بجا لاتے۔ ذیل میں اسکا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

معمول کے مطابق گرو سنکرانت (جو ہندو عورتوں کی عید کا دن ہے اور جسمیں وہ ... تیل اور گڑ تقسیم کرتی ہیں) پوس کے مہینے میں جو انگریزی جنوری ... تھی۔ لیکن مہاراج نے اس سال کے ... ایک دن فرمایا کہ سنکرانت

سے کے پاس شروع ہو گئے۔ حاضرین نے کہا کہ مہاراج مکر سنکرات تو دو چار
دن بعد کی ہے تو گوڑی پاڑوے کا تہوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مت سمجھو
گوڑی پاڑوا اور مکر سنکرات دونوں ایک ہی دن آ گئے ہیں۔ حاضرین نے کہا
ایسا ہوا ہے تو حکم دیا جائے ہم مکر سنکرانت کے اپاس شروع کر دیں۔ مہاراج
نے فرمایا کہ بہتر ہے تین روزہ اپاس رکھو غرض سب نے مکر سنکرانت کی صورت
از سر نو منائی اور تین دن روزہ رکھا۔ اور پھر عورتوں نے حسب دستور کپڑے
بدلے اور ایک دوسرے کے گھر جا کر تل گُل (تل اور گڑ) تقسیم کئے۔ جس کو دیکھ کر
دوسرے لوگ ان پر ہنسا کرتے تھے۔ مہاراج کی خدمت میں جب گوڑی پاڑوا
ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ پہلے نام دیو مہاراج مہالکشمی رانی کا شوہر کو دو چاہیے
نام دیو کو تل گُل دیا۔ پھر مہاراج نے تل گُل دستور دیکر اپنے دست مبارک سے
سب کو تقسیم کیا۔ اور پھر فرمایا کہ سب سے پہلے نامدیو کو اس لئے یہ تحفہ دیا
کہ کبھی ماننے میں میرا گرو تھا۔ میں ہر وقت اپنے پیچھے رہنے کی خواہش میں رہتا
ہوں کہ ہمت سے اگر چہ ہم سکے ہیں۔ خدا کی عنایت سے میرا اتنا اگر چہ ہو گیا ہو
پیارا ہے جو بڑا گرو ملا۔ چونکہ کبھی کسی خاص وجہ سے ہم نے مہاراج کی صورت میں
[illegible]
[illegible] اپنے [illegible]۔
[illegible]

پاس بہیجا تہا - اور اُسنے مجہے چار سال کی میعاد مین صرف "او۔نما۔ما۔سی" کا سبق پڑہایا - جسکے پڑہنے سے مجہپر باب علم وا ہوگیا - او نا ما سی کا سکہانا نہایت ہی دشوار کام ہے - اور اسکے معنی کو پورے طور سے سمجہنا گویا معرفت الٰہی کا حاصل کرنا ہے - اس جملے کے معنی مین مختصراً بیان کرتا ہون -

"جب پہلے پہل بچہ کسی استاد کے پاس پڑہنے بٹہایا جاتا ہے تو اُسکو شری گنیشا او نمٗ سی دھم (بسم اللہ کا مترادف جملہ) پڑہایا جاتا ہے - لیکن میرے اس گرو نے مجہے صرف ایک ہی جملہ او نماسی پڑہایا - اور اسکو معنی سمجہانے کیلئے اس جملے کے تین ٹکڑے اسطرح کئے - (او - نمٗ - آسی) جسکو ملاکر پڑہنے سے یہ معنی نکلتے ہین" تم کون ہو کا یہ جواب ہے" اور سدگرو اپنے چیلے کو یہ بتاتا ہے کہ وہ کون ہے - دراصل جملۂ مذکورہ مین - مین کون ہون کا جواب مدغم ہے - یعنی اُسی کے معنی ہین "تُم ہو" اور او نام یعنی" اوم نام کے" اسکو ملاکر پڑہو تو یہ جملہ بنتا ہے "تم ہو اوم نام کے" یا بالفاظ دیگر تمہارا نام اوم ہے - یا تم اونکار روپ ہوسکتے ہو - غرض چار سال مین میرے استاد نے مجہے آگاہ کردیا کہ اونکار روپ کیا ہے - اسلئے نام دیو میرا گرو ہے - اور ہاتہ اُٹہاکر مہاراج نے نام دیو کو سلام کیا - اور یہ دیکہکر تمام حاضرین نے بہی نام دیو کو سلام کیا - نام دیو کا اس بات سے دل بہر آیا اور رونے لگا -

مہاراج نے پہر تِل گُل کی بجائے حلوہ تقسیم کرنیکی رسم کو بے سود قرار دیا

ور سمجھایا کہ حلوے مین تل ملاتے ہین لیکن اس مین بجائے گڑھ کے شکر ہوا کرتی ہے
اور اسکے علاوہ لونگ۔ زعفران - الائچی اور دیگر خشک میوہ بہی ہوتا ہے۔ شاستر
مین اس دن صرف تل اور گڑہ ملاکر تقسیم کرنا باعث ثواب بتلایا ہے۔ حلوے
سے کوئی ثواب نہین ہوتا۔ معتقدین اس دن سے آپ کے حکم کیموافق چلنے لگے۔
مہاراج نے یہ تمام تقریر گوڑی پر بیٹھے ہوئے کی تہی جہان تمام لوگ
بے تکلف بیٹھے سنتے رہے جس سے انکے حسن عقیدت کی شان ظاہر ہوتی ہے۔
اسی مضمون کا ایک اور قصہ مہاراج نے بیان فرمایا تہا جو ذیل مین درج کیا جاتا ہے

قصہ

ایک راجہ ہمیشہ شنکر کی پوجا کیا کرتا تہا۔ اس نے اپنے شہر کے تمام برہمنونکو
حکم دیا کہ مہادیو کے مندر مین چلّہ باندہ کر بیٹھین اور ہر وقت شنکر کے نام کا
جپ کیا کرین۔ کئی سال کے بعد ایک بہیل کا ادہر سے گذر ہوا۔ مندر مین جپ کی
آواز سنکر ٹہر گیا اور چاہا کہ اندر جاکر دیکھے لیکن دروازے پر روک دیا گیا کہ
اندر برہمن شنکر کا نام جپ رہے ہین تو اندر نہین جا سکتا۔ اس نے دروازے
ہی پر کہڑے دیکہا کہ مہادیو کی مورتی پر پانی ڈالا جا رہا ہے۔ دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ شنکر کو پانی بہت پسند ہے۔ بہیل کو بہی شوق ہوا کہ شنکر کی پوجا
کرے۔ یہان سے چلکر یہ ایک چہوٹے سے غیر آباد مندر مین پہنچا۔ اور مہادیو کی
مورت کی پوجا کرنے کے پانی لانے کیلئے ندی پر گیا۔ چونکہ اسکے پاس کوئی برتن

نہین تہا اسلئے اس نے اپنے منہ مین پانی بہر لیا اور مندر مین آکر مہادیو کی مورتی پر کلی کردی- اسی طرح سات دن تک کرتا رہا- آٹھوین دن پہر اُسی مندر کی طرف جا نکلا جس مین برہمن اور راجہ پوجا کر رہے تہے- اور مندر کے دروازے پر کہڑا ہوکر تماشہ دیکہنے لگا- یکایک ایک بہونچال سا آیا اور مندر کی تمام عمارت ہلنے لگی- برہمن اور راجہ جان بچانے کیلئے بہاگ گئے- بہیل نے دیکہا کہ مندر کے گرنے سے مہادیو کی مورتی کو صدمہ ہوگا- دوڑا اور مورتی کو لپٹ گیا- اس کا اندر آنا تہا کہ زلزلہ بند ہوگیا- اور شنکر نے بہیل کو اپنے درشن دئے اور کامل بنادیا راجہ نے یہ منظر اپنی آنکہ سے دیکہا اور دوڑ کر شنکر کے پاؤن پڑنا چاہا لیکن شنکر غائب ہوگیا- راجہ کو بڑا رنج ہوا- اور پہلے سے زیادہ شوق کے ساتہہ پوجا کرنے لگا- کئی برس کے بعد راجہ کو بہی شنکر کے درشن نصیب ہوئے- اسوقت راجہ نے پوچہا کہ مین برسون سے آپ کی پوجا کر رہا تہا مجہے درشن نہ دئے اور بہیل کو سات ہی روز کی پوجا مین کامل بنادیا گیا- شنکر نے کہا کہ اُس مین اور تم مین بہت بڑا فرق ہے- تم لوگ مندر کو گرتا ہوا دیکہکر اپنی جان بچانے کے لئے مجہے چہوڑکر بہاگ گئے اور وہ اپنی جان کی پرواہ نہ کرکے مجہے بچانے کیلئے اندر گہس آیا- یہی وجہ تہی کہ مین نے اسوقت اسکو درشن دئے اور تمکو اتنے عرصے کے بعد- یہ کہکر شنکر غائب ہوگیا-

درحقیقت سب سے بڑا اور سچی محبت ظاہری وضع کی عبادت و بندگی پر

ہر حالت میں طوق رکھتی ہے۔

علم نفوذی سکون

اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد مہاراج نے بہاگو جمادار کے سنگ بہت [illegible] ہو کر
بھنگی چال میں جو دو سو قدم کے فاصلے پر ایک خالی مکان کے برآمدہ میں جا
قیام کیا اور سامنے ہی کوڑا کرکٹ پھینکنے کے ایک کونہ میں ہوتی تھی اس سے
پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے۔ معتقدین یہاں بھی آنے لگے۔ حسب معمول نوید کا کھانا آیا
تو آپ نے فرمایا کہ تم عورتیں پاگل ہوگئی ہو کہ برہمن ہوتے ہوئے ایسی غلیظ جگہ
پر میرے لئے کھانا لائی ہو۔ یہ برہمنوں کی روش سے بالکل خلاف ہے۔ ٹھیرو
تمہارے مردوں کو آنے دو میں اُن سے کہونگا کہ تمہاری عورتیں بھنگی چال میں آتی
ہیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہاں آپ ضرور کہئے ہم تو جہاں آپ ہونگے ضرور
آئینگے۔ مہاراج نے نوید کا کھانا بھنگیوں کے بچوں میں تقسیم کرا دیا جو آپکے یہاں
آنے سے بہت خوش تھے۔ پھر سیتا بائی نامی ایک برہمن عورت سے کہا کہ دیکھا
یہ کیسی پاک صاف جگہ ہے۔ یہاں جو نذر ہی رکھو اور کچھ دنگی اور ان کا ثواب کئی حصے
زیادہ ہوگا۔ پھر ادہر ادہر بکھرے ہوئے سوکھے گو کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ
یہ سب پھول بکھرے ہوئے ہیں اور انکی خوشبو سے دماغ تازہ ہو رہا ہے سیتا
بائی نے جواب دیا کہ جہاں مہاراج ہونگے وہ جگہ بیشک پاک صاف ہوگی اور
وہیں رحمت ہو اور جیسے ظہور ولایت ہوگی۔ مہاراج نے فرمایا اگر تم مجھ سے [illegible]
[illegible] کی [illegible] کل جائے تو اس [illegible]

اچھا بر آمد ہوگا۔ سیتا بائی نے کہا بیشک آپ جو کچھ فرماتے ہین بالکل درست ہے
مہاراج نے فرمایا تو بڑی دیوانی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میری ہر ایک بات
سچ ہو۔ مین تو مذاقاً کہہ رہا تہا۔ شاستر اور وید ون مین کہین ایسا نہین لکھا ہے
کہ سولہ سوموار او دیاپن بہنگیو نکی چال مین کیا جاوے۔ اسپر حاضرین نے
کہا کہ جہان مہاراج ہین وہان وید اور شاستر کی ضرورت باقی نہین رہتی

بید تہکو بر ہما تہکو تہکو شنکر شیش
گیتا کو بہی گم نہین جہان سدگرو اپدیش

مہاراج نے فرمایا کہ یہ باتین تم اپنے خاوندون سے نہ کہنا وہ تمپر خفا ہونگے
سیتا بائی نے کہا ان لوگونکی کیا طاقت جو آپ کی باتون پر وہ ہم سے خفا ہون
وہ سب آپکے فرمانبردار غلام ہین۔ اور اب ہم اسجگہ سولہ سوموار ضرور اداکرینگی
آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو مین یہان سے چلا جاؤنگا۔ اور جنگل مین جا
پڑونگا۔ ایسی غلیظ جگہ بہی تم مجہے نہین رہنے دیتے۔

یہان مہاراج کا جذب کسیقدر بڑہگیا تہا اور آپ اکثر آنیوالونکو گالیان
دیتے رہتے تہے۔ اس لئے سب لوگون نے مسٹر اکیناتہ راؤ کو اپنا رہبر بنایا چونکہ
یہ مہاراج کے سچے معتقد اور ماننے والے تہے ہر وقت اور بلا خوف مہاراج کی خدمت
مین حاضر ہو اکرتے اور مہاراج کی گالیان اور مار نہایت خوشی سے کہاتے تہے چنانچہ
جب مہاراج غصے مین ہوتے تو اکیناتہ راؤ تنہا مہاراج کے پاس جاتے اور سب کے

بدے کی بار خود کہاتے تب جب مہاراج خوش ہوتے اور ایکناتھ راؤ سے ہنس کر بات کرتے تو سب لوگ درشن کو جاتے ورنہ دور ہی سے سلام کرکے چلے جاتے۔

رام نومی کے دن ایکناتھ راؤ پے کلرک مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے مہاراج نے مسکراکر پوچھا کہ تم لوگ اس غلیظ جگہ پر کیون آتے ہو اپنے اپنے گہر واپس چلے جاؤ۔ ایکناتھ راؤ نے عرض کیا کہ آج رام نومی کا دن ہے اور بہت سے لوگ آپ کے درشن کو حاضر ہوئے ہین چنانچہ سب لوگ حاضر ہوئے اور قدمبوسی حاصل کی۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم سب لوگ دیوانے ہوگئے ہو۔ تم ہندو ہو اور آج رام جنم کا دن ہے۔ کیا رام نے بہنگی کی چال مین جنم لیا ہے یا مین رام ہون جو تم ایسا پاک دن ایسی ناپاک جگہ گذارنے آئے ہو۔ ذرا تو مذہب کا پاس کرو۔ سب لوگ خاموش کہڑے سنتے رہے۔ پہر آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم واقعی یہ سمجھتے ہو کہ رام نے بہنگی کے گہر مین جنم لیا ہے۔ اور تم سچے دل اور کامل اعتقاد سے رام کی پوجا کرنا چاہتے ہو تو یقین رکھو کہ رام اگر بہنگی کی بستی مین نہ بہی پیدا ہوا ہو تب بہی وہ تمکو اپنا درشن دیگا۔

اسی دن شام کو کمہا سینس کی بیوی لکشمی بائی۔ چنا سوامی کی بیوی اور بہاگو مہارنی مہاراج کے لئے کہانا لیکر حاضر ہوئین۔ مہاراج نے تہوڑا سا کہاکر باقی بہنگی بچونکو تقسیم کر دیا۔ چونکہ مہاراج اسوقت ہمہ اوست کے مقام مین تھے اس لئے ذات پات کا تفرقہ انکے خیال مین بہی نہین آتا تہا۔ بقول شخصے

سے [illegible] نعمت پانے کو پہنچ سکتے ہو ہر ایک سے سب حال دریافت
کیا اور ان کو بچوں پیار سے بٹھلا کے پانی دیتے ہوئے کہا کہ یہ بات بہت خوب ہے کہ آپ کی [illegible]
بہانے کی [illegible] بیچ خوشی سب ان کے بے بہا تھے اگر کچھ بیمار تھے تو جب تک
سب بیمار رہی حالت رہی۔

بہاگو جہار فی اور اسکو مخلوق نے بہتری خوشامد کی کہ آپ ہمارے بیاہ میں
ہی قیام فرمائیں لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ تاہم وہ بہت منت لیکر وہ مکان لایا جو
آپ چھپر بند چھوڑ گئے تھے اور آپ نے اس میں سے ایک چھپا اور ایک لاتا
چونکہ آپ کے وہ گھر و گاؤں ہی کو جلا رہتا تھا اور درشن کو آنے والے لوگوں کو بہت
دور چلنا پڑتا تھا اس لیے اسکے عوض کہ نئی عمارت لوگوں نے بنا لی مگر آپ نے
منع کیا۔ ایک دن آپ باہر تشریف لے گئے تو لوگوں نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور
وہیں جگہ کو صاف کر دیا۔ آپ نے دیکھا تو بہت خفا ہوئے۔ جب حقیقت معلوم ہوا
آپ اپنی عادت کے خلاف دیر سے بیٹھ گئے اور [illegible] پہلے بیٹھ گئے آپ اپنے [illegible]
کے نیچے اکثر بیٹھنے گیا کرتے تھے۔ اب بھی اکثر آپ اسی مکان کے نیچے بیٹھا کرتے ہیں

رام نومی کے تیسرے دن [illegible] آدمی آ کر آپ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور آپ کے [illegible]
[illegible]
[illegible]

اجازت لیکر اُسی بات کا کہانا پکانے کیلئے چھپر بنانا شروع کیا جسکو
مہاراج بھی شریک ہوئے اور لوگونکو اطمینان ہوگیا کہ اب آپکی چہوڑی
بات ختم ہوگئی۔ دوسرے دن کہانا تیار ہوا اور قریب دو ہزار کے ہزاروں غربا
کہانے کیلئے حاضر ہوئے مگر ایک وقت یہ آن پڑی کہ کہانا کس جگہ کہلایا جائے
جنگی جال کے سامنے میدان تو بہت بڑا تہا لیکن دہوپ میں کہانا کہانا
مشکل تہا۔ مہاراج نے بھی اسکو پسند نہ فرمایا اور کہا کہ کوئی معقول انتظام
کرو ہمیں وقت پر انتظام کا ہونا مشکل ہوگیا تو لوگ گہبرائے۔ آخر مہاراج
نے خود فرمایا کہ فوجداروں سے کمپنی کا شامیانہ مانگ لاؤ اور اس میں بٹہا کر
سبکو کہانا کہلاؤ۔ اگرچہ کمپنی کا شامیانہ دنوں خالی رہا کرتا تہا لیکن مالک کمپنی
ایسا بد مزاج تہا کہ کسی کی ہمت نہ پڑی کہ جا کر مانگے۔ مہاراج نے پھر غصے سے
فرمایا کہ جاؤ وہ شامیانہ لاؤ وہ دیگا۔ چنانچہ آدمی گئے اور شامیانہ مانگا
مالک نے فوراً شامیانہ دیا بلکہ اپنے آدمیونکو بہیجکر اوسکو کہڑا کروا دیا اور
کہانا شروع ہوگیا۔ تہوڑی دیر بعد مہاراج نے خود اپنے ہاتہ سے کہانا تقسیم کیا
اور مغرب سے پہلے مہاراج اپنی جگہ پر واپس تشریف لے آئے۔ آٹھ بجے کے
قریب جب معمول عورتیں کہانا لیکر حاضر ہوئیں آپنے فرمایا کہ آج ہم کہانا نہیں
کہاتا میرا ارادہ ہے کہ شامیانہ میں غریبوں کے ساتھ بیٹھکر کہانا کہاؤنگا وہ
کیونکہ آپ پہنا بھی ہو اور دیکھو یا یہ مہاراجونکے ساتھ بیٹھکر شامیانے میں ہم گئے

اور عام لوگوں کی طرح کہانا مانگا۔ چنانچہ آپکو کہانا دیا گیا۔ ہمراہی چہاروں کو ایک صف مین اور باقیماندہ منتظمین بہمونکو دوسری صف مین آمنے سامنے بٹہلایا اور خود الگ جا بیٹہے۔ دونون صفون نے جن مین راؤ صاحب و نایک راؤ بہی شریک تہے کہانا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ غریبونکو روٹی کہلانا اور معذورون کی خدمت کرنا اعلیٰ ترین عبادت ہے۔ اور اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ بیان کیا۔

قصہ

ایک مرتبہ کسی راجہ نے کسی بستی کے غریب آدمیونکو جو اس کے شہر مین بوجہ فلاکت پیٹ بہرنے آئے تہے پکڑوا منگوایا اور صبح سے شام تک اُن سے کہیتی کا کام لیا اور تمام دن بہوکا پیاسا رکہکر شام کو مزدوری بہی نہ دی اور اپنے شہر سے نکالدیا۔ بارش کے دن اندہیری رات راہ مین کیچڑ آفت کے مارے اپنے گاؤنکی طرف چلے گاؤن ۱۰ میل دور۔ تہوڑی دور گئے ہونگے کہ بارش بہی شروع ہوگئی۔ جنگل مین بچنے کی جگہ نہین مجبوراً چلتے رہے۔ خدا خدا کرکے ایک گاؤن آیا۔ اور یہ ایک مکان کے برآمدے مین بارش سے بچنے کیلئے جا بیٹہے گہر والا کوئی نہایت ہی خدا پرست اور نیک دل تہا رات کا بہجن کرکے بستر پر ابہی لیٹا ہی تہا کہ اسکو آہٹ معلوم ہوئی اور اسنے باہر آکے دیکہا کہ بہت سے آدمی پڑے ہین۔ حال پوچہا تو ان لوگون نے ساری حقیقت بیان کی اور کہا کہ بارش ختم ہو جائے تو ہم چلے جائینگے۔ اوسکو یہ سنکر رحم آیا اور سب کو

اندر لیگیا- اور آگ سلگاکر سب کو سینکنے کے لیے بٹھا دیا- اور اپنی بیوی کو جگاکر سب کے واسطے سوئیان تیار کرائین اور کہلاکر سب کو سلادیا- اور صبح اٹھکر یہ سب اپنے گھر گئے-اسی زمانے مین کسی دوسرے شہر مین ایک مبروص آدمی تہا جو لوگون سے منہ چھپائے گھر مین پڑا رہتا تہا- تنگ آکر اس نے ارادہ کیا کسی پہاڑ پر چلکر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دینا بہتر ہے- اس خیال سے وہ ایک پہاڑ پر گیا- یہان ایک مندر تہا سوچا کہ چند روز اس دیوی کی پوجا کرلینی چاہیے ممکن ہے یہ خوش ہوکر اس مرض سے مجھے نجات دلادے ورنہ گر کر جان دیدونگا- چنانچہ دیوی کا تصور کرکے بھوکا پیاسہ چند روز تک بیٹھا رہا- آخر دیوی نے درشن دیا اور پوچھا کیا مانگتا ہے مانگ- اس نے کہا اور کچھہ نہین صرف میری بیماری دور ہو جائے- دیوی نے کہا یہ تو میرے بس کی بات نہین ہے البتہ ایک ترکیب تجھے بتاتی ہون اس سے تو اس مرض سے نجات پاسکیگا- چنانچہ اوسنے کہا کہ فلان گاؤن مین ایک خدا پرست ہے اوس سے اوسکی ایک ماہ کی عبادت کا ثواب یا ایک رات اوسنے ۲۰۰ غریبونکو کہانا کہلایا ہے اوس رات کا ثواب مانگ اگر ان دونون مین سے ایک ثواب بہی تجھے دیدیا تو تیرا کام بنجائیگا- مبروص یہان سے اٹھا اور سیدھا اس خدا پرست کے پاس پہنچا اور دونون سوال پیش کیے- خدا پرست نے سوچ سوچ کر کہا کہ بھائی رات کا ثواب تو نہین دے سکتا البتہ ایک ماہ کی عبادت

کھانا میں دیکھتا ہوں۔ یہ کہکر اس نیک بیوہ نے اسکو کھانا کھلایا اور شب کو اپنے گھر سلایا۔ صبح کو سبوجن بالکل تندرست ہو گیا اور شکریہ بجالا کر رخصت ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غریبوں اور مظلوموں کو کھانا کھلانا عبادت سے زیادہ ثواب رکھتا ہے"۔

یہ قصہ سنا کر مہاراج واپس آ گئے اور عورتوں کا لایا ہوا کھانا سب کو تقسیم کر دیا۔ صرف نیم کی چٹنی اپنے لئے رکھ لی اور فرمایا کہ یہ تم لوگوں کو کڑوی معلوم ہوگی۔ اسپر نام دیو مہاراج نے کبیر کا دوہا سنایا۔

میٹھا میٹھا سب کوئی کھاوے کڑوا نہ کھاوے کوئی ۔ جو کوئی کڑوا کھاوے وہ سب میٹھا ہوئے

مہاراج اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں میرا بولنا چلنا۔ پہننا۔ گالیاں دینا نصیحت کرنا۔ مارنا وغیرہ جو کچھ بھی میں کرتا ہوں سب خلق خدا کے فائدے کے لئے ہے۔ میری کوئی ذاتی غرض یا نفسانی خواہش اس میں شامل نہیں ہے۔

کوّا اور سدگرو

ایک دن مہاراج بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ایک کوا انکے نزدیک آ بیٹھا اور کائیں کائیں کر کے اُڑ گیا۔ مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ اس کوّے نے اسوقت نہایت مفید نصیحت کی ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر ناصح اور کوئی زندہ نہیں ہے۔ پھر آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ بتاؤ سب سے اچھا

پرندہ کونسا ہے؟ کسی نے کہا طوطا۔ کسی نے بلبل وغیرہ وغیرہ لیکن آخر مین سب نے
ہنس کو تمام دنیا کے پرندون سے افضل قرار دیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ بیشک
ہنس کو تمام پرندونپر فوق حاصل ہے کیونکہ موتی جیسی سب سے زیادہ قیمتی چیز اسکی
خوراک ہے۔ لیکن میری نظر مین اسکا ہمپایہ کوّا ہی ہے جو اعلیٰ کے مقابل اسفل کا
نمونہ اور موتی کے مقابل کم سے کم قیمت اور ناپاک سے ناپاک خوراک کھانیوالا
ہے۔ گویا اعلیٰ ترین ہنس اور اسفل ترین کوّا ہوا۔

ہنس کو اکثر سدگرو سے تشبیہہ دی جاتی ہے جو انسانی حیثیت مین
افضل ترین مرتبہ ہے۔ یعنی جیسے پرندون مین ہنس ویسے انسانون مین سدگرو
مگر میرے خیال سے فقط ہنس کا لفظ سدگرو یا سدپروش کیلئے تنہا درست
نہین ہے۔ کیونکہ سدگرو مین اعلیٰ اور اسفل دونون صفات موجود ہین اسلئے
سدگرو کو پرم ہنس کہنا مناسب ہے۔ جس مین کوّے اور ہنس کی مشترکہ
صفات پائی جاتی ہین۔ سدگرو کو ہنس اسلئے کہا جاتا ہے کہ جسوقت لفظ سوہم
(یعنی "وہ مین ہون") کا ورد اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ کیا جاتا ہے تو اسکا
تلفظ "ہمس" ہوجاتا ہے جسکے معنی "مین وہ ہون" ہوتے ہین اور اس ورد
کو بدرجۂ کمال تک پہنچا کر ورد کرنیوالا "مین وہ ہون" کا تجربہ کرتا ہے اور
اس تجربہ حاصل کرنیوالے کو ہنس کہتے ہین۔ جسکے معنی "مین وہ ہون" ہوتے
ہین۔ اور کوّے کی مناسبت اسلئے دی جاتی ہے کہ کوّا بلا امتیاز اچھی اور بری

ہرایک چیز کہا لیتاہے اور کوئی اثر اسپر نہین پڑتا۔ اسیطرح سدپروش پہ بہی کسی اچہی اور بُری چیز کا اثر نہین پڑتا۔ اور دوسرے یہ کہ کوّا ہرایک چیز کو باوجودیکہ دو آنکہین رکہتاہے ایک ہی آنکھ یعنی باطنی آنکہہ سے دیکہتاہے اور یہ کہ کوّا جس شخص کو چونچ مارے یا چہوے وہ نجات حاصل کرتا ہے۔
یہ ہی حال سدگروکا ہے کہ وہ ہرایک چیز کو ایک ہی نظر سے دیکہتاہے اور کسی چیز مین تفریق جایز نہین رکہتا۔ اور یہ کہ سدگرو جسکو مارتا ہے وہ نجات کا مستحق ہوجاتا ہے۔ جس طرح کوّے کی چونچ سے بظاہر جسم کو تکلیف ہوتی اور باطنی طور پر ناپاکی دہل جاتی ہے۔ اسیطرح سدگروکے مارنے سے گناہ دہل جاتے اور وہ پاک ہوجاتاہے اگرچہ بظاہر آدمی تکلیف محسوس کرتاہے
وید مین یہ قصہ موجود ہے کہ رام نے جلاوطنی پر جنگل مین اپنی نجات کیلئے سیتا کے ذریعے عمداً اذیت اُٹہائی اگرچہ وہ خود دنیا کا ناجی تہا۔ کیونکہ رام اور سیتا گو بظاہر الگ تہے لیکن باطن مین انکی ہستی متحد تہی۔ لہذا جب کوّے نے سیتا کی پستان پر چونچ ماری اور گناہ سے پاک کیا تو گویا رام کی چہاتی پر چوٹ لگی۔ اور وہ گناہون سے پاک ہوگیا۔ اگرچہ سیتا گنہگار نہ تہی لیکن چونکہ رام اپنے خیالات کو مذہبی صورت مین دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا تہا۔ اسلئے سیتا نے ذریعے سے اسکو عملی جامہ پہنا کر دنیا کے لئے مثال قایم کردی۔

چنانچہ رام کے مذکورہ بالا اصول نجات کی بنا پر پیروان زرتشت مین مردہ لاش کو بجائے دفن کرنے یا جلانے کے کسی خاص جگہ پر رکھکر کوّون سے نچوانیکی رسم جاری ہے لیکن مردہ لاش کو اسطرح نچوانے سے نجات حاصل نہین ہوسکتی کیونکہ اسکے لئے جسم مین جان اور حواس کا ہونا لازمی ہے۔ اسی لئے بانی مذہب نے چند کریا کرم ایسے مقرر کئے ہین کہ جن سے کوّون کے نوچتے وقت لاش مین جان آجائے۔ اور مرنے والا نجات حاصل کرے۔

غرضکہ سدگرو اور کوّے مین پوری مناسبت ہے اسلئے مین سدگرو کو کوّا کہتا ہون۔ اب مین تمہین ایک ظاہری مثال سے بتاتا ہون کہ آدمی کی جان مرنے کے بعد اچھے اور بُرے اعمال و خواہشات کو ساتھ لئے ہوئے جسم سے کسطرح الگ ہو جاتی ہے۔

مثلاً سونے کا بھراؤ زیور۔ اس زیور کے بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ سونے کے پترے کو زیور کی وضع پر کاٹ کر لاکھہ کی ٹکیہ پر چپکا لیا جاتا ہے اور پھر حسب منشاء اسپر پھول پتیان کھود لی جاتی ہین۔ جب یہ زیور تیار ہو جاتا ہے تو یہ لاکھہ بدستور اپنی جگہ پر قایم رہتی ہے۔ حالانکہ لاکھہ سونے پر نقش و نگار بنانے کیلئے ایک ذریعہ مانی جاتی ہے لیکن درحقیقت یہ نقش کو قایم رکہنے والی چیز ہے۔ اب جسوقت یہ زیور ایک عرصے تک استعمال ہونے کے بعد گھس جاتا ہے تو اسکو توڑ دیا جاتا ہے۔ اور لاکھہ کو کرید کر نکال لیا جاتا ہے اور سونے کے پترے کو اس سے

علیحدہ کرلیا جاتا ہے۔ مگر سونے پر جو نقش ونگار ہوتے ہین وہ قایم رہتے ہین اور لاکہہ پر نہین رہتے جو برادہ بنجاتی ہے اور بیکار سمجھکر پہینکدی جاتی ہے اب اِن سونے کے زیورات کے نام جنپر مختلف قسم کے نقش ونگار ہوتے ہین اصل صورت مٹ جانے کی وجہ سے گم ہوجاتے ہین اور صرف اصل چیز سونا ہی سونا باقی رہجاتا ہے۔

پس روح (سونا) نے جسم (لاکہہ) کو قبول کیا ہے اور اسکو ذریعے سے روح (سونے کے پترے) پر مختلف سنسکار (نقش ونگار) کیئے جاتے ہین۔ اور جب موت آتی ہے تو جسم الگ پڑا رہتا ہے۔ اور روح (سونا) اپنے سنسکار (نقش ونگار) کے ساتہہ الگ ہوجاتی ہے۔ اب یہ اچھے یا بُرے سنسکار روح کے ساتہہ ہوتے ہین جسم سے انکو کوئی تعلق نہین رہتا۔ اِن سنسکار کیوجہ سے روح کو دل۔ من۔ یا پران کہا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ سنسکار الگ کر لئے جاتے ہین تو صرف خالص روح (آتما) رہجاتی ہے۔

گرنتھہ صاحب کا درس

ایک مرتبہ ایک پنجابی عورت مہاراج کے درشن کو ہنگی چال مین آئی مگر مہاراج اسکے آنیسے پیشتر ہی اُٹھہ کہڑے ہوئے اور مغرب کی جانب قریباً آدھا میل کے فاصلے پر ایک غلیظ جگہ مین جا بیٹھے۔ یہ عورت بہی پتہ لگاتے لگاتے

یہان آپہنچی۔ مہاراج کا نورانی اور پر جلال چہرہ دیکھکر قدمون پر گر پڑی اور
پہر اُٹہکر بغلگیر ہوئی اور کہا کہ آج مجھے خدا کا دیدار ہوا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین
تیرے لئے ایک اجنبی شخص ہون۔ تجھے میرا لحاظ کرنا اور غیر محرم سے شرمانا
چاہئے۔ مین کوئی ولی یا اوتار نہین ہون مین تو ایک دیوانہ آدمی ہون۔ اُس
عورت نے کہا کہ مین خوب جانتی ہون کہ آپ کون ہین۔ مجھے اپنے خدا کے آگے
شرمانے کی ضرورت نہین ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین اندہا ہون۔ عورت نے
کہا کہ ہم سب اندہے ہین اور ہماری آنکہون مین بصارت دینا آپ کا کام ہے
مہاراج نے فرمایا کہ اگر تو اندہی ہے تو مجھے کیونکر ڈہونڈ نکالا۔ حالانکہ مین
تیری محبت اور عقیدت کو نہ دیکھہ سکا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مین اندہا ہون
نہ کہ تو۔ لہذا تو مجھپر رحم کی نظر کر تا کہ مین تیری محبت کو دیکھہ سکون۔ خدا ہمارے
جیسے اندہونکو اپنے سچے عاشقونکے طفیل مین بینائی بخشتا ہے۔ عورت نے
کہا مہاراج مین تو آپ کی لونڈی اور خدمت گذار خادمہ ہون اور آپ کی
نظر عنایت کی منتظر ہون۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا اگر تو میری سچی خدمت گذار
ہے اور میرا حکم ماننے کیلئے تیار ہے تو اپنے گھر جا اور لال۔ ہری۔ کالی اور پیلی
مرچون کو باریک پیسکر لا اور میری آنکہون مین بہر دے۔ شاید اس سے میری
بینائی درست ہو جائے۔ عورت یہ حکم سنکر سخت پریشان ہوئی حکم مانے تو مشکل
نہ مانے تو مشکل۔ بہر حال مرچین پیسکر لائی اور کہا مہاراج پیلی مرچین نہین ملین

بہ تین قسم کی مرچین حاضر ہین۔ آپ نے فرمایا کہ میری آنکھون مین بہر دے۔ عورت نے ہزار منت سماجت کی کہ اس حکم کی تعمیل نہ کرائی جائے لیکن آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ اگر تجہے مجہپر اعتقاد ہے تو جیسا مین کہون ویسا کر۔ مجبوراً عورت نے مرچین مہاراج کی آنکہون مین بہر دین۔ مہاراج نے آنکہین بند کرلین اور آنکہونسے پانی جاری ہوگیا۔ اسوقت آپ نے فرمایا کہ تیری آنکہون سے میری محبت مین آنسو بہہ رہے تہے اسکے جواب مین کیا مجہے آنسو بہانا لازم نہین ہے؟ اتنے مین اس عورت کے ساتھی بہی یہان آپہنچے۔ اور مہاراج کیحالت دیکہکر اس عورت پر لعنت ملامت کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو کچہہ نہ کہو یہ میری سچی خدمت گذار ہے اور مجہے سد پروش سمجہتی ہے اور اسی لئے اسنے میرے حکم کی پوری تعمیل کی۔ اگر مین واقعی سد پروش ہون تو اسکے حق مین مین بہتری کرونگا۔ اور اگر مین کچہہ نہین ہون تو اسکا اعتقاد اس کا دلی منشاء پورا کریگا۔ اس کے متعلق پہر آپ نے ایک قصہ ان لوگون کو سنایا۔

حکیم کا قصہ

کسی گاؤن مین ایک شخص بیمار پڑا۔ بہترا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا۔ کسی نے کہا کہ ایسی سخت بیماری بغیر حکیم کے علاج کے اچہی نہین ہونیکی۔ فوراً کسی حکیم کو بلاؤ ورنہ یہ بیمار مرجائیگا۔ بیمار نے جو سنا تو حکیم کو بلوانے کیلئے گہر والون سے کہا۔ گر

گاؤن مین حکیم کہان آخر گہر والون مین سے ایک نے کہا کہ گہبرا نہین مین حکیم کو لاتا
ہون یہ کہکر یہ گہر سے نکلا اور ایک مندر مین آکر بیٹھ گیا۔ اتنے مین ایک غریب
برہمن مسافر مندر مین آکر اُترا۔ اُس آدمی نے اس برہمن کو سلام کیا اور کہا
آہاہ! حکیم صاحب مزاج مبارک۔ عرصے کے بعد ملاقات ہوئی۔ برہمن بچارہ
ہکا بکا ہوکر دیکہنے لگا کہ اس آدمی کو کیا ہو گیا نہ جان نہ پہچان نہ مین حکیم
نہ حکمت کے نام سے واقف۔ گہبراکر کہا کہ بہائی تم کس کے دہوکے مین مجہے حکیم
سمجہہ رہے ہو۔ مین تو ایک غریب بہکاری برہمن ہون۔ اُس آدمی نے کہا کہ
واہ آپ چہپاتے کیون ہین مین آپکو اچہی طرح جانتا ہون بلکہ آپ کے زیر
علاج رہکر گویا زندگی دوبارہ حاصل کی ہے۔ اتنے مین کچہہ اور لوگ آگئے اور
اس آدمی نے ان لوگون سے بہی کہا کہ یہ بڑے بہاری نامی گرامی حکیم ہین
اور سینکڑون جان بلب مریضون کو جان بخش چکے ہین اور لوگ انکو مسیح زمان
کہتے ہین لیکن اسوقت یہ اپنے آپ کو چہپا رہے اور بہکاری برہمن بنے جارہے
ہین۔ لوگون نے کہا کہ اہل کمال کا یہ ہی خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو
ظاہر کرنا پسند نہین کرتے چنانچہ یہ لوگ بہی پہنچے اور قدم بوس ہوکر ادب سے
بیٹھ گئے۔ غرضکہ دو تین دن مین تمام گاؤن مین شہرہ ہوگیا کہ مندر مین بڑا
بہاری حکیم اُترا ہے۔ اب بیمار آنے شروع ہوئے۔ اور برہمن نے یہی سوچکر کہ
خدا نے گہر بیٹہے روزی پہنچانے کی ترکیب نکالی ہے۔ آئین بائین شائین دوائین

بتانا شروع کر دین - اُس آدمی نے اپنے بیمار کو بہی خبر کی کہ تیری قسمت سے
ایک بڑا نامی گرامی حکیم گاؤن مین آیا ہے - بیمار سے بیمار ایک ہی نسخہ مین اچھا ہوجاتا
ہے مگر بڑی خرابی کی بات ہے کہ وہ علاج بہت ہی کم کرتے ہین - جسکی قسمت مین
اچھا ہونا لکہا ہوتا ہے اسیکو وہ دوا دیتے ہین ورنہ کہہ دیتے ہین کہ مین اسکا
علاج نہین کرتا - بیمار نے کہا جب ایسا روشن ضمیر حکیم ہے تو کسی صورت سے اسکو
یہان لاؤ - چنانچہ حکیم صاحب بلائے گئے - مریض کو دیکہا تو حکیم صاحب نے فرمایا
کہ انکو تو بہت چہوٹی بیماری ہے ایک ہی دوا سے اچھے ہو جائینگے - یہ کہکر حکیم
صاحب نے چولہے کی راکہہ جو وہ تمام بیماروںکو دے رہے تہے پڑیا مین بندہی
ہوئی مریض کو دی اور کہا کہ اسکو میرے سامنے ہی پی لو اسکو آدہے گھنٹے کے
بعد تم کو بہوک لگیگی اور رات کو نیند بہی آئیگی - کل صبح پہر دوا دونگا اوس سے
تم بالکل تندرست ہو جاؤگے اور چلنے پہرنے لگوگے - چنانچہ مریض نے اسیوقت
وہ راکہہ پانی مین ملاکر پی لی اور دوپہر کو حکیم کے کہنے کے موافق بہوک لگی
تو کہانا کہایا اور رات کو نیند بہی آئی - اب جو صبح حکیم صاحب آئے تو بیمار انکے
قدمو نپر گر پڑا اور کہا کہ واقعی آپ مسیح زمان ہین - حکیم صاحب نے پہر وہی
خاک دہول اُٹہا پلادی اور بیمار اچھا ہو کر چلنے پہرنے لگا - یہ قصہ سناکر
مہاراج نے فرمایا کہ دیکہو یہ مریض محض اپنے سچے اعتقاد کی وجہ سے اچھا ہوا
یعنی یہ کہ مین حکیم کے علاج ہی سے اچھا ہو سکتا ہون - حالانکہ حکیم صاحب نے

خاک کے سوا اور کچھہ بھی نہین دیا۔

اسکو بعد لوگون نے آپ کی آنکھین ٹھنڈے پانی سے دہوئین اور مہاراج مغرب کے وقت اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ شب کو حسب معمول عورتین کہانا لیکر آئین۔ لکشمی بائی نے پوچھا کہ یہ آنکھونکو آج ہی آج مین کیا ہوگیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنا پہلا زمانہ یاد آیا تھا اسپر خوب رویا ہون اسلئے آنکھین سوج گئیں اور اب مجھے نیند آرہی ہے چنانچہ سب لوگ رخصت ہوگئے اور مہاراج لیٹ گئے۔

مذکورہ پنجابن اب ہر روز مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوا کرتی اور اپنے ساتھہ اپنی ہمسایہ لڑکی کو بھی لاتی اور گھنٹون بیٹھکر آپ کے پند و نصائح سے فیض حاصل کرتی۔ چند روز کے بعد اس نے گرنتھہ صاحب مہاراج کے آگے لاکر رکھدیا اور کہا کہ مین نانک شاہی سکھہ ہون مجھے اس کا سبق دیا جائے آپ نے اسکو پڑہنے کا حکم دیا اور گرنتھہ صاحب کے بعض نکات جو اس عورت کی سمجھہ مین نہ آتے آپ سمجھایا کرتے۔

اس عرصے مین ایک اور واقعہ پیش آیا جو قابل تذکرہ ہے۔" ہندوستان مین ہر سال چیت کے مہینے مین " چیت بلد گنگور کا تہوار آتا ہے۔ ان ایام مین ہندو عورتین اپنے اپنے گھرون مین گوری دیوی بٹھاتی ہین۔ اور

عورتین باری باری ایک دوسرے کے گہر جاتی ہین۔ جہان حسب دستور گہر والی
عورتین مہمان عورتون مین۔ ہلدی۔ گلال اور بتاشے وغیرہ تقسیم کرتی ہین۔
اور چونکہ ہندوستان کی عورتین اپنے شوہرونکا نام لیتے ہوئے شرماتی ہین اسلیئے
اسوقت ان عورتون سے انکے شوہرونکا نام پوچھا جاتا ہے اور انکو رسم کیموافق
شرمیلی ادا سے نام لینا پڑتا ہے۔ مہاراج کے پاس آنیوالی معتقد عورتون نے
مہاراج سے اجازت لیکر انہین گوری دیوی بنایا۔ اور برہمن اور دوسری قوم
کی ہندو عورتین بہنگی چال مین جمع ہوئین۔ ان مین سے کچہہ تو میزبان بنین اور
کچہہ مہمان اور ہلدکنکو کی رسم ادا کی گئی۔ شہر کی قریباً تمام عورتین اسوقت جمع
ہوئی تہین۔ اور ہر ایک اپنے ساتہہ رسم کی ادائیگی کے لئے ضروری
سامان لائی تہی۔ اور ان تمام چیزونکا ڈہیر مہاراج کے آگے لگ گیا۔ ساڑہی
چولیان بہی کثیر تعداد مین چڑہائی گیئن۔ چونکہ مہاراج اسوقت گوری دیوی
بنے ہوئے تہے۔ ادائیگی رسم کے وقت مسکراتے اور مزے مزے کی باتین کرتے
رہے۔ بہنگی چال کا منظر اسوقت دیکہنے کے قابل تہا۔ عورتون نے اپنے شوہرونکو
بہی اس رسم مین شریک ہونے کیلیئے آمادہ کر لیا تہا اس لئے مردون نے بہی
نہایت جوش سے اس مین حصہ لیا۔ آخر مین جس قدر نذرانہ اور چڑہاوا
تہا سب بہنگیون مین تقسیم کر دیا۔ اور کہرگپور کیلیئے یہ دن جس مین برہمنون اور
دیگر قومون نے بہنگی چال مین اپنی پوجا کی رسومات ادا کین یادگار رہگیا۔

لیک دن ایک بہنگی کی لڑکی کہین سے کہانا مانگ کر لائی اور کہانے لگی
مہاراج نے دیکہکر اس سے کہا کہ مجہے بہی تہوڑا سا دے۔ لڑکی نے دینے مین
تامل کیا آپ نے پہر گڑ گڑا کر مانگا۔ دیکہا تو وہ کہانا کئی دن کا سڑا ہوا تہا
مگر آپ نے بلا تکلف اسکو کہا لیا۔ اسکے بعد سے آپ نے کبہی کبہی بہنگیون سے
مانگ کر کہانا کہانا شروع کیا۔ بلکہ یہانتک کہ ان کا چبا یا ہوا ناریل کا پہوک
بہی کہا لیا کرتے۔ آپ کی یہ روش اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مہاراج
اسوقت پوری اُدوَیت اوَستہا مین تہے یعنی حالت ہمہ اوست مین ڈوبے
ہوئے تہے۔

بہنگی چال مین برہمنونکا بہنڈارا

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جسوقت مہاراج بہنگی چال مین رہنے آئے اسوقت
رام بہاؤ امٹی نامی کی بیوی سیتا بائی نے مہاراج سے کہا تہا کہ مین سولہ سومواک
وَرَاتا اسجگہ کرونگی۔ اسلئے اس نے ایک پیر کو اپنے شوہر کی اجازت لیکر بہنگی
چال مین بہنڈارا کیا۔ یہ تہوار شنکر کے نام سے کیا جاتا ہے جسکی مورتی کے سامنے
شام کے وقت نوید کا کہانا رکہا جاتا ہے اور اسکے بعد لوگونکو کہلایا جاتا ہے۔
سیتا بائی مہاراج کو شنکر کا اوتار سمجہتی اور مانتی تہی اسلئے اس نے یہ بہنڈارا
کیا۔ مہاراج اگرچہ خود بہنگیون مین رہا کرتے اور ان مین گہلے ملے رہتے تہے

لیکن کسی دوسرے شخص کو انکے پاس نہ جانے دیتے تھے نہ بھنگی ہی اپنی طرف
سے کسی قسم کی بدعنوانی ہونے دیتے تھے۔
جب بھنڈارے کی تمام تیاریان ہوچکین اور شام کو سیتا بائی مہاراج
کے سامنے آئی تو آپ نے فرمایا کہ مین نے تو مذاقاً کہا تھا کہ یہان سولہ سوموار
ورتا کیا جائے تونے اسکی تیاری ہی کر دی۔ سیتا بائی نے کہا کہ مین آپ کو
شنکر کا اوتار سمجھتی ہون اسلئے میری آرزو ہے کہ مین آپ کے سامنے بھنڈارا
کرون۔ مہاراج نے فرمایا کہ اس مین تو پہلے برہمنونکو کہانا دیا جاتا ہے اور
میرے برہمن ٹھیرے یہ بھنگی۔ اسلئے تمہارے برہمن یہان کیونکر آئینگے!
سیتا بائی اور دیگر حاضرین نے کہا کہ آپ خود تریلوک برہمن بلکہ خود شنکر ہین
جسکے لئے یہ بھنڈارا کیا گیا ہے۔ ہمین دوسرے برہمنون سے کیا غرض آئین
یا نہ آئین۔ ہان جب شنکر حاضر نہ ہو تو برہمنونکی ضرورت ہے۔ مہاراج نے یہ
سنکر فرمایا کہ اچھا اگر یہ بھنڈارا میرے لئے کیا ہے تو پہلے مین اپنے برہمنون
کو (یعنی بھنگیونکو) کہانا کہلاؤنگا۔ سبنے کہا آپ مختار ہین جو چاہین کرین چنانچہ
مغرب کے وقت سینکڑون آدمی یہان جمع ہو گئے۔ اور آپ کی پوجا بڑے
زور شور سے کیگئی۔ لوگونکے اس جوش عقیدت کو دیکھکر کہ بھنگیونکی بستی مین
بھی اپنے مذہب کے خلاف میرے ساتھ ہین مہاراج کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوگئے۔ پوجا کے بعد پہلے بھنگیون مین کھانا تقسیم ہوا اور پھر دوسرے

لوگون یعنی بنگالی۔ مدراسی۔ تلنگی اور برہمنون نے اسیجگہ کہانا کہایا۔ ایسا واقعہ پہلے کبہی نہین ہوا۔ یہ سدگرو ہی کا کام ہے۔ جو اپنی روحانی قوت سے چور کو ولی اور بہنگی کو برہمن بنا سکتا ہے۔ اس کے متعلق مہاراج نے ایک قصہ بیان کیا تہا جو ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

دو طالب حق

ایک مرتبہ دو شخص تلاش خدا مین اپنے اپنے شہرون سے نکلے تہ اتفاق سے ایک ایسے دوراہے پر انکا ملاپ ہوگیا جہان سے کسی سدگرو کی قیامگاہ کا رستہ تہا۔ باتون باتون مین ایک دوسرے کے حال سے واقف ہو کر بہت خوش ہوئے اور دونون ملکر سدگرو کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اپنا مطلب سنایا۔ سدگرو نے کہا جو ڈہونڈہ یا ڈہونڈہ اگر طلب صادق ہے تو ضرور خدا ملیگا۔ یہ کہکر اس بزرگ نے اپنی بیوی سے چنے کے دو دانے منگوائے اور ایک ایک دانہ دیکر کہا یہ لو اور بارہ برس بعد پہر آکر مجہے ملو۔ تمہارا مقصد پورا ہو جائیگا۔ دونون واپس لوٹے۔ ایک نے بلا ہوا چنے کا دانہ تبرک سمجہہ کر کہا لیا اور ایک نے گہر لیجاکر زمین مین بو یا۔ جس سے سو چنے پیدا ہوئے۔ اس نے ان مین سے ایک چنا مرشد کے نام کا الگ کرکے رکہہ دیا اور باقی ۹۹ چنے پہر بو دئے۔ غرض کہ ایسا ہی کرتے کرتے یہ شخص بارہ

برس مین امیر کبیر بنگیا اور اختتام مدت پر ہزارون روپے کی سوغات لیکر
پیر کی خدمت مین روانہ ہوا۔ اُسی دوراہے پر پھر اُن دونون کی ملاقات
ہوگئی۔ بزرگ کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ سدگرو نے پوچھا کہ تم دونون نے
میرے دئے ہوئے تبرک کو کیا کیا۔ ایک نے کہا کہ مین نے اسکو تبرک سمجھکر کہا لیا
دوسرے نے کہا۔ مین نے آپ کا نام لیکر اوسکو بو دیا اور اسکے ذریعے بارہ برس
مین لاکہون روپیہ ہوگیا۔ اسی کی یہ سوغات حضور کے لئے لایا ہون۔ بزرگ
نے کہا شاباش تونے میرے چیز کو سونا بنایا۔ دوسرے کو کہا کہ تونے اسکو گوُ بنادیا۔ اس لئے
تو اس قابل نہین ہے کہ معرفت الٰہی تجھے حاصل ہو اور یہ امانت تیرے سپرد کیجائے
لہذا تو اپنی راہ لے۔ اور دوسرے کو کہا کہ تو میرے پاس رہ یہ باطنی دولت
بھی تو ہی سنبھال سکیگا۔ یہ سنکر اس بزرگ کی بیوی نے کہا کہ مہاراج آپکے
لئے تو فضلہ اور سونا دونون برابر ہین پھر اس تفریق سے کیا فائدہ اور اس
غریب کو کیون محروم رکہا جاتا ہے۔ چنانچہ بیوی کی سفارش پر سدگرو نے
اوسکو بھی اپنے پاس رکہا۔ پہلے تو دونونکو حسب استعداد اسرار حقیقت کی تعلیم کی
اور پھر دونون کو ایک ہی نظر مین کامل بناکے ایک کردیا۔

مہاراج جس کمرے مین ٹہیرے تھے اسکو کواڑ نہ تھے۔ لوگون نے ہوا
اور بارش کی بوچھاڑ سے بچاؤ کیلئے آپ کی غیر حاضری مین ٹٹی لگادی جب

آپ واپس تشریف لائے تو بہت خفا ہوئے اور کہا کہ کیا تم لوگ مجھ برہمن کو ہمیشہ کیلئے بھنگی کے مکان مین رکھنا چاہتے ہو۔

بھنگی چال مین آئے ہوئے تیسری جمعرات تھی کہ مہاراج کو غسل دیتے ہوئے کہا سینس کی بیوی نے بھنگی لڑکیوں نکو نہلانیکی اجازت آپ سے طلب کی آپ نے فرمایا کہ یہ تو بڑا بیڈھب کام ہے تمہارا مذہب اسکی کب اجازت دیتا ہے؟ ہندو مذہب کے مطابق اگر تم انکو چھوؤ تو تمپر غسل واجب ہوگا جسکے بغیر تم اپنے گہر مین داخل نہین ہوسکتین۔ اُس نے جواب دیا کہ آپ کے سامنے ہم جو کچھہ بھی کرین ہمین یقین ہے کہ وہ جایز ہوگا۔ مذہب خدا تک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے۔ اور چونکہ آپ ایشور اوتار ہین آپ کی اجازت سے ہم جو کچھہ کرینگے وہ عین مذہب ہوگا۔ ہم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہین یہ بھنگی کے بچے بہت میلے رہتے ہین اور مہینون مین ایک آدہ دفعہ نہاتے ہین۔ انکو نہلانا گویا خدا کی سیوا کرنا ہے۔ آپ نے بھنگیون مین رہکر ہمارے لئے مثال قایم کر دی ہے اور ہمین تعلیم دی ہے کہ خدائے برتر و اعلیٰ کی خدمت کرنا اسکے کمترین بندونکی سیوا کرنا ہے۔ آپ نے ہم سے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ خدا غریبون اور بیکسون کا والی ہے اور انکی خدمت کرنا خدا کو بہت پسند ہے۔ اسلئے آپ اجازت دین تو ہمارے لئے موجب ثواب ہوگا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم

جو کچھ کہہ رہی ہو بجا اور درست ہے۔ خدا ضرور تمہارے اس کام سے خوش ہوگا
لیکن مجھے اس لئے تامل ہے کہ دنیا دار تمپر ہنسینگے اور نام دھرینگے۔ لیکن اگر
خدا تم سے یہ سیوا کرانا چاہتا ہے جو اوسکی سچی خدمت ہے تو مین ضرور تم سے
ان لڑکیونکی سیوا کرالونگا۔ اور اسکے بدلے تمہین دولت معرفت سے مالا مال
کر دونگا۔ یہ سنکر لکشمی بائی اور دوسری عورتون نے کہا کہ ہم کوئی بدلا اس کا
نہین چاہتے ہم یہ سیوا خدا کی اور آپ کی محبت کی خاطر کرینگے۔

غرض چوتھی جمعرات کو ان تمام عورتون نے ملکر ۱۲ برس سے کم عمر کے
بھنگی اور چمار بچون کو نہلایا۔ اور ذرا بھی کراہت نہ آنے دی۔ اس دن سے
مہاراج نے اپنا نہلانا بند کرا دیا۔ اور ان بچونکو نہلانے کی رسم جاری ہو گئی۔
اور اس مین رفتہ رفتہ اسقدر ترقی ہوئی کہ مہاراج کی کھڑگپور سے روانگی کیوقت
ان بچونکی تعداد دوسو تک پہنچ گئی۔

اب مہاراج نے مہینے مین ایک بار سر اور داڑھی منڈوانا شروع کیا
جسکے بعد آپکو نہلایا جاتا۔ اسوقت نوید کا کھانا قریباً ۲ عورتین لایا کرتین
چونکہ مہاراج ونکو کبھی کھانا نہین کھاتے تھے اسس لئے آپ نے یہ کھانا بھنگیون
مین تقسیم کرنیکا انتظام کیا کہ باری باری ہر ایک کو ملا کرے۔

دسمبر کے مہینے مین جبکہ یہان شدت کی سردی پڑتی ہے آپ اسی ٹاٹ
مین پڑے رہتے جو چنا سوامی کے گھر سے ساتھ لائے تھے۔ اسوقت چنا سوامی

نے ملائم قسم کا ایک ٹاٹ مہاراج کو نذر کیا لیکن آپ نے واپس کر دیا۔ اور فرمایا کہ میرے لئے سردی گرمی برسات سب برابر ہین۔

ایک دن اچانک بارش ہوئی۔ مہاراج کے کمرے کا چھپر بوسیدہ تہا جس سے کمرے مین ٹخنے برابر پانی بہر گیا۔ مگر مہاراج اُسی مین بیٹھے رہے۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے اور پانی کمرے سے نکالنے لگے تو آپ نے انہین منع کر دیا۔ نتیا پرشاد بابو نے اور لوگونکو ساتہہ لیکر چھپر درست کیا۔ جب پانی برسنا بند ہوا تو مہاراج نے میرا بائی کی مدد سے تمام پانی کمرے سے باہر پہینکا۔ چارپائی کا بندوبست کرنا چاہا تو اس سے بہی آپ نے انکار کر دیا۔ آخرش لوگون نے آپ کے لئے میدان مین ایک نیا چھپر باندھنے کا انتظام کیا اور تمام ضروری سامان وہان لا ڈالا۔ بڑہئی کام کرنے لگے۔ مہاراج نے باہر آکر دیکہا تو انکو منع کر دیا کہ خبردار جو چھپر بنایا۔ ہزار بار منت سماجت کی مگر آپ نے نہ مانا آخر کام بند ہو گیا اور لکڑیان وہین پڑی رہین۔ لکڑیونکو دیکہکر بہنگی لڑکیون نے مہاراج سے کہا کہ ہمارے لئے جہولا بنوا دو۔ چنانچہ جہولا بنایا گیا۔ یہ لڑکیان اس مین جہولا کرتین بلکہ برہمن عورتین بہی جہولتین اور خود مہاراج بہی کبہی کبہی جہولا کرتے

مہاراج ہمیشہ اپنی تقریر مین غریبونکی خدمت پر زور دیکر فرماتے کہ ان لوگونکی خدمت سدگروکی خدمت کے برابر ہے۔ اور یہ کہ غریبو نپر خدا کی

خاص مہربانی ہے۔ چونکہ مہاراج خود غربیونکی خدمت کیا کرتے تھے اسلئے آپکی نصیحت کبھی خالی نہین جاتی تھی اور اسیکا نتیجہ تھا کہ معتقدین نے بھنگیون کو بھی بھنڈارا دینا شروع کیا۔ اور ہفتہ مین پانچ بار دیا جانے لگا۔ کھانا تقسیم کرتے وقت مہاراج اکثر یہ جملہ آہستہ آہستہ کہا کرتے۔

ہَم پَرکَاشش سَرُوَسیہ یوگ مَایَاسَماوَرتہا

اس جملے کو بھاگو مہارنی نے بھی حفظ کرلیا تھا۔ چنانچہ ایک روز اس نے مہاراج سے پوچھا کہ اس جملے کے کیا معنی ہین آپ نے فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ اس نے کہا کہ آپ کی زبانی سُن سُن کر مین نے حفظ کرلیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تو ہمیشہ اسکا ورد کیا کر اس سے تیرا بھلا ہوگا۔ بھنڈارا تقسیم کرتے ہوئے آپ یہ جملہ بھی اکثر فرمایا کرتے "وہ اہم ہی سَرُو یا ونا نام نوگتاج پَرَبھو کھیچ"

مَلماس (لوند کا مہینہ) اور اسکے بعد کے مہینے مین ماما گارو نے دو تین بھنڈارے آپ کے نام سے کئے۔ ایک مرتبہ اسنے دھونڈا بھنڈارا کیا جس مین حسب دستور کسی ایک چیز کے ۳۳ عدد برہمنون مین تقسیم کئے جاتے ہین۔ چنانچہ اسکی بیوی مامی بائی نے ۳۳ عدد ناریل اور پوجا پاٹ کا سامان لاکر مہاراج کے آگے رکھا۔ پھر اس نے کرن پھول وغیرہ چند زیورات مہاراج کی نذر کئے مہاراج نے فرمایا کہ یہ تو لے جا۔ مامی نے کہا جو چیز آپ کی ہو چکی اب اسکو واپس کیسے لون۔ آپ نے فرمایا کہ مین تو بھنگیون کو دیدونگا۔ اور یہ کہکر تمام

زیورات مامی بائی کی بہو کے حوالے کئے اور ناریل وغیرہ بھنگیون مین تقسیم کئے تہوڑی دیر کے بعد آپ نے وہ زیور اور ایک ساڑہی بہاگو جہارنی کو مامی بائی کے ہاتہون دلوادئے

چند روز بعد مہاراج نے عیسائی بستی مین جانا اور اُن کے گہرونکے آگے کا کوڑا کرکٹ اور گندی نالیان صاف کرنا شروع کیا۔ اکثر عیسائی آپکی خدمت مین حاضر ہونے لگے۔ جب بستی مین جاتے تو یہ لوگ بیٹھنے کیلئے آپ کے سامنے کرسی بچھاتے مگر آپ زمین پر ہی بیٹھا کرتے۔ کبھی انکی ٹوپی اپنے سرپر رکھکر فرماتے کہ اب مین صاحب بنگیا۔ کبھی فرماتے اب مین میم صاحب ہون۔ بعض لوگ ان حرکات کا مذاق اُڑاتے اور بعض بزرگ سمجھکر ادب سے کہڑے آپ کی باتین سنا کرتے۔

ایک مرتبہ دو معتقد عیسائی آپکو ٹینس گراؤنڈ مین کہیل دکہانے لیگئے آپ زمین پر بیٹھے کہیل دیکہہ رہے تہے کہ چند بدمعاش لڑکون نے آپ کے گلے مین پرانی جوتیون کا ہار ڈالدیا اور مذاق اُڑانے لگے۔ مہاراج نے اسکا خیال بھی نہ کیا اور بے تکلف بیٹھے رہے۔ جب اُن دونون نے دیکھا تو دوڑے ہوئے آئے اور لڑکونکو دہمکایا اور معذرت کے ساتھ یہ ہار گلے سے نکالنے لگے آپ نے فرمایا رہنے دو کیا حرج ہے۔ چنانچہ بڑی مشکل سے آپ نے یہ ہار نکالنے دیا۔ اسپر بھی آپ عیسائی بستی مین جاکر گندی نالیان صاف کرتے

رہے۔ رفتہ رفتہ عیسائی لبستی بھی آپ کی تعظیم کرنے لگی۔

ایک مرتبہ عیسائیون نے اپنے باغ کے پھولون کا ہار بنایا اور لاکر مہاراج کو پہنایا۔ مہاراج نے ہار کو دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا اچھا جوتون کا ہار ہے اور گلے سے نکالنے لگے۔ مگر ان لوگون نے آپ کو مجبور کیا کہ ہار پہنے رہین۔ پہلے موقعپر جوتیونکے ہار کو آپ گلے مین رکھنا چاہتے اور لوگ نکالنا۔ اور اب دوسرے موقعپر پھول کے ہار کو آپ اتارنے پر آمادہ اور لوگ پہنے رہنے پر مصر۔ آخر پانچ منٹ بعد آپ نے ہار اتارا اور قریب کھڑی ہوئی ایک میم کے گلے مین ڈالدیا۔ پھر ان لوگون نے پیسے اور کھانا پیش کیا۔ مگر آپ نے لینے سے انکار کیا۔ اکثر عیسائی آپکو اپنے گھرون مین لیجاتے اور آپ بچون کیطرح اُن کے سامان کو دیکھہ دیکھہ کر تعجب کیا کرتے اور انکے استعمال کا طریقہ پوچھا کرتے

آپ نے اپنی خودی کو اسقدر مٹایا تہا کہ کسی شے سے آپکو تنفر نہین تہا۔ چنانچہ آپ ہڈی چننے والونکے ساتہہ ہڈیان چنا کرتے اور انکو ہڈیونکی بکھار مین لیجاکر ڈالدیا کرتے۔ کبھی آپ ہڈیون کے ڈھیر پر گھنٹون بیٹھے رہا کرتے حالانکہ ان ہڈیون مین ایسی تعفن ہوتی کہ اسکو کام کرنے والے ہی اسکو برداشت نہین کرسکتے تہے۔

ایک دن آپ جذب کی حالت مین شہر سے باہر ایک مسجد کے احاطے مین جاگھسے اور محراب کے پیچھے تنگ جگہ مین اکھنڈ سماد ہی کیحالت مین شام

تک پڑے رہے۔ چند معتقدین جو آپ کا درشن کئے بغیر کہانا نہین کہاتے تہے
ڈہونڈتے ڈہونڈتے یہان آ نکلے۔ خبر ملی کہ اندر ہین مگر مسجد مین جانے کی جرأت
نہ ہوئی کہڑے ہوئے انتظار کر رہے تہے کہ آپ باہر تشریف لائے اور
نہایت ہی غصے سے کہا کہ تم لوگ مجہے یہان بہی چین نہین لینے دیتے۔ اگر تم
میرے پیرو ہی بننا چاہتے ہو تو اس اعلیٰ ترین حالت تک جہان مین ہون
میرے ساتہہ چلو۔ اس حالت مین مین تمہارے لئے تکلیف اُٹہانے کو تیار ہون
ورنہ مجہے اسطرح ستانے سے کچہہ حاصل نہ ہوگا۔ اگر تم اخیر تک استقلال کیساتہہ
میرا ساتہہ دوگے تو اس کا نتیجہ تمہارے حق مین اچھا ہوگا۔ چنانچہ اسکے متعلق
آپنے ایک قصہ سنایا۔

عزم و استقلال

کسی مقام پر ایک آدمی جرأت اور استقلال مین مشہور تہا لیکن اسکے ساتہہ
ہی ساتہہ کسیقدر دیوانہ بہی تہا۔ پہرتے پہرتے جنگل مین پہنچا۔ یہان چند آدمی
درخت مین جہولا ڈالے جہول رہے تہے جن مین ہر ایک آدمی پندرہ پندرہ جہوٹنے
لیتا تہا۔ یہ بہی کہڑا تماشہ دیکہنے لگا جب سب آدمی جہول چکے تو اس نے بہی
جہولنا چاہا لیکن اُن لوگون نے اسکو دیوانہ دیکہکر اجازت نہ دی بہتیری خوشامد
کی مگر کوئی نہ مانا۔ اسکو بڑا طیش آیا اور سَو قدم فاصلے پر ایک درخت پہ
جا چڑہا اور ایک لمبی شاخ سے جو زمین کی طرف جہکی ہوئی تہی اپنی چوٹی باندہ

دی اور لٹک کر زور زور سے جہونٹے لینے لگا۔ اُن لوگون نے جو دیکھا کہ اتنی اونچی شاخ سے یہ جہونٹے لے رہا ہے اسکی طرف دوڑے اور چلاّئے ارے بیوقوف یہ کیا کررہا ہے۔ ڈالی ٹوٹی اور گرا تو پانی بہی نہین مانگنے کا۔ خبردار جہونٹے مت لے۔ مگر یہ شخص چونکہ اپنے ارادے کا پکّا تہا۔ برابر جہولتا رہا اور کہا کہ مین نے سّو جہونٹے لینے کا عہد کیا ہے جب تک یہ پورے نہ ہونگے مین نہین اترنے کا خواہ ڈالی ٹوٹے یا میری چوٹی اکہڑے اور مین گر کر مرہی کیون نہ جاؤن چنانچہ جب سّو جہونٹے پورے ہوئے تب وہ نیچے اُترا۔ درحقیقت راہ حق مین بہی ایسے ہی عزم واستقلال کی ضرورت ہے۔

یہ قصّہ سناکر آپ نے قدم اُٹہایا اور قیام گاہ کیطرف چلے لیکن راہ مین سرکاری پاخانے ملے اور آپ اسکی موری کے پاس بیٹھ گئے۔ اتنے مین ایک عورت آئی (جوکسی دوسرے شہر سے آپکی قدمبوسی حاصل کرنے آئی ہتی) اور چولی کا کہن (انگیا) اور ناریل نذر کیا۔ اور کہا مین آپ کا حال سنکر یہان آئی ہون اور اسوقت مین ایسا سمجہ رہی ہون کہ گویا مجہے آج خدا ملا ہے۔ مہاراج اس عورت سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے اور باتین کرتے رہے۔ پہر یکایک فضلے کی نالی کا ڈہکنا اُٹہایا اور اسکا نذرانہ گو مین ڈالدیا۔ تہوڑی دیر کے بعد یہ عورت رخصت ہوئی اور لکشمی بائی اور دوسری عورتین آگیئن اور عرض کیا کہ کہانے کا وقت ہوگیا ہے تشریف لیچلئے آپ نے فرمایا کہ کہانا

ہاں ہی سے آؤ چنانچہ کھانا آیا اور اُسی نالی پر بیٹھے بیٹھے آپ نے تناول فرمایا
ور اندھیرے مین آپ قیام گاہ کیطرف واپس ہوئے۔

بعض اوقات آپ شہر کی مشرقی سمت مہادیو کے ایک پرانے مندر
مین جا کے گھنٹون بیٹھے رہتے۔ یہ مندر کچھہ ایسے انداز پر بنایا گیا ہے کہ اندر
جا نیکیلئے سوائے پجاری کے اور کسی کی ہمت نہین پڑتی۔ کیونکہ روشنی اس
مین بالکل داخل نہین ہوتی اور اسیطرح ہوا بھی کم جاتی ہے پجاری بھی پوجا
کرتے ہی باہر چلا آتا ہے زیادہ دیر تک نہین ٹھہرتا۔

کبھی کبھی مہاراج بنگالی اور تلنگی طلبا کے ساتھہ گیند بلاؔ اور گلی ڈنڈا
کھیلا کرتے۔ اسیطرح بھنگی لڑکون کے ساتہہ گولیان کھیلا کرتے۔

ایک مرتبہ مہاراج میدان مین تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتہہ
قریباً دوسو آدمیون کا مجمع تہا۔ آپنے فرمایا سب لوگ جلدی اپنے گھر چلے جاؤ
بڑے زور کی بارش آرہی ہے۔ سبنے کہا تو آپ بہی تشریف لیچلین۔ آپنے
فرمایا کہ مین تو ننگا ہون صرف ایک ٹکڑا ٹاٹ کا ہے۔ تم لوگ کپڑے پہنے ہوئے
ہو وہ بہیگ جائینگے اور تم کو سردی ستائیگی سبنے کہا کوئی مضایقہ نہین
ہم آپ کے ساتہہ ہین۔ اتنے مین بادل جو گھر آئے تہے برسنا شروع ہوئے
اور آدھے گھنٹے تک برس کر اتر گئے۔ سب لوگ آپ کے ساتھہ میدان
مین بہیگا کیے۔ آدھے گھنٹے بعد بھنڈارے کا وقت بہی ہوگیا اور آپ واپس ہوئے

تشریف لے آئے۔

مہاراج کا شیر

گرمیون مین بہنگی اپنے بال بچون کے ساتہہ ہمیشہ گھر سے باہر کہلی ہوا مین سویا کرتے تھے۔ مہاراج کی قیام گاہ کے قریب ہی پانی کی ٹانکی تہی۔ رات کو ہمیشہ ایک شیر اس ٹانکی پر آیا کرتا۔ ایک مرتبہ وہ مہاراج کے کمرے مین ہس گیا اور تہوڑی دیر بعد چلا گیا۔ اسیطرح اب وہ ہر روز آنے لگا۔ بہنگیون نے دیکہا اور ارادہ کیا کہ اندر سویا کرین مگر پہر یہ سوچا کہ یہ مہاراج کا شیر ہے ہمین ایذا نہین پہنچا نیگا۔ ایک شب یہ شیر مہاراج کے کمرے سے نکلکر ایک بکری کا بچہ اُٹہا لیگیا۔ اسپر لوگ گہبرائے کہ آیندہ کہین آدمیون پر حملہ نہ کرنے لگے۔ پہر وہی خیال کیا کہ ہر رات مہاراج کے پاس لیٹا کرتا ہے مہاراج اوسکو ایسا نہین کرنے دینگے۔ لیکن ایک دن رات کو وہ شیر چہ ماہ کی لڑکی کو اوسکی مان کی گود سے اُٹہا لیگیا۔ عورت نے زور سے چیخ ماری اور چلاّتی ہوئی مہاراج کے پاس آئی کہ آپ کا شیر میرا بچہ لیگیا۔ مہاراج نے فرمایا اسکو پکڑو اور مار ڈالو۔ اسیوقت شیر نے بچے کو زمین پر ڈالدیا اور بہاگ گیا۔ بچہ بالکل سلامت تہا صرف دانت کا ذرا سا زخم آیا۔ دوسرے دن مہاراج نے بہنگیون سے کہا کہ اگر وہ شیر پہر نظر آئے تو اوسکو جان سے مار ڈالنا مگر اس دن سے وہ شیر نظر نہ آیا۔

ایکمرتبہ مسٹر منگو لکر نامی ایک معتقد نے مہاراج سے بھنڈارا کرنے اور آپ کو غسل دینے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دیدی۔ اتفاقاً ونایک راؤ نے بھی بھنڈاری کے لئے اسی تاریخ کی اجازت لی۔ قاعدہ تھا کہ بھنڈارے کا کھانا مہاراج کے سامنے ہی پکایا جاتا تھا اور آپ بھی اکثر اس مین حصہ لیا کرتے۔ منگو لکر نے خلاف دستور کھانا گھر پر پکوایا۔ تیار ہونے پر پھولونکا ایک خوبصورت ہار اور پوجا پاٹ کا سامان لئے ہوئے مہاراج کیطرف آیا مہاراج اسوقت باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ راؤ صاحب ونایک راؤ کا بھنڈارا یہان تیار ہوا ہے منگو لکر نے گھر پکوایا ہے۔ یہ معلوم کر کے آپ دور جاکر درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ شام تک اسیجگہ بیٹھے رہے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ نزدیک جاسکے۔ قریب شام آپ دوسرے راستے سے کوڑے کی کونڈی کے پاس آ بیٹھے۔ منگو لکر پوجا کا سامان اور پھول کا ہار لیکر وہان پہنچا اور مہاراج کے سامنے رکھدیا۔ مہاراج نے اُٹھا کر سب چیزین زمین پر پھینک دین اور ہار اس کونڈے پر چڑھا دیا۔ منگو لکر نے چپکے سے کچھ کہا تو آپ نے سینکڑون صلواتین سنائین۔ پھر اس نے نہلانے کیلئے چوکی سامنے رکھی تو فرمایا اسکو جلا دے۔ وہ کچھ رُکا تو آپ نے فرمایا کہ چوکی مین تیرا دل اٹکا ہوا ہے اس لئے تو میرے کہنے پر عمل نہین کرتا۔ اسپر بیچارے نے چوکی کو جلا دیا۔ اتنے مین ونایک راؤ بھی پوجا پاٹ کا سامان لئے ہوئے حاضر ہوئے

اور حسب دستور پوجا کی۔ بھنڈارا تقسیم کرنیکے لئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ میرا مزاج اسوقت درست نہین ہے تم خود ہی کر لو اگر ضد کروگے تو مار کھاؤگے یہ کہکر اٹھے اور ایک طرف ہو لئے ونایک راؤ اور ان کا بھائی ساتھہ ساتھہ ہو لئے جب مزاج درست ہوا تو آپ واپس آئے اور بھنڈارا تقسیم فرمایا۔

ان ہی دنون مین آپ کبھی کبھی فرمایا کرتے کہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ اس میدان مین ہر مذہب کے لوگ حتیٰ کہ یورپین بھی جمع ہونگے۔ اسوقت میری کہیڑ گپور کی میعاد قیام ختم ہوجائیگی اور مجھے یہان سے جانا پڑیگا۔ اسپر لوگ دریافت کرتے کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے تو آپ فرماتے کل یا پرسون لیکن جب ایسی کئی کل پرسون گذر گئین اور لوگ اس بات کو بھول گئے تب وہ وقت آیا جیسا کہ آگے چلکر ظاہر ہوگا۔

ایک مرتبہ راؤ صاحب ونایک راؤ کا بھائی جو شری اکلکوٹ سوامی کے چیلے کا معتقد تھا کہیڑگپور آیا۔ اور مہاراج کے درشن کو حاضر ہوا۔ مہاراج نے اسکو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اودھر اودھر کی باتون کے بعد آپ نے فرمایا اب جاؤ درشن ہوچکے۔ یہ سنکر وہ بجائے جانے کے اور نزدیک جا بیٹھا۔ اسپر پھر حکم دیا کہ چلا جا مگر یہ بیٹھا رہا۔ آپ نے ایک چانٹا مارا اور کہا جا اب جا۔ یہ پھر بھی نہ گیا تو آپ بگڑے اور اس زناٹے کا تھپڑ مارا کہ اس کا منہ پھر گیا اور یہ ایک تخت

پیچھے ہٹ گیا۔ مہاراج نے اب اُٹھ کر اسکی گردن پکڑی اور مارتے مارتے باہر نکال لیگئے۔ یہان بہی یہ نہ گیا۔ تو مہاراج نے لکڑی سے مارنا شروع کیا۔ اور چاہا کہ چلا جائے مگر یہ نہ گیا۔ پہر آپ نے گالیان دینی شروع کین اور باتون باتون مین شری اکلکوٹ سوامی کی بزرگی اور اس نووارد کی ناشائستگی کیطرف اشارہ کیا۔ یہ اس بات کا ثبوت تہا کہ مہاراج نے اگرچہ اکلکوٹ ہرا کبہی نہ دیکہا تہا تاہم وہ اسکے باطنی حالات سے ناواقف نہ تھے۔ جب مہاراج نے یہ دیکہا کہ یہ کسی صورت سے نہین جاتا تو فرمایا اچہا اگر تو جانا نہین چاہتا تو جب تک مین نہ کہون یہان سے نہ ہلنا۔ یہ کہہ مہاراج اندر تشریف لیگئے۔ تہوڑی دیر کے بعد یہ شخص چلا گیا اور اپنے بہائی سے ساری کیفیت بیان کی۔ بہائی نے اور دوسرے لوگون نے اسکو سخت بُرا بہلا کہا کہ کمبخت اتنا کچھ کر کے سب کہو دیا۔ جیسا حکم دیا تہا ویسا کرنا تہا۔

ونایک راؤ کے دوسرے بھائی شری دھر پنت کو مہاراج پر مطلق اعتقاد نہ تہا ایک مرتبہ وہ سخت بیمار پڑا اور علاج کے لئے کسی دوسرے شہر مین لیگئے وہان اسنے مہاراج کو اپنے سامنے کہڑا دیکہا۔ یہ دیکہکر اوسکو یقین ہوا کہ واقعی مہاراج سدگرو ہین۔ اور کہا کہ مجھے مہاراج کے پاس کہڑگہور لیچلو لیکن رشتہ دارون نے اسکو ڈاکٹر ہی کے زیر علاج رکہا۔ حالانکہ اسنے بارہا کہا کہ مجھو یہان آرام نہ ہوگا اور ایسا ہی ہوا کہ اوسکی حالت دن بدن خراب ہوتی

گئی۔ آخر اسکو کہڑ گہو روا پس لانا پڑا اور اسکی بیوی نے جو مہاراج کی معتقد تہی مہاراج کو اسکی حالت کی اطلاع دی۔ مہاراج نے جواب دیا کہ اسکو یہان لانیکی ضرورت نہین ہے نہ خود بیمار کے پاس چلنے کا وعدہ کیا۔ جب بیماری زیادہ بڑہی اور بیمار کی جانب سے روزانہ پیغام آنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ "بیمار سے کہو کہ تیرے یہان آنیکی ضرورت نہین ہے۔ مین خود تیرے پاس آؤنگا" چند روز کے بعد مہاراج سے دریافت کیا گیا کہ بیمار کب اچہا ہوگا اور وہ آپ کے آنیکا انتظار کر رہا ہے آپ اسوقت جذب کی حالت مین گوڑی پر بیٹھے ہوئے تہے فرمایا کہ چار روز مین بالکل تندرست ہو جائیگا۔

چنانچہ چوتھے دن بیمار نے مہاراج کو اپنے پاس دیکہا اور خوش ہوکر سب سے کہا کہ لو! مہاراج تشریف لے آئے اور مین ان سے ملا اور اب آپ مجہے اپنے ہمراہ خدا کے پاس لیجائینگے اب تم لوگون سے میرا کوئی تعلق نہین۔ یہ کہہ کر اسکی زبان بند ہوگئی اور شام ہوتے ہوتے مرگیا۔

ایک دن راؤ صاحب بٹنگے کر کی لڑکی سونا بائی اپنی سسرال سے باپ کے گھر آئی۔ اور مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ مہاراج اسوقت کسی بہنگن کے گھر آٹا پیسنے جا رہے تہے آپ نے فرمایا اسوقت جا کل آنا۔ لڑکی نے اصرار کیا اور ساتہہ ہو لی۔ اور مہاراج کے ساتہہ آٹا پیسنے لگی+ور

بھنگن کھڑی دیکھتی رہی۔ شام کو واپس آئے اور لڑکی سے کہا کہ اب اندہیرا ہونے لگا ہے جلدی سے گھر چلی جا لیکن اُس کا جی نہ چاہا آپ نے فرمایا اچھا ٹھہر جا چنانچہ آپ نے شب کا کھانا اسکو اپنے ساتھہ کھلایا اور ایک ٹاٹ بچھا دیا اور فرمایا کہ سو جا۔ چنانچہ یہ لیٹتے ہی سو گئی اور صبح آفتاب طلوع ہونے کے بعد اُٹھی اور مہاراج سے کہا کہ مین تمام رات نور کے ہالے مین گہری رہی۔ اسکے بعد تین روز والد کے گھر رہی چوتھے روز مہاراج نے اوسکو سسرال جانیکا حکم دیا اور وہ رخصت ہو گئی۔

ایک دن ایک بھنگن مہاراج کے لئے کھانا لائی اور کہا کہ مہاراج مین نے اشنان کر کے برہمن عورت کیطرح سولا پہنے ہوئے کھانا پکایا ہے (اسوقت ایک برہمن عورت بھی حاضر تھی) گر قبول افتد زہے عز و شرف مہاراج مسکرائے اور فرمایا کہ لباسِ ظاہری کی کوئی قدر نہین۔ قدر دل کی ہوتی ہے اور مین جانتا ہون کہ تیرا دل اچھا ہے اسلئے مین اسکو قبول کرتا ہون چنانچہ بھنگن نے مہاراج کی پوجا کی اور کھانا اور پانی پیش کیا۔ آپ نے بڑی خوشی سے تناول فرمایا۔

ایک مرتبہ ایکناتھہ راؤ اور اسکی بیوی اچھنا بائی مہاراج کی پوجا کیلئے

حاضر ہوئے۔ آپ نے گوٗین لتھڑی ہوئی دو جوتیان انکے آگے رکہدین اور فرمایا انکی پوجا کرو۔ انہون نے فوراً تعمیل حکم کی پوجا ختم ہونے پر آپ نے حکم دیا کہ انکو لیجاؤ اور اپنے گہر حفاظت سے رکہو۔

ایک ہندو عامل جو سدگرو کی روحانی طاقت سے بذریعہ عملیات فیض حاصل کرنا جانتا تہا ہر روز شام کو اُسجگہ آیا کرتا جہان مہاراج اپنا پاخانہ پہنیکا کرتے تہے۔ اور اسجگہ ایک گڑہا کہود کر اس مین آگ جلاتا اور کچہہ چیزین ڈالکر منتر جپتا اور اس آگ کے گرد کئی سو بار چکر لگا کر چلا جاتا۔ یہ شخص مہاراج کے درشن کو کبہی نہ آیا اور مدت تک یہ عمل کرتا رہا۔ ایک روز مہاراج نے فرمایا کہ بعض آدمی ایسے بہی ہین جو میری روحانی طاقت سے بذریعہ عمل فائدہ اُٹھانا چاہتے ہین۔ لیکن اگر دریا سے چند قطرے کم ہی ہوتے تو دریا کو اُس سے کیا نقصان ہوگا۔

ایک مرتبہ رات کے بارہ بجے مہاراج اپنے چہپر مین لیٹے ہوئے تہے کہ ایک برقعہ پوش عورت اندر آئی۔ اور کہانے کی ایک رکابی آپ کے سامنے رکہکر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگی۔ جب پڑہ چکی تو مہاراج نے پوچہا کہ تو کون ہے؟ عورت نے نقاب اُلٹی اور کہا بابا مین ہون۔ یہ کہانا مین نہایت خلوص کے

کے ساتھہ آپکی خدمت مین لائی ہون۔ از راہ کرم اس مین سے کچھہ تناول فرمائیے
مہاراج نے فرمایا پہلے تو یہ بتا کہ تو ہے کون اور اتنی رات گئے اکیلی یہان
کیون آئی ہے۔ عورت نے کہا کہ میرا خاوند کئی بار آپ کی خدمت مین حاضر
ہوا ہے اور آپ کو بزرگ سمجھتا ہے وہ مجکو یہانتک اپنے ہمراہ لایا ہے صرف
چند قدم مجھے اکیلا آنا پڑا ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ اتنی رات گئے بھیجنے کا
مطلب؛ عورت نے کہا کہ میرا خاوند نہایت ہی نیک اور طالب خدا ہے۔
اُس نے مجھسے کہا کہ آج متبرک رات ہے۔ مین کہانا آپ کی خدمت مین حاضر
کرون اور قرآن شریف پڑہکر آپ کو سناؤن اور استدعا کرون کہ آپ اس
کہانے کو نوش فرمائین اور میرے خاوند کے حق مین دعا فرمائین اور اسکی دلی
مراد پوری کرین۔ مہاراج نے فرمایا اچھا اگر میرے کسی فعل سے کوئی فیض پاسکتا
ہے تو مین بخوشی اس امر مین اسکی مدد کرونگا۔ پہر مہاراج نے اُس عورت
کے ہاتہہ سے کہانے کا ایک نوالہ کہایا۔ جسکے بعد عورت نے پہر چند آیتین تلاوت
کین اور قدمبوس ہوکر رخصت ہوگئی۔

ایک دن چند مسلمان آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ سماد ہی
کیحالت مین لیٹے ہوئے تہے۔ آپکو جگانے کی غرض سے ان لوگون نے آپ کے
گرد اگر و اگربتیان روشن کردین۔ مگر آپ بیدار نہ ہوئے۔ پہر ان مین سے

ایک آدمی نے ایک بیڑی سلگا کر آپ کے منہ مین دی۔ اس سے آپ بیدار ہوئے اور پوچھا کون ہو؟ انہون نے کہا ہم مسلمان ہین آپ کی زیارت حاصل کرنے حاضر ہوئے ہین۔ اور ایک نے بیڑی آپ کے پیش کی۔ مہاراج نے فرمایا تم سلگاؤ اور پی کر مجھے دو۔ چنانچہ اسکی پی ہوئی بیڑی آپ نے پی اور

ایک مسلمان بڑھیا کا قصہ

ان لوگون کو سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بچپنے مین ایک شہر مین جانیکا اتفاق ہوا۔ اجنبی شہر بے ٹھکانے بھٹکتا پھر رہا تہا۔ راہ مین ایک مسلمان بڑہیا مجھے ملی۔ میری پریشان صورت دیکھکر اوس نے میرا حال پوچہا مین نے کہا کہ مین مسافر ہون کہانے اور رہنے کا کوئی انتظام نہین ہے اسلئے ادہر اُدہر پھر رہا ہون۔ بڑہیا نے کہا کہ چل میرے ساتہ چل۔ مین نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا کہ اسوقت نہ پوچھ۔ مین نے کہا مائی مین برہمن ہون۔ کہا اسکی بہی پرواہ نہ کر اور چپ چاپ میرے ساتہ چلا آ۔ چنانچہ مین اسکے ساتہ ہو لیا۔ گھر پہنچا تو دیکہا کہ نہایت عالی شان اور وسیع مکان ہے۔ گہر مین دو لڑکے تھے جو نہایت ہی کریم النفس اور خلیق ثابت ہوئے۔ بڑہیا کی عمر ۹۰ برس کے قریب ہوگی۔ یہ مجھے ایک خالی کمرے مین لیگئی اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہین اسلئے تم اس علیحدہ کمرے مین رہو۔ مین نے کہا مین برہمن ہو کر مسلمان کے گہر کیونکر رہون۔ بڑہیا نے کہا کہ کمرہ علیحدہ کہانے پینے کا سامان علیحدہ پھر رہنے مین

کیا قباحت ہے؟ پہر اسنے ضروری برتن اور اناج لاکر دیا۔ مین نے اشنان کرکے پوجا پاٹ کی اور کہانا پکاکے کہایا اور لیٹ گیا۔ کچہہ دیر بعد وہ مائی میرے پاس آئی اور میرا حال دریافت کیا۔ مین نے کہا کہ مین ایک مصیبت زدہ ہون اور اپنا حال مین کچہہ نہین کہہ سکتا۔ مائی نے کہا خیر مضائقہ نہین چند روز یہان آرام سے رہو۔ مین وہان رہنے لگا۔ یہ مائی راتون کو اکثر میرے کہرے مین آیا کرتی اور حقیقت و معرفت کی نہایت سبق آموز کہانیان سنایا کرتی۔ جن سے مجہے بہت فیض پہنچا۔

ایک مرتبہ بارہ بجے دنکو وہ مجہے اپنے کہیت مین لیگئی جو مکان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ وہان مجہے ایک چہوٹے سے درخت کے سایہ مین بٹہا دیا اسپر ایک بیل چڑہی ہوئی تہی۔ اور یہ درخت ایک بہت بڑے درخت کے سایہ مین تہا۔ اور مجہسے کہا کہ اگر تو کچہہ تماشہ دیکہنا چاہتا ہے تو اپنی آنکہین بند کرلے چنانچہ پندرہ منٹ تک مین نے آنکہین بند رکہین اور اس عرصے مین یہ مائی اپنا پراسرار کام کرتی رہی اور گہڑی گہڑی مجہسے آنکہین بند رکہنے کے لئے کہتی رہی۔ آخر اوسکی حکم ملنے پر مینے آنکہین کہولین۔ لیکن مینے کوئی غیر معمولی بات نہین دیکہی۔ اسکے بعد اوسنے کہا تیری آنکہونکا کام ہوچکا اب تیرے کانون سے کام لینا ہے۔ لہذا ہمہ تن گوش ہوکر سُن جو آواز تجہے سنائی دے۔ مین سننے کیلئے تیار ہوگیا۔ یکایک اس درخت سے جسکے نیچے مین بیٹہا

ہوا تہا نہایت ہی سُریلی اور دلکش آواز آنے لگی۔ ایک گھنٹے تک یہ آواز جاری رہی اور مین اس آواز سے بیخود سا ہوگیا۔ آواز کے بند ہونے پر مجھے ہوش آیا بڑہیا نے پوچھا کہ کچھہ سنا؟ مین نے کہا ایسی آواز سنی جو کبھی نہین سنی تہی۔ اگر اس آواز کو سننے کا طریقہ مجھے بہی بتادو تو آپ کو بڑا ثواب ہوگا۔ بڑہیا نے کہا کہ اس درخت کو گندہروی کہتے ہین۔ بعض عمل ایسے ہین جن سے علم موسیقی کی دیوی اس درخت مین داخل ہوکر ناچنے اور گانے لگتی ہے۔ لیکن یہ معمولی اور عارضی بات ہے اسپر غور کرنا بے سود ہے۔ پہر مین اسکے ساتہہ گہر آیا اور قریباً پندرہ روز رہکر یہان سے رخصت ہوا" یہ قصہ سناکر مہاراج نے ان لوگونکو رخصت کیا۔

مہاراج کی مخالفت

مہاراج کے نہلانے اور بہنڈارے کی رسومات اعلیٰ پیمانے پر ادا ہورہی تہین کہ کماری پوجا کا اس مین اضافہ ہوا جس مین ہندو مذہب کے مطابق نوراتری کو مانگ عورتون اور لڑکیونکی پوجا کی جاتی ہے۔ قریباً تین ماہ یہ رسم جاری رہی۔ اسپر بعض برہمنون نے جو مہاراج کے معتقد نہ تہے اور شروع ہی سے مخالفانہ برتاؤ رکہتے تہے برہمن معتقدین مین تفرقہ اندازی کی کوشش شروع کی۔ اور چند بدعقیدہ لوگونکو اپنے ساتہہ لیکر مہاراج اور معتقدین کے درپے آزار ہوئے۔ مگر جس قدر انہون نے مخالفت کی اسیقدر

رسومات کی ادائیگی مین زیادتی ہوتی گئی اور انکو کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ آخر تنگ آکر ان لوگون نے مہاراج اور مہاراج کے معتقدین کی اخبارون مین ہجو شروع کی اور لکھا کہ مہاراج جو سدگرو مانے جاتے ہین برہمن ہوکر بہنگیون اور چمارون مین رہتے انکے ہاتہہ کا پکا ہوا کہاتے اور ان کے بچون سے کہیلا کرتے ہین اور انکے معتقدین بہنگی چال مین جاتے اور برہمن عورتین بہنگی اور چمار لڑکیونکو اپنے ہاتہہ سے نہلاتی ہین۔ چونکہ مہاراج ایک پاگل آدمی ہین اس لئے لوگون کا انکی سیوا کرنا اور انکی جیسی روش اختیار کرنا بیدینی اور گمراہی مین پڑنا ہے"۔

معتقدین اخبار پڑہکر برہم ہوئے اور مہاراج کو جاکر سنایا اور کہا کہ آپ ہمین اجازت دین تو ہم ان پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کردین۔ مہاراج یہ سنکر بہت ہنسے اور فرمایا اخبار مین بالکل سچی حقیقت لکہی ہے۔ جو باتین بیان کی گئی ہین سب یہان ہوتی ہین۔ تم حق گوئی کے خلاف کس طرح دعویٰ دائر کرسکتے ہو۔ لوگون نے کہا کہ اُنہون نے ذاتیات پر حملے کئے ہین جو ناقابل برداشت ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم نے میری صحبت سے کچہہ بہی حاصل نہین کیا۔ خیال کرو کہ جب مین نے تمہین مارا۔ گالیا دین اور ہر طرح تمہاری بے عزتی کی اسوقت تو تمکو برُا نہ لگا اور اب جبکہ خود خدا تمہارے مخالفون کے ذریعے تمہارا امتحان لے رہا ہے اور اسکے لئے تمکو گالیان دلوا رہا ہے تو تم برُا مان رہے ہو۔ اگر تم مصیبت

اور تکلیف کو برداشت نہین کرسکتے اور اسس آزمائش مین ثابت قدم نہین رہ سکتے تو مہربانی کرکے میری پیروی کرنا چھوڑدو۔ مین کسی حالت مین تمہین دعویٰ دایر کرنیکی اجازت نہین دے سکتا۔ دراصل وہ میرا ہی کام کررہے ہین یعنی خاکساری اور عاجزی کی تعلیم دے رہے ہین۔ مجھے موافق اور مخالف دونون گروہ کی بہتری منظور ہے۔ کیونکہ مجھے اُن سے بھی کام لینا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ تمہین ایذا اور تکلیف پہنچاکر تمہارے جذبات مین حرکت پیدا کرین اور تم اُن تکلیفون کو برداشت کرکے اس قابل بنو کہ میری روحانی تعلیم کا اثر جلد قبول کرسکو۔ جب تک کہ تم مصیبت اور تکلیف نہ اُٹھاؤگے اسوقت تک دائمی راحت اور خوشی حاصل نہ ہوگی۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک قصہ سنایا

تکلیف کے بعد راحت

کسی شہر مین ایک غریب آدمی مفلسی اور فاقہ کشی سے ایسا تنگ آیا کہ جان دینے پر آمادہ ہوگیا۔ ایک دوست نے کہا کہ فلان شہر مین مہالکشمی کا مندر ہے۔ اگر تم وہان جاکر درشن کرو تو امیر بنجاؤگے۔ اس نے سوچا کہ یہ تو آسان ترکیب ہے۔ گھر آیا اور بیوی سے کہا کہ لو خدا حافظ مین مہالکشمی کے درشن کو جاتا ہون جس کے درشن سے غریبی امیری سے بدلجاتی ہے۔ بیوی نے کہا بسم اللہ دیر نہ کرو۔ چنانچہ گھرسے نکل اس شہر مین پہنچا اور مہالکشمی کے مندر مین گھسنے لگا۔ قدم رکھا ہی تھا کہ دربان نے گُدّی مین ہاتھ دیکے باہر نکالدیا۔ بیچارہ

گھبرایا کہ مندر مین تو ہر ہندو جا سکتا ہے خواہ غریب ہو یا امیر۔ مجھے کیون روک
دیا۔ ڈرتے ڈرتے پھر آگے بڑہا اور دربان سے پوچھا کہ بھائی مین ہندو ہون
مجھے اندر کیون نہین جانے دیتا۔ دربان نے کہا مانا کہ تو ہندو ہے مگر غریب
ہندو ہے۔ اور اس مندر مین سوائے امیرون اور دولتمندونکے اور کوئی نہین
جا سکتا۔ بہتیری منت کی کہ دور ہی سے درشن کرنے دے مگر کسی طرح اجازت نہ
ملی۔ اور یہ بیچارہ اپنے نصیبونکو روتا ہوا واپس لوٹا۔ ایک تو دو تین روز کا
بھوکا دوسرے مسافت کی تکان تیسرے دہوپ کی شدت قدم اُٹھانا دوبھر تھا
جنگل بھی ایسا کہ سایہ کے لئے درخت کا کوسون نام نہین آخر چلتے چلتے ایک
پُرانی اور کھنڈر عمارت دکھائی دی۔ وہان پہنچا اور چاہا کہ اندر جاکے تھوڑی
دیر آرام کرے کہ کسی آدمی نے یہان بھی روکا کہ اس مین نہ جا یہ الکشمی کا مندر
ہے جو اس مین جاتا ہے مرکر رہ جاتا ہے۔ اس لئے کوئی اسکے اندر نہین جاتا۔
یہ تو جان سے بیزار تھا ہی کہا دیوی کے ہاتھون مرنا کسکے نصیب ہوگا اندر داخل
ہوگیا۔ دیکھا تو مندر مین گو اور کیچڑ چارون طرف ہے بیٹھنے کی جگہ ہی نہین۔ سامنے
الکشمی کی مورتی تھی جاکر قدمونپہ سر رکھدیا۔ سرکا رکھنا تھا کہ ایک سانپ نے
پھن نکالا اور یہ جھجک کر پیچھے ہٹا۔ ڈرکر ایک کونے مین جا بیٹھا۔ بیٹھتے ہی ایک
بچھو نے ڈنک مارا۔ تڑپ اُٹھا مگر جی کڑا کئے بیٹھا رہا کہ تکلیف کی زندگی سے
مرنا بہتر ہے۔ غرضکہ ایک ہفتہ کامل بھوکا پیاسا بیٹھا دیوی کی پوجا کرتا رہا۔

آخر دیوی نے درشن دئے اور کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے مین لکشمی دیوی ہون میرے اختیار مین رنج ۔ غم ۔ دکھ درد اور تمام قسم کی ایذائین ہین ۔ اس نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ مجھپر اپنی نظر عنایت نہ کرین اور میرے گھر کبھی تشریف نہ لائین ۔ دیوی نے منظور کر لیا اور یہ مندر سے باہر نکل آیا ۔ شہرہ تو ہو ہی گیا تہا کہ ایک مسافر مندر مین گیا ہے اور سب کو یقین ہو چکا تھا کہ مر گیا ہوگا لیکن آٹھ دن بعد جو زندہ سلامت دیکھا تو سب لوگ اسکو بزرگ سمجھنے لگے ۔ اور مہالکشمی کی بجائے اسکی پوجا ہونے لگی ۔ گاؤن والون نے ایک بڑے عالیشان مکان مین اسکو ٹہیرایا اور پوجا شروع ہوگئی ۔ چند روز بعد جب یہ گھر جانے لگا تو لاکھون روپے اور زیورات اسکو نذرانے مین ملے اور یہ امیر بنکر اپنی بیوی کے پاس آیا ۔ ؏ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

یہ قصہ سنکر سب لوگون نے اپنا ارادہ منسخ کیا اور ہر تکلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے لگے ۔ جب مخالفین ان کو کسی ناشایستہ حرکت سے بھڑکانا چاہتے تو یہ خاموش ہو جاتے جس سے مخالفین یہ سمجھے کہ یہ سب لوگ ہم سے ڈر گئے ۔ اسلئے انکو زیادہ جرأت ہوئی اور ایک روز بہت سے آدمی لکڑیان لے کر مہاراج کی قیام گاہ پر آئے تاکہ آپ کے معتقدین کو ماریں شب کے ۹ بجے تہے بہت سے آدمی مہاراج کی تقریر سن رہے تہے ان ڈاکوؤن کو دیکھکر مہاراج سے عرض کیا کہ دشمن ہم کو مارنے آئے ہین اگر

حکم ہو تو ان کا مقابلہ کیا جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم سب خاموش بیٹھے رہو اور یہ معاملہ مجہپر چھوڑ دو۔ چنانچہ سب لوگ چپ ہو گئے اور آپ تقریر فرماتے رہے۔ غرض یہ لوگ چھپر کے قریب آئے اور جہانک کر دیکہا تو اندر کوئی بہی دکہائی نہ دیا اور یہ پلٹ کر بہنگی چال مین گئے اور ایک بہنگی سے پوچہا کہ مہاراج کہان گئے؟ بہنگی نے کہا چھپر مین بیٹھے تقریر فرما رہے ہین۔ انہون نے کہا وہان تو ہم نے ابہی دیکہا چھپر خالی ہے۔ چنانچہ دوبارہ آئے اور اب بہی چھپر مین کیسکو نہ دیکہا۔ اور پہر بہنگی کو گالیان دیتے ہوئے یہ سمجھکر کہ یہ ہمکو بہکا رہا ہے اور مہاراج کہین باہر گئے ہوئے ہین واپس چلے گئے۔

اب مخالفون کے لئے کوئی صورت نہین رہی کہ شرارت کرین اور ان رسومات کو بند کرائین۔ مگر اس کے بعد بہی دیکہا گیا کہ یہ لوگ بہنڈارے اور پوجا وغیرہ کے وقت آتے اور دور سے کہڑے کہڑے تماشہ دیکہتے۔ ایک دن انہی مین کا ایک ۲۰ سالہ جوان مہاراج کے چھپر کے قریب آکر کہڑا ہو گیا۔ آپ نے اسکو اندر بلایا یہ جوتیان اتارنے لگا تو فرمایا کہ پہنے ہوئے چلا آ۔ یہ اندر گیا اور سامنے بیٹھا مہاراج نے کہا برسون سے مین نے ٹوپی نہین اوڑہی اپنی ٹوپی مجھے دے اس نے ٹوپی نذر کر دی۔ پہر مہاراج نے فرمایا کہ کرتہ اور کوٹ بہی مین نے بہت دن سے نہین پہنا یہ بہی دیدے۔ اس نے بلا عذر اتار کر دیدیا۔ پہر آپ نے فرمایا کہ مانگتا تو دہوتی بہی لیکن تو گہر جاتے ہوئے شرمائیگا خیر اب جا۔ مگر یہ

بتاتا جا کہ یہ سب چیزین تو نے خوشی سے دی ہین یا شرما شرمی؟ اس نے کہا مین نے خوشی سے دی ہین۔ شام کو یہ پھر حاضر ہوا اور کہا کہ کوٹ کی جیب مین آمنس کی کنجی اور چند کاغذ ہین وہ عنایت فرما دئے جائین آپ نے نکالکر دیدئے اور فرمایا کہ اگر جی چاہتا ہو تو کپڑے بہی لیجا۔ لڑکے نے کہا جی نہین یہ آپ کی نذر ہو چکے۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ چند روز مین تیری شادی ہوگی اور تو نیا لباس زیب تن کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

طوطونکا مہاراج کے پاس آنا

ہر کجا چشمۂ بود شیرین

مردم و مرغ و مور گرد آیند

واقعی بات ہے کہ جو آدمی خدا کی محبت مین اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے اُس سے ہر شئے محبت کرنے لگتی ہے۔ چنانچہ کہا سینس کے گہر مین ایک طوطا پلا ہوا تہا ایک دن پنجرے سے غائب ہوگیا۔ گہر والونکو بڑا تعجب ہوا کہ پنجرہ بدستور بند ہے اور طوطا ندارد ادہر اُدہر تلاش کرکے رہگئے۔ تیسرے روز یہ طوطا بہنگی چال مین آیا بہنگی لڑکون نے پکڑنا چاہا تو اُڑ کر مہاراج کے چھپر پر آبیٹھا۔ یہان ان لڑکون نے پکڑ کر پنجرے مین بند کر دیا اور مہاراج کے پاس لائے آپ نے فرمایا کہ کسی کا پالا ہوا ہے۔ کہا سینس اور اسکی بیوی آئے تو اپنے طوطے کو دیکھکر خوش ہوئے اور گہر لیگئے۔ چند روز کے بعد پہر اسیطرح غائب ہوگیا اور تیسرے روز مہاراج کے

چھپر پر پکڑا گیا۔ چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اسکو پنجرے مین بند کیا اور یہ اُڑ کر مہاراج کے پاس پہنچا۔ اسیطرح باجی راؤ کی لڑکی میرا بائی کا طوطا بہی اُڑکر مہاراج کے چھپر پر آیا اور پکڑا گیا۔ میرا بائی بیٹھی ہوئی ہتی کہ آپ نے طوطے اور کوّے کا ایک قصہ سنایا۔

طوطے اور کوے کا قصہ

ماںباپ کی ایک اکلوتی لڑکی ہتی اور ماں باپ اُس سے بہت محبت کیا کرتے تہے ایک دن اس کا باپ اُسکو لئے ایک طوطا لایا۔ اور یہ لڑکی باپ جب آفس جاتا اور ماں گہر کے کام کاج مین مصروف ہوتی تو اس طوطے سے کہیلا کرتی۔ ہوتے ہوتے اسقدر محبت بڑہی کہ دونون ایک دوسرے سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے۔ ایک دن لڑکی درخت کے نیچے بیٹھی طوطے سے کہیل رہی ہتی کہ بہوک لگی اور کہانا لاکر کہانے لگی کہڑکی کہولدی اور طوطا بہی باہر آکر رکابی مین کہانے لگا لڑکی نے پنجرے کی کٹوریون مین ہی کہانا بہر دیا۔ پیٹ بہرا بہی نہین کہ کہانا ختم ہوگیا۔ یہ طوطے کو وہین چہوڑ کہانا لینے گہر گئی۔ درخت کے اوپر کوّا تاک لگائے بیٹھا تہا میدان خالی دیکھکر نیچے اترا اور گرے پڑے دانے کہاکر پنجرے مین گہسا اور کٹوری مین چونچ ماری۔ اسکو دہکے سے پنجرے کی کہڑکی بند ہوگئی اور کوّا اندر پہنس گیا۔ طوطا ڈر کر اُڑ گیا۔ لڑکی نے آکر دیکہا تو طوطا غائب ہے اور پنجرے مین کوّا بند ہے۔ بچی تو ہتی ہی سمجہی کہ طوطے کا رنگ

کالا پڑ گیا ہے اُسی سے کھیلنے لگی۔ ماں باپ نے ہرچند سمجھایا کہ تیرا طوطا اُڑ گیا
اور یہ کوّا ہے جو کھانے کے لالچ سے پنجرے میں بند ہو گیا ہے۔ مگر لڑکی نہ مانی اور
کہا کہ نہیں یہ طوطا ہی ہے اس نے اپنا رنگ بدل لیا ہے۔ چنانچہ یہ ہمیشہ اس سے
کھیلا کرتی اور کھانا کھلایا کرتی۔ البتہ اتنا کیا کہ جب یہ اسکی آواز پر نہ بولتا تو یہ
چپ ہو جاتی اور جو کچھ طوطے کو سکھاتی تھی وہ بند کر دیا۔ چند روز کے بعد اس
کوّے نے لڑکی کو روحانی تعلیم دینا شروع کی۔ چنانچہ اس نے اپنی ماں سے کہا
کہ اب یہ مجھے تعلیم دیا کرتا ہے اور میں اسکو اچھی طرح سمجھتی ہوں مگر تم کو سمجھا
نہیں سکتی۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہوتا ہے
وہ دوسرونکے لئے باعث زحمت ہیں اور خود دوسروں سے آرام پاتے ہیں۔
اور جن کا ظاہر خراب اور باطن اچھا ہے وہ دوسرونکے لئے باعث رحمت ہیں اور
انکے لئے وہ خود تکلیف اُٹھاتے ہیں۔

گنگا جل

ایک مرتبہ کوئی شخص کاشی سے گنگا جل لایا اور مہاراج کو اس سے
غسل دینا چاہا۔ مہاراج نے فرمایا کہ میں اسقدر ناپاک ہوں کہ اس سے ہی
پاک اور پوتر پانی مجھے پاک نہیں کر سکتا۔ اُس نے کہا یہ تو آپ کی کسر نفسی ہے
آپ پاک ہیں اور ہزاروں کو پاک کر سکتے ہیں۔ مہاراج نے فرمایا کہ پھر گنگا جل
سے مجھے نہلانیکی کیا ضرورت ہے۔ لیکن وہ شخص نہ مانا۔ آپ نے فرمایا اچھا

نہلاؤ مگر پہر مجہے گندے پانی سے نہانا پڑے گا۔ چنانچہ اُس شخص نے آدہے گنگا جل سے آپ کو غسل دیا اور آدہا معتقدین مین تقسیم کیا۔ نہلاتے وقت سب نے دیکہا کہ پانی گدلا اور بدبودار ہے۔ جن لوگون کو دیا تہا انہون نے اور خود لانے والے نے بہی گدلا اور بدبودار پایا۔ اشنان کے بعد مہاراج نے فرمایا کہ اب مین اس موری کے پانی سے نہاکر پاک بنتا ہون۔ مگر حاضرین اُٹہے اور موری کا گدلا پانی بہر لائے۔ جسم پر ڈالا گیا تو ہر ایک شخص نے دیکہا کہ یہ گنگا جل کی مانند صاف شفاف تہا۔ نہاکر آپ نے فرمایا کہ اب مین پہر اپنی اصلی حالت مین آگیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ مہاراج نے بجائے آٹہوین دن نہلانے کے مہینے مین ایک بار نہانے کا دن رکہا تہا۔ باقی ۲۹ دن کیچڑ مٹی مین کہیلتے اور بہنگیون کی طرح فضلہ اُٹہاتے اور نالیان صاف کرتے پہرتے لیکن بایںہمہ پاس بیٹہنے والونکو کبہی تعفن نہ آتی۔ نہ انکی اس غلیظ حالت مین رہنے کا کسی کو احساس ہوتا بلکہ ہر وقت پاک صاف نظر آتے۔ یہ ایک عجیب راز ہے جو ظاہر پرستونکی سمجہ مین نہین آسکتا۔

نرمل گنگا جل کے گدلا ہوجانے اور گدلا نظر آنے کے متعلق تقریر فرماتے ہوئے مہاراج نے ایک مرتبہ مذہبی تعلقات کے باطنی معنی کیطرف اشارہ کیا جیسا کہ عوام انکو سمجہتے ہین اور پہر اسکے متعلق حسب ذیل قصہ بیان فرمایا۔

ایک نہایت ہی متقی اور پرہیزگار شخص تیرتہہ کے لئے نکلا اور چلتے چلتے

ایک ندی پر پہنچا دیکہا کہ اس کا پانی نہایت صاف ہے اور زور سے بہہ رہا ہے۔
کنارے پر ہزاروں آدمی پوجاپاٹ مین مصروف ہین اور بالکل کاشی کا منظر نظر
آرہا ہے۔ یہ سمجہا کہ کاشی کے نمونے پر نئی تیرتھ بنائی گئی ہے۔ پہرتے پہرتے
ایک مقام پر پہنچا جہان لوگ اپنے متوفی آبا و اجداد کے نام سے گنگا کو پنڈ دان
کر رہے تہے اور اس رسم کو ایک برہمن ادا کر رہا تہا۔ پہلے اسنے خیال کیا تہا کہ
چاول کے پنڈ ہونگے لیکن قریب جانے پر معلوم ہوا کہ بجائے پنڈ کے مرغی کے
انڈے ہین اور ہر متوفی کے نام ایک انڈا دان کیا جاتا ہے۔ اس انوکہی رسم
کو وہ متعجب ہوکر دیکہتا رہا۔ برہمن جب اپنا کام کرکے گہر چلا تو یہ بہی اسکے پیچہے
ہولیا۔ جب گہر کے قریب پہنچا تو اس نے برہمن سے اس نرالی رسم کا سبب دریافت
کیا۔ برہمن نے کہا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو۔ باہر والونکا یہان کچہہ کام نہین
ہے۔ اسنے کہا کہ یا تو بہول سے یا خدا کی مرضی سے مین یہان آگیا ہون اسلئے
مہربانی فرماکر شرادہ کا یہ نیا اور انوکہا طریق مجہے بہی سمجہائیے۔ برہمن نے کہا
کہ یہان شرادہ دوسرے مقامات کی طرح نہین کیا جاتا۔ اس مین اور معمولی طریق
مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ مگر یہ فرق فائدے کیلئے ہے کیونکہ یہ اعلی پیمانے
پر کیا جاتا ہے۔ دوسرے تمام مقامات پر چاول کے پنڈ۔ لیکن یہان انکے
بدلے انڈے دئے جاتے ہین۔ پہر اسنے گرنتہون سے دلائل پیش کرکے اس
طریق کی افضلیت کا ثبوت دیا۔ نووارد نے اس سے پوچہا کہ آیا مین بہی

مرے ہوئے آباو اجداد کے لئے اس طریق پر شرادہ دے سکتا ہون۔ برہمن نے
کہا کہ بیشک تم یہ طریق اس جگہ اختیار کر سکتے ہو مگر کسی دوسری جگہ ایسا نہین
کر سکتے۔ شرادہ کا یہ اعلیٰ طریق خاص اسیجگہ کے لئے مخصوص ہے۔ غرض نووارد
کے کہنے سے برہمن نے اسکے آباو اجداد کے نام سے اس طریق پر شرادہ کیا اور
پنڈ کی بجائے انڈے دان کیئے۔ رسومات کی ادائیگی کے بعد برہمن انڈونکو ندی
مین بہانے کو تہا کہ انڈون مین سے بچے نکلنے شروع ہوئے۔ نووارد یہ دیکہکر
متحیر ہوا اور برہمن سے اس کا سبب پوچھا برہمن نے کہا کہ تمہارا یوگ بہت ہی
زبردست ہے اور یہ حالت جو اس رسم کی قبولیت کا سچا ثبوت ہے بہت
ہی کم دیکہنے مین آتی ہے۔ اور دنیا کے بہت کم لوگونکے حصے مین یہ سعادت
آئی ہے۔ یہ بچے سب تمہارے آباو اجداد ہین جو پہر سے زندہ ہوئے ہین اور
اب یہ تمہارے بدن کو چونچین مار مار کر تمہارا گوشت کہائینگے لیکن تم بالکل
خاموش بیٹھے رہنا۔ برہمن کی باتون سے بیچارہ نووارد بڑا گہبرایا اور خوف
کے مارے زرد پڑ گیا۔ برہمن نے یہ حالت دیکہکر کہا کہ تم ڈرو نہین مین تمہارے
پاس کہڑا ہون۔ چنانچہ یہ سنبہل کر بیٹھ گیا اور مرغی کے بچون نے اسکے بدن پر
چونچین مارنا شروع کیا۔ یہانتک کہ ان کا پیٹ بہر گیا اور چونچین مارنا بند
کر دیا۔ اب برہمن نے کہا کہ ان سب کو گنگا مین بہادو اور پہر تم اشنان کرو
اس کا بدن زخمون سے چور ہو گیا تہا تاہم غریب تعمیل حکم کیلئے اٹہہ کہڑا ہوا

اور تمام جونکو دریا برد کر دیا اور وہ غرق ہوگئے۔ اب اس نے اشنان کیا اشنان کرتے ہی تمام زخم بہر آئے اور بدستور سابق توانا بنگیا۔ اور اسکو ساتھ یہ ہوا کہ اس کا دل نور عرفان سے منور ہوگیا۔

کالیداس موچی

کالیداس نامی ایک گجراتی موچی آپ کا نہایت ہی معتقد تہا۔ اس نے کئی بار آپ کو اپنے گہر آنے کیلئے مدعو کیا لیکن آپ ہمیشہ ٹالتے ہی رہے ایک دن مایوس ہوکر اس نے اپنے گہر مین ایک گادی بچھائی اور اسکے سامنے یہ عہد کر کے بیٹھ گیا کہ جب مہاراج یہان تشریف لاکر اسپر جلوہ فرمائینگے جب مین آنکھین کہولونگا۔ چنانچہ تین روز کامل بغیر کہانا پانی اسیطرح بیٹھا رہا اسکی عورت نے تیسرے دن مہاراج کو اطلاع دی کہ آپ کا خادم ایسا عہد کرکے بہوکا پیاسا بیٹھا ہے۔ کرپا کیجئے اور اس کو درشن دیجئے مہاراج نے فرمایا کہ اچھا کسیوقت آؤنگا۔ چنانچہ رات کو آٹھ بجے جبکہ عورتین آپ کے لئے کہانا لائین آپ یکایک اُٹھے اور فرمایا کہ کہانا رہنے دو مجھے کالیداس کے یہان جانا ہے تم لوگ بہی میرے ساتھ چلو۔ ماماگارڈ کے بھتیجے نے جو کالیداس کے مکان سے واقف تہا آپ کی رہبری کی۔ مہاراج یہان پہنچکر کالیداس کے سامنے بچھی ہوئی گادی پر بیٹھے اور کالیداس نے آنکھین کہولین اور مہاراج

کے قدموں پر سر رکھدیا۔ پھر باقاعدہ پوجا کی اور ماحضر پیش کیا۔ مہاراج نے اس میں سے تھوڑا کھایا اور فرمایا کہ بس اب اپنا کام کیا کر۔" یہ واقعہ روہی داس چمار کے واقعہ سے بالکل مطابق ہوا ہے جبکہ خدا نے روہی داس چمار کو اسکے گھر آکر درشن دیا۔ اس دن سے کالیداس اور اسکی بیوی ہر روز مہاراج کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

ایک روز مہاراج کوڑے کی کونڈی کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی بھنگی کی پھٹی پرانی ٹوپی کوڑے میں پڑی دیکھی اور آپ نے اُٹھاکر سر پر رکھ لی۔ اور اپدیش کرنے لگے۔ اتنے میں کالیداس اور اسکی بیوی حاضر ہوئے۔ یہ اپنے ساتھ ایک تھال میں پوجا کا سامان رکھکر لائے تھے جس میں ایک کڑھی ہوئی ٹوپی بھی تھی۔ پوجا کے بعد یہ ٹوپی مہاراج کے سر پر رکھی۔ مہاراج نے کہا کہ خدا کی شان کریمی دیکھو کہ مجھے بھنگی کی پھٹی پرانی ٹوپی اوڑھے ہوئے دیکھکر نئی ٹوپی عنایت کی۔ لیکن اس نئی ٹوپی سے یہ پرانی ٹوپی میرے لئے اچھی ہے۔ کیونکہ نئی ٹوپی کے نقش و نگار مٹ جائینگے اور یہ پرانی اور میلی ٹوپی ایک عرصے تک بغیر کسی تغیر کے کام دیگی۔ پوجا کے بعد کالیداس نے اپنی بیوی کے تمام زیورات مہاراج کو پہنائے۔ اور اپنی بیوی کو الگ کھڑا کر دیا۔ اور خود نے بالکل برہنہ ہوکر مہاراج کے گرد چار پانچ چکر لگائے اور پھر ساشٹانگ (منہ کے بل لیٹ کر ڈنڈوت کرنا) نمسکار کرکے مہاراج کے سامنے سر جھکاکر

بیٹھ گیا۔ حاضرین خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ دو ایک منٹ کے بعد مہاراج نے لکشمی بائی سے کہا کہ اسکو چادر اڑھا دے۔ پھر تمام زیورات مہاراج نے کالیداس کو واپس دئے مگر کالیداس نے کہا مہاراج مین نے تو یہ زیور۔ دکان اور بیوی سب آپ کو ارپن کر دئے ہین اور اب بالکل آزاد ہو گیا ہون۔ مہاراج نے فرمایا دیوانہ ہوا ہے۔ کیا مین اب تیری دکان اور جورو بچے سنبھالتا بیٹھون۔ اگر تو اپنے کہنے کے موافق میرا ہو گیا ہے تو میرے کہنے پر عمل کر۔ ان تمام چیزونکو سنبھال اگر انسان راہ راست اختیار کرے تو وہ سنسار ہی مین خدا کو پا سکتا ہے یہ کہکر زیورات واپس کئے اور کالیداس رخصت ہوا۔ اور مہاراج نے معتقدین سے مندرجہ ذیل قصہ بیان فرمایا

سنسار مین خدا

ایک بھولے بھالے آدمی نے خوش قسمتی سے نہایت ہی سگھڑ اور سلیقہ مند بیوی پائی تھی۔ ایک مرتبہ اسکو باہر جانیکا اتفاق ہوا پھرتے پھرتے وہان کے کھیتون مین پہنچا۔ جہان وہان کے جگہ جگہ انبار لگے ہوئے تھے اور ہر طرف بیوپاری اسکی خرید کر رہے تھے۔ چونکہ اسکے شہر مین چاول کی پیداوار نہ تھی اور نہ ہی اسنے کبھی چاول دیکھے تھے تعجب سے دیکھا اور یہ سوچکر کہ یہ کوئی نہایت ہی کارآمد اور مفید چیز ہے خود ہی خرید لئے اور گھر آیا۔ بیوی نے بھی یہ چیز کبھی نہین دیکھی تھی اسلئے بہت خوش ہوئی۔ خاوند نے کہا کہ یہ بڑی قیمتی چیز ہے اسکو صندوق مین بند کر کے رکھو۔ بیوی تھی ہوشیار اور عقلمند کہا

ایسی مفید اور کارآمد شے کو صندوق مین بند کرکے رکھنا اچھا نہین ہے۔ ممکن ہے اسکا جاننے والا ملجائے اور ہمکو اس سے حسب خواہش فائدہ پہنچے۔ اس لئے مناسب ہوگا اگر کہلی جگہ رکہا جائے چنانچہ باہم مشورے سے قرار پایا کہ مکان کے برآمدہ مین اس کا ڈہیر لگادیا جائے تاکہ ہر آنے جانے والے کی اسپر نظر پڑتی رہے اور پہچاننے والا اسکو پہچان لے۔ اتفاق سے چندروز بعد ایک شخص اس شہر مین آنکلا اسکی خوراک چاول ہتی شہر مین تلاش کیا تو کسی نے اسکا نام بہی نہ پہچانا۔ پہرتے پہرتے ادہر ہی آنکلا۔ چاولون کا ڈہیر دیکہکر بہت خوش ہوا۔ اور خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ عورت نے کہا ہم دینگے مگر اس شرط پر کہ تم ہمکو اس کا نام اور اس کا طریق استعمال پہلے بتاؤ۔ مسافر نے کہا اسکو چاول کہتے ہین لیکن اسوقت اس کا نام دھان ہے۔ پہلے انکو چکی مین دلو اور اوپر کا چہلکا الگ کردو۔ پہر اوکہلی مین ڈالکر کوٹو اور بہوسا الگ کرو اس بہوسے مین سے سفید سفید دانے نکلینگے ان کا نام چاول ہے اور وہ پکاکر کہائے جاتے ہین۔ بہولے بہالے مالک نے کہا کہ اسطرح دلنے اور کوٹنے سے تو یہ بالکل آٹا بنجائینگے۔ مسافر نے کہا نہین تم میری ہدایت کے موافق عمل کرو۔ چنانچہ دونون میان بیوی نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور چاول نکل آئے۔ پہر اس نے پکانیکی ترکیب بتائی اور کہا کہ اب دہان کے چہلکے۔ بہوسی اور چاول تینون چیزونکو کہاؤ۔ چنانچہ دونون نے پہلے چہلکے کہائے تو بدمزہ پاکر تہوک دئے۔ پہر بہوسی

کہائی تو یہ بہی بدمزہ ہتی اسکو بہی تہوک دیا۔ پہر چاول کہائے یہ نہایت لذیذ
تہے پیٹ بہرکے کہائے اور بہت خوش ہوئے۔ اور کچہہ چاول حسب وعدہ
مسافر کے ہاتہہ فروخت کئے؛"

قصہ سناکر مہاراج نے فرمایا کہ جس طرح چاول اپنے ظاہری خول مین چہپا
ہوا ہے اسیطرح خدا سنسار کے خول مین چہپا ہوا ہے۔ اور جس طرح چاول کی
نشو و نما کے لئے خول لازمی ہے اسیطرح سنسار اور خدا لازم و ملزوم ہین۔ دہان
کو صرف خول سمجہکر پہینکدینا گویا چاول کو پہینکدینا ہے اور سنسار کو چہوڑنا گویا
خدا کو چہوڑنا ہے جو اسکے اندر پوشیدہ ہے۔ یا جس طرح دہان کو جس مین چاول
پوشیدہ ہے اپنے پاس رکہنا اور اسی سے خوش ہونا چاول سے محروم رکہتا ہے اسیطرح
سنسار ہی مین پہنسے رہنا اور اُسی سے خوش ہونا خدا سے جو سنسار مین چہپا
بیٹہا ہے محروم رکہتا ہے۔ لہذا جس طرح ہم دہان کو محض خول سمجہکر پہینکتے نہین بلکہ
اسکو دل کر اور کوٹ کر چاول حاصل کرتے ہین اسیطرح ہمکو سنسار چہوڑنا نہین
چاہیئے بلکہ خول کیطرح اسکو جدا کرکے اس مین سے خدا کو حاصل کرنا چاہیئے؛"

یہ سبق آموز قصہ سناکر مہاراج نے کالیداس کی نذر کی ہوئی نئی ٹوپی
اپنے سر سے اُتار کر بہنگی کے ایک لڑکے کے سر پر رکہدی۔ کالیداس کی اُسی وقت سے
حالت بدل گئی۔ اور شہر مین کبہی دہوتی باندہے اور کبہی برہنہ بہٹکنے لگا اور
لڑکوں کے لئے ایک تماشہ بنگیا۔ پولیس نے دیوانہ سمجہکر گرفتار کیا اور سول سرجن کے

پاس بہیجے گئے۔ معائنہ کے بعد صحیح الدماغ ثابت ہونے پر رہا کر دیا گیا۔ لیکن اسکی یہ حالت دن بدن ترقی کرتی گئی اور شہر مین برہنہ پہرنا بند نہ ہوا۔ لہذا رعایا کی حفاظت کے خیال سے پولیس نے اسکو پہر پکڑا اور ہتکڑی ڈالکر حوالات مین بند کر دیا۔ لیکن صبح کو دیکہا تو حوالات سے غائب ہوگیا اور پہر شہر مین پہرنے لگا جس سے اسکی تمام شہر مین شہرت ہوگئی یہانتک کہ یوروپین حکام کو بہی اس واقعہ کی خبر ہوگئی۔

مہاراج اپنے معتقدین کی ہر ظاہری و باطنی حالت کے نگران رہتے تہے اگرچہ اس کا اظہار آپ نے کبہی نہین کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شب کے ۱۱ بجے رائوصاحب ونایک رائو کے گہر پہنچے۔ اور اندر داخل ہوکر گہر کا کونا کونا چہان مارا۔ اور پہر پوجا پاٹ کے کمرے مین گئے جہان ہندو دیوتائون اور رشیونکی تصویرین رکہی ہوئی تہین۔ آپ نے سری رام کرشن پرم ہنس کی تصویر اُٹہائی اور پہر اُسی جگہ رکہدی۔ گہر والون نے تازہ میوہ پیش کیا۔ آپ نے کچہہ چکہا اور واپس تشریف لے آئے۔

ایک مرتبہ سیتا بائی نے مہاراج سے کہا کہ کل میرا خاوند دو تین روز کیلئے باہر جانیوالا ہے۔ اور مجہے اکیلے ڈر معلوم ہوگا کیا کرون! مہاراج نے فرمایا کہ کسی ہمسایہ عورت کو بلالے۔ سیتا بائی نے اسکو پسند نہ کیا۔ تو مہاراج نے فرمایا کہ اچہا تو خوف نہ کر مین تیرے پاس رہونگا تو صرف مجہے یاد کرتی رہ۔

چنانچہ دوسرے دن اس کا خاوند گیا۔ اور یہ دس بجے رات تک ڈر کے مارے
سوئی نہین اور مہاراج کو یاد کرتی رہی۔ ناگہان مہاراج گہر مین داخل ہوئے
اور سیتا بائی نے اُٹہہ کر کرسی پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو جانتی ہے کہ مین کرسی
پر کبہی نہین بیٹھتا۔ اسلئے اس نے چٹائی بچھائی اور مہاراج بیٹھ گئے۔ سیتا بائی
نے کچھہ میوہ پیش کیا آپ نے فرمایا یہ وقت نہین اب تو سو جا مین تمام رات
یہان پہرہ دونگا۔ چنانچہ وہ سو گئی۔ صبح اُٹھی تو دیکھا کہ مہاراج بیٹھے ہین۔
آپ نے فرمایا دن نکل آیا اب مجھے جلدی جانا چاہئے تاکہ لوگ یہان سے جاتے
مجھے دیکھہ نہ لین۔ سیتا بائی نے دروازہ کہولا اور آپ دروازہ سے باہر ہوتے
ہی غائب ہو گئے۔ یہ خیال کرنے لگی کہ راز پوشیدہ رکھنے کیلئے آپ اسطرح غائب
ہوئے ہین۔ چنانچہ ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد خدمت مین حاضر ہوئی اور
شکریہ بجالائی کہ رات کو آپ تشریف لائے تو مین سوئی۔ آپ نے فرمایا مین تو رات
کو یہان ہی تہا کہین گیا ہی نہین یہ بہنگی گواہ ہین۔ بہنگیون نے کہا کہ بیشک آپ
ہمارے ساتہہ دو بجے رات تک باتین کر رہے تہے۔ سیتا بائی کو یہ سنکر تعجب
ہوا۔ تو مہاراج نے فرمایا کہ مین نے کہا تہا کہ تو مجھے یاد کرتی رہی تو مین رات
بہر تیری حفاظت کرونگا وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ زیادہ فکر کی ضرورت نہین۔

بزرگون کا ہر ایک فعل عام سمجھہ سے باہر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ
آپ کی انگلی سوجھہ گئی اور آٹہہ روز تک اُسکو آرام نہ ہوا۔ اور درد بڑھتا گیا

گیا۔ ایک روز شب کو چنا سوامی کے گہر گئے اور اسکو جگا کر گرم پانی منگایا اور
ایک گھنٹے تک انگلی کو سینکتے رہے۔ مگر اس سے ہی کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ آخر یہ
درد تین ماہ تک رہا اور سینکڑون علاج ہوئے مگر آرام نہ ہوا بلکہ زیادہ زیادہ
سوجتی گئی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ازل سے جو قسمت کیا گیا ہے وہ ٹل نہین سکتا
لہذا مجھے یہ درد صبر سے برداشت کرنا چاہئے۔ اور اسی لئے آپ نے باوجود
درد اور تکلیف کے آٹا پیسنا اور پتھر اُٹھانا وغیرہ کم نہین کیا۔

رنج کا خوگر ہو گر انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلین اتنی پڑین مجھپر کہ آسان ہو گئین

تین ماہ بعد ایک روز کھانے کے ساتھ لیمو کا اچار آیا آپ نے اسکو اُٹھا انگلی
سے باندہ دیا۔ چند روز بعد انگلی ایسی صاف ہوئی کہ زخم وغیرہ کا نشان تک
باقی نہ رہا۔ اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ بیان فرمایا۔

کسی بادشاہ کے دربار مین ایک قیافہ شناس اور عامل آیا بادشاہ نے
ازراہ قدردانی اپنے محل مین ٹھہرایا۔ ایک روز یہ عامل بادشاہ کے پاس بیٹھا
ہوا تھا کہ ایک کنیز جسکو سات ماہ کا حمل تہا سامنے آئی۔ عامل نے اسکو اپنے قریب
بلایا اور کہا کہ تیرے یہان لڑکا پیدا ہوگا جو تمام عالم پر حکومت کریگا۔ کنیز یہ سنکر
چلی گئی۔ عامل بہی بادشاہ سے رخصت ہو کسی دوسرے ملک مین چلا گیا۔ بادشاہ
کو چونکہ عامل کے کہنے کا پورا یقین تہا تردد پیدا ہوا کہ اگر میری کنیز کا لڑکا بادشاہ ہوا

تو میرا موجودہ ولیعہد کیا کرے گا ؛ اسی فکر مین تہا کہ ایک روز دائی کو بلا کر حکم دیا
کہ اس کنیز کے لڑکے کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالنا اگر اتنا موقع نہ ملے تو آٹھہ روز بعد
خفیہ طور پر بچہ کو اُٹھانا اور جنگل مین لیجا کر اوسکا خاتمہ کر دینا۔ چنانچہ لڑکا پیدا
ہوا اور موقع نہ ملنے سے زندہ رہگیا۔ شاہی کنیز سینکڑون دائیان خدمت مین
تہین۔ آٹھوین دن اس دائی نے موقع پا لڑکے کو مان کی گود سے اُٹھا ایک لونڈی
کو دیا کہ راتون رات جنگل مین لیجا کر اس کو مار ڈال ورنہ بادشاہ تیری جان لیگا۔
چنانچہ لونڈی بچے کو لے جنگل مین پہنچی۔ چاہا کہ گلا گھوٹ کر مار ڈالے کہ رحم کے
فرشتے نے اس کا ہاتہہ پکڑ لیا اور کہا کہ کسی معصوم کا خون اپنی گردن پر کیون لیتی
ہے چنانچہ بچے کو زمین پر رکھدیا اور سوچنے لگی۔ خدا کی شان ایک ہرنی قریب
ہی بچے جن رہی تہی اوس نے کنیز کے بچے کو بہی اسکے نیچے رکھدیا۔ اور سمجھی کہ
ہرنی اسکو مار ڈالیگی۔ چنانچہ ہرنی نے فراغت پا کر اپنے بچونکو دودہ پلانا شروع
کیا جس مین اس بچے کو بہی دودہ پلایا۔ لونڈی کہڑی تماشہ دیکہتی رہی۔ آخر اس نے
بچے کو ایک چہوٹے سے درخت مین الٹا لٹکا دیا اور چلی آئی۔

صبح ہوئی اور کنیز نے بچہ اپنی بغل مین نہ دیکہا تو گہبرائی اور پوچہا کہ
میرا بچہ کہان ہے تمام دائیون سے پوچہا کہین پتہ نہ چلا آخر یہ قرار پایا کہ اس
گہر مین جن ہے وہی بچے کو لیگیا۔ کنیز رو دہو کر خاموش ہو گئی اور معاملہ رفت
گذشت ہو گیا۔ اور بادشاہ کو اطمینان ہو گیا کہ لڑکا مارا گیا۔

اب ہرنی حسب معمول اس جگہ آتی اور بچے کو دودہ پلاکر چلی جاتی یہان تک کہ بچہ بڑا ہوگیا۔ چونکہ بچہ مان کے رحم مین بہی الٹا (سر نیچے پاؤن اوپر) ہی رہتا ہے اور یہ پیدایش کے بعد بہی الٹا لٹکا دیا گیا تہا اسلیئے اسکو اپنی خلقت ایسی ہی معلوم ہوئی۔ بڑا ہونے پر ہرنی نے گہاس لا لاکر کہلانا شروع کیا اور یہ مزے سے گہاس کہاتا اور درخت سے لٹکا رہتا۔ اسی حالت مین اسکی چشم باطن کہلی اور یہ اسرار حقیقت کا معائنہ کرنے لگا۔ اسی عالم مین اِسے چند سال اور گذرے جس مین اسکو اپنے وجود اور دوسری چیزونکا مطلق خیال نہ تہا۔ یہان تک یہ ولی کامل بنگیا۔

ایک دن ایک شکاری اپنی لڑکی کو ساتہہ لئے یہان آنکلا۔ اورانسانی قالب کو درخت سے الٹا لٹکا ہوا دیکہکر بہوت سمجہا اور تیر چلایا۔ مگر اتفاق سے تیر اسکے بدن کو چاٹتا ہوا نکلا۔ اور یہ بیدار ہوگیا۔ دوسرا تیر چہوڑنا چاہتا ہی تہا، کہ لڑکی نے باپ کا ہاتہہ روک لیا اور کہا خبردار تیر نہ چلانا ممکن ہے کوئی خدا کا بندہ اپنی ریاضت مین ہو اور ہم اس کا خون کرڈالین۔ آپ یہان ہٹیرین مین دیکہکر آتی ہون۔ اسی عرصے مین لڑکے نے دیکہا کہ کوئی بلا آرہی ہے اپنی باطنی قوت سے ایک روحانی حلقہ باندہنا شروع کیا تاکہ کوئی چیز اس مین داخل نہ ہوسکے۔ لیکن لڑکی حلقہ قایم ہونے سے پہلے اس مین داخل ہوگئی۔ قریب جاکر دیکہا کہ ایک نہایت ہی حسین لڑکا ہے اور سر پر نورانی حلقہ دیکہکر سمجہی کہ بزرگ کامل

بہی ہے۔ باپ کو آواز دی۔ باپ آیا مگر حلقے مین نہ آسکا۔ آخر دور ہی دور سے لڑکی نے کہا کہ یہ رشی ہے اور مین اب اسی کے چرنون مین زندگی بسر کرونگی آپ تشریف لیجائیے۔ چنانچہ باپ چلاگیا اور لڑکی نے جنگلی پہلون پر گذرا کرکے اس سے روحانی فیض پانا شروع کیا۔ اس عرصے مین لڑکا حقیقت و معرفت کی اعلیٰ منزل پر پہنچ گیا۔ اور اب لڑکی نے اسکو درخت سے اتار کر چلنا پہرنا کہانا پینا اور باتین کرنا سکہایا۔ اور دونون (لڑکا برہما روپ گیانی۔ لڑکی سادہوی ستی کی صورت مین) جنگل مین رہنے لگے۔

اتفاق سے وہی عامل بادشاہ کے پاس پہر حاضر ہوا۔ اسوقت کنیز کو دوسرا لڑکا ہوا تہا۔ گود مین لیکر آئی۔ عامل نے کہا وہ لڑکا کہان ہے جسکی نسبت مین نے پیشنگوئی کی ہتی۔ کنیز نے کہا کہ وہ تو پیدا ہوتے ہی غائب ہوگیا اور آجتک لاپتہ ہے۔ عامل نے کہا خیر وہ کسیجگہ ہی ہو مگر وہ تین جہان کا مالک بن چکا ہے اِس جہان کا مالک تیرا یہ لڑکا ہوگا۔ بادشاہ ہی بیٹہا سن رہا تہا عامل سے کہا کہ اسوقت مین بادشاہ ہون اور میرے بعد میری بیگم کے بطن سے جو لڑکا ہے وہ وارث تخت ہوگا۔ کنیز زادہ کس طرح مالک تخت ہوسکتا ہے؟ عامل نے کہا یہ بات میرے تمہارے اختیار کی نہین ہے خدا اپنی مخلوق پر جسکو چاہتا ہے بادشاہ کرتا ہے اسکے یہان بیگم اور کنیز مین کوئی فرق نہین ہے۔ بادشاہ اور ولیعہد کو اس بات کا اتنا صدمہ ہوا کہ دونون بیمار پڑگئے۔ جن مین سے

شہزادہ لقمۂ اجل ہوگیا اور بادشاہ کو مجبوراً اپنی سلطنت اپنے کنیز زادے کو جو درحقیقت اسکا بیٹا اور برابر کا حق دار تہا دینی پڑی۔

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو
سوزن تدبیر گرچہ عمر بھر سیتی رہے

ایک مرتبہ رات کے گیارہ بجے آپ چنا سوامی کے مکان پر پہنچے اور دروازہ کہلوا کر اندر گئے۔ چنا سوامی کی بیوی نے کہانا پیش کیا۔ آپ نے تہوڑا سا کہایا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگے۔ باجی راؤ اور ایکناتہ راؤ کو بہی خبر ہوگئی اور درشن کو حاضر ہوئے۔ یہان سے مہاراج ایکناتہ راؤ کے گہر گئے۔ اسکی بیوی نے آیسکریم پیش کی آپ نے خوشی سے کہائی۔ پہر ایکناتہ راؤ نے اپنے گہر کا تمام سامان دکہایا اور پہر صندوقچہ کہولکر نقدی اور زیورات دکہائے۔ پہر مہاراج نے خود چپہ چپہ گہر کا دیکہا اور پیچہے کے دروازے سے نکلکر سیتا رام کے گہر مین داخل ہوئے اور چند منٹ ٹہر کر باہر نکلے پترا بابو کے مکان مین پچھلے دروازے سے داخل ہوئے۔ اس نے بہی اپنا سارا گہر دکہایا اور اخیر مین پوجا پاٹ کی کوٹہری مین لیگیا۔ یہان ایک کونے مین سری کرشن پرم ہنس کا فوٹو رکہا ہوا تہا مہاراج نے اسکو بڑی محبت سے اٹہایا اور پہر اپنی جگہ رکہدیا پترا بابو کی بیوی نے آپ کی آرتی پوجا کی اور مصری کی ڈلی نذر کی۔ آپ نے

ڈلی لی اور رخصت ہوئے - اسوقت آپ کے ہمراہ میرا بائی بھی تھی اس نے کہا کہ میرا باپ بھی آپ کا متمنی ہے آپ نے فرمایا پھر کبھی دیکھا جائیگا - اور چپتا سوامی کے مکان مین پچھلے دروازہ سے داخل ہوکر سامنے کے دروازے سے باہر نکلے اور اپنے چھپر مین تشریف لے آئے - آپ کا اسطرح رات کو اچانک ان چار آدمیون کے گھر جانا خالی از علت نہ تہا لیکن ظاہر بین اسکے مطلب سے بیخبر ہین -

بابوراؤ اور کہا ڈیلکر دو دوست مہاراج کے معتقد نہ تھے حالانکہ انکی بیویان مہاراج کیخدمت مین ہمیشہ حاضر رہا کرتین - اور بارہا کہا کرتین کہ ہمارے خاوند بھی آپ کی سیوا کرنے لگین تو اچھا ہے - مہاراج ٹالدیا کرتے کہ دیکھا جائیگا ایکدن یہ دونون خود ہی مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دروازے سے لگ کر کہڑے ہو گئے - اور بھنگی سے پوچھا کہ مہاراج اندر ہین ؟ بھنگی نے جاکر اطلاع کی - آپ نے فرمایا کہ "اُن سے کہہ" کہ اندر مہاراج کے پاس جانیکی ضرورت نہین ہے تم مجھہ ہی کو سلام کر لو کیونکہ یہ دونون تجھہ ہی کو سلام کرنے کے قابل ہین دروازے سے لگے تو کہڑے ہی تھے یہ سنکر بہت شرمائے اور بھنگی کے آنے سے پہلے ہی بھاگ گئے - اسکے بعد سے انہون نے بلاناغہ آنا شروع کیا - اور ایک دن علیحدہ علیحدہ پوجا کرنیکا ارادہ ظاہر کیا - مہاراج نے فرمایا کہ جب تک مجھے تمہاری صداقت کا یقین نہ ہولے گا اسوقت تک اجازت نہین دیسکتا -

ایک دِن اِنہون نے خود ہی مہاراج کے اور بہنگی اور مہار لڑکیون کے نہلانے کی رسم مین شرکت کی۔ اور دو چار روز بعد بابو راؤ نے پوجا کا سامان لاکر بڑے زور شور سے مہاراج کی پوجا کی۔ پوجا سے پیشتر مہاراج نے بابو راؤ سے کہا کہ دیکھو آج کی پوجا ہنسی کھیل نہین ہے۔ اور اسکی ذمہ واری ہم دونو نپر عائد ہوگی۔ پتھر پر جب تک پہول اور سیندور نہین چڑہاتے اور اوسکی پوجا دیو کی حیثیت مین نہین کرتے پاخانے کی کہڈی مین لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب یہ ہی پتھر پجنے لگتا ہے تو پھر ایسا نہین کیا جاتا۔ لہذا اگر بد اعتقادی سے میری پوجا کی تو تجھے اس کا سخت خمیازہ اُٹھانا پڑے گا۔ بابو راؤ نے کہا مہاراج مجھے اَب آپ پر کامل اعتقاد ہے۔ اسکے بعد یہ دونون دوست واقعی سچے معتقد نکلے۔

ایک مرتبہ کہاڈلکر شب کو ذرا دیر سے مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوا مہاراج کہانا کہا رہے تہے۔ مہاراج اسپر غصے ہوئے اور کہانیکی تہالی اُٹہا کر ماری جو اسکی گود مین گری۔ مہاراج کو غصے دیکھکر اس نے تہالی اُٹہا ایک طرف رکھدی اور گھبراکر اُٹھ بیٹہا۔ لوگون نے کہا کمبخت وہ تو تبرک تہا تونے چھوڑ کیون دیا۔

ایک مرتبہ بارش بڑے زور کی ہو رہی تھی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ایک وقت یہان ہر قوم کے لوگون کی بارش ہوگی۔

مہاراج ہمیشہ نیم کے پتوں کی بُھجیا کہایا کرتے تہے۔ ایک دن عورتین
چال مین لگائے ہوئے درختون سے پہول توڑ رہی تہین۔ مہاراج نے مذاقاً
ان سے کہا کہ تم لوگ مجھے خدا کا اوتار سمجھتے ہو اور پہر ہی مجھے نیم کے کڑوے
پتے کہلاتی ہو۔ ذرا خیال تو کرو کہ ان کڑوے پتون کے بدلے مین خدا تمہین
کیا دیگا؟ عورتین یہ سنکر پہول توڑتے توڑتے رُک گئین اور گہبراکر کہا ہم تو آپ
کے لئے طرح طرح کے لذیذ کہانے لاتے ہین مگر آپ خود ہی نہین کہاتے اور نیم
کی بہجیا ہی کہاتے ہین۔ آپ فرمائین تو آیندہ سے یہ کڑوی بہجیا نہ لایا کرین۔
آپ نے فرمایا نہین بند نہ کرنا میرے لئے کڑوی اور میٹھی چیز ایک ہی ہے۔

ایک مرتبہ بہت سی عورتین جمع تہین آپ نے فرمایا کہ کیا تم سب
مجھسے سچی محبت رکہتی ہو؟ سب نے کہا جی ہان۔ آپ نے کہا تو مین جو حکم دون
اسکی تعمیل تم کو کرنا پڑیگی۔ سب نے کہا بسر وچشم۔ مہاراج نے اسپر کہا کہ اچھا
کالک تیل مین ملاکر لاؤ اور میرے تمام بدن پر مل دو۔ عورتون نے کہا مہاراج
ایسی جرأت ہم سے کیونکر ہو گی؛ مہاراج نے فرمایا تو تمکو ابہی پوری محبت نہین ہے
دو ایک روز بعد راؤصاحب ونایک راؤکی بیٹی سونا بائی اور دوسری چند عورتین تیل
مین کالک ملاکر لائین اور پیش کیا۔ مگر تمام عورتون نے انکو لعنت ملامت
کرنا شروع کی کہ مہاراج کے چہرے پر کالک لگاتی ہو۔ تمہارا کیا حال ہوگا؟

یہ سنکر یہ عورتین پیچھے ہٹ گئیں مگر ایک عورت ان مین سے آگے بڑہی اور کہا تعمیل حکم فرض ہے۔ ہمارا چہرہ خواہ کیسا ہی کیون نہ ہو جائے۔ اسپر سبنے رونا شروع کر دی۔ مہاراج نے فرمایا اچھا خیر تم لوگون کی مرضی نہین ہے تو نہ سہی مگر یہ لائی ہے تو ایک ٹیکا لگا لینے دو۔ چنانچہ اُس نے ایک ٹیکا لگا دیا۔

درحقیقت مہاراج کا تصرف اب اسقدر بڑہگیا تہا کہ ہر ایک آدمی جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا دنیا و مافیہا کو بہولکر آپ کی محبت مین بیخود ہو جاتا۔ چنانچہ ایک دن پترا بابو نے جوش محبت مین اپنے پیٹ مین نشتر مارا اور اسکی خون سے آپ کی پوجا کی۔ اس جان نثاری کو دیکہکر مہاراج کا دل بہر آیا اور آنکہون سے آنسو جاری ہوگئے۔ یہی حال اسکی ۶۰ سالہ بڑہیا خالہ کا تہا کہ مہاراج کا نام سنتے ہی رو پڑتی تہی۔

جس زمین پر کہڑگپور بسا ہوا ہے اسکے متبرک ہونے کے متعلق آپ نے ایک دن فرمایا کہ شاستر کی رو سے یہ خطۂ زمین نہایت مقدس ہے کیونکہ گنگا مائی اسکے قریب سے گذرتی ہے۔ یہ مقام پہلے ایک زبردست جنگل تہا اور یہان مہا یوگی جپ تپ کیلئے آیا کرتے تہے۔ مہاروا ڑی اور بہنگی چاول اور بہی مقدس جگہ ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ یہان جمع ہوتے ہین اور مجہ سے

عقیدت رکھتے ہین انکی نجات اور خداشناسی کا وقت آگیا ہے۔ بلکہ صرف معتقدین ہی کیلئے نہین۔ مخالفین کا بہی اس مین حصہ ہے کیونکہ وہ بہی مجھسے تعلق رکھتے ہین۔ پہر آپ نے فرمایا کہ میرا رشتہ تم سے اسلئے جوڑا گیا ہے کہ اس جگہ کا پن (نیکی) جو تمہارا ہی حصہ ہے اسکو پاپ (گناہ) کی آلائش سے پاک کیا جائے اور یہ کام سدگرو کا ہے جو اپنی روحانی قوت سے پن کو پاپ سے الگ کرکے تمہارے حوالے کرسکتا ہے۔ جس طرح کسی نابالغ کی جائداد سن بلوغت تک ایک امین کے قبضے مین رہتی ہے اور بالغ ہونے پر اسکی تحویل مین دی جاتی ہے اسیطرح تمہاری جائداد یعنی نیکیان ایک امین یعنی سدگرو کے پاس رہتی ہین۔ اب چونکہ اس امانت روحانی کو تمہارے حوالے کرنیکا وقت آگیا ہے لہذا تم مین سے ہر شخص کو نیکیون کے تناسب سے حصہ ملیگا یعنی تم جس قدر زیادہ میری پیروی کروگے اسی تناسب سے تمہارے حصے مین اضافہ ہوگا۔

پہر آپ نے فرمایا کہ چونکہ یہ مقام نہایت متبرک ہے اس لئے ہر مذہب وملت کے لوگ ایک دن میرے سامنے جمع ہونگے اور میری باطنی سرپرستی مین اپنی اپنی روحانی جائداد حاصل کرینگے۔ اور اگرچہ تعلق جسمانی کیوجہ سے انکو اس کا پتہ نہ چلے لیکن مرتے وقت یا دو تین دن قبل از مرگ وہ اسرار حقیقت سے بہرہ یاب ہونگے۔ اور ساری حقیقت معلوم ہوجائیگی۔ یہان تک کہ اس

احاطے مین رہنے والے یورپین بہی اس حلقے مین شامل ہونگے۔ اور اُس کام کے انجام پانے کے بعد مین کہڑ گپور سے چلا جاؤنگا۔

بہنگی چال مین ایک بکری ہمیشہ مہاراج کے قریب اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھا کرتی بارہا لوگون نے اسکو ہٹایا مگر اُس نے اپنی جگہ اور ہر روز کا آنا نہ چھوڑا۔ مگر مہاراج نے کبہی اسکے متعلق کچھہ نہ کہا جب کہڑ گپور سے جانے کے دن قریب رہے تو ایک دن آپ نے اس بکری کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ شیرڈی (مرہٹی مین بکری کو شیرڈی کہتے ہین) میری روحانی رہبر ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان جو کچھہ بہی تعلقات ہین وہ سب اسکے قایم کردہ ہین۔ در اصل مجھہ مین کچھہ بہی نہین ہے۔ یہی شیرڈی تمہین میرے پاس لاتی ہے اور اسکے یہ تمام کرشمے ہین۔ اس کا مالک ایک بہنگی ہے اسلئے یہ شیرڈی بہی بہنگی ہے۔ تم جانتے ہو کہ بہنگی تمہارا پاخانہ صاف کرتا ہے۔ اسیطرح یہ شیرڈی تمہین گناہونکی آلائش سے پاک کرکے ذات پاک سے تمہارا رشتہ قایم کرتی ہے۔

کہڑ گپور کے لوگ اس معمے کو کیا سمجھتے سنکر خاموش رہجاتے کیونکہ انکو یہ معلوم نہ تہا کہ مہاراج کے پیرومرشد حضرت سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ قصبہ شیرڈی مین رہتے ہین۔ البتہ منگو لکر نے کبہی سنا تہا کہ شیرڈی ایک گاؤن کا نام ہے اور وہان سائین بابا کوئی بزرگ ہین۔ اسلئے اسکو خیال ہوا کہ شاید

مہاراج کا اور سائین بابا کا تعلق ہوگا۔ چنانچہ اسی تحقیق کے لئے اس نے چند روز کی چھٹی لی اور مہاراج سے اجازت لیکر شیرڈی آیا۔ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کے بعد اس نے شیرڈی کے لوگون سے مہاراج کے حالات معلوم کئے اور کہڑ گپور کے تمام واقعات سنائے اور شیرڈی والونکو مہاراج کا پتہ ملا۔ منگولکر نے کہڑ گپور آکر شیرڈی اور سائین بابا کے حالات اور مہاراج اور سائین بابا کے تعلقات کا ذکر کیا جس سے شیرڈی اور بکری کا معمہ حل ہوا۔

چونکہ مہاراج کا قیام اب کہڑ گپور مین کم رہگیا تہا اسلئے قدرتی طور پر لوگون کے دل مین آپ کے فوٹو لینے کا خیال پیدا ہوا اور سب نے ملکر عرض کیا مگر مہاراج نے انکار کیا اور فرمایا کہ میری اس خاک آلودہ۔ نحیف و زار۔ برہنہ اور جنونی ہیئت کو اپنے لوح دل پر نقش کر لو یہی میرا سچا اور اصلی فوٹو ہوگا جو ہمیشہ تمہارے پاس رہ سکتا ہے۔ لیکن کسی نے نہ مانا اور اصرار کرتے رہے۔ آخر بابو راؤ کے بہنڈارے کے دن۔ بابو راؤ۔ ایکنا تھ راؤ۔ چنا سوامی اور ماما گارڈو وغیرہ نے ضد کرکے آپ کو رضامند کر ہی لیا اور بہنڈارا تقسیم ہونے سے پہلے شام کے پانچ بجے آپ کا فوٹو لیا گیا۔ جو اس صفحہ کے مقابل چسپان کیا گیا ہے۔

مہاراج کے کہڑ گپور چھوڑنے سے پیشتر بابو راؤ نے پھر بہنڈارا دینا چاہا۔ لیکن مہاراج نے اجازت نہ دی۔ جب بہت ہی ضد کی تو فرمایا خیر تمہاری



شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

A 2871-Lakshmi Art, Bombay. 8

مرضی۔ چنانچہ بہنڈارے سے ایک روز پیشتر تمام سامان خرید لیا گیا۔ لیکن بہنڈارے کے دن آٹہہ بجے صبح تک بارش ہوتی رہی اور چارون طرف پانی ہی پانی ہوگیا بابو راؤ اور اسکی بیوی دوڑے ہوئے مہاراج کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آج تو ہمارے بہنڈارے کا دن ہے اور بارش اتنی ہے کہ تمام بہنگی چال مین ٹخنون ٹخنون پانی ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ بابو راؤ کی نیت صاف نہین ہے اس لئے خدا نے بارش بہیجدی۔ اس حالت مین بہنڈارا دینا ناممکن ہے۔ بابو راؤ کی بیوی نے کہا مہاراج یہ سب آپ کا کیا ہوا ہے آپ مختار ہین جو چاہین کرین۔ مہاراج نے فرمایا کہ گہر پر ہی کہانا پکاؤ اور تقسیم کر دو یہان لانیکی کیا ضرورت ہے لیکن انہون نے یہ منظور نہ کیا اور کہا کہ ہم تو آپ کے ہی قدمون مین بہنڈارا کرینگے۔ آپنے فرمایا کہ اچھا اگر یہ ہی خیال ہے تو سامان اُٹہالاؤ اللہ مالک ہے۔ چنانچہ سامان آیا مگر بارش بدستور رہی۔ مہاراج نے فرمایا کہ ضرور تمہاری نیت مین فرق ہے۔ لیکن خیر تم آگ سلگاؤ اور پکانا شروع کرو۔ چنانچہ فوراً آگ سلگائی گئی۔ ادہر آگ کا سلگنا اُدہر بارش کا بند ہونا ایک ہوگیا۔ تہوڑی دیر مین پانی ہی بند ہوگیا۔ اسوقت قریباً ۱۰ بجے تہے۔ کہانا پکنے لگا اور مہاراج مکان کی سیڑہی پر بیٹہے تماشہ دیکہہ رہے تہے کہ دو تین انگریز آپ کو غور سے دیکہتے ہوئے چلے گئے شام کے چار بجے معمول کے خلاف سیکڑون آدمیون کا ہجوم ہوگیا جس مین ہندو مسلمان اور انگریز سب ہی قسم کے لوگ تہے اور مخالف پارٹی

کے ممبر بہی موجود تہے۔ اتنے مین مہاراج حسب عادت باہر سے واپس آئے اور چھپر کے پاس اسقدر ہجوم دیکہہ کر کونڈی کے پاس ٹہر گئے۔ اور سب کو بغور ملاحظہ کرنے لگے۔ اتنے مین دو تین انگریز گہوڑے پر سوار مہاراج کیطرف بڑہے جن مین ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ تہا۔ اس نے لوگون سے مہاراج کے متعلق چند باتین دریافت کین جنکا جواب ایکنا تہہ راؤ نے دیا۔ پہر اسنے کہا کہ مجہے معلوم ہے کہ فقیرونکی روحانی قوت بیحد زبردست ہوتی ہے۔ اور ہم اُن کے کسی کام مین مداخلت نہین کر سکتے۔ ہم بہی صرف تماشہ دیکہنے یہان چلے آئے ہین۔ پہر اسنے دریافت کیا کہ ایسا بڑا کہانا کب اور کون پکاتا ہے۔ ایکناتہہ نے کہا کہ ہر روز ایسا کہانا پکتا ہے اور جس کا جی چاہتا ہے وہ مہاراج سے اجازت لیکر پکاتا ہے۔ مخالف پارٹی مین سے ایک نے کہا کہ مہاراج نام کے مہاراج ہین مگر درحقیقت یہان مکاری کا جال پہیلا ہوا ہے جس مین پہنس کر لوگ بیدین بنے جا رہے ہین۔ ایکناتہہ نے کہا کہ یہ لوگ مہاراج کے مخالف ہین جو جی چاہتا ہے کہتے ہین۔ انگریز نے کہا مین سمجہتا ہون بزرگون کے لوگ مخالف بہی ہوتے ہین لیکن مین یہان کے اس انتظام سے بہت خوش ہون کہ ہر کام سہولیت سے ہوتا ہے۔ پہر اسنے مہاراج سے پوچہا کہ آپ کہان سے آئے ہین۔ مہاراج نے کہا ناگپور سے۔ پوچہا کالیداس آپ کے پاس ہر روز آتا ہے۔ فرمایا میرے پاس روزانہ سینکڑون آدمی آتے ہین مین کسی سے خصوصیت

کے ساتھ نہین ملتا میری نظرون مین سب برابر ہین۔ نہ مین کیکا خیال رکھہ سکتا ہون
پوچھا کہ آپ نے کبھی اسکو کچھہ دیا ہے۔ فرمایا نہ مین کسی سے کچھہ لیتا ہون اور نہ
کسیکو کچھہ دیتا ہون۔ یہ جوابات سنکر افسر پولیس نے سلام کیا اور رخصت ہوا
مڑکے دیکھا کہ کتا ندارد ہے حالانکہ کتا مہاراج کے پاس کھڑا تھا اور سب لوگ
دیکھہ رہے تھے۔ یہ اودہر اودہر دیکھنے لگا اور گھوڑا دوڑاکر بھنگی چال مین گیا
وہان بھی اسے کتا نہ دکھائی دیا۔ واپس آکر مہاراج سے کہا کہ میرا کتا غائب
ہوگیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تیرے گھر مین ہے۔ افسر نے کہا نہین وہ میرے
ساتھہ تھا اور وہ ایسا ہلا ہوا ہے کہ مجھے چھوڑکر ایک قدم بھی کہین نہین جاتا
آپ نے فرمایا گھر جا کتا وہین ملیگا۔ چنانچہ کتا گھر پر موجود تھا۔

بھنڈارا تقسیم ہونے کے بعد مہاراج نے فرمایا کہ اب میرا کام پورا ہوگیا
اور مین بہت جلد یہان سے جانیوالا ہون۔ چنا سوامی سے بھی آپ نے ایک
دن فرمایا کہ مین آجکل مین جانیوالا ہون۔ اُس نے کہا کہ مین ہمراہ چلونگا آپنے
فرمایا نہین ہمراہی کی ضرورت نہین ہے۔

کھڑگپور سے روانگی

جب سے آپ نے یہ فرمایا کہ میرا کام اب ہوگیا اور مین آجکل مین جانے
والا ہون معتقدین مین نہایت بےچینی اور اضطراب پھیلا ہوا تھا۔ خصوصاً اس

مجمع نے جس مین ہر مذہب و ملت کے لوگ جمع ہو گئے تہے یقین دلادیا تہا اور تمام لوگون مین ایک قسم کا ہراس پیدا ہو گیا تہا اور ہر وقت آپ کے پاس ہجوم رہنے لگا۔ سب کو یہ یقین تہا کہ آپ جائینگے تو سب کہہ سنکر جائینگے یہ خیال بہی نہ تہا کہ بے کہے سنے آپ تشریف لیجائینگے۔ چنانچہ ایک روز لکشمی بائی اور دوسری عورتین جب کہانا لیکر آئین تو آپ نے فرمایا کہ تہوڑا سا کہانا اس مین سے لیکر کپڑے مین لپیٹ کر چھپر مین رکہدو۔ ان دنون رات کو مجہہ بہوک معلوم ہوا کرتی ہے۔ لکشمی بائی نے تہوڑا سا کہانا رکہدیا اور ۱۰ بجے کے بعد سب لوگ رخصت ہو گئے۔

دوسرے دن صبح لوگون نے چھپر خالی پایا ماتہا تو ٹہنکا لیکن یہ بہی خیال ہوا کہ شاید کہین باہر گئے ہونگے۔ تمام دن لوگ آپ کو چارونطرف تلاش کرتے رہے یہانتک کہ رات ہو گئی۔ اتنے مین چنا سوامی کو ڈاکٹر پلے کا تار ملا کہ مہاراج کل شب کو ۱۱ بجے کے قریب بخیریت ناگپور آپہنچے۔ اور اُن کے فرمان کے موافق یہ تار کیا جارہا ہے۔ تار پڑہکر سب کو تعجب ہوا کہ ۱۰ بجے رات تک تو کہڑگپور مین تہے اور ۱۱ بجے رات ہی کو ناگپور کیسے پہنچے۔ نہ اسوقت کہڑگپور سے کوئی ریل جاتی ہے نہ آپ کے پاس ریل کا کرایہ نہ دوسری ایسی کوئی سواری کہ ۷۰۰ میل ایک گھنٹے مین لیجائے سب کو یقین ہو گیا کہ مہاراج اپنی روحانی قوت سے ناگپور جا پہنچے۔ جس سے معتقدین کے دل مین تازہ وقعت پیدا ہو گئی۔ اور انکو اطمینان ہو گیا کہ مہاراج بخیریت ہین۔ لیکن دوسرے ہی روز مہاراج مسٹر فاکس کے گہر جاتے ہوئے دکہائی

دئے جہان آپ اکثر دودھ پینے جایا کرتے تھے اور چند روز تک لگاتار ایسا ہوا مسٹر فاکس نے بہی کہا کہ بیشک وہ روز میرے یہان آتے ہین۔ بہنگی کے لڑکون نے کہا کہ مہاراج تو ہمارے ساتہہ گولیان کہیلا کرتے ہین۔ قلیون نے کہا کہ ہمارے ساتہہ روز کہدائی کا کام کرتے ہین۔ کسی نے بازار مین آپ کو پہرتے دیکہا۔ بعض اوقات خود معتقدین مین سے کوئی اپنے گہر دیکہتا۔ غرض ان تعجب خیز اور حیرت انگیز واقعات نے معتقدین کو تذبذب مین ڈالدیا اور انکو شک ہوگیا کہ مہاراج یہان ہی کسی جگہ چھپے ہونگے اور ناگپور روحانی طور پر گئے ہونگے اس خیال سے ادہر ادہر تلاش مین رہتے یہان تک کہ ۱۰ روز گذر گئے اور یہ واقعات بالکل بند ہوگئے۔ اور سب کو آپ کے روحانی تصرف کا یقین ہوگیا۔

اگرچہ مہاراج کہڑگپور چھوڑ کر چلے گئے لیکن آپ کے وقت کی جاری شدہ رسومات کماری پوجا اور بہنڈارے کے سوا بدستور جاری ہین۔ معتقدین حسب دستور قیامگاہ پر آتے اور سلام کر کے چلے جاتے۔ نوید بہی اسیطرح روز آتا اور بہنگیون مین تقسیم ہوجاتا۔ عورتین کچرے کی کونڈی کے پاس بیٹہکر آپ کا ذکر خیر کرتین اور آپ کی تعریف مین گانے گایا کرتین۔ اسیطرح مردونکا دستور رہا کچہہ دنون بعد مہاراج کی بیٹہک کی جگہ ایک پتہر بطور یادگار نصب کیا گیا اور ایک چھپر عارضی طور پر ڈالکر مہاراج کی آرتی پوجا کرنے لگے۔ اس کے بعد یہ چھپر پکی عمارت بنگیا۔ اور مہاراج اور دیگر بزرگون کی تصویرین رکہی گئین اور بڑے پیمانے پر

آرتی پوجا اور بھجن ہونے لگے۔

اب کچھ دنوں سے مہاراج کی سالگرہ کی رسم بھی منائی جانے لگی ہے اور دوسرے تہواروں کی طرح یہ بھی ایک خاص تہوار ہو گیا ہے۔



حصّہ چہارم

مختلف مقامات کا دورہ

اور بعد کے حالات

جیسا کہ ہم حصہ سوم مین بیان کر چکے ہین مہاراج ۱۰ بجے شب کے قریب کہڑگپور سے روانہ ہو کر اپنی روحانی طاقت سے ۷۰ میل کا فاصلہ طے کر کے گیارہ بجے شب کو ناگپور تشریف لائے جہان سے آپ کہڑگپور تشریف لیگئے تہے۔ اور اُسی ڈاکٹر پلے کے مکان پر پہنچے جسکے یہان پہلے مقیم تہے اور جسکی وجہ سے آپ کہڑگپور گئے تہے۔

چونکہ رات تہی اور سب لوگ سو رہے تہے اسلئے آپ نے کسیکو جگانا مناسب نہ سمجہا اور مکان کے چبوترے ہی پر لیٹ گئے۔ صبح کو ڈاکٹر پلے اور اسکے گہر والونکو خبر ہوئی اور آکر قدمبوس ہوئے۔ اور پوچہا کہ آپ کب تشریف لائے۔ فرمایا اسکا جواب بعد سننا پہلے کہڑگپور چنا سوامی کے نام

تار کردو کہ مین بخیریت یہان پہنچ گیا ہون ورنہ وہان لوگ پریشان ہونگے۔ پہر آپ اپنے اُسی پہلے کمرے مین جس کا بیان پیشتر ہوچکاہے جا ٹہیرے اور ڈاکٹر پلے سے کہا کہ مراٹھے۔ ویدصیہ اور انکی بیویون کے سوا کیسکو میرے یہان آنیکی خبر نہ کرنا۔ چنانچہ ویدصیہ کی بیوی آپ کے لئے کہانا لائی اور مہاراج نے تناول فرمایا اور بعد تو رایک وقت شام کو ہی کہانا کہاتے۔ یہان آپ کا پرانا مرض بواسیر پہر عود کر آیا۔ مسے پہول گئے اور خون جاری ہوگیا جس سے مہاراج چندروز تک کمرے سے باہر نہ نکلے۔ مہاراج کی اجازت سے ڈاکٹر پلے نے ڈاکٹر گنپت راؤ کو بہی شنڈی سے بلوایا۔ دو چار روز بعد میرا بائی اور اسکی خالہ کہڑگپور سے آئین اور میرا بائی کو مہاراج کی خدمت مین ڈاکٹر پلے کے مکان پر چھوڑ کر اسکی خالہ کامٹی گئی۔ ۱۰ روز بعد واپس آئی تو مہاراج نے فرمایا کہ میرا قیام کسی جگہ یقینی نہین ہے اسلئے میرا بائی کو اپنے ہمراہ لیجاؤ چنانچہ میرا بائی کامٹی چلی گئی۔ بعض اوقات ناگپور کے شریمنت بوٹی صاحب کے فرزند کیشو راؤ بہیّا مہاراج کیخدمت مین اجازت لیکر حاضر ہوتے اور آپ کے اپدیشس سے فیض اُٹہاتے انہی کے ساتھ ایک روز امراؤتی کے نامی وکیل آنریبل داداصاحب کہاپرڈے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نہایت ہی تعظیم سے پیش آئے اور اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا۔ دو تین روز اسیطرح آتے رہے آخری دن رخصت کے وقت مہاراج نے فرمایا کہ داداصاحب مین آپ کی وجہ سے اس مرتبہ

پر پہنچا ہون۔ آپ کا رتبہ مجھسے بلند ہے اسلئے یہ مناسب نہین ہے کہ آپ مجھے سلام کرین۔ داداصاحب نے کہا" چہ نسبت خاک را با عالم پاک" آپ کی اور میری گذشتہ اور موجودہ حالتون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ ہر طرح قابل تعظیم ہین۔ یہ کہکر وہ رخصت ہوئے اور امراؤتی واپس گئے۔

مہاراج کو ناگپور مین قیام کئے ہوئے تین ہفتے گذرے ہونگے کہ ڈاکٹر گنپت راؤ اپنی بیوی کو لیکر ناگپور آیا اور مہاراج کو اپنے ہمراہ شندی لیگیا۔ یہ بہادون کا مہینہ تہا اور پہلے بہی مہاراج اسی مہینے مین یہان تشریف لائے تہے۔

شندی مین دوبارہ ورود

شندی پہنچکر مہاراج پہلے روز ڈاکٹر گنپت راؤ کے گہر ٹہہرے لیکن دوسرے روز دواخانے کے احاطے کے ایک کمرے مین آپ نے قیام فرمایا بواسیر کی شکایت اب زیادہ ہونے لگی اور مسّے پہول کر لیمو کے برابر ہوگئے اور خون بہنے لگا۔ ایک دن رفع حاجت کے وقت آپکو بیحد تکلیف ہو رہی ہتی کہ گنپت راؤ آنکلا اور سگریٹ سلگا کر دیا کہ یہ پیجئے اس سے پاخانہ صاف ہوگا۔ آپ نے انکار کیا مگر ڈاکٹر کے اصرار پر آپ نے سگریٹ پیا جس سے پاخانہ آیا اور تکلیف مین کسیقدر کمی ہوئی۔ چنانچہ ڈاکٹر ہر روز اعلیٰ قسم کے سگریٹ بہیجتا رہا۔ جب مہاراج کو یہ معلوم ہوا کہ یہ سگریٹ ایک آنے کا

ایک آتا ہے تو آپ نے بند کر دیا اور سٹرا اُبا تمباکو منگا کر اپنے ہاتہ سے
بیڑی بنا کر پینا شروع کیا اور فرمایا اتنی قیمتی چیز فقیرونکو زیب نہین دیتی۔
مگر اسکے استعمال سے مُتشّے کم نہین ہوئے۔ اور ڈاکٹر گنپت رائے نے آپریشن
کی تجویز پیش کی۔ مہاراج نے بہی پسند کیا اور ایک پارسی ڈاکٹر صدر مقام
سے بلایا گیا۔ آپریشن کے وقت ڈاکٹر نے کلورا فارم سنگہانا چاہا تو آپ نے
انکار کر دیا۔ ڈاکٹر کو تعجب ہوا لیکن مہاراج کیحالت جو ہر دم نئی مصیبت کے متلاشی تہے اس شعر کے مطابق تہی۔

مین سراپا درد ہون ایذا طلب ہے دل مرا
آسمان پر ہے نظر تازہ ستم کے واسطے (خاک)

اور کہا کہ بغیر کلورا فارم ہی آپریشن کرو۔ ڈاکٹر نے ہرچند سمجہایا کہ مرض بہت ترقی کر گیا ہے
حالت نازک ہے بغیر کلورا فارم سونگہے آپریشن سے آپکو تکلیف ہوگی۔ آپ
نے فرمایا کہ مین خوگر تکلیف ہون تم اسکا خیال نہ کرو۔ چونکہ حالت بہت ہی نازک
تہی اسکی جرأت نہ ہوئی۔ آخر گنپت راؤ نے کہا کہ یہ مہاتما ہین انکو ظاہری تکلیف
کی مطلق پرواہ نہین ہوتی۔ جیسا مہاراج فرمائین ویسا کرو۔ چنانچہ آپریشن
شروع ہوا اور قریباً پون گہنٹے مین ختم ہوا۔ جس عرصے مین مہاراج ٹیبل پر
بالکل ساکت اور خاموش پڑے رہے بلکہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ آپ کو اس سے
لطف حاصل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر یہ حالت دیکہہ کر دنگ رہگیا اور کہا کہ بیشک
یہ بزرگونکا ہی جگر ہے کہ اتنی دیر نشتر چلے اور انکے جسم کو تکلیف محسوس نہو۔

اپریشن کے بعد کئی روز تک مرہم پٹی ہوتی رہی لیکن تکلیف مین کمی نہ ہوئی۔
ایک روز آپ نے فرمایا بس اب تم لوگ اپنی دوا اپنے پاس رکھو مین اپنا علاج
آپ کرونگا۔ چنانچہ بہلانوا۔ پیاز اور ہلدی منگائی اور کہا کہ ان تینون کو پیکر
گھی مین ملاؤ۔ گنپت راؤ نے کہا مہاراج گھی تو زخم کیلئے سخت مضر شے ہے یہ
نہ لگائیے۔ آپ نے فرمایا اپنی ڈاکٹری رہنے دو اور جیسا مین کہون ویسا
کرو۔ چنانچہ حسب الارشاد پلٹس تیار کی گئی۔ اور زخمونکو اس سے سینکا گیا۔
جس سے درد مین افاقہ ہوگیا۔ اور دو تین دنہی عمل کرنیسے بالکل جاتا رہا لیکن
عمل جراحی مین کسر رہجانے سے کچھ دنون بعد مسّتے پہر ابہر آئے اور صرف رفع
حاجت کے وقت تکلیف معلوم ہونے لگی۔ ڈاکٹر نے چاہا کہ دوبارہ اپریشن
کرایا جائے مگر آپ نے فرمایا کہ بس اب مجھے تکلیف ہی اُٹھانا اچھا معلوم
ہوتا ہے۔ سول سرجن نے رائے دی کہ دن مین تین مرتبہ کھانا کھانے سے یہ
تکلیف خود بخود کم ہوجائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہاراج شہر مین پہرنے لگے۔
گنپت راؤ نے کہڑگپور والونکو اطلاع کردی تہی کہ مہاراج یہان
مقیم ہین۔ اس لئے انہون نے لکہا کہ درگا پوجا کے تہوار پر ہم مہاراج کے
درشن کو آئینگے۔ چنانچہ درگا پوجا سے چار روز پیشتر کہڑگپور کے معتقدین کا ایک
گروہ جن مین برہمن۔ تلنگی۔ مدراسی اور بنگالی عورت و مرد تہے آن پہنچا۔ اور
سب کو ڈاکٹر گنپت راؤ نے اپنا مہمان کیا۔ مہاراج بہی ان کو دیکھکر بہت خوش

ہوئے اور فرمایا کہ پہلے سب لوگ نہا دہو کر کہانا کہا لو پہر مین تم سے بہت دیر تک باتین کرونگا۔

یہ لوگ قریباً سات روز تک شندی مین رہے اور مہاراج کے نام سے ایک بہنڈارا کیا جس مین شندی کے برہمن اور غریب مسکین بلائے گئے اور مہاراج کے آنیکی خبر عام ہوگئی۔ یہانتک کہ ناگپور بہی خبر پہنچی اور وہان سے بہی بہت سے لوگ درشن کو آئے اور ایک میلا سا لگ گیا اور پانچ چھ بہنڈارے دئے گئے اور کہڑگپور والونکو کہڑگپور کا سین دکہائی دینے لگا۔

کہڑگپور والون نے رخصت ہونے سے پیشتر ایک روز موقع پاکر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کہڑگپور سے ناگپور اسقدر جلد کیونکر تشریف لے آئے؟ آپ نے میرا بائی کی طرف اشارہ کرکے کہا جو اسوقت حاضرین مین موجود تھی کہ یہ مجہے اتنی جلدی ناگپور لائی اور لکشمی بائی نے کہانا سفر کیلئے تیار کیا تہا۔ یہ سنکر سب کو تعجب ہوا کہ میرا بائی تو کہڑگپور ہی مین تہی یہ کیونکر لائی۔ سب کو متعجب دیکہکر آپ نے فرمایا کہ سنو مین تمہین پوری حقیقت سناؤن۔

" میری روانگی کی شب لکشمی بائی نے میرے سفر کی تیاریان کین اور سفر کے لئے توشہ تیار کیا۔ صبح ہوتے ہی میرا بائی نے مجہے اپنے ساتہہ چلنے کے لئے کہا۔ مین نے توشہ بغل مین دبایا اور ہمراہ ہولیا۔ یہ مجہے جنگلون جنگلون لئے پہری۔ دوپہر کو مین تہک کر چور ہوگیا تو اس سے دریافت کیا کہ تو

مجھے کہان لائی ہے اور کہان لیجائیگی۔ اب تو مجھے بہوک لگ رہی ہے اور
آگے بڑہنے کی تاب نہین ہے۔ اسنے مجھسے کہا کہ اسوقت ہم جنگل مین ہین اور
جانا کہان ہے اس پر بعد مین غور کرینگے۔ اب کہانا کہاکر ذرا آرام کرلین۔ پہر
ہم نے ایک درخت کے نیچے کہانا کہایا۔ مجہے پیاس معلوم ہوئی تو مین نے میرا بائی
سے پانی مانگا۔ اور یہ لق و دق بیابان مین پانی کی تلاش مین نکلی۔ اور اس جنگل
مین اسکو ایک باغ دکہائی دیا یہ چلائی کہ یہان پانی ضرور ہوگا۔ باغ مین ایک
جھونپڑی دکہائی دی۔ جب ہم دونون باغ کے اندر گئے تو ایک کنوان نظر آیا
اس کنوئین کے منہ پر پتہر کا کٹہرا لگا ہوا تہا اور اس مین کواڑ لگے ہوئے تہے
جس مین قفل پڑا ہوا تہا۔ اور اسطرح کنوان بالکل بند تہا۔ میرا بائی نے کہا
کہ یہ کنوان ہے اور پانی بہی معلوم ہوتا ہے لیکن بند ہے۔ مین نے کہا نہین
کنوان نہین ہے ورنہ جنگل مین اسکو بند کیون رکہتے۔ پہر میرا بائی جھونپڑی کے
قریب پہنچی جس مین ایک مسلمان بوڑہا بیٹہا تہا۔ اس نے میرا بائی سے پوچھا
کہ یہان کیون آئی ہے۔ اس نے کہا کہ ہمکو شدت کی پیاس لگی ہے جنگل مین
کسیجگہ پانی نہ ملا تو ہم یہان چلے آئے۔ اب ہمکو آپ پانی پلائیے۔ بوڑہے
نے کہا جاؤ یہ پانی دوسرون کے کام کا نہین ہے اسلئے بند کر رکہا ہے۔ اسکے بعد
اس بوڑہے نے میری طرف دیکہکر پوچھا یہ کون ہے۔ میرا بائی نے جواب دیا
کہ یہ میرا باپ ہے۔ پہر میرا بائی نے عاجزی سے پانی مانگا۔ اسپر اسنے

کنجی دی اور کہا کہ پانی پی کر بدستور بند کر دینا اور کنجی واپس کرنا۔ میرا بائی
نے دروازہ کھولا تو کنوین مین پانی نظر آیا۔ پہر مین بوڑہے کے پاس گیا اور
ڈول اور رسی لایا۔ اسوقت اس نے تاکید کی کہ خبردار پانی زیادہ خراب نہ
کرنا۔ مین نے اس سے دریافت کیا کہ اس جنگل مین تمہارے سواجے اور
کوئی نہین ہے تو پہر اس کنوین کو بند کیون کر رکہا ہے۔ جواب دیا کہ یہ پانی
کچہہ اور ہی قسم کا ہے۔ مین نے پوچھا کہ کہین ہمکو نقصان تو نہین دیگا۔ اس نے
کہا نہین تم کو نقصان نہ ہوگا۔ پہر مین کنوین پر آیا اور پانی کھینچا تو دیکہا
کہ وہ گدلا اور بالکل زرد رنگ کا ہے۔ ہم دونون کو تعجب ہوا۔ مجہے
پینے مین تامل ہوا۔ لیکن میرا بائی نے کہا کہ اسکو پی جاؤ تاکہ پیاس تو بجہے۔
غرض مین نے پیا تو نہایت لذیذ پایا۔ پہر مین نے میرا بائی سے کہا کہ اس سے
غسل کرتا اچھا ہوگا۔ گو میرا بائی بوڑہے سے ڈرتی تھی لیکن میرے اصرار پر
راضی ہوگئی اور ہم دونون نے اس پانی سے غسل کیا۔ اتنے مین وہ بوڑہا
آیا اور ہمین خوب گالیان دین اور دہمکایا۔ اسپر میرا بائی نے کہا کہ تم میرے
باپ کو نہین جانتے ہو۔ اس کا مرتبہ آج ایسا ہے کہ وہ اعلیٰ ترین برہمن
کہلانے کا مستحق ہے۔ اُس نے کہا کہ مین اسکو جانتا ہون۔ ہم دونون ساتہہ
کہیلا کرتے تہے لیکن وہ مجہے بہول گیا ہے۔ ہم پہر یہان سے آگے بڑہے
اور راستے مین مین نے میرا بائی کو بتلایا کہ وہ کون تہا۔ وہ اعلیٰ مرتبہ کا

فقیر معلوم ہوتا تہا۔ مین نے پہر میرا بائی سے پوچھا کہ اب آگے کہان جانا ہے
اس نے کہا کہ مین ہی نہین جانتی کہ کدہر جانا چاہئے۔ مین نے پہر اس سے کہا
کہ چل تیرے گہر چلین۔ اسنے کہا میری سسرال ناگپور مین ہے چلو مین تمہین
وہان لے چلون۔ یہ کہکر اسنے میرا ہاتہہ پکڑا اور آگے بڑہی شام کے چہہ بجے
کے قریب ہم کامٹی کے جنگل مین پہنچے اور وہان سے اسنے اپنے گہر کا نشان بتایا
مین نے اس سے کہا کہ تہوڑی دیر جنگل مین ٹہیر جائین کیونکہ یہ دونکو ناگپور مین
جانا نہین چاہتی تہی۔ چنانچہ ہم رات کے اندہیرے مین ناگپور پہنچے۔ یہان پہنچکر
مجہے یاد آیا کہ مین نے پہلے یہان ڈاکٹر پلے کے گہر قیام کیا تہا چنانچہ مین نے میرا
بائی سے کہا کہ مجہے ڈاکٹر پلے کے مکان تک پہنچا دے۔ غرض ہم قریب گیارہ بجے
رات کو ڈاکٹر پلے کے گہر پہنچے۔ چونکہ سب لوگ سو گئے تہے اور دروازہ بند تہا
اسلئے میرا بائی مجہے سائبان کے نیچے سلا کر چلی گئی۔ اب تم نے دیکہہ لیا کہ تمہاری
میرا بائی نے مجہے اسقدر قلیل عرصے مین کہڑ گپور سے ناگپور پہنچا یا۔

یہ سنکر میرا بائی نے کہا کہ مجہے یہ خیالی واقعہ بالکل یاد نہین ہے۔ مہاراج
نے فرمایا کہ اپنے طور پر یہ سب کام انجام دیکر الٹا مجہی کو جہٹلا رہی ہے۔ غرض
یہ قصہ سنکر کہڑ گپور والے رخصت ہوئے۔ رخصت کے وقت انکو بڑا صدمہ ہوا
اور انکی آنکہون سے آنسو جاری ہو گئے۔ مہاراج بہی اس سے متاثر ہوکر
آبدیدہ ہو گئے۔

شیندی کی برہمن منڈلی مین سے جو بہنڈارے مین مدعو کئے گئے تہے اکثر حاضر ہوئے لیکن ان مین سے ایک برہمن گنپتی کا بہگت تہا جسکو آنے مین کوئی عذر نہ تہا مگر وہ دوسرے کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانے سے پرہیز کرتا تہا کیونکہ گنپتی کے بہگت کو دوسرے کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانا کہانا جایز نہین ہے یہ برہمن آٹہہ برس کی عمر سے گنپتی کی پوجا دل وجان سے کیا کرتا تہا اور اسکو کئی بار گنپتی کا درشن ہوا تہا۔ ڈاکٹر گنپت راؤ نے خصوصاً اسکو بلوایا۔ چنانچہ وہ آیا اور مہاراج کے قریب بیٹھ گیا۔ مہاراج کے پاس بہنڈارے کا کہانا بطور نوید رکہا ہوا تہا۔ اس مین سے انہون نے ایک بیسنی لڈو اٹہاکر اسکو عنایت کیا اور کہا کہاؤ۔ برہمن نے بلا عذر کہا لیا۔ کیونکہ مہاراج اسوقت اسکی آنکہون مین گنپتی نظر آرہے تہے اور اسنے لڈو گنپتی کا تبرک سمجہا۔ اور اس قدر خوش ہوا کہ آنکہون سے آنسو نکل پڑے۔ پہر وہ مہاراج کے قدم بوس ہوا۔ اور بولا کہ آج مجہے گنپتی کی سیوا کا پہل ملا۔ لہذا مین اب سے گنپتی کی سیوا ترک کرتا ہون کیونکہ خیالی گنپتی کے بدلے جیتا جاگتا گنپتی میرے ہاتہہ آیا۔ اس موقعپر آپ کا فوٹو بہی لیا گیا۔

مہاراج وقتاً فوقتاً ڈاکٹر گنپت راؤ اور اسکی بیوی کو خوب پیٹا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کو ناگہہنی سے مارا لیکن جوش عقیدت سے اسکو بالکل احساس نہ ہوا۔ بعض اوقات آپ خفا ہوکر شہر سے باہر ایک مسمار عمارت مین جا بیٹھا کرتے۔ یہان ایک کتیا نے بچے دئے تہے اور کسیکو

وہان آنے نہ دیتی تھی لیکن مہاراج کے آنے پر وہ خاموش بیٹھی رہتی۔ ڈاکٹر صاحب کہانا لیکر اسیجگہ حاضر ہوا کرتے۔

انہی ایام مین شنکر راؤ اور انکی بیوی پاربتی بائی ناگپور سے حاضر ہوئے اور التجا کی کہ ناگپور تشریف لے چلین آپ نے پہلے تو انکار فرمایا لیکن اونکی ضد پر آنیکا وعدہ کرلیا اور ناگپور تشریف لیگئے دو تین روز انکے مہمان رہکر شامراؤ کے یہان مہمان ہوئے یہ اور انکی بیوی شانو بائی بہی اکثر شرڈی جاکر ناگپور چلنے کی مہاراج سے التجا کیا کرتے تہے۔

رخصت کے دن ناگپور میونسپلٹی کے داروغہ بالکرشنا راؤ جو نہایت خدا پرست اور فقیر دوست بزرگ ہین مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے گہر مہمان رکہنے کی خواہش ظاہر کی آپ نے فرمایا کہ مین دعوتین اڑانے نہین آیا ہون اور نہ اس قابل کہ ہر ایک شخص میری تعظیم کرے۔ داروغہ صاحب انکار سنکر آبدیدہ ہوگئے۔ مہاراج نے انکو روتا دیکہکر فرمایا کہ اچھا بابا روؤ نہین چلونگا۔ چنانچہ دوسرے دن آپ انکے مہمان ہوئے۔ داروغہ صاحب نے اپنے مکان کو اعلی پیمانے پر سجایا اور خوب روشنی کی تہی۔ آپ نے جو یہ کروفر دیکہا تو کمرے مین داخل ہونیکی بجائے صحن کے درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ داروغہ صاحب نے بہتیرا کہا کہ اندر چلین مگر آپنے انکار کردیا۔ آخر داروغہ صاحب نے اسیوقت ایک عارضی سائبان اسجگہ ڈلوا دیا تاکہ سردی سے آپ کو تکلیف نہو

بیٹھے بیٹھے رات زیادہ ہوگئی تو آپ نے داروغہ صاحب کو کہا کہ جاؤ سو جاؤ۔
داروغہ صاحب کو نیند کہاں! ساری رات بھجن کرتے رہے۔ دوسرے دن
صبح کو بڑے پیمانے پر بھنڈارا کیا اور دوپہر کو داروغہ صاحب اور انکی بیوی
نے مہاراج کی تلسی پوجا کی۔ (اس رسم کی ادائیگی میں پوجنے والے اس آدمی پر
جسکی پوجا کی جاتی ہے منتر پڑھ پڑھ کر تلسی کے پتے پھینکتے ہیں اور اتنے کہ اسکا
جسم پتوں سے ڈہک جاتا ہے۔) شام کے وقت آپ داروغہ صاحب کہہ رہے
تھے کہ اب مجھے اجازت دو کہ میرا بائی کا خاوند کشن راؤ اور دو تین رشتہ دار آئے
اور عرض کی کہ ہمارے یہاں بھی قدم رنجہ فرمایا جائے۔ آپ نے انکار فرمایا کشن راؤ
نے کہا کہ میرا بائی آپ کی ہے اور ہم میرا بائی کے لہذا آپکو ہماری التجا قبول کرنی
ہی پڑیگی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا مگر کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ اور اسی لئے آپ
اندھیرے میں کشن راؤ کے گھر پہنچے۔ اور مکان کی بالائی منزل پر آپ نے
قیام فرمایا دوسرے دن صبح ہوتے ہی ۵۰۰ آدمیوں کے قریب دروازے
پر آپہنچے۔ کشن راؤ نے کہا بھی کہ مہاراج یہاں نہیں ہیں لیکن کسی نے نہ مانا
اور کہا کہ ہمکو معلوم ہے مہاراج یہاں ہی ہیں ہم درشن کئے بغیر کبھی نہ جائینگے۔
مجبوراً مہاراج تشریف لائے اور سب کو درشن دئے۔ زائرین کا اسقدر ہجوم رہا
کہ آپ کو کئی روز تک میرا بائی کے یہاں ٹھہرنا پڑا۔ یہاں گنپت راؤ کی بیوی
آپ کا کھانا پکانے کے لئے آپ کے ساتھ رہیں اور داروغہ صاحب کی بیوی

بھی ہر روز آپ کے لئے نوید کا کہانا لاتی رہین۔

مہاراج جن دنون شنکر راؤ کے گہر مہمان تھے تو اسکی بیوی پاربتی بائی نے اپنی ساس کی شکایت کی تہی کہ یہ مجہپر بہت ظلم کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹی تیری اور تیرے گہروالونکی نجات اسی مین ہے کہ تو اپنی ساس کی بیرحمی کو صبرو استقلال سے برداشت کر اور اسکی تعظیم اور خدمت مین کوئی فرق نہ آنے دے اگر تو ایسا کریگی تو خدا کی مہربانی کی مستحق ہوگی۔ پاربتی بائی پر اس نصیحت کا بہت اچھا اثر ہوا اور اسنے تعمیل حکم کا وعدہ کرلیا۔ اسیطرح اسکی ساس کو فرمایا کہ مین جب سے آیا ہون تم ساس بہو کا جھگڑا ہی دیکھ رہا ہون۔ غور کرو کہ تم بہو کو اپنے بیٹے کے آرام کے لئے ہزارون روپیہ خرچ کرکے لائی ہو۔ اب اگر تم اُسکو تکلیف دو اور اُس سے بُرا سلوک کرو تو بیٹے کو آرام ملیگا یا دُکھ؟ ایسی حالت مین تم تینون ہمیشہ تکلیف مین رہوگے۔ اور گہر کی خیر و برکت بہی مٹ جائیگی اور مجھے بہی ان باتونکا صدمہ ہوگا۔ چنانچہ اسپر بہی نصیحت کا کافی سے زیادہ اثر ہوا اور سطرح ساس بہو کا جھگڑا مٹ گیا۔

ایک دن ایک برہمن بیوہ عورت جو یہانکے کسی وکیل کی ماں تہی اپنی بہو کو مہاراج کی خدمت مین لائی اور قدمبوسی کے بعد کہا کہ مہاراج اِسکو خوب مارو

تاکہ اس کا بھلا ہو جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ اسطرح مارنے سے کیا بھلا ہوگا۔ مین کبھی کیسکو جان بوجھ کر نہین مارتا۔ یہ باتین وقت پر ہوتی ہین میری اختیار مین نہین ہین۔ لیکن یہ نہ مانی اور ہوسے یہ کہکر کہ جب تک مہاراج تجھے مارین نہین یہان سے نہ ہلنا چلی گئی۔ پھر مین اتنی عورت کا بہنوئی بیمار تہا اور اپنے کمرے مین رات کو دروازہ بند کئے اکیلا پڑا تہا کہ یکایک چراغ گل ہو گیا۔ اندھیرے مین گھبرایا مگر اتنی طاقت نہ تہی کہ خود اٹہکر جلاتا یا کسی کو آواز دیتا۔ اسی خیال مین تہا کہ اس نے دیکھا کہ کوئی میز کے قریب جسپر لیمپ رکہا ہوا تہا آیا اور لیمپ کو روشن کیا اور پہر اسکے قریب جاکر اسکو باہستگی بستر پر سے اُٹہا کر بٹھادیا اور غائب ہو گیا۔ مریض خوفزدہ ہوکر چلایا۔ بیوہ اور اُس کا لڑکا دوڑے ہوئے آئے لیکن بند ہونیکی وجہ سے کمرے مین نہ جا سکے آخر بڑی مشکل سے مریض نے اُٹہکر دروازہ کہولا اور وہ اندر داخل ہوئے۔ اس نے تمام حال کہہ سنایا۔ بیوہ نے کہا گھبراؤ نہین وہ مہاراج تہے جو تم کو گہر بیٹھے ہی درشن دے گئے۔ چنانچہ دوسرے دن صبح مریض کو مہاراج کی خدمت مین لیگئے جہان بیوہ کی بہو معہ دیگر چند عورتونکے آپ کی سیوا مین بیٹھی تہین۔ چند ہی روز مین بیمار اچھا ہو گیا۔

ایک دن کوئی شخص مٹھائی لایا۔ حاضرین مین تقسیم کرنے کے بعد مٹھائی کا کاغذ پہینک دیا گیا۔ مہاراج نے وہ کاغذ اٹھا لیا۔ اسپر نکا نام باوا کا اہنگ دیا

دوہا چھپا ہوا تھا۔ آپ نے سب لوگوں سے کہا کہ اسکو پڑھکر معنی بیان کرو لیکن کوئی شخص نہ سمجھا سکا۔ اسپر مہاراج نے ایک وکیل کی عورت کو جو آپ کے پاس بیٹھی ہوئی یہ کاغذ دیا اور کہا تو اسکے معنی سمجھا چنانچہ اوسنے معنی سمجھا دئے آپ نے فرمایا کہ "اب زمانہ پلٹ رہا ہے عورتوں مین علم کی ترقی ہو رہی ہے اور مرد جہالت کی طرف بڑھ رہے ہین۔

ایک ہندو عورت مردانہ لباس مین وعظ و نصیحت کرتی پھرتی تھی اور کوئی اوسکو پہچان نہ سکتا تہا۔ ایک دن یہ اپنے چند معتقدین کے ہمراہ مہاراج کے پاس آئی اور سلام کرکے بیٹھ گئی۔ آپ نے اسکو دیکھتے ہی فرمایا کہ "دنیا ایک تماشہ گاہ ہے جس مین مرد و زن نقالون کیطرح بہروپ بدل بدل کر پارٹ کر رہے ہین۔ کبھی عورتین مردونکا بھیس بدلتی ہین کبھی مرد عورتونکا روپ بدلتے ہین۔" اس اشارے کو یہ عورت سمجھ گئی اور ادب کے ساتھ اٹھکر سلام کیا اور رخصت ہو گئی۔

مہاراج کو میرا بائی کے یہان مہمان ہوئے ایک ماہ کے قریب ہو چکا تہا کہ آپ نے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ کشن راؤ (میرا بائی کا خاوند) نے آپ کو رخصت کرنے سے پیشتر ایک بھنڈارا کیا۔ اسی عرصے مین ایک بڑھیا اور اسکی بہو ڈھونڈا بائی نے آکر درخواست کی کہ ایک دو روز کے لئے ہمارے غریب خانے پر بھی تشریف

لیچلین - چنانچہ مہاراج ایک دن شام کو اچانک شنکر رائے کے یہان سے رخصت ہو
ڈھونڈی بائی کے گہر آئے۔ شب کو یہان ہی قیام فرمایا۔ دوسرے روز صبح کو بیوہ
نے عرض کیا کہ مہاراج میری بہو کے لئے دعا کیجئے کہ اسکو اولاد ہو۔ مہاراج نے فرمایا
کہ مرد اور عورت دونون ابھی جوان ہین اسلئے ناامید ہونیکی کوئی وجہ نہین ہے
میرے خیال سے تو بے اولاد مرد اور عورت کو اولاد والون سے زیادہ حقیقی اور
دائمی خوشی حاصل کرنیکا زیادہ موقع ہے۔ اس کی مثال کے لئے مین تمہین ایک

سادہو کا قصہ

سناتا ہون۔ جو پیادہ پا تیرتھ کرتا پہرتا تہا۔ ایک دن دہوپ سے بچنے کیلئے
کسی امرائی مین پہونچا۔ اور تمام درختون کو غور سے دیکہکر ایک درخت پسند کیا اور
اسکے سایہ مین جا بیٹھا۔ شام کو اس امرائی کا مالک آیا فقیر دیکہہ کر پاس آبیٹھا۔ اور
پوچھا کہان سے آنا ہوا۔ سادہو نے کہا کاشی سے آیا ہون اور رامیشور جا رہا ہون
تھوڑی دیر آرام لینے کیلئے اس درخت کے نیچے آبیٹھا ہون۔ مالک نے کہا میری
خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسا بزرگ میرے باغ مین آئے۔ مگر ناگوار خاطر نہ ہو تو کسی
اور درخت کے نیچے آرام فرمائیے مین اس درخت کو کل کاٹنے والا ہون کیونکہ
تمام درختون مین یہی ایک درخت ہے جسکو آم نہین آتے۔ سادہو نے کہا بابا
اسی وجہ سے مین اس درخت کے نیچے بیٹھا ہون۔ تم اس درخت کو مت کاٹو کیونکہ
اسی بے ثمر درخت کی وجہ سے تمام درختون کو پہل آرہے ہین۔ چھوٹا سا ایک

ہیرا بڑے بڑے ہزاروں پتھروں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے اسلئے کہ اس مین خدائی نور کا حصہ بہ نسبت اور پتھرونکے زیادہ ہوتا ہے ۔ یعنی جو چیز کمیاب ہوتی ہے اسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے ۔ بے اولاد مرد و عورت تعداد مین اولاد والون سے بہت کم ہین اسلئے وہ زیادہ قیمتی یا خدا کی رحمت کے زیادہ مستحق ہین ۔ یہ شکر مالک نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا" بیوہ عورت نے کہا آپ کا فرمانا بہت بجا و درست ہے لیکن شاستر سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بے اولاد کی نجات نہین ہے" مہاراج نے فرمایا کہ بالکل صحیح ہے لیکن اسکے معنی سمجھنے مین لوگون نے غور سے کام نہین لیا ہے ۔ پُتر کے معنی ہین پُوتر کرنیوالا ۔ یعنی جو اپنے والدین کو نجات دلائے وہ پُتر ہے ۔ لیکن جو اولاد نکمی اور بدمعاش ہوتی ہے وہ پُتر نہین ہے ۔ اس کا ہونا نہ ہونا یکسان ہے اور شاستر مین ایسی ہی اولاد والون کو لاولد کہا گیا ہے اور ایسے ہی لاولد نجات سے محروم رہتے ہین ۔ لیکن ایسے جوڑے کے متعلق جو اولاد کے جھگڑے ہی سے پاک ہو کوئی سوال ہی نہین ہے وہ یقیناً نجات حاصل کر سکتے ہین مگر تم گھبراؤ نہین ڈھونڈا بائی کو اللہ اولاد دے گا" اسی روز شام کو مہاراج پھر کرشنا راؤ کے گھر واپس آگئے

اس عرصے مین مہاراج کی شہرت اور معتقدین کا ہجوم بہت زیادہ ہو گیا تھا اور اکثر سو فیصد پھر خفیہ پولیس آتی رہی اور لوگون سے مہاراج کا حال دریافت کرتی رہی مگر کسی کی اتنی ہمت نہ ہو سکی کہ خود مہاراج سے پتہ نشان دریافت کرتے ۔ اور یا بازار مین برہنہ پھرنے پر کچھ اعتراض کرتے ۔

کرشن راؤ کے مکان پر آکے آپنے سفر کی تیاری کی اور کہا کہ ناگپور مین بہت زیادہ دن ہوگئے۔ کل مین شندی اور شندی سے پونہ جاؤنگا اور اپنے خویش واقارب سے ملونگا۔ کیونکہ انکو چھوڑے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ چنانچہ دوسرے روز آپ روانہ ہوئے اسٹیشن تک ہزارون آدمیون کا ہجوم ساتھ تھا آگے آگے آپ اور ویدھیا وکیل جس معتقد کے گھر پر گذر ہوتا وہ آپکو ٹہرا کر آپکی پوجا کرتا اور سینکڑون لوگ قدمبوس ہوتے۔ چونکہ آپ شہر مین سے برہنہ چل رہے تھے ایک پولیس افسر لالٹین ہاتھ مین لئے آپکو روکنے کے لئے سامنے سے آیا۔ مہاراج کو جو معلوم ہوا تو اُس سے پوچھا کہ کیا تجھے مین ننگا دکھائی دے رہا ہون؟ اوسنے آپ کو دیکھا اور کہا کہ اسوقت تو آپ ریشمی کنارکی دھوتی باندہے ہوئے ہین اور کرشن بھگوان دکھائی دے رہے ہین۔ یہ کہکر وہ قدمون پر گر پڑا اور قدم بوس ہوکر الگ کھڑا ہوگیا۔ اور بھی کئی لوگون نے اس ہئیت کو دیکھا غرض اسی شان شوکت سے آپ اسٹیشن تک آئے۔ سب لوگ رخصت ہوئے اور آپ چنا سوامی، ویدھیا وکیل اور ساؤ بائی کے ساتھ ریل مین سوار ہوکر اسی شب کو شندی پہنچے۔ یہان پہنچکر آپ نے ساؤ بائی کو ویدھیا وکیل کے ہمراہ ناگپور واپس بھیجدیا۔ اور دوسرے دن خود بھی چنا سوامی اور اسکی بیوی کو ساتھ لیکر اسٹیشن پر آئے۔ اور ریل کے انتظار مین اسٹیشن کے باہر بیٹھ گئے۔ یہان ایک عورت نے اپنا چھ ماہ کا بچہ جو بیمار تھا آپ کی گود مین ڈالدیا آپنے اُسکو اُٹھا کر زمین پر پھینکدیا

ماں کی محبت سمجھی کہ بچہ مرگیا بلبلا کر دوڑی اور اُٹھا کر چھاتی سے لگالیا۔ بچہ بھی
بھوکا ئی دونوں سے ماں کا دودھ نہیں پیتا تھا ماں سے چمٹ گیا اور دودھ پینے لگا۔
اتنے میں ریل آئی اور آپ پونہ جانے کے لئے سوار ہو گئے۔ دوسرے دن
ریل کوپرگاؤں پہنچی تو آپ یہاں اُتر پڑے اور دھرم سالے میں جا ٹھیرے
چنا سوامی آپ سے اجازت لیکر اپنی بیوی کو اپنے بھائی ڈاکٹر پلے کے پاس
چھوڑ آنے کے لئے شیرڈی گیا۔ ان کے ذریعے شیرڈی والوں کو معلوم ہوا
کہ مہاراج اتنی مدت کے بعد کوپرگاؤں آئے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر پلے۔ دکشت اور
درگا بائی وغیرہ قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ ان سب سے ملکر آپ چنا سوامی
کے ہمراہ پونہ پہنچے۔ چونکہ اپنے بھائی کا پتہ آپ کو معلوم نہ تھا اس لئے ایک جگہ آپ
ٹھیر گئے اور چنا سوامی نے پتہ نکالکر آپ کے بھائی بالکرشنا راؤ کو خبر کی چنانچہ وہ
آئے اور مہاراج کو اپنے ہمراہ گھر لیگئے۔ چنا سوامی یہاں سے کھڑگپور واپس
چلا گیا اور آپ صرف چار روز پونہ ٹھیر کر منجواڈ روانہ ہو گئے۔ ایک مہینہ کے
قریب آپ نے یہاں قیام فرمایا اور پھر شیرڈی روانہ ہو گئے۔

شیرڈی میں دوبارہ ورود

رات کے ۱۰ بجے ہونگے کہ آپ شیرڈی میں تشریف لائے اور سیدھے
کھنڈوبا کے مندر میں جس میں آپ کا پہلے قیام تھا پہنچے۔ اپا صاحب جو اسوقت
یہاں بیٹھا ہوا تھا آپ نے کہا کہ دکشت کو بُلاؤ۔ دکشت آیا اور تھوڑی دیر

بیٹھکر رخصت ہوا۔ دوسرے دن تمام شیرڈی مین خبر ہوگئی اور چونکہ کہٹر گپور کے واقعات سب نے سنے تہے سب لوگ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ ڈگا بائی وکشت اور سگون وغیرہ اپنے قدیم مراسم ادا کرنے لگے۔ یہان آتے ہی آپ کو بواسیر کی شکایت ہوگئی۔

ان ایام مین نانا ولی نامی ایک بزرگ مہاراج کے درپے آزار ہوئے اور طرح طرح کی تکلیفین آپ کو پہنچانی شروع کین۔ کبھی پرانی جوتیان جمع کرکے مہاراج پر پہینکتے۔ کبھی گو اور گوبر آپ پر ڈالتے۔ مہاراج بعض اوقات خفا ہوکر انکو گالیان دیتے اور مارا کرتے مگر یہ اپنی حرکتون سے باز نہ آتے۔ آخر تنگ آکر مہاراج نے خاموشی اختیار کی اور انکی شرارتونکو صبر سے برداشت کرنے لگے۔ چنانچہ ایک دن نانا ولی نے مہاراج کو اپنی دہوتی پہنائی اور ان کا ٹاٹ کا ٹکڑا لیکر خود باندہ لیا۔ اور پہر مہاراج کو دو گہنٹے تک اُٹھ بیٹھ کراتے اور ناچ نچاتے رہے۔ مہاراج نے بلا عذر تعمیل حکم کی اور سائین بابا کے بہت سے مرید بہی اسوقت موجود تہے وہ بہی خاموش بیٹھے رہے۔

ایک دن نانا ولی نے آپ کو ایک گڈہے مین ڈہکیل دیا اور اوپر سے ناگ پہنی ڈالدی جس سے مہاراج کا تمام جسم زخمی ہوگیا۔ ایک دن ایک عورت دودہ لائی انہون نے اسکے ہاتہ سے کٹورا لیکر مہاراج کے سر پر دے مارا۔ آپ نے اُف بہی نہ کی اور خاموش بیٹھے رہے۔

چند روز کے بعد کا ذکر ہے کہ آپ پیپل کے درخت کے نیچے تمام دن خاموش بیٹھے رہے درگا بائی کہانا لیکر آئی وہ بہی آپ سنے پہینکدیا۔ اتنے مین راہٹا کے خوشحال سیٹھ آپ کے درشن کو آئے اور دریافت کیا کہ آج آپ اداس کیون ہین آپ نے فرمایا کہ صبح سے کہانا نہین کہایا۔ اُس نے کہا حکم ہو تو لاؤن آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ تم بہی میرے ساتہہ کہاؤ اس نے کہا بہت اچہا او اُٹھنے لگا آپ نے فرمایا ٹہیرو تم کیون جاتے ہو مین ہی دو آدمیون کا کہانا منگائے لیتا ہون چنانچہ آپ نے اپنے زانو کے نیچے ہاتہہ رکہا اور چند گرم روٹیان اور بیسن اسکے آگے رکہدین اور کہا لو کہاؤ اور خود بہی اوسکو ساتہہ کہانے لگے۔ اس کے بعد آپ نے خوشحال سیٹھ کے باغ مین قیام فرمایا۔ اور لوگ یہان درشن کو آنے لگے۔

ایک روز آپ اسی باغ مین برہنہ نہا رہے تہے۔ سب کو کہدیا تہا کہ میری طرف کوئی نہ دیکہے۔ لیکن سگون نے جو شیرڈی سے آیا ہوا تہا دیوار کی آڑ سے دیکہنا شروع کیا آپ یکایک اُٹہے اور اسکو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے سڑک پر لیگئے اور کہا لے اب جی بہر کے دیکہہ اور دوسرو نکو بہی دکہا اور یہ کہکر خوب پیٹا۔ اور چلے آئے۔ اسی دن سے اِسکا دمہ جاتا رہا جس کی ایک مدت سے اسکو شکایت تہی۔ یہ شخص شیرڈی مین موجود ہے۔

باغ مین ڈہیڑ مانگ بہی آپ کے درشن کو آتے اور آپ اُن سے

بے تکلف باتین کیا کرتے۔ چنانچہ ایک روز چند مہار عورتین آپ کے پیر دبا رہی تہین کہ برہمن عورتین درشن کو آئین اور مہار عورتونکو دور ہٹ جانے کیلئے کہا آپ نے فرمایا میرے نزدیک تم مین اور ان مین کوئی فرق نہین ہے انکے ساتہہ بیٹھنے مین کیون شرماتی ہو! یہ سنکر وہ عورتین نہایت خفیف ہوئین اور مہار عورتونکے ساتہہ آپ کے پیر دبانے لگین۔

خوشحال سیٹھ کے پاس ایک مرکہنا بیل تہا ایک روز اُس نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور ایک کو زخمی کر دیا۔ اس نے مہاراج سے آکر کہا کہ اس بیل کو بیچ ڈالتا ہون۔ آپ نے فرمایا خبردار ہرگز نہ بیچنا اسی بیل کی بدولت تم کو بے انتہا دولت ملیگی اور یہ خود بخود غریب بنجائیگا۔ لیکن اس نے آپ کے فرمانے کا خیال نہ کیا اور بیچنے کے لئے بہیجدیا۔ خدا کی شان کہ کسی نے بہی نہ خریدا اور بیل پہر واپس آگیا اور اسنے مہاراج کے فرمان پر اب بہروسہ کرکے رہنے دیا اور درحقیقت وہ بیل غریب بنگیا۔

کچھہ دنون بعد خوشحال سیٹھ کے بیٹے ڈونو سیٹھ مہاراج کو باغ سے اپنے گہر لے آئے۔ ایک روز کسی نے آپ کو ایک نارنگی نذر کی آپ نے ایک ایک پہانک تمام لوگون کو دی حالانکہ نارنگی مین آٹہہ دس ہی پہانکین ہوتی ہین۔

ایک روز ڈونو سیٹھ تین دن کے لئے نگر چلے گئے۔ دوسرے دن مہاراج انکے گہر سے نکل ساکوری سے ایک میل فاصلے پر کہیت مین جا بیٹھے۔ شام کو

خوشحال سیٹھ آئے آپ نے فرمایا کہ تم کیون آئے مین خود آؤنگا۔ رات کو آپ نے
کہیت ہی مین آرام فرمایا۔ دوسرے دن دو مسلمانون کے ہمراہ شیرڈی روانہ
ہوئے مگر آدہا راستہ طے کرکے آپ بیٹھ گئے۔ تہوڑی دیر مین پندرہ بیس آدمی
جمع ہو گئے اور ایشونت راؤ اور شنکر پٹیل بہی آپہنچے۔ اور ہوا ناومی کا تہوار
قریب تہا آپ نے اسکے متعلق تقریر شروع کردی یہان تک کہ دن کے دو بج
گئے اور سب بیٹھے رہے ۲ بجے کے قریب ابر اُٹہا آپ نے فرمایا کہ اب تو جاؤ
صبح سے بہوکے پیاسے بیٹھے ہو بارش بہی ہونیوالی ہے۔ لیکن کوئی نہ اُٹہا اور
تقریر سنتے رہے اتنے مین بارش شروع ہوئی اور سب بہیگنے لگے مگر آپکی
تقریر ایسی دلچسپ تہی کہ وہین سب جمے رہے اتنے مین درگا بائی کہانا لائی
اور آپ کو منت خوشامد سے اُٹہا کر ایک جہونپڑی مین لیگئی اور کہانا کہلایا اور
سب لوگ رخصت ہوگئے۔ رات کو پٹیل کے ساتہہ آپ ساکوری چلے گئے۔ دوسرے
روز دولو سیٹھ آئے اور مہاراج کو بلا لے گئے۔ ایک ماہ تک آپ دولو سیٹھ
کے یہان رہے۔ اس عرصے مین درگا بائی آپکے لئے بلاناغہ کہانا لاتی رہی مہاراج
اور دولو سیٹھ نے منع بہی کیا لیکن درگا بائی نے نہ مانا۔ اس کا معمول تہا کہ صبح سے
ایک بجے دوپہر تک سائین بابا کیخدمت مین رہتی اور آپ کو کہانا کہلا کر مہاراج
کا کہانا لیکر ساکوری پیدل آتی اور چار بجے کے قریب شیرڈی واپس جاتی۔
ایک روز اسیطرح کہانا لیجاتے ہوئے اسکے پیر مین ببول کا کانٹا چبہا اور

قریباً ایک انچ پاؤن مین اتر گیا لیکن اُس نے کسی سے نہ کہا اور اپنا کام انجام دیتی رہی ایک ہفتہ بعد یہ انگوٹھا جس مین کانٹا لگا تھا سوج گیا اور پیپ پڑگئی مہاراج نے پوچھا تو کہا کہ کانٹا اندر ٹوٹ گیا ہے۔ نکالا گیا تو ایک انچ سے زاید لمبا تھا۔ درحقیقت درگا بائی سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی سچی اور بے لوث خدمتگذار تھی۔ اور جس طرح اُس نے سائین بابا کی خدمت کی تھی اسیطرح اب مہاراج کی خدمت کر رہی ہے۔

درگا پوجا کا تہوار قریب آیا تو کہڑگہور والون نے دو تو سیٹھ کی معرفت مہاراج سے حاضر ہونیکی اجازت لی اور درگا پوجا سے دو تین روز پیشتر آپہونچے دو تو سیٹھ کے مہمان ہوئے اور ایک ہفتہ تک میلا رہا۔ ساتوین روز بہنڈارا کیا گیا جس مین رانا تا ساکوری اور قرب وجوار کے تمام گاؤن مدعو کیے گئے۔ بہنڈارے کے دن پہلے مہاراج کی آرتی پوجا کی گئی اور پہر دو تو سیٹھ مہاراج کو نہایت شان شوکت سے بہنڈارا تیار ہونیکی جگہ پرلے گئے۔ اسوقت انا پُرنا کا ہاتھ آپ کے ہاتھ مین تھا۔ مہاراج نے ہر برتن مین سے تہوڑا تہوڑا کہانا چکھا جس سے سب کو یقین ہوگیا کہ اب یہ کہانا جس قدر خرچ ہوگا اسیقدر بڑہے گا اور درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ مہاراج یہان سے رخصت ہوکر باغ مین آبیٹھے اور دوپہر بارہ بجے کر رات کے بارہ بجے تک کہانا تقسیم ہوتا رہا جس مین قریب ۲۰ ہزار آدمیون نے کہایا۔ اور کہانا کافی مقدار مین بچ گیا۔ دوسرے روز پہر گاؤن والونکو بلایا گیا

اور تمام دن کہانا تقسیم ہوتا رہا شام کو پہر کہانا بچ رہا تیسرے روز پہر تقسیم ہوا اور شام کو پہر بچ رہا۔ تین روز کی محنت سے لوگ تہک گئے تہے لہذا مجبور ہو کر لوگون نے مہاراج سے پوچہا کہ کہانا ختم ہی نہین ہوتا اب کیا کیا جائے آپنے فرمایا کہ غریبون اور مسکینون کو کہلاؤ اور بچا کہچا کتے بلی کو کہلا دو اور اگر اسپر بہی بچ رہے تو ندی مین ڈالدو مگر برتن مین ایک دانہ بہی نہ رہنے پائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اسکے بعد کہڑ گپور والون نے غربا مین کپڑا تقسیم کیا اور رخصت ہو گئے۔

انہی دنون مین ایک ہندو آپ کے سامنے کرتن کیا کرتا اور تکارام کے اشعار گایا کرتا تہا جس مین برہمنون کی موجودہ روش پر خوب نکتہ چینی کیگئی ہے برہمن اس مین شریک نہ ہوتے اور اٹہہ جاتے۔ آپ نے جو یہ دیکہا تو ایک دن خود کرتن سننے کے لئے جا بیٹہے اور جس قدر برہمن موجود تہے سب کو بیٹہنے پر مجبور کیا۔

ایک روز مماملہ دار اور سب انسپکٹر پولیس آپ کے درشن کو آئے آپنے پہلے انکو کبہی نہ دیکہا تہا۔ بیٹہتے ہی آپ نے فرمایا کہ یہان کے بعض افسر ہین جو اپنا فرض اچہی طرح ادا نہین کرتے کیونکہ وہ دیکہتے ہین کہ لوگ مجہ بے آزار و دنیا سے بیزار آدمی کو ہر وقت تکلیف دیتے رہتے ہین اور یہ دیکہ کر وہ خاموش ہو جاتے ہین۔ سب انسپکٹر نے کہا مہاراج مین پولیس کا افسر ہون مجہے آپ حکم دین مین ہر بات کا انتظام رکہونگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہان مجہے معلوم ہے جیسا انتظام

کرو گے شیرڈی کے افسر بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔

یہان سے دولوسیٹھ مہاراج کو احمد نگر لیگئے۔ اور اپنے بنگلے مین جو شہر سے باہر ہے مہاراج کو ٹھیرایا۔ یہان بھی لوگ آپ کے درشن کو آنے لگے۔ آپ نے تنگ آکر فرمایا کہ تم لوگ مجھے کیون ستاتے ہو مین نہ ولی نہ سنت نہ کوئی کرامت میری تم نے دیکھی۔ بغیر جانے پہچانے سلام کرنا اور سر جھکانا کیا فائدہ ان لوگون مین سے ایک نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ سجدہ خدا کو ہے لیکن درحقیقت سجدے کو خدا ہے اسلئے کہ جب تک سجدہ نہ ہو خدا کا دیدار کیونکر ہوگا۔ آپ مسکرا کر خاموش ہو رہے

بنگلے کے آدھے حصے مین آپ تھے اور آدھے مین دولوسیٹھ کی بیویان ایک شب کو آپ زور زور سے دولوسیٹھ کو گالیان دینے لگے۔ آواز سنکر عورتین جاگ تو اُٹھین مگر باہر آنیکی ہمت نہ ہوئی اتنے مین مہاراج گالیان دیتے ہوئے خود آئے دروازہ بند پایا تو ایک بڑا سا پتھر اُٹھا کر دروازے کے کانچ پر مارا پتھر اندر جا پڑا اور دروازہ کھل گیا اور آپ اندر داخل ہوئے۔ عورتون نے اُٹھ کر پاؤن چومے۔ تھوڑی دیر مین آپ خاموش ہوگئے اور عورتونکو سونے کی اجازت دیکر واپس تشریف لے آئے۔ عورتین دروازہ بند کرنے آئین تو دیکھا کہ دروازے کا کانچ ثابت ہے اور پتھر اندر پڑا ہوا ہے۔

تین چار روز کے بعد آپ راہاتا واپس آئے اور یہان سے ساکوری پہنچے۔ جہان انکے لئے ایک مندر مین ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا۔

انہی ایام مین راہاطا اور اسکاردگرد کے گاؤون مین پلیگ شروع ہوگیا ساکوری اس وبا سے محفوظ رہی - لوگون نے خیال کیا کہ یہ مہاراج کے قدم کی برکت ہے - تاہم اردگرد موت کا بازار گرم دیکھہ کر ڈر گئے اور مہاراج سے کہا کہ ہم سب لوگ گاؤن سے باہر جاتے ہین آپ بہی ساتہہ چلین - آپ نے فرمایا کہ جب یہ مقام وبا سے محفوظ ہے تو پہر کیون جائین - جب لوگون نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ مین تو یہان ہی رہونگا اور پلیگ سے جو میرا رفیق ہے کہیلا کرونگا - چنانچہ تمام گاؤن باہر نکل گیا - اور عرصے تک گاؤن خالی پڑا رہا - دسوین روز مہاراج نے جہاڑو سے تمام گاؤن جہاڑنا شروع کیا - درگا بائی بہی اکثر آپ کا ساتہہ دیا کرتی - کامل ایک ہفتے مین آپ نے تمام گاؤن کو صاف کیا - ۲۰ وین روز سب لوگ واپس آئے - اور آپ شہرڈی تشریف لیگئے - اور کہنڈوبا کے مندر مین جا قیام کیا -

باپ سے بیٹا بڑہ گیا

ایک روز سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین ڈاکٹر پلے - کاکا صاحب اور دیگر معتقدین بیٹھے تھے - ڈاکٹر پلے نے مہاراج کا ذکر چہیڑ دیا اور کہڑگیوڈ اور شرڈی کے حالات بیان کئے - سائین بابا نے فرمایا کہ "واقعی باپ سے بیٹا بڑہ گیا" یہ سنکر کاکا صاحب اور دیگر اصحاب نے کہا کہ مہاراج ایک مکان

آدمی ہین اور سائین بابا کے نام کو داغ لگاتے پھرتے ہین۔ سائین بابا نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا کسی کی محنت و ریاضت کا یہی صلہ دیا جاتا ہے۔ ابھی تم لوگون نے کیا دیکھا ہے۔ کسی وقت یہ دنیا پر ایک عجیب راز کا انکشاف کریگا جس کو سنکر تمام دنیا مین تہلکہ مچ جائیگا" یہ سنکر سب خاموش ہو گئے۔ انہی دنون مین بالا بھائی چاندوڑکر شیرڈی مین بیمار پڑا۔ نزع کی حالت مین اس نے مہاراج کو اپنے پاس دیکھا اور سب کو کہا کہ مجھے سیدھا بٹھاؤ مہاراج آئے ہین مین سلام کرون۔ سب نے خیال کیا کہ سرسام مین بک رہا ہے۔ اور کچھ خیال نہ کیا اسپر اس نے بگڑ کر کہا کہ کیا تم لوگ اندھے ہو مہاراج کھڑے ہین اور تم تعظیم نہین کرتے اور پھر گویا مہاراج کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "یہ لوگ اندھے ہین آپ کو دیکھ نہین سکتے۔ مین جانتا ہون کہ آپ مجھے لینے آئے ہین۔ لیجئے مین چلتا ہون" یہ کہکر چپ ہو گیا اور روح پرواز کر گئی۔

مرج ہسپتال

بواسیر کی شکایت اب بڑھنے لگی تو اکثر لوگون نے جو بمبئی سے سائین بابا کے درشن کو آتے مہاراج سے کہا کہ ہمارے ساتھ بمبئی چلو وہان اچھا علاج ہوگا مگر آپ نے سب سے انکار کیا۔ ایک روز خود ہی درگا بائی سے کہا کہ مرج کی ہسپتال مین علاج اچھا ہوگا میرا ارادہ ہے کہ وہان جاؤن۔ درگا بائی نے کہا بہت مناسب ہے اگر سائین بابا اجازت دیدین تو مین بھی آپ کے ساتھ چلی چلون۔ چنانچہ اس نے

سائین بابا سے مہاراج کا ارادہ بیان کیا اور کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھین تو مین بہی انکے ساتہہ جاؤن - سائین بابا نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہین بلکہ تو انہی کی خدمت کیا کر اور یہ سمجھہ کہ اونکی خدمت میری ہی خدمت ہے -

اجازت لیکر درگا بائی مہاراج کے پاس آئی اور دونون مل کر مرج کو روانہ ہوئے - چپلی اسٹیشن پر آپ نے دہوتی باندہی اور کرتہ پہنا - اور بذریعہ ریل آپ مرج پہنچے - اور ہسپتال مین بذات خود سول سرجن سے ملے اور اپریشن کے متعلق گفتگو کی - اور کہا کہ بغیر کلورا فارم سنگہائے اپریشن کیا جائے جسکے لئے ڈاکٹر نے عذر پیش کیا اور آپ نے اسکی مرضی کیموافق اپریشن کی اجازت دی - چنانچہ اپریشن کیا گیا اور تین روز تک آپ ہسپتال مین رہے لیکن آرام معلوم نہ ہوا اور آپ تیسرے روز بلا اجازت ڈاکٹر اپنے کمرے سے نکل درگا بائی کے کمرے مین آئے دوسرے دن آپ نے درگا بائی کو گورنمنٹ ہسپتال کے سول سرجن مسٹر ہیڈ بہیڈے کے پاس بہیجا اوسنے مہاراج کو گورنمنٹ ہسپتال مین بلوایا اور ایک کمرے مین رکہا - تین روز مین درد کو افاقہ ہو گیا لیکن پاخانہ کا راستہ بند ہو گیا اور اب اسکا علاج شروع ہوا - اور روز بروز افاقہ ہوتا چلا - کہرگپور والونکو یہ حال معلوم ہوا تو کچھہ روپے آپ کے علاج کے لئے بہجوائے لیکن آپ نے واپس کر دئے یہان کولہاپور کے کچھہ لوگ تہے وہ ملنے آئے آپ نے کہا کہ تم جس کی تلاش مین ہو مین وہ نہین ہون چونکہ ان لوگون نے پہلے کبہی آپ کو دیکہا نہ تہا واپس چلے گئے

دوسرے دن آپ کے ایک واقف کو ساتھ لیکر آئے اور اب آپکو سب یہلنا پڑا
ان لوگون نے کہا کہ یہان سے آپ ہمارے ساتھ کولہاپور تشریف لے چلین آپنے
فرمایا اچھا۔ لیکن پہر ارادہ فسخ کر دیا اور کہا کہ پہر کبھی حاضر ہونگا۔

۲۰ روز تک آپ یہان زیر علاج رہے اور چلنے پہرنے کے قابل ہوگئے
چونکہ کولہاپور یہان سے قریب تہا اور آپنے وہان جانے کا وعدہ بہی کیا تہا لہذا درگا بائی کو
ساتھ لے کولہاپور روانہ ہوگئے۔ اور یہان مہالکشمی کے مندر مین درشن دیئے
اور ہندو مذہب کے مطابق پوجا پاٹ کی اور ایک کونے مین جا بیٹھے۔

(نوٹ) یہان یہ جاننا لازمی ہے کہ جو بزرگ خدا رسیدہ اور کامل ہوتے ہین
وہ (شریعت) اصولی مذہب پر اخیر دم تک قایم رہتے ہین۔ اگرچہ انکو اسکی
ضرورت باقی نہین رہتی کیونکہ وہ منزل شریعت طے کر چکتے ہین اور معرفت و حقیقت
کی منزل مین ہوتے ہین تاہم دوسرونکے لئے مثال قایم رکہتے ہین۔ چنانچہ
سوامی رام داس اور تکارام مہاراج پابند شریعت تہے اور اس زمانے مین
نارائن مہاراج ہندو شریعت کے پورے پابند ہین۔ کرشنا نے کہا ہے:۔
نَے پارتہاستی کَرتویَمْ ترِلوکے شوکِنچن :: نانواپتم واپتَ وِیم وَرت ایوچہ کَرمَنی
یعنی اگرچہ مین ان مذہبی رسومات کی قیود سے آزاد ہون لیکن پہر بہی انکی پابندی
کرتا ہون جسمین ایک خاص منشاء الہی ہے۔

چونکہ تہدگانہ جلال آپ کے چہرے سے عیان تہا جو لوگ مندر مین درشن

کو آتے آپ کی بھی قدمبوسی کرتے اور رفتہ رفتہ ہجوم بڑھنے لگا۔ اگرچہ آپ نے بہتیرا منع کیا کہ مین کوئی بزرگ یا سادھو سنت نہین ہون تم کیون میری تعظیم کرتے ہو مگر کسی نے نہ مانا۔ آخر آپ نے ارادہ کیا کہ مندر کے تہ خانے مین جا بیٹھون لیکن لوگون نے اصرار کیا کہ ہمارے گھر چل کر رہین آپ نے کہا اچھا چنانچہ ایک ہی وقت مین دو آدمی گاڑیان لیکر آئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے گھر لیجانیکی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا کہ اب مجھے کسی تیسرے ہی کے گھر ٹھہرنا چاہئے۔ چنانچہ آپ کو کمہار گلی مین کمہار سوامی کی سماوہی کے قریب ایک کمرے مین ٹھہرایا گیا۔ یہ کمہار سوامی ہندؤون کے زبردست بزرگ ہوئے ہین۔ جو ہمیشہ برہنہ اور ایک رنڈی کے مکان پر رہا کرتے تھے (یہ رنڈی ابھی تک زندہ ہے) اور اسی کے گھر مین ان کا انتقال ہوا۔ یہان جو لوگ درشن کو آتے وہ آپ کے درشن بھی کرتے اور اسطرح ہجوم بڑھنے لگا۔ ان لوگون مین مسٹر سداشیو راؤ کالے کی بیوی جانکی بائی آپ کو بہت ماننے لگی اور ہر روز آپ کے لئے کہانا لایا کرتی۔ مہاراج نے اس سے ایک مرتبہ کہا کہ ضرور تجھے کسی سد پرکش نے بشارت دی ہو گی جو تو اسقدر خدمت کر رہی ہے۔ اُس نے کہا جی ہان جب مین چھوٹی تھی تو خدا کی عبادت اور بزرگون کا درشن کرنا مجھے بہت پسند تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مین نرسوبا کی واڑی مین دیو پوجا کے لئے گئی تو وہان مجھے ایک مہاتما کا درشن ہوا۔ مین نے ان سے پوچھا کہ بابا مجھے خدا کب ملیگا؟ انہون نے کہا کہ تیری شادی کے چند روز بعد تجھے خدا کا درشن ہوگا

اور وہ ایک برہنہ برہمن کی صورت مین ہوگا۔ چنانچہ مین آپکو اسکو مطابق پاتی ہون اسلئے آپ کی زیارت خدا کی زیارت اور آپ کی خدمت خدا کی خدمت سمجھتی ہون

آپکو یہان بہی بواسیر کی شکایت ہوئی اور سخت تکلیف کیوجہ سے ڈاکٹر کو بلوایا گیا جسنے نہایت غور سے علاج کیا اور آپکو کسی حد تک افاقہ ہوگیا۔

کمہار گلی مین چند روز قیام کرکے آپ مسٹر ایسوا کا ناهی کمہار سوامی کے معتقد کے گہر جا ٹھیرے۔ جس نے آپکی بڑی خدمت کی اور چاندی کی رکابیون مین کہانا کہلایا۔ ایک دن اسکی چاندی کی تمام رکابیان کوئی چرالیگیا مگر اسنے مہاراج کو خبر نہ کی۔ اسی عرصے مین کہو دیکر کی بہن کی نتہ بہی یہان سے چوری گئی جب آپکو خبر ہوئی تو فرمایا فکر نہ کرو ملجائینگے۔ چنانچہ آپ کے جانے کے بعد یہ تمام چیزین ایک بہٹ جی کے پاس سے برآمد ہوئین۔

مسٹر کامے نے آپکے نام سے برہمنون کو بہنڈارا دیا اور نہایت شان شوکت سے آپ کی پوجا کی اس مین کولہاپور اور گوالیار کے راجہ کا ایک رشتہ دار بہی جو سائین بابا کا معتقد اور مہاراج کو جانتا تہا شریک تہا۔ اوس نے مہاراجہ کولہاپور کو خبر کی تو اوسنے اپنے کارکنونکی معرفت دعوت دی مگر آپنے انکار کردیا۔ چلتے وقت باغ مین آپکے فوٹو کا انتظام کیا گیا۔ مگر آپ نے انکار کیا اور راضی ہوئے تو باغ مین سے نکل ایک پاخانے کے سامنے جا بیٹھے اور پاؤن کے نیچے چند اینٹین رکہلین۔ اور اسجگہ آپ کا فوٹو لیا گیا۔ جو مقابل مین چہپان کیا گیا ہے۔



شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

A 2871-Lakshmi Art, Bombay. 8

کوہاپور سے روانہ ہوکر آپ درگا بائی کے ساتھہ پونہ اپنے بھائی بالکرشنا
شاستری کے یہاں آئے۔ یہاں ایک روز اپنے پڑوسی کے گھر مین آتا ہیں
تھے کہ کسی نے آپ کو ہار پہنایا آپ نے فرمایا چونکہ میرا تمہارا کوئی تعلق نہین
اسلئے یہ ہار چکی کو پہنانا چاہئے۔ یہ کہہ ہار چکی پر ڈالدیا۔ ایک نے دہوتی
دی تو آپ نے فرمایا کسی بھنگی کو دو چنانچہ اوس نے تعمیل حکم کی۔
پونہ مین آٹھہ روز قیام فرماکر آپ پھر شیرڈی تشریف لے آئے۔ درگا بائی
سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تو مہاراج کی ہی خدمت
کرو اور یہ سمجھہ کہ میری خدمت کر رہی ہے۔ چنانچہ درگا بائی اب ہر وقت
مہاراج کے پاس رہنے لگی۔ یہ دیکھکر سائین بابا کے بعض معتقدین آپ کے سخت
مخالف ہوگئے۔ مہاراج نے انکے تیور بدلے ہوئے دیکھکر اور نیز یہ خیال کرکے کہ سائین بابا
کی موجودگی مین شیرڈی مین قیام کرنا مناسب نہین ہے چونکہ ایک میان مین دو تلوارین نہین
رہ سکتین۔ درگا بائی کی غیر حاضری مین جو کسی کام کو امراوتی گئی ہوئی تہی ساکوری تشریف
لے گئے۔ اور یہان شری کھنڈے نامی ایک زمیندار کے کھیت مین ٹھہرے یہان سے
یشونت راؤ اور انکی بیوی مہاراج کو اپنے گھر لیگئے۔ لیکن دو تین دن رہکر آپ پھر
اسی کھیت مین آگئے۔ ایک ماہ کے بعد درگا بائی آئی۔ اس عرصے مین دکشت
ہر روز شیرڈی سے آپ کے لئے کھانا لایا کرتا۔ اور ایشونت راؤ اور انکی بیوی
اور شیرڈی اور ساکوری کے لوگ آپ کے درشن کو روزانہ آتے رہے۔

ایک ماہ کے بعد آپ درگا بائی کو ساتھ لے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت مین دہولیہ تشریف لیگئے۔ چند روز یہان قیام فرمایا اور پہر ووہیشور پہاڑ پر گئے۔ اور درگا بائی کو کہا کہ مجہے یہ پہاڑ بہت پسند آیا ہے اب مین یہان ہی رہونگا اب تو خواہ یہان رہ یا شیرڈی جا۔ تجہے اختیار ہے۔ درگا بائی نے ساتھ رہنا پسند کیا۔ چند روز گذرے تہے کہ آپ نے مہتاجی نامی سائین بابا کے ایک معتقد کو جو آپ کو کئی مرتبہ بمبئی کی دعوت دے چکا تہا اور مہاراج ٹالدیا کرتے تہے ایک خط لکہا کہ مین بمبئی آنا چاہتا ہون۔ مہتاجی کی تو دلی خواہش تہی لکہا شوق سے تشریف لائیے۔ چنانچہ آپ ووہیشور سے سٹر بجاگڈہ ضلع ناسک کے پہاڑ پر گئے۔ یہان ایک پرانا مندر ہے۔ ایک ہفتہ قیام کے بعد مہتاجی کو خبر دی کہ مین فلان تاریخ بمبئی آؤنگا۔ مہتاجی نے کئی اسٹیشن آگے آکر آپ کا استقبال کیا اور سیئون مین ایک بنگلے مین ٹہیرایا مہاراج نے سجے ہوئے کمرے مین رہنا پسند نہ کیا اور ایک کوٹہری مین اپنا ٹاٹ بچہا کے بیٹہ رہے۔ سینکڑون آدمی یہان درشن کو آنے لگے۔ انہی مین مسٹر نورے نے آپ کے نام سے بہت بڑا بہنڈارا کیا۔ اس مین سائین بابا کے معتقد راؤ صاحب ساٹہے بہی پونے سے آکر شریک ہوئے اور انکے علاوہ پونہ کے پارسی اصحاب نے بہی شرکت کی۔

ڈیڑہ ماہ بعد مسٹر نورے کے ساتھ اوواسی بوا آئے اور آپ کو اپنے ساتھ تلے گاؤن لیجانیکی خواہش ظاہر کی چنانچہ مہاراج نے اقرار کیا اور روانہ

روز بعد آپ درگا بائی۔ سار جا بائی کی لڑکی انبو بائی اور اوواسنی بوا کے ہمراہ تلے گاؤن تشریف لیگئے۔ اور اوواسی بوا کے مٹھ مین قیام فرمایا۔ دو روز بعد آپ نے شیلا رواڑی کے غار کا معائنہ فرمایا۔ یہان سے روانہ ہوکر آپ سیدہے ساکوری تشریف لے آئے۔ اور ساکوری کی سرحد پر ماروتی کے مندر مین اترے لیکن ساکوری کے لوگون کے اصرار پر آپ نے ساکوری مین رہنا منظور کرلیا نیز یہ بات بہی تہی کہ آپنے پیرومرشد سائین بابا کی مقرر کردہ حدود سے باہر رہنا بہی آپ کو پسند نہ ہوا۔ چنانچہ آپ کے ایماسے ساکوری کے مسان کے قریب جہان لوگ ونکو بہی خوف کہاتے تہے ایک جہونپڑی بنائی گئی۔ یہ جگہ ناگ پہنی کے بڑے بڑے درختون سے گہری ہوئی ہتی اور بڑی مشکل سے لوگ آپ تک پہنچتے تہے۔ چند روز بعد راہتا اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے چند آدمیونکی مدد سے یہ جگہ بالکل صاف کردی۔

انہی دنون مین واسودیکٹ کہاسینس پر کہر گہور مین فالج گرا اور آدہا دہڑ بیکار ہوگیا اور کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا اور یہانتک نوبت پہنچی کہ زندگی کی امید تک جاتی رہی۔ آخر ملازمت سے استعفا دلاکر مہاراج کی خدمت مین لے آئے۔ آپ نے فرمایا یہان کیون لے آئے نہ ڈاکٹر نہ حکیم اب علاج کون کریگا خیر لائے ہو تو ایک روز وٹھوبا کے مندر مین رکہو اور پہر کسی دوسری جگہ رکہو اللہ مالک ہے۔ لکشمی بائی یعنی کہاسینس کی بیوی دہونی کی راکہہ روزانہ

بیمار کو چٹایا کرتی۔ ایک ہفتے مین اللہ نے اچھا کر دیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ آپ جاؤ اور اپنی پہلی ملازمت بدستور رکہو۔ لیکن باوجودیکہ اس کا افسر اسکو دوبارہ اپنی ملازمت پر بحال کرنے پر آمادہ تہا اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ میرا دوسرا جنم ہے اور اسکو مین آپ کی سیوا مین گذارنا چاہتا ہون چنانچہ ایسا ہی کیا

چند روز بعد لوگون نے آپ کے سامنے بھجن کرنیکی اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ یہ مسان ہے مندر نہین ہے میرے سامنے کسی چیز کی ضرورت نہین ہے جو کچھہ کرنا ہے اپنے اختیار سے اور مجھسے دور کرو۔ چنانچہ جھونپڑی سے کچھہ فاصلے پر بھجن ہونے لگا جو آجتک جاری ہے۔ اب لوگون نے مہاراج کے نام سے جاترا کرنیکا ارادہ کیا اور مہاراج سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا تمہین جو کچھہ کرنا ہے کسی مندر کے قریب کرو میرے پاس کیا رکہا ہے شاید تم لوگون کا خیال ہوگا کہ جس طرح سائین بابا تاتیا پٹیل اور دوسرے لوگون کو روزانہ روپے دیتے ہین مین بہی تم لوگونکو دونگا۔ میرے پاس کچھہ نہین ہے نہ مین کسی سے لیتا ہون نہ کسیکو دیتا ہون۔ لہذا لوگون نے گنیش چترتی سے تین دن پہلے آپ کی جھونپڑی کے سامنے ایک بڑا شامیانہ تانا اور اس مین ایک چھوٹا سا مندر کپڑے کا بنایا جس مین سائین بابا اور مہاراج کا فوٹو رکہا۔ اور آٹھہ روز تک بڑی دہوم سے جاترا ہوئی جس مین بمبئی پونہ اور دیگر مقامات کے لوگ بکثرت شریک ہوئے۔ آخری دن بھنڈارا دیا گیا۔

اسی عرصے مین راہتا کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے گروپورنما کے دن بڑے پیمانے پر کماری پوجا کی رسم ادا کی اور برہمن مرہٹے۔ مہار اور دہیڑون کے بچونکو نہلایا اور کہانا کہلایا۔ تقریب ختم ہونے پر مہاراج نے شامیانہ گرانے کا حکم دیا۔ لیکن لوگون کا خیال تہا کہ یہ ہمیشہ کیلئے قایم رکہا جائے اسلئے رہنے دیا۔ اسوقعے کے سات روز بعد کوئی اجنبی آدمی آپ کے پاس آیا آپنے اسکو خوب مارا اور گالیان دیتے ہوئے باہر چلے آئے اور شامیانہ مین داخل ہوئے اور کپڑے کے بنے ہوئے مندر کے پرزے پرزے کر ڈالے شامیانہ کے پردے پہاڑ ڈالے اور شامیانہ اکہیڑ ڈالا گیا۔

دوسرے دن جب آپ کا غصہ کم ہوا تو لوگون نے کپڑے کا ایک عارضی مندر بنانیکی اجازت لے لی۔ اور دریافت کیا کہ کل اسقدر غصہ کا کیا باعث تہا آپ نے فرمایا کہ اسوقت مجہے معلوم ہوا کہ آیندہ ۱۰ تاریخ کو ٹہیک بارہ بجے دنکو ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گریگا اور اپنی آسمانی ہستی کو فنا کردیگا اسلئے میرے دل مین جوش پیدا ہوا کہ ہر چیز کو آگ لگادون اور اُسی مین مین بہی جل جاؤن "۔ لوگون نے کہا کہ ہم بہی وہ ستارا دیکہہ سکینگے۔ آپ نے فرمایا ضرور دیکہوگے۔ یہ سنکر لوگ اس دن کا انتظار کرنے لگے۔ اور آپ اکثر خاموش رہا کرتے۔ جو لوگ سائین بابا کے درشن کو آتے وہ اب ساتہہ ہی مہاراج کا درشن بہی کرنے لگے۔

حضرت سائین بابا رحمتہ اللہ علیہ کی وفات

دسہرے کا دن اور مہینے کی دسوین تاریخ تھی کہ لوگ مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ بالکل اُداس اور غمگین بیٹھے ہین۔ کسی نے دریافت کیا کہ مہاراج آج سے پندرہ روز پیشتر آپ نے فرمایا تھا کہ ۱۰ تاریخ کو بڑا ستارہ ٹوٹے گا۔ آج ۱۰ تاریخ ہے۔ حکم فرمائیے ہمکو آج کیا کرنا چاہیے۔؟ آپنے فرمایا کہ خدا کا نام لو اور بھجن کرو۔ پھر ایسا وقت تمہین نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ لوگ اپنے اپنے طریق پر عبادت کرنے اور بھجن کرنے لگے ۱۲ بجے تک سب کی نظرین آسمان پر لگی رہین ساڑھے بارہ بجے تک جب کوئی تارہ ٹوٹتا ہوا نہ دکھائی دیا تو سمجھے کہ شاید مہاراج نے مذاقاً کہا ہوگا۔ لیکن ایک بجے شیرڈی سے خبر آئی کہ ۱۲ بجے سائین بابا نے رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط یہ خبر سُنکر سمجھے کہ آسمانی ستارہ سائین بابا تھے۔ سائین بابا رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کے تمام معتقدین مہاراج کی خدمت مین آنے لگے۔

سائین بابا کی وفات کے پانچوین روز راہتا کے ہیڈ ماسٹر نے پھر کماری پوجا کی اور غریبون کو بھنڈارا دیا اور کپڑے تقسیم کئے۔ اسیطرح دیوالی اور کارتک پورنما پر کماری پوجا کی۔ اِن رسومات یا پوجا پاٹ کے متعلق جب کوئی آپ سے

اجازت طلب کرتا تو آپ فرماتے کہ مین کسی نیک کام مین مانع ہونا نہین چاہتا لیکن ان رسومات کے کرنیکا قطعی حکم بہی نہین دیتا۔ خدا کے ملنے کا جو سیدہا راستہ ہو وہ تلاش کرو اور اسپر چلو۔

سائین بابا کی وفات کی خبر سنکر آپ کی معتقد انو سایا بائی جو ویدانت اور شاستر کی ماہر تہین اور الوہیت پر ہمیشہ وعظ فرمایا کرتی تہین شیرڈی آئین اور یہان سے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئین اور بغلگیر ہوئین اور جوش محبت سے آبدیدہ ہوکر کہا کہ میرے سائین بابا اب اس برہنہ قالب مین ہین۔ اور آپنے مجہسے وعدہ فرمایا تہا کہ اسرار حقیقت سے تو آگاہ ہوگی لہذا مجہے اپنے قدمون مین رہنے کی اجازت دی جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مائی مین سائین بابا نہین ہون مین تو ایک غریب اور عاجز بندہ ہون۔ انوسایا بائی نے کہا میرے لئے آپ سائین بابا ہی ہین یہ کہہ وشنو کے مندر مین جا ٹہیرین۔ دَتّ جَینتی کی تقریب پر اسکے متعلق آپ نے ایک زبردست تقریر کی۔ تین ماہ تک قیام کیا اور مہاراج کے درشن اور پوجا کے وقت اکثر اپنے اشعار پڑہا کرتین۔

مہاراج کی موجودگی نے ساکوری کو مرجع عام بنادیا اور دن بدن اسکی رونق بڑہ چلی۔ چنانچہ اس سال تل سنکرات کے تہوار پر کماری پوجا ہنڈلا اور گولی پور کے مہاراج کی طرف سے آئے ہوئے شال و دوشالے اور کمبل کی

تقسیم بڑے پیمانے پر ہوئی۔

اس سال بارش نہ ہونے سے گہاس اور چارے کی بڑی قلت تہی۔ اور مویشیون کا سنبہالنا غریبون کے لئے دشوار ہو رہا تہا۔ چنانچہ مہاراج کے کہنے پر پونہ اور بمبئی کے پارسی اور ہندو معتقدین نے ان بہوکے جانورون کے لئے گہاس کا انتظام کیا اور ۷ ماہ تک ہر روز تین چار سو جانورونکی پرورش ہوتی رہی۔ ساتہہ غریبون کو کہانا بہی تقسیم ہوتا رہا۔

مہاراج کے قیام کو ایک سال کے قریب ہوا تہا کہ رام نومی کا تہوار آیا اور معتقدین نے جن مین بمبئی اور خصوصاً پونہ کے پارسی اور ایرانی اصحاب بہی شریک تہے ایک رات مین کپڑے کے عارضی مندر کی بجائے اینٹونکا پختہ مندر بنا دیا اور یہ تہوار ۹ دن تک بڑی شان سے منایا گیا۔ مندر کے مقابل ایک گادی بچہائی گئی اور اسپر ریشمی غلاف چڑہایا گیا۔ اور مہاراج کو اسپر بٹہایا گیا آپ نے اپنا پرانا ٹاٹ اسپر ڈالا اور بیٹھ گئے۔ پہر آپ کی پوجا کی گئی۔ اور آپ کی تصویر پالکی مین رکہکر اسکا جلوس نکالا۔ پہر ایک بہنڈارا دیا گیا۔ پونہ سے ہزارون ناریل اور اناج کے تہیلے آئے اور بہنڈارے کا کہانا ۱۵ دن تک جاری رہا۔ بمبئی کے مسٹر مہتا اور دیگر اصحاب ست نارائن کے جلسے کراتے رہے۔

انہی ایام مین مسٹر نوروزجی کہنڈلے والے اپنے لڑکے کو ساکوری لائے جو ایک عرصہ سے بیمار تہا اور اسی وجہ سے ملازمت بہی نہین کر سکتا تہا۔ مہاراج نے فرمایا

اللہ مالک ہے صبر کرو۔ چنانچہ چند ہی روز مین بیماری بہی جاتی رہی اور وہ ملازم بہی ہوگیا۔

بیساکہ کے مہینے مین مہاراج کی سالگرہ منائی گئی۔ کہڑگپور سے بہت سارو پیہ اور کپڑا آیا جو آپنے غربا مین تقیسم کرا دیا۔

جیٹھ کے مہینے مین ہندو عورتین بڑہ کے درخت کی پوجا کرتی ہین ایکے یہ رسم آپ کے سامنے ہوئی اور آپکو بڑہ دیوتا مانا گیا۔ سکہارام پٹیل کی بیوی جب پوجا کرنے لگی تو آپ نے فرمایا میری پوجا نہ کر ناگ پہنی کی پوجا کر۔

جب سے مندر کی پختہ عمارت بنی اسوقت سے حضرت سائین بابا اور مہاراج کے فوٹو اس مین رکہے گئے۔ اور سب سد پر وشنو کے نام کی پدو کا بنائی گئی۔ اور دن مین دو بار دوپہر اور شام کو سائین بابا اور مہاراج کی آرتی ہونے لگی۔ جو آجتک برابر جاری ہے۔

انہی ایام مین انفلوئنزا شروع ہوا اور ہندوستان مین لاکہون آدمی اسکا شکار ہوئے۔ ساکوری مین بہی موت کا بازار گرم ہوا۔ چند ایک آدمی ایسے مرے جنکا کوئی اُٹہانے والا نہ ملا مہاراج کو خبر ملی تو ایکیلے انکو اُٹہا لائے اور جہونپڑی سی سو قدم پر دفن کیا اور فرمایا کہ مشیت ایزدی سے زمانے نے ایسی گردش کہائی ہے کہ اس کے ذریعے سے یہ وبا مرنے والونکے لئے نجات کا باعث ہے ایسا وقت سینکڑون برس کے بعد آیا کرتا ہے

ان ایام مین آپ اکثر مسان مین بیٹھے رہتے۔ اور جو لوگ آپ کے لئے تازہ پہل لاتے آپ اُنکے بیج مسان مین بو دیتے اور اسطرح یہ مسان باغ بنگیا اور اب آم اور بیل وغیرہ کے درخت خاصے بڑے ہوگئے ہین۔ معتقدین نے آپ کے لئے ایک جہونپڑی بہی بنادی مگر آپ پہلی ہی جہونپڑی مین رہے۔ یہان بہی جلسہ کیا گیا جس مین سب سے زیادہ حصہ مسٹر الیشونت راؤ پونیکر نے لیا وہ آجتک مہاراج کی خدمت کررہے ہین اور معتقدین مین آپ کو خاص امتیاز حاصل ہے۔

سنی دیو طوطا

ایک مرتبہ ایک لڑکی آپ کے پاس طوطا لائی آپ نے لے لیا اور اسکا نام سنی دیو رکہا اور پنجرے مین بند کرکے مندر کے عین سامنے سائے مین لٹکوا دیا۔ پندرہ روز تک تو یہ کہاتا پیتا رہا لیکن اسکے بعد کہانا پینا یکلخت بند کردیا۔ اور جو کچہہ پنجرے مین ڈالا جاتا چونچ سے باہر پہینک دیتا پانی کی کٹوری تک اندر نہ رہنے دی۔ یہان تک کہ کامل ایک سال گذر گیا اور سنے ایک دانہ تک نہ کہایا اور سوکہہ کر تنکا ہوگیا۔ آخر ایک روز اسی حالت مین مرگیا آپ نے اسکو بڑہ کے درخت کے نیچے دفن کرایا اور ایک چہوٹا سا مندر بنوادیا جس کا نام سنی دیو کا مندر رکہا گیا۔ اور اب اوسکی پوجا ہوتی ہے

کاشی جی کا سفر

سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے ایک سال بعد آپ نے کاشی جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔ کسی نے کہا کہ آپ خود کاشی ہین آپ کو وہان کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے سائین بابا اور دوسرے بزرگون کے چند خاص کام انجام دینے ہین اسلئے میرا جانا لازمی ہے۔

اس عرصے مین مسٹر نوروزجی کھنڈالے والے آگئے اور کاشی کے سفر کی تیاری سنکر ۵۰۰ روپے سفر خرچ کے لئے پیش کئے۔ اسیطرح سائین باباکے بھگت اور مہاراج کے سچے معتقد مسٹر باپو صاحب جوگ نے ایک ہزار روپیئے نذر کیئے اور دونون صاحبون نے ساتھہ چلنے کی خواہش کی۔ اور بمبئی اور پونہ کے کئی پارسی اصحاب بھی ہمراہی پر آمادہ ہوئے اور حسب استعداد ہرایک نے رقم پیش کی۔ اور بہت سے ایسے بھی تھے جو مہاراج کے خرچ سے آپ کے ساتھہ رہے۔ آپ نے وصول شدہ روپیہ ایک تھیلی مین بند کرکے مہر کردیا اور ایک معتقد کے حوالے کرکے ہدایت کردی کہ کاشی پہنچنے تک اسکو کھولا نہ جائے کچھہ عرصے بعد آپ نے روانگی کی تاریخ مقرر کی اور اُسی تاریخ کو آپ اپنا ٹاٹ اوڑھے ہوئے کاشی جانے کے لیئے نکلے اور سب سے کہا کہ جو جو آنے والے ہین پندرہ روز بعد کاشی آیئن لوگون نے پوچھا کہ آپ کہان ملینگے آپنے فرمایا کہ

مین ہر جگہ ملونگا۔ تم جس جگہ چاہو مل لینا۔ ساکوری سے راہٹا تک سینکڑون
آدمی تاشے باجے کیساتھ آپ کے ہمراہ آئے۔ راہٹا سے آپ گاڑی مین بیٹھ کر چتلی
اسٹیشن پر پہنچے۔ مہاراج کے پاس روپے نہ تھے اسلئے لوگون مین سے کسی نے
کاشی کا ٹکٹ نکالنا چاہا تو آپ نے منع فرمادیا کہ میرے لئے ٹکٹ نہ لو زیادہ اصرار
پر آپنے فرمایا کہ اچھا انکائی (چتلی سے تیسرا اسٹیشن) تک ٹکٹ نکال دو۔ گاڑی
چتلی سے روانہ ہو کر انکائی پہنچی تو آپ ریل سے اُتر پڑے۔ اور انکائی کے پہاڑ
پر جاکر اگاشس رُشی کے درشن لئے اور ایک دن یہان قیام کیا۔ یہان سے
آپ انکریشور (اجین علاقہ مین) پر پہنچے (یہ معلوم نہین ہوا کہ آیا پیدل گئے یا ریل
سے گئے) اور دو روز قیام کیا۔ پہلے نربدا مائی مین اشنان کیا اور پھر انکریشور
کا درشن کرکے انکریشور کی مالکہ سے اوس کے محل مین جاکر ملاقات کی اُس نے
آپ کی بڑی عزت کی۔ یہان آپ نے اس کے متبنیٰ لڑکے اور چند اور لوگون کے
روبرو فرمایا کہ آپ لوگونپر جو یہان کے رہنے والے ہین اگلے زمانے کے ایک بزرگ کی
نظر ہے۔ اور اسیوجہ سے یہان کا روحانی اثر قایم ہے۔ اس عورت نے اس بزرگ
اور مقام کے حالات دریافت کئے تو آپنے فرمایا کہ یہ مقام شنکر کے بارہ متبرک
مقامات مین سے ایک مقام ہے۔ گذشتہ زمانے مین یہ مقام ویران جنگل تھا
اوراس مین مردم خوار جانور رہتے تھے۔ اور نربدا ندی ایک چھوٹی سی پہاڑی
کے تلے اور اس جنگل کے گرد بہتی تھی۔ لیکن چونکہ یہ جگہ جپ تپ کیلئے بہت

موزون ہتی اسلئے بارکنڈ رشی اور دوسرے کئی رشیون نے یہان بیٹھکر اپنا تپ پورا کیا۔ ان مین کا سب سے اخیر رشی وہ بزرگ ہے جس کا مین بیان کرتا ہون یہ بزرگ صد سالہ تپ ختم کرکے اخیر منزل معرفت پر پہنچا اور اسجگہ تا دم زیست رہا۔ اس مقام سے چند میل کے فاصلے پر مہاراجہ ہولکر کی ریاست کی حد شروع ہوتی ہے۔ اس ریاست مین بہت سے امیر وکبیر رہا کرتے تھے جو بہیل اور پنڈارون کے ہاتہون بہت تنگ تہے۔ یہ لوگ لوٹ کا مال ایک جگہ جمع کیا کرتے اور اس بزرگ کو گویا اپنا خدا مانتے تہے۔ ڈاکہ مارنے سے پہلے یہ لٹیرے اس کے پاس جاتے اور اجازت طلب کرتے اور اسکی ہدایت کے موافق عمل کرتے۔

یہان یہ جاننا ضروری ہے کہ جو لوگ الوہیت کی اعلیٰ منزل پر پہنچ جاتے ہین وہ نیکی اور بدی سے بری ہوتے ہین ان کے لئے اچھے اور برے سب یکسان ہوتے ہین اور انکی سیوا کرنے والے بہگت اپنی اپنی سیوا کی مناسبت سے پہل پاتے ہین یعنی جس ارادے سے بہگتی کیجاتی ہے وہ ارادہ انکا پورا ہوجاتا ہے۔

سکامی بہگتی کرے پاوے مانگے دام
نشکامی بہگتی کرے پاوے اُوچل رام

غرض یہ لوگ اپنے پیر کی مدد سے کامیابی کے ساتہہ ڈاکے مارتے رہے نہ کوئی کبہی پکڑا گیا نہ کسی درندے سے کوئی گزند پہنچی۔

ایک دن بزرگ نے تمام پنڈارون کو بلاکر کہا کہ میری زندگی کے

دن اب بہت کم رہ گئے اگر تم مجھسے سچی محبت رکھتے ہو تو مین تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہون سبنے کہا ہم کو آپسے سچی محبت ہے آپ فرمائیے۔ اس بزرگ نے کہا کہ مین فلان تاریخ کو مرنیوالا ہون تم لوگ اس دن سے لوٹ مار کا پیشہ چھوڑ دینا اور میری لاش فلان فلان طریق سے دفن کرنا۔ مین تمہارے لئے یہ سرحد مقرر کرتا ہون اسکے اندر رہکر اپنی اولاد سے اسکو بسانا اور اسیکو اپنا مرکز بنانا دنیا کی کوئی حکومت اس خطے پر اپنا حق نہ جتا سکیگی۔ تم شکر کے اس مقدس مقام کی پوجا کرتے رہنا یہ گویا میری ہی سیوا ہوگی۔ رفتہ رفتہ اس مقام کی شہرت دور دور تک ہوگی اور لاکھون آدمی اسکو درشن کو آیا کرینگے۔ یہ سنکر سبنے تعمیل حکم کا اقرار کیا۔ اور اس بزرگ کی وفات کے بعد سبنے اسکی ہدایت پر عمل کیا۔ چنانچہ اس مقام کے رہنے والے پنڈارونکی نسل سے ہین اور اس بزرگ کا انپر سایہ ہے۔ اور اسیکی روحانی اثر سے یہ خطہ اسقدر سرسبز و شاداب ہے۔ اس کے بعد عورتنے مہاراج کو دودھ پلایا اور آپ رخصت ہوکر اجین پہنچے۔ یہان شپرا ندی مین اشنان کرکے آفتاب غروب ہونے پر مہاکالیشور کے مندر مین گئے۔ اور درشن لئے پھر اسی مندر کے کونے مین بیٹھے رہے اور صبح وہان سے چلے اور آگرہ آباد پہنچے۔ یہان جمنا کے کنارے آپ نے تین آدمیونکو آپس مین بحث کرتے دیکھا۔ ان مین ایک حجام۔ دوسرا زائر اور تیسرا برہمن تھا۔ ان کا تماشہ دیکھنے کو بہت سے لوگ جمع ہوگئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ برہمن نے زائر سے زیادہ پیسے وصول

کرنے کے لیئے حجام کے ذریعے یہ جھگڑا کیا تہا۔ اتنے مین دوسرے زائرین نے
برہمن کو بلا لیا اور وہ حجام سے کہہ گیا کہ جب تک مین نہ آؤن اِس کا سر نہ مونڈنا۔
یہ دیکہکر مہاراج نے زائر اور حجام کو اپنے پاس بلا لیا اور حجام سے استرا لیکر خود
زائر کا سر مونڈنے لگے اور کہا کہ میرے ہاتہ سے تیرا سر منڈنے سے تجکو اور تیرے
خاندان کو نجات حاصل ہوگی۔ چنانچہ آدہا سر آپ نے مونڈا اور آدہا حجام نے پہر
آپنے اس سے حجام کو دو روپے دلوائے جو معمولی دستور سے آٹہہ گنا زیادہ تہا
مہاراج نے پہر اور زائرین کو بلوایا اور تہوڑا تہوڑا سب کا سر مونڈا اور باقیماندہ
حجام نے۔ اور ہر زائر سے حجام کو دو دو روپے دلوائے اور سبنے آپ کو بزرگ
سمجھکر آپ کی تعظیم کی۔ اسطرح حجام کے پاس ۲۰ روپے ہوگئے۔ اتنے مین وہ برہمن
آیا اور مہاراج سے کہا تم کون ہو؟ مہاراج نے کچہہ جواب نہ دیا اور پہلے زائر کو کہا
کہ ایک روپیہ اسکو دیدے۔ چنانچہ اس نے روپیہ دیا اور برہمن خوش ہوکر چلا گیا
یہان سے اُٹہکر مہاراج ندی کے کنارے دور تک چلے گئے اور ایک جگہ
اشنان کرکے تہوڑی دیر گیان دہیان مین مصروف رہے۔ پہر اٹہکر شہر مین
پہنچے۔ یہان ایک مسلمان نے آپ کو سلام کیا اور کہا مہاراج میرے غریب خانے
پر تشریف لیچلیئے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مجھسے تمہاری کوئی ملاقات نہین پہر کیون مجھے
گہر لیجاتے ہو۔ اوسنے کہا کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ آپ بزرگ ہین اور مین بزرگونکی
خدمت موجب سعادت سمجھتا ہون۔ مہاراج نے فرمایا اچھا چلو۔ چنانچہ وہ آپ کو

گاڑی مین بٹھاکر اپنے گھر لیگیا۔ اور نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور اپنے
دوستونکو خبر کی جو آپ کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ مہاراج نے صرف دودھ
پیا اور شب کو یہان ہی آرام فرمایا۔ دوسرے دن آپ نے اس سے کہا کہ مین
تہوڑی دیر شہر مین پہر کر آتا ہون۔ اُس نے ساتہہ چلنے کیلئے اصرار کیا مگر آپنے
فرمایا کہ مین اکیلا ہی پہرنا چاہتا ہون تم یہان ہی رہو چنانچہ آپ ندی کے
کنارے کنارے انجن شیڈ مین پہنچے۔ اور انجنون اور مشینون کا معائنہ کرنے لگے
اور پہر مزدورون کے ساتہہ ملکر شام تک کام کرتے رہے۔ مسلمان میزبان سارے
دن انتظار کرتے کرتے تہک گیا اور تلاش مین نکلا۔ اور ڈہونڈتے ڈہونڈتے
یہان آپہنچا۔ اور اپنے ساتہہ گہر لیگیا۔ اور ایک برہمن سے مٹھائی بنواکر آپ کے
پیش کی آپ نے تہوڑی سی کہائی۔ دوسرے دن صبح یہ شخص آپ کو جمنا کے کنارے
لے گیا اور کشتی مین بٹھاکر کئی گھنٹے دریا کی سیر کرائی۔ اور ۲ بجے کے قریب واپس
لوٹے۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور اسکو ایکہزار روپے کی ایک تہیلی دے گیا۔
یہ شخص چاول کا بیوپاری تہا اور کسیکو ایک ہزار روپے دئے تہے مگر لینے والا مکر گیا تہا
اور عدالت مین بہی کوئی شنوائی نہ ہونے سے ان روپون سے ہاتہہ دہو بیٹھا
تہا۔ یکایک پورے روپے بے مانگے ملنے سے اس کا اعتقاد اور بہی بڑہ گیا اور
اب ہندو مسلمان کثیر تعداد مین آپکی زیارت کو آنے لگے۔ مہاراج نے فرمایا کہ
اب مجھے کاشی جانا ہے لہذا مین رخصت چاہتا ہون۔ اس نے بہیترا چاہا کہ چند

روز اور قیام کریں مگر آپ نے انکار ہی کیا۔ اسپر اسٹنٹ نے چاہا کہ کاشی کا ٹکٹ لادے لیکن آپ نے یہ بہی قبول نہ کیا اور ایک دن شب کو جب سب لوگ سو گئے تو آپ وہان سے چلے اور کاشی مین وارد ہوئے۔ یہان پہنچکر آپ صبح کے وقت گنگا کے کنارے کنارے ہوتے ہوئے گنگا کے پل کے نیچے پہنچے اور تخلیہ کے لئے اچہی جگہ دیکہکر یہان بیٹھ گئے۔ اور چار روز تک یہان ہی بیٹھے رہے صرف ہر صبح اشنان کے لئے اُٹہتے۔ ان چار روز مین آپ کو جو کچہہ کرنا تہا وہ کر لیا یعنی سائین بابا اور دوسرے سدگرو اور مہاتماؤن کے متعلق جو روحانی چارج کے سلسلے مین جو کام کرنا تہا وہ انجام دیا۔ پانچوین دن کام ختم ہوگیا تو آپ نے غسل کیا اور وہین لیٹ رہے۔ تیسرے پہر تین بجے کے قریب تین بہکاری لڑکیان اور ایک آدمی پل کے نیچے سے گذرا اور آپ کو کونے مین پڑا ہوا دیکہکر یہ لوگ ڈر گئے۔ یہ دیکہکر آپ اُٹہے اور گہاٹ سے اتر کر شہر مین داخل ہوئے۔ پہرتے پہرتے ایک پاٹ شالہ کے احاطے مین داخل ہوئے۔ اس احاطے کی ایک سمت مین پاٹ شالہ۔ دوسری سمت مین باورچیخانہ اور تیسری سمت مین لڑکون کے کہانے کا دالان تہا اور صحن کے بیچ وسط مین پانی کا چہوٹا سا حوض اور حوض مین فوارہ لگا ہوا تہا۔ آپ اس حوض پر بیٹھ گئے۔ پاٹ شالہ کے محافظ نے دیکہا تو پوچہا سادہو جی آپ یہان کیسے آئے۔ آپ نے فرمایا پیاس لگ رہی ہے پانی پینے آ بیٹہا ہون اُس نے کہا اچہا کیا آرام سے بیٹھ کے پانی پیجئے یہ کہکر چلا گیا۔ یہ باتین سنکر

باورچیخانے سے پکانے والی عورت نے جہانکا۔ مہاراج نے دیکھا تو فرمایا کہ مائی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے سلسلے کی ہو۔ عورت نے مہاراج کو باورچیخانے مین بلایا اور کہانا کہلانا چاہا آپ نے فرمایا کہ یہان مین نہین کہا سکتا۔ عورت اپنا کام ختم کرنے کے بعد مہاراج کو اپنے گہر لیگئی۔ اور کہانا پکاکر پیش کیا اور کہا کہ آج میرا پاس ہے آپ جب تک کہانا نہ کہائینگے مین اُپاس نہین کہولنے کی۔ مہاراج نے تہوڑاسا کہانا کہایا اور شب کو مکان کے برآمدے مین سو رہے چونکہ اس عورت کے گہر مین اس کا باپ اور بہن ساتھ رہتے تہے اسلئے انہون نے ایک دوسرے کمرے مین آپ کو ٹہیرایا۔ مہاراج نے اس عورت سے دریافت کیا کہ پونہ مین تمہارے کوئی رشتہ دار ہین عورت نے کہا۔ ہان ہین۔ آپ نے فرمایا کیا ساٹھے صاحب تمہاری رشتہ مین ہین۔ عورت نے کہا ہان مگر یہ سنکر وہ چونکی کہ مین نے تو انکو کبہی دیکہا نہین یہ مجھے کیونکر پہچان گئے۔ پہر اس عورت نے سائین بابا کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ مین انہین نہین جانتا۔ ہان شیرڈی کے چند لوگون سے واقف ہون اس نے واداکیلکر کا نام دریافت کیا۔ اَب باڑے کے سب لوگ آپ کے پاس آکر بیٹھنے لگے۔ مسٹر رام کرشنا وکشت نامی ایک ذی علم آدمی اکثر مہاراج کے پاس بیٹھا کرتا تہا۔ مہاراج نے اس سے اپنے آدمیونکے ٹہیرنے کے لئے جگہ کا بندوبست کرنیکو کہا۔ لوگون نے دریافت کیا کہ آپ کے لوگ ہین آپنے فرمایا کہ میرے کوئی لوگ نہین اور بہت لوگ ہین۔

مہاراج کے فرمان کے مطابق آپ کے معتقدین پندرہ روز بعد کاشی روانہ ہوئے۔ جس روز یہ لوگ کاشی پہنچے مسٹر رام کرشنا کے چند دوستوں سے راہ مین ملاقات ہوگئی اور یہ انکے حالات معلوم کرکے انکو مہاراج کے پاس لے آئے۔ مہاراج کی روانگی پر آپ کے کاشی جانے کی خبر ہر طرف پہنچ گئی تھی۔ جس سے بمبئی پونہ ناگپور۔ کھڑگپور اور کوہاپور وغیرہ مقامات سے بھی بہت سے لوگ کاشی پہنچے اور مسٹر بالکرشنا راؤ نے سب کے ٹھہرنے کا بندوبست کیا۔ راؤ صاحب ونایک راؤ ساٹھے صاحب۔ باپو صاحب۔ مسٹر ایکنا تھ راؤ۔ نوروزجی سیٹھ۔ فردونجی سیٹھ وغیرہ بھی حاضر ہوئے۔ پارسی اصحاب کے لئے شر یمنت بھیا صاحب نے اپنا بنگلہ دیا تھا۔

ایک روز آپ وت کے مندر کے پچھلے دروازے سے نکلے۔ یہان لوگ رفع حاجت کو بیٹھا کرتے تھے اور ایک چھوٹی سی کٹی یہان بند ہی ہوئی تھی آپ اُس مین جا بیٹھے مسٹر رام کرشنا اور مذکورہ دونون بہنون نے بہتیرا سمجھایا مگر آپ نہ مانے اور اسیجگہ رہنے لگے۔ لوگون نے مجبوراً اسی جگہ کو صاف کیا اور ایک شامیانہ تان دیا۔ اس جگہ کاشی کے عام لوگون کے علاوہ بڑے بڑے پنڈت اور خدا پرست اصحاب آپ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور آپ ان لوگون کے سامنے اسرار حقیقت کے عجیب عجیب راز بیان فرمانے لگے۔ جن رسومات کی ادائیگی کے لئے مہاراج کاشی تشریف لائے تھے اسکا

باطنی حصہ تو وہ خود کاشی کے پل کے نیچے پانچ روز بیٹھ کر کر چکے تھے جو سائین بابا اور گذشتہ تمام بزرگان ہر مذہب وملت کے متعلق تھا۔ اب ظاہری حصہ کو پورا کرنا تھا۔ لہذا مسٹر باپو صاحب جوگ۔ مسٹر رام کرشنا اور مسٹر دکشت اور دیگر معتقدین نے ملکر اس حصے کو انجام دیا۔ چنانچہ چیت شدہ پرا تیپدا سے رام نومی تک تیس چالیس برہمن پنڈت سائین بابا اور دیگر بزرگون کی تصویر ونکو سامنے رکھکر ہر روز پوجا پاٹ، گائتری جپ اور استھان وغیرہ کی رسومات ادا کرتے رہے۔ اور اس عرصے مین برہمنون اور دیگر غرباکو روزانہ کھانا کھلایا گیا۔ جو ہر روز نئی قسم کا تیار کیا جاتا تھا۔ بہت سے لوگون نے آپ کی جھونپڑی کے سامنے گائے اور گائے کے بچے لاکر باندھے جو رسومات کی ادائیگی کے بعد برہمنون مین مہاراج کے نام سے خیرات کردی گئین۔

جو لوگ آپ کے درشن کو آتے آپ اکثر اُن سے کہا کرتے کہ تم لوگ کاشی کو چھوڑ کر مجھے کیون سلام کرتے ہو مین تو خود کاشی کے سلام کو حاضر ہوا ہون کاشی ایک زبردست تیرتھ اور مقدس جگہ ہے۔ چنانچہ ایک روز جبکہ شہر کے سینکڑون لوگ اور ذی علم اور ویدانت کے ماہر اصحاب جمع تھے آپنے کاشی کے متعلق ایک تقریر کی جسکو سنکر ہر ایک آدمی دنگ رہگیا۔

ناظرین کی معلومات کے لئے آپ کی تقریر کا اقتباس ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

کاشی جی

اسوقت جبکہ آپ نے کاشی کی حقیقت بیان فرمائی آپ کے ۵۰۰ کے قریب ہمراہیون کے علاوہ شہر کاشی کے سینکڑون برہمن اور پنڈت جمع تھے آپ نے فرمایا کہ :-

"خوشی دو قسم کی ہوتی ہے ایک اصلی اور دوسری نقلی۔ ان دونوں کے حصول کے لئے خدانے ذریعے رکھے ہین۔ لیکن انسان وجود مین آکر ہمیشہ نقلی خوشی کیطرف راغب پایا جاتا ہے اور اصلی خوشی کا خیال ہی نہین کرتا۔ لیکن حق کا ساتھ دینے اور شاسترون پر عمل کرنیسے اسپر یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ جس خوشی کو وہ اصلی سمجھ رہا ہے اصلی نہین ہے بلکہ نقلی ہے۔ اُسوقت اصلی خوشی کی تلاش کرتا ہے۔ اور اسی ضمن مین نقلی خوشی بھی اسکو حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اصلی خوشی اور اسکے سبب سے نقلی خوشی کے حصول کے لئے بہت سے ذرایع ہین۔ مثلاً جپ، کریا کرم، بھگتی مارگ۔ تپشچریہ اور تیرتھ وغیرہ ہین جن مین سے ایک ذریعہ یعنی تیرتھ خاص مقدس مقامات سے تعلق رکھتا ہے اور انہی مقدس مقامات کی فہرست مین کاشی بھی ہے۔ جو ہندوستان مین سب سے ممتاز درجہ رکھتی ہے۔ اور جسکی تقدیس و حرمت اس پاک زمین پر قدم رکھنے والیکے گناہ بلا امتیاز مذہب و ملت جلادیتی ہے اور اسکو نجات کا مستحق بناتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مقدس گنگا ماتا مختلف اور دور دراز مقامات پر بہتی

بہتی ہوئی جب کاشی کی سرحد مین پہنچی ہے تو اس کا پانی بہ نسبت اور مقامات کے
زیادہ پاک اور متبرک ہو جاتا ہے۔ لیکن اب یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ
کونسی بات ہے کہ جسکی وجہ سے کاشی کو یہ فضیلت نصیب ہوئی۔ اس کے جواب
مین مین زمانہ گذشتہ کے ایک سچے واقع کو روشنی مین لاتا ہون جس سے موجودہ
زمانے کے لوگ بالکل بے خبر ہین۔ اگلے زمانہ مین کسی رشی کی لڑکی ایک عرصہ
تک بیٹھی رہی اور کسی نے اس کے ساتھ شادی نہ کی۔ رشی جب اپنی کوشش
سے تھک گیا تو ایک دن لڑکی کو بد دعا دے دی کہ جا تیرے سینکڑون شوہر
ہو جائینگے۔ یہ سنکر لڑکی اور اسکی مان بہت گھبرائی۔ جب رشی کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو
لڑکی نے اس بد دعا کیطرف توجہ دلائی۔ اسپر رشی نے کہا کہ خیر کچھ پرواہ نہین
پہلے تو ایک شوہر تو تلاش کرلے پھر تجکو میری بد دعا کے مطابق بہت سے خاوند
ملینگے۔ لیکن تو ان سبھون کے لئے باعث نجات ہوگی۔ تو دنیا بھر کی مالک
ہوگی اور وہ تمام لوگ جو تیری صحبت مین رہینگے نجات حاصل کرینگے۔ پھر رشی
نے لڑکی کو ایک منتر سکھایا اور یہ اشلوک سنایا۔

گنگا جل سمانستی یشیا شچت پرواہی کا
جگدّ دھارنی سادھوی سدھواودھوا پوا

یعنی وہ جسکے دل کا بہاؤ گنگا کیطرح پاک ہو وہ سادھو ہے خواہ وہ کنواری
ہو یا بیاہی ہوئی۔ دنیا کو نجات دلانیوالی ہے۔ اور جو عورت ستھر کے کامل

خواص خود مین پیدا کرے وہ جگت ماتا ہے۔ چنانچہ اس لڑکی نے اپنے باپ کے
ارادہ کو تاڑ کے منتر یاد کر لیا اور اشلوک کے معنی بخوبی ذہن نشین کر کے جنگل مین جا بیٹھی
یعنی رشی کی یہ خواہش ہتی کہ لڑکی خود مین گنگا ماتا کے خواص پیدا کرلے اور اپنے
لئے ایک شوہر ڈہونڈے جسکے بعد وہ اپنے آیندہ ہونیوالے شوہرونکو نجات
دلا سکے۔ لہذا وہ گنگا کے کنارے جا بیٹھی اور ایک پتھر کو اپنا شوہر سمجھہ کر اپنے
سامنے رکھہ لیا اور منتر کا جپ شروع کر دیا تا کہ گنگا ماتا اور پتھر (یعنی خیالی شوہر)
کے خواص اس مین پیدا ہو جائین۔ چنانچہ کئی سال کی ریاضت کے بعد اُسنے
گنگا ماتا اور پتھر ہر دو کے خواص اپنے مین پیدا کر لئے اور اسکو معلوم ہو گیا کہ
دونون کے خواص یکسان ہین۔

اب ہم گنگا اور پتھر کے خواص کا موازنہ کر کے انکی یگانگت کا ثبوت دیتے
ہین:۔ جب ہم گنگا ماتا پر غور کی نظر ڈالتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مظلوم
اور صابر ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ کوڑا کرکٹ ڈالنے پر فریاد کرتی ہے نہ پہول ڈالنے
پر خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ دونون حالتون مین وہ ایک ہی روش سے بہتی ہے
خواہ اسکو تیرتھ کیطرح استعمال کرو خواہ گندگی دہوؤ وہ شاکی نہین اچھے
بُرے۔ پاک ناپاک۔ تندرست یا کوڑہی۔ امیر اور غریب سب ہی قسم کے لوگ
اس مین اشنان کرتے ہین یہ سب کو یکسان سمجھتی ہے"۔ اسیطرح پتھر کو جب دیکھتے
ہین تو اوسکو بہی گنگا ماتا کیطرح مظلوم پاتے ہین۔ بت سمجھکر اسپر پہول چڑہا کر

یا اوسکو کہڈی مین لگائیے۔ پوجیے یا ٹہکرائیے وہ کسی حالت سے متاثر نہین ہوتا سب چیزین اسکی نظر مین بہی یکسان ہین اور خواص کے لحاظ سے دونون مین کوئی فرق نہین ہے" لیکن ان یکسان خواص کے حصول کے لئے دو مختلف ذریعے ہین۔ ایک ذریعہ روان ہے اور دوسرا مقیم۔ لیکن اس لڑکی نے اب ہر دو کے خواص اپنے مین پیدا کرکے خود خواص کے حصول کا تیسرا ذریعہ ثابت کیا اور یہ ذریعہ انسانی ہوا۔ اب وہ لڑکی پتہر (مرد) بہی ہتی اور گنگا ماتا (عورت) بہی۔ یعنی اسکے قالب مین مرد اور عورت دونون کے خواص موجود تہے۔ چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ مین ایک ہی وقت مین مذکر بہی ہون اور مونث بہی اور کبہی ایک ہی وقت مین اس کے خلاف۔ اب یہ حالت پیدا کرکے مذکورہ بالا اشلوک کے مطابق وہ جگت ماتا بنی اور حصول خواص کے لحاظ سے وہ دنیا کی بیوی بہی ہتی اور مان بہی۔ (اسطرح رشی کی بد دعا کے مطابق اسکے سینکڑون شوہر ہوگئے اور سب کو ذریعۂ نجات بہی ہوگیا) چنانچہ مجموعی حیثیت مین وہ ایک عورت۔ سب عورتون مین۔ اور ایک مرد سب مردون مین ہتی یا دونون مین سے ایک بہی نہ ہتی۔ وہ ایک ذو حیثیت انسانی پیکر مین اسوقت تک موجود ہے (کیونکہ وہ پتہر بہی ہے اور گنگا بہی) یہ پتہر گنگا کے قریب ہے اور وہ گنگا اور پتہر دونون مین بسی ہوئی ہے اور دونون سے الگ بہی۔ یہی پتہر کاشی وشیشور کہلاتا ہے۔ روہیداس چمار کے حالات سے جو ایک مشہور بزرگ ہو گذرے ہین پتہ چلتا ہے کہ بزرگون اور ولیون کو وہ اصلی شکل مین برابر نظر آتی ہے

اور یون غائبانہ طور پر وہ ہر وقت یہان حاضر ہے۔

اب چونکہ وہ وشیشور اور گنگا دونون مین موجود ہے لہذا مقام کاشی کی جہان وہ پتہر اور گنگا کے قریب بیٹھی ہتی روحانی قدر و منزلت بڑہ گئی۔ علاوہ ازین اس نام مین بہی بڑی خوبی ہے۔ یعنی "کاشی" کا اور آشی سے مرکب ہے کا بمعنی برہما اور آشی بمعنی کہانے والی یا پیٹ مین رکہنے والی ہے۔ لہذا کاشی کے معنے ہوئے " وہ جو برہمانند کو نگل بیٹھی ہو۔ اور یہ لڑکی چونکہ معرفت کے اعلیٰ مقام کو طے کر چکی ہتی یا بلفظ دیگر برہمانند اسکے دل مین کامل طور سے سمایا ہوا تہا اسلئے اسکا نام کاشی رکہا گیا۔ اور اس کا ہر وقت گنگا اور وشیشور کے قریب قیام ہونیکی وجہ سے اس مقام کا نام کاشی وشیشور اور گنگا کا نام کاشی گنگا پڑ گیا۔ کاشی کے دوسرے معنی برہما روپ ہین جہان شی کے معنی اس عورت کے ہین جو اعلیٰ ترین مقام معرفت کو طے کر چکی ہو اور برہما سے ملکر اس مین آدی مایا شکتی آگئی ہو۔ کا بمعنی "وہ کہان ہے" چنانچہ اہل نظر سوال کیا کرتے ہین کہ کاشی کہان ہے یعنی وہ عورت جس نے مقام الوہیت پایا ہے وہ کہان ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اسکا قیام کاشی وشیشور مین ہے اور وہ کاشی کہلاتی ہے۔

اب گنگا مین جو لوگ نہاتے ہین وہ سب اس لڑکی کے شوہر ہین لیکن اگرچہ بہت سے رشی (شوہر) کاشی سے واصل ہو کر ایک ہو گئے تاہم وہ کنیا (ناکتخدا) ہی ہے کیونکہ وہ اپنے مین پتہر کے خواص رکہنے کیوجہ سے خود شوہر ہی ہے۔

اور کنیا مین "ک" بمعنی برہما اور "نی" بمعنی لے جانیوالی ہے لہذا کنیا کے معنی ہوئے "وہ جو خود برہما سے ملی ہو اور جو دوسرونکو برہما تک پہنچائے۔ اور چونکہ رشی کی کاشی نامی کنیا کا اسجگہ مستقل قیام ہے لہذا اس مقام کو کاشیان مرنان مکتیہا" (یعنی جو کاشی مین مرتا ہے اسکو نجات حاصل ہوجاتی ہے) بہی کہتے ہین۔ علاوہ ازین کاشی کو الٹا پڑہنے تو شی کا یعنی پڑہو ہوتے ہین۔ اور یہ اس روحانی سبق کے پڑہنے کیطرف اشارہ ہے جسکو اس کنیا نے پڑہکر اسرار حقیقت کو جانا اور یہ سبق گنگا اور پتہر کے خواص کو پورے طور سے جاننا ہے جو کاشی نے اپنی دونو نکے قریب رہکر حاصل کئے تہے۔

اس لڑکی کے بعد بہت سے رشیون نے اسی مقام پر تپسچریہ کیا اور کاشی سے واصل ہوئے اور چونکہ کاشی گنگا اور پتہر کے خواص حاصل کرنے سے گویا خود ان مین موجود ہوگئی لہذا گنگا اور پتہر مین بہی اسکی روحانیت کا اثر آگیا۔ لیکن یہ اثر صرف اسی جگہ تک محدود ہے یہان یہ ایک نکتہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ سدپروش مین تمام تیرتھ اور روحانی اشنان و شیشور اور گنگا موجود ہین اور وہ جہان اُٹہتا بیٹہتا ہے اس جگہ مین بہی لوگونکو گناہون سے پاک کرکے نجات دینے کا اثر آجاتا ہے۔ اور جب گنگا اشنان کرنیوالونکے گناہونکے بار کی متحمل نہین ہوسکتی تو سدپروش اسکو اپنے قدمون سے چہوکر تمام بار گناہ سے سبکدوش کردیتا ہے۔ سدپروش کی طاقت گنگا اور تیرتھ سے بدرجہا بڑہی ہوئی ہے اور گنگا کو ایسے مہاتما کی آمد کا سخت انتظار رہتا ہے تاکہ وہ اسکو بار گناہ سے آزاد کرے چنانچہ وقتاً فوقتاً ایسے سدگرو پیدا ہوتے ہین اور گنگا کو آکے ایسے بار گناہ سے سبکدوش کرتے ہین۔

گویا گنگا اور و نکے گن وصلب کرتی ہے اورسد پروش گنگا کو پاک کرتا ہے۔

گنگا پاپم ششی تاپم دینیم کلپ ترستھا

پاپم تاپم چدینیم یوہیم سدیش ساد ہو سما گمہا

یعنی گنگا گناہونکو نگلتی ہے چاند حدت کو اور کلپ درخت دکہہ کو صلب کرتا ہے لیکن ان تمام چیزونکو سد پروش اکیلا صلب کرتا ہے۔ اس تقریر سے سامعین پر ظاہر ہوگیا ہوگا کہ مقام کاشی سچی اور اصلی خوشی کے حصول کا ذریعہ ہے اور اسی کر نقلی خوشی ہی حاصل ہوتی ہے۔

گنگا ماتا

شاستر ونکے مطابق ہندوؤن مین خصوصاً برہمنون مین بیوہ عورت کو گنگا بہاگیرتی کہتے ہین اور ان بیواؤنکے کاشی (رشی کنیا) کیطرح مقام معرفت پر پہنچنے اور گنگا کی حیثیت حاصل کرنیکے لیئے اصول قایم کئے ہین۔ ان اصول کے مطابق لڑکی کی شادی آٹھ برس کی عمر مین ہوجانا چاہیئے قبل اسکے کہ ہم بیواؤنکے مضمون پر بحث کرین یہ ضروری ہے کہ اس سوال کو کہ شادی کسکو کہتے ہین اور اسکا مقصد کیا ہے اور یہ کہ آٹھ ہی برس کی عمر مین کیون ہونا چاہیئے حل کرین۔

سنیئے:۔ پرمیشور نروپ اور نراکار ہے۔ لیکن اپنے دیکھنے کیلیئے اس نے روپ لیا اور روپ لینے سے پہلے نراکار حالت مین لوٹ آنیکی چند ترکیبین سوچ لین۔ انہی ترکیبون مین سے ایک ترکیب شادی کی ہے۔ خدا کی دو حالتین ہین ایک نراکار (بغیر شکل) دوسری ساکار یعنی شکل والی اور اس طرح دوئی کا اظہار ہوا۔ چنانچہ دنیا اور اسکے لواحقات مین ہر طرف دوئی نظر آتی ہے۔ اسی بنا پر خلقت عالم بھی دوئی سے خالی نہین یعنی مرد کی ضد عورت بنائی گئی ہے

اب مرد مین ہی خدا کا ظہور ہے اور عورت مین ہی یعنی ہر دو مین ایک ہی خدا روپ لیکر سمایا ہوا ہے اب اس روپ یا آکار سے الگ ہو کر اپنی اصلی نراکار حالت مین آنے کے لئے ان دو الگ روپون کا باہمی اختلاط لازمی ہے۔

آٹھ برس کی عمر مین عورت کنیا ہوتی ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کنیا برہما روپ ہے جس مین خدا کی تمام قوتین مضمر ہوتی ہین اور اس عمر مین وہ ست اوستھا مین ہونیکی وجہ سے جب مرد اس سے (اوسکی لاعلمی مین) شادی کا رشتہ قایم کرلیتا ہے تو اوسکی تعلق سے وہ برہما اوستھا حاصل کرتا ہے۔ اور اسطرح دونون مین برہما اوستھا کا ظہور ہوتا ہی چنانچہ عورت (رشی کنیا) کاشی اور مرد وشیشور بنجاتا ہے بشرطیکہ وہ اس عمر یا شادی کے بعد مقررہ اصول پر عمل پیرا ہون۔ اب خدانے اپنی گیان اوستھا مین واپس آنے کے لئے پہلے ہی سے ان دونون اگیان ساکار ہستیون (۸ سالہ مرد و عورت) مین سے ایک مین یعنی عورت مین اپنی گیان اوستھا کو مستور رکھا ہے یعنی ۸ برس کی عمر مین عورت مین جبکہ وہ اگیان اوستھا مین ہوتی ہے خدا کی گیان اوستھا پیدا ہوتی ہے لیکن اگر اسوقت دوسری ساکار ہستی (مرد) اسی عمر مین اس کنیا سے رشتہ جوڑے تو دونون مین گیان اوستھا پیدا ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ دونون مقررہ اصول پر عمل درآمد کرین۔ ایسی حالت مین خدا اپنی اصلی حالت مین پلٹ جاتا ہے لیکن اگر مقررہ اصول پر کاربند نہ ہون تو دوئی کا رنگ قایم رہتا ہے اور عورت کی گیان اوستھا مرد مین سرایت نہین کرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی اگیان اوستھا مین دونون کے تعلقات بے اصول قایم رہنے سے سنسکار کے

تناسب سے دوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ موت و حیات کے جال مین پہنس جاتے ہین اور اصلی گیان
اوستھا کا اظہار نہ ہونیکی وجہ سے خدا اپنی اصلی حالت اختیار نہین کرتا اس سے معلوم ہو گیا ہوگا
کہ ۸ برس کی عمر مین لڑکی گیان اوستھا حاصل کرتی ہے یعنی گنگا یا کاشی کیحالت مین ہوتی ہے
اور اسوقت وہ کنیا ہوتی ہے۔ اب جسوقت اصول کے مطابق وہ مرد سے بیاہی جاتی ہے اسوقت
وہ لکشمی یعنی کاشی یا گنگا کہلاتی ہے اور مرد جو اس تعلق سے اوسکی گیان اوستھا کو حاصل کرنیوالا
ہوتا ہے نارائن۔ یعنی کاشی گنگا وشیشور وغیرہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ شادی کے بعد انکو لکشمی نارائن
کہکر سلام کرتے ہین۔ اور اس سلام کے معنی یہ ہوتے ہین کہ اب تم اصول مقررہ پر چلو تاکہ خدائی حالت
نصیب ہو۔ اور وہ اصول یہ ہین کہ عورت مرد کو نارائن یعنی وشیشور تصور کرے اور خدا کی مانند فرمانبرداری
کرے اور مرد وشیشور یعنی پتھر کی روش اختیار کرے اور ان اصول پر چلنے سے وہ دونون اصلی
خدائی حالت کو پہنچ جاتے ہین۔ اگر اس اوستھا مین عورت مر جائے تو لکشمی ہونیکی وجہ سے پرن اوستھا
مین رہتی ہے اور مرد بھی نارائن ہونیکی وجہ سے پرن اوستھا مین رہتا ہے۔ اور اگر دونون زندہ ہون
تو عورت اکھنڈ سوبھاگیاوتی اور مرد مر جائے تو بھی پرن اوستھا مین ہوتی ہے۔ اور مرد نارائن یا وشیشور
یا پتھر ہونیکی وجہ سے اسکے لئے نہین مرتا وہ اسکو پتھر کی صورت مین پاتی ہے چونکہ اسکی انسانی شکل مین اور
پتھر کی صورت مین ایک ہی خواص ہوتے ہین لہذا اسکا معاملہ رشی کنیا کیطرح ہونیسے وہ کاشی
ہو جاتی ہے اور پتھر اسکا خاوند یعنی وشیشور ہوتا ہے اب اگرچہ وہ بیوہ ہوتی ہے لیکن کاشی
ہونیکی وجہ سے گنگا اور کنیا ہے۔ اور اسطرح وہ گویا کنیا ہی ہے۔ سوبھاگیاوتی ہی ہے اور بیوہ
بھی۔ لہذا خدا کی دو شکلون (مرد و عورت) مین عورت کی شکل زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

کیونکہ اس صورت مین گیان اوستھا ظہور کرکے مرد کو عورت اپنے تعلق سے اصلی خدائی حالت بخشتی ہے بشرطیکہ اصول کی پابندی کیجائے۔ یعنی کنیا مرتبہ الوہیت پر پہنچکر اپنے خاوند اور ۴۲ پیڑیون کو اسی مقام تک پہنچاتی ہے۔

اشٹھ ورشا بہویت کنیا نو ورشا چ روہنی ؛ دش ورشا بہویت گوری تدورد ہوپنج رجسؔولا

عورت آٹھ سال کی عمر مین کنیا (برہمہ روپ) ۹ سال کی عمر مین روہنی [۱] اور دس سال مین گوری کی اوستھا لیتی ہے اور پھر سن بلوغت کو پہنچتی ہے اور اسوقت حیض کی ناپاکی مین آلودہ ہوجانیکی وجہ سے خدائی حالت اُس سے الگ ہوجاتی ہے۔ اور اگر اسوقت تک وہ بیاہی نہ گئی ہو یا بیاہی گئی ہو یا بیوہ ہو اور اصول کی پابندی کرکے اس اوستھا کے حاصل کرنیکا موقعہ اسکو ہاتھ نہ آیا ہو تو اوسکی نجات ایک ہی طریقے سے ہوسکتی ہے یعنی وہ یا اوسکا خاوند خود کو سدگرو کے حوالے کردے جو برہما روپ ہوتا ہے۔ اور اس مین یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ جس طبقہ او حیثیت کے آدمی کو چاہے نجات دلائے۔ خواہ وہ دنیا مین سب سے بڑا اگنا ہگار ہی کیون نہ ہو۔

[۱] دیوی
دیوی

۵ ست گرو مین وہ شکتی ہے تت دکھاوسا ؛ پاؤ پلک مین پار اُتارے درشن کے داتار

چانڈالی شوپچی پاپی تنگلی گنگی کا تتھا ؛ پتی تاپی مہا سادہوی ست سنگات پاؤ نرشوری

سب سے کم حیثیت اور سب سے بڑی گناہگار عورت سدگرو کی صحبت مین رہکر کاشی بنجاتی ہے یعنی گنگا ہوجاتی ہے اور گنگا ہروقت سدگرو کے قدمون مین رہتی ہے۔ اس اشلوک مین گو عورت کو خطاب کیا گیا ہی لیکن در پردہ مردونکی طرف بہی اشارہ ہے۔ چنانچہ بہاگوت گیتا مین لکھا ہے

"استری یو ویشیا استہا شُدر راشتے پیانتی پر اگتن"

یعنی نیچ ذات اور کم حیثیت عورتین (مثلاً دہیڑ مانگ چمار وغیرہ) بہی منزل حقیقت تک پہنچ سکتی ہین یعنی عورت اور مرد بلا لحاظ مرتبہ مقام الوہیت حاصل کر سکتے ہین بشرطیکہ وہ سدگرو کے حوالے ہو جائین۔ لیکن اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ عورت کا کنیا پن قایم ہے کیونکہ کنیا عورت ہی کاشی روپ سکتی ہے۔ جو عورت کنوار پن کی حد سے آگے بڑہ گئی ہو وہ سدگرو کی مدد سے کنیا پن حاصل کر سکتی ہے۔ اور اسکے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل مثالین موجود ہین۔

پانچ مانڈو

اہلیا بائی گوتم رشی کی بیوی جس نے پر پرکش کا سنگ بہی کیا۔ اور رام کے قدم چہوکر کنیا ہو گئی **دروپدی** جسکے پانچ شوہر تہے اور کنیا نہ رہی تہی۔ سری کرشن کی خدمت سے کنیا ہو گئی۔ **سیتا**۔ رام کی بیوی جسکو راون نے چہو لیا تہا بلکہ اپنے گہر لے بہاگا تہا۔ رام کے چہو لینے سے پہر کنیا ہو گئی۔ **تارا**۔ راجہ ہری چندر کی بیوی ایک برہمن کے ہاتہہ بیچ دی گئی تہی جسکے گہر وہ جاکر رہی۔ وشوامتر کی دعا اور وشنو بہگوان کی کرپا سے جو روہیت کی وفات کے وقت حاضر تہے کنیا بنی۔ **مندودری** نے رام کے ذریعے کنیا پن حاصل کیا۔ انکے علاوہ اور بہت سی عورتین ہین مثلاً میرا بائی۔ جنا بائی۔ مکتا بائی۔ سکو بائی جو کنیا نہ تہین جنہوں کو سدگرو کے حوالے کرکے کنیا بنگئین۔ یہ ایسی بزرگ عورتین تہین کہ جنکی ایک نظر کسی کے نجات دلانیکو کافی تہی۔ تو کیا ایسی کنیا اپنے خاوند اور اسکی اور اپنی ۴۲ پیڑہی کو نجات نہین دلا سکتی ضرور دلا سکتی ہے۔ ایسی ہی خدا رسیدہ عورتون کو کنیا۔ کماری۔ یوگنی سادہو یا ستی کہتے ہین۔ اس سے پہلے کہ ہم ان ناموں پر بحث کرین یہ بتانا چاہتے ہین کہ ایک کنیا اگر کسیکو اپنے ہاتہہ سے کہانا دے تو اوسکے یہ معنے ہوتے ہین کہ اوسنے اوسکو تمام گناہ

جلادئے اور اسکو نجات دیدی - اسی لئے شاستروں مین تاکید کی گئی ہے کہ کہانا پکانا اور
اپنے خاوند کو کہلانا عورت کا فرض ہے۔ چنانچہ پانڈونکے گہر مین کہانا پکانا دوسرونکے ذمہ تہا
لیکن کہانا پروسنا دروپدی کنیا کے سپرد تہا جسکے ذریعے پانڈونکے گناہ دہل جاتے تہے
لہذا ہر سنساری عورت کو لازم ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے مرد کو کہانا پکاکے کہلائے
تاکہ مرد کی نجات ہو۔ اب ہم یوگنی۔ ساد ہو اور ستی عورت کے صفون پر بحث کرتے ہین
یوگنی۔ وہ عورت جو آپ یوگ ہر کسی یوگی کے زیر سایہ ایشور اوستھا حاصل کرے اور
دوسرونکو بہی فیض پہنچا سکے۔ **سادہو**۔ وہ عورت جس کا ظرف ست اوستھا کے قبول کرنے
کے قابل ہو اور سادہو مرد کے صفات رکہتی ہو۔ **ستی**۔ وہ عورت جسکے ظرف مین حق کی
سمائی ہو سکے اور جو ست پرش کی اوستھا رکہتی ہو۔ اب مین ایک قصہ سناتا ہون جس سے
پتی ورتا عورت کے صفات معلوم ہونگے۔

ایک دنیادار سنسا کے بکھیڑون سے تنگ آکر کسی سدگرو کے پاس گیا تاکہ
خود کو اوسکے حوالے کرکے تسکین قلب حاصل کرے۔ سدگرو نے کہا کہ تیری عورت پتی ورتا
نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ تیرے دلکو راحت نہین ہے۔ اگر وہ پتی ورتا ہو جائے تو تجھے
خوشی اور آرام نصیب ہوگا۔ پہر یہ شلوک سنایا:-

ناری بن نر رس نہین بنت من مانو ارے ‖ ناری بن ناری مرن بلٹ گمن رمن نہین ہو مانوارے

یعنی (ناری) عورت کے بغیر مرد کے دلکو قرار نہین آتا۔ اور ناری (سد پرش) کے بغیر
ناری (مایا) فنا نہین ہوتی اور جب تک مایا فنا نہین ہوتی اوس وقت تک دل پلٹا

نہین کہاتا۔ ناری۔ نا۔ اور۔ آری سے مرکب ہی۔ نا کے معنی نہین اور آری کے معنی دشمن یعنی جسکا کوئی دشمن نہین۔ یا وہ جو سب کو ایک آنکھہ سے دیکھے یعنی سدگرو۔

پُروشا ہی جا نَنتی پُروشَستِیہ پَدَ ام بُحَم

اَبلی کَیو پَرا بَلا پَرا بَلا یا پَرا اگھا تَنے

یعنی وہ جو خود کو مرد سمجھتا ہے پرماتما کے قدمون تک نہین پہنچ سکتا۔ صرف عورت ہی اسقدر طاقتور ہے جو مایا کو دبا دے۔ یہان اَبلا کے معنی پتی ورتا یعنی دہرم کی مطابعت کرنیوالی عورت کے ہین۔ لہذا مایا (ناری) کو ناپید کرنا عورت ہی کے ہاتہہ مین ہے جو پتی ورتا دہرم اختیار کرکے ایسا کرسکتی ہے اور اسوقت تجھہ راحت اور آرام حاصل ہوسکتا ہے اور سدگرو بہی تیری مدد کرسکتا ہے۔ اسلئے تو اپنی بیوی کو لا مین اوسکو پتی ورتا دہرم کی تعلیم کرونگا چنانچہ وہ شخص اپنی عورت کو لایا اور سدگرو نے اسکو تعلیم دی کہ "عورت کو روحانیت حاصل کرنے کے کئی ذریعے ہین جن مین سب سے افضل پتی کا ذریعہ ہے اور جو اس ذریعے کو اختیار کرے وہ پتی ورتا ہے۔ اب پتی ورتا کے معنی مختصراً سمجھو۔ مان باپ کیلئے دان کے کئی طریقے ہین جس سے وہ سعادت دارین حاصل کرسکتے ہین۔ اس مین کنیا دان سب سے اعلیٰ ہے۔ لہذا جب والدین اپنی کنیا کو دان کرین اور کنیا بہی دان ہونا بخوشی قبول کرے تو ماں باپ کو اوسکا اجر دونون جہان کی راحت کی صورت مین ملتا ہے لیکن اگر یہ دان مجبوراً ہو تو سچا دان نہین ہوتا۔ اب اپنے والدین کو اپنے دان کا پن پہنچانا تیرے ہاتہہ مین ہے۔ اور اس دان کا پن پہنچانا ہی پتی ورتا بننا ہے۔ اور اگر اس حالت مین تو پتی ورتا دہرم اختیار نہ کرے تو تیرے والدین

کا تجکو دان کرنا گویا مٹی کی کنیا کا دان کرنا ہوگا۔ اور وہ اس گستاخی کے لئے دوزخ کے حوالے ہونگے اور تو اور تیرا خاوند بہی دوزخی ہونگے۔ تو درحقیقت خاوند کو دان کی گئی ہے۔ قرض یا عاریتہً نہین دی گئی کہ پہر اس سے واپس لے لیجائے اور تیرے والدین نے دان قبول کرنیوالے کو پوتر سمجہکر تجہے دان دیا ہے لہذا تجہے بہی اس کو پوتر سمجہنا چاہئے۔ اور اسکو کسی قسم کا دکہہ نہ دینا چاہئے بلکہ اوسکی خوشی اور آرام کی کوشش کرنا چاہئے۔ اس حالت مین تو والدین کی بہی فرمانبردار ثابت ہوگی اور پتی ورتا بہی کہلائیگی۔

شوہر جو اس دان کا قبول کرنیوالا ہے قابل پرستش ہے۔ خواہ وہ اندہا ہو لنگڑا ہو۔ شرابی ہو۔ جواری ہو یا زانی ہو۔ تیرا فرض ہے کہ تو ایسی روش اختیار کرے کہ جس سے وہ سعادت دارین حاصل کرکے خدا سے واصل ہوجائے اور اسیحالت مین تو پتی ورتا کہلانیکی مستحق ہے۔

اور کسیکا اپنے پیٹ سے نکلی ہوئی زندہ مورتی یعنی دختر کو دان کرنا صرف ایشور کے لئے ہوسکتا ہے جو اس دان کو قبول کرنے کے قابل ہے اور چونکہ تیرے لئے تیرا خاوند ایشور ہے لہذا تجہے اسکے واقعی ایشور ہونے تک (یعنی پرم سکہہ حاصل کرنے تک) پتی ورتا دہرم پر مضبوطی سے قایم رہنا چاہئے۔ اب ہم کنیادان کی علت غائی بیان کرتے ہین۔ دان کے معنے دینے کے ہین لیکن ایسا دینا جو محض خدا کے لئے یا اوسکے نام پر ہو۔ اور یہ دینا اسلئے ہوتا ہے کہ اسکی وجہ سے تمام

گناہ دہل جائین اور سنسکار کے گورکہہ ہندے سے انسان نکل جائے اور موت وحیات کے جہمیلے سے آزاد ہو جائے۔ اور اسرار حقیقت سے آگاہ ہو کر نجات کا مستحق ہو۔ چونکہ دان دینے والے کا دان پر کوئی حق نہین رہتا اس لئے یہ دان خدا۔ یا خدا رسیدہ بزرگ یا سد پروشس کو یا کسی ایسی جگہ کو جو خدائی اثر اپنے مین رکہتی ہو دینا چاہئے۔ اور دان کے حقیقی معنی ہی یہ ہین کہ وہ قابل پرستش ہستی یعنی خدا کو سچی محبت سے اور مقدس جگہ کے حاصل کرنیکی غرض سے دیا جائے دان کی کئی قسمین ہین۔ انّ دان۔ وستردان۔ درویادان۔ راجیہ دان۔ گاؤدان بہومی دان۔ کنیادان وغیرہ۔ ان سب مین کنیادان سب سے افضل ہے۔

ماں باپ اپنی لڑکی کو کسی شخص کو قابل پرستش سمجہکر دان دیتے ہین اور وہ اسلئے دان دیتے ہین کہ انکے سنسکار کے پاپ دور ہوں اور نجات ملے لہذا کنیا کو بہی چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کو خدا کی جگہ سمجہے اور اس سے محبت کرے اور یہ جانے کہ جب تک وہ اپنے خاوند کے لئے نجات حاصل نہ کرے اپنے فرض سے سبکدوش نہین ہوسکتی۔ ہان خاوند کے ایشور روپ پانے پر وہ نجات پاتی ہے اور سوہاگیاوتی کہلاتی ہے اور اس کا خاوند ایشور روپ پانے پر حیات ابدی پاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے اس فرض سے موجودہ زندگی مین ادا نہ ہوئی تو پہر اسکو اسوقت تک جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے لئے نجات حاصل نہ کرے پیدایش اور موت کے جہگڑے مین پہنسا رہنا پڑتا ہے لیکن

شاستر مین ایسی ترکیب بتائی گئی ہے جو اوسکو موجودہ زندگی ہی مین اس فرض سے سبکدوش کرسکتی ہے۔ اس کے ثبوت مین ایک قصہ سناتا ہون:۔

ایک میان بیوی مین باہم بڑی محبت تھی۔ ایک دن بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ کیا اچھا ہو جو دوسرے جنم مین بھی آپ ہی میرے شوہر ہون۔ خاوند نے کہا کہ اگرچہ ہمارے کوئی اولاد نہین ہے تاہم میری محبت بھی یہی چاہتی ہے کہ دوسرے جنم مین تم ہی میری بیوی بنو۔ اس گفتگو کے چند روز بعد عورت نے اپنے خاندانی گروسے جو ایک خدارسیدہ بزرگ تھا کہا کہ گروجی اگرچہ ہم کو کوئی اولاد نہین ہے تاہم میان بیوی کی خواہش ہے کہ یا تو ہم دونون کو ایک ہی ساتھہ نجات ملجائے یا اگر پھر جنم لینا پڑے تو دونون مین پھر یہ ہی رشتہ قایم ہو۔ گروجی نے فرمایا کہ شاسترون مین چند طریقے بتائے گئے ہین جنپر عمل پیرا ہونیسے تمہاری خواہش پوری ہوسکتی ہے۔ شاسترون کے مطابق کئی قسم کے دان ہین، مثلاً تُوْرا دان۔ سُوَرْن دان۔ بلی دان۔ سوبھاگیا دان اور آتما دان یعنی اپنے آپ کو کسی سدگرو کے حوالے کرنا وغیرہ۔ تمہین ستیابھاما کا حال معلوم ہوگا جس نے کرشنا کو دوسرے جنم مین اپنا خاوند بنانے کے لئے نارد منی (سدگرو) سے اسکے متعلق دریافت کیا۔ نارد منی نے کہا ہو سکتا ہے بشرطیکہ یا تو تو اپنے خاوند کو بطور دان کسی برہمن (نارد منی کیطرح) سدگرو کو دے یا اپنے خاوند کے ہموزن سونا اوسکو دان کر جو تورا دان کے برابر ہے۔ یا اپنے خاوند کو ہمراہ لیکر

۔ایاگ (الہ آباد) جا اور مجوزہ کریا کرم بوجہ احسن انجام دے جس سے تیرے خاوند
ایشور کو دان کرنا مقصود ہے۔ پہر تجہے اپنے خاوند پر کوئی اختیار نہ ہوگا بتجھے کی
رف پرستش کرنی ہوگی۔ غرض ان دو تین طریقوں سے تجہے اسکے ایشور روپ
نے کا ثواب ملیگا اور تیرا سہاگ قایم رہیگا اور اسوقت تو اپنے فرض سے سبکدوش
ہو جائیگی۔ عورت نے جواب دیا کہ یہ تیسرا طریق مجہے پسند ہے لیکن میرا خاوند اس کو
قبول نہ کرے گا۔ گروجی نے کہا پہر تو اپنے سہاگ (زیورات چہا۔ گلسر۔ کنگہی وغیرہ)
و ایک صندوق مین بند کر اور ویدی کے بعد جو مین تیرے ہاتہہ کراؤنگا کسی برہمن
کو دان کر دینا۔ دوسرے دن عورت نے گرو کے حضور مین تمام رسومات اداکئے
اور اپنے سہاگ کا صندوق کسی غریب برہمن کے حوالے کر دیا۔ لیکن اس صندوق
مین الماری کی کنجی بہولے سے رہ گئی۔ لہذا اوسنے گرو سے اوسکو واپس لینے کے
متعلق دریافت کیا۔ گروجی نے کہا کہ دان دی ہوئی چیز واپس نہین لیجا سکتی
اب تم اطمینان رکہو کہ تمہارے خاوند کو ایشور روپ حاصل ہو گیا ہے اور تم اپنے
فرض سے اب بری ہو۔ اور اس کا انجام دونو نکی نجات ہے۔ اگر تم کو اس مین
شک بہی آیا تو بہی تمہاری نجات یقینی ہے۔ لیکن آج کل عورت شوہر کے متعلق
جو کام فرض جانتی ہے وہ صرف کہانا پکانا۔ کہلانا اور اوس کے ہاتہہ پیر دبانے
تک ہی محدود ہے۔ لیکن اسطرح وہ اپنے فرض سے سبکدوش نہین ہوتی۔ اسکے
ساتہہ ہی ساتہہ اسکو وہ طریق بہی اختیار کرنا چاہئے جس سے خاوند کو دائمی امداد

لا محدود سکھہ (پر لوکی اور پرم لوکی سکھہ) حاصل ہو۔ اس لئے اگر وہ اس فرض کو اپنے خاوند کو دائمی سکھہ ملنے تک انجام دیتی رہے تو وہ اسی سے سکدوش ہوکر پتی ورتا بننے کی مستحق ہوسکتی ہے۔ اور اب چونکہ تم نے یہ فرض ادا کیا تو گویا اپنے والدین کو کنیا دان کے ثواب کا مستحق بنا کر اپنے خاوند کے ساتھہ انہیں بھی (پرم سکھہ) لازوال خوشی کا مستحق بنا دیا۔ اور ان دونوں فریق کو سکھہ دینے سے خود بھی اس سکھہ کو حاصل کر لیا" یہ کہکر مہاراج نے فرمایا کہ شاستر کے بنائے ہوئے ان طریق پر عمل کرنے سے ہر عورت پتی ورتا بن سکتی ہے لیکن خود کو سدگرو کے حوالے کرنا لازمی ہے اور جب ہی وہ ساد ہو۔ یوگی یا ستی ہوسکتی ہے۔"

اس پر معنی اور جامع تقریر نے حاضرین کے دل پر بہت اچھا اثر کیا اور اسی اثر نے سارے شہر کو آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ غریبوں کے علاوہ طبقہ امرا بھی الٹ پڑا اور ہر وقت آپ کے پاس ایک بھیڑ لگی رہتی۔ شہر کے معزز و ممتاز رکن مسٹر چنی لال ویدھیا اور مسٹر شیورام بھیا صاحب اور دیگر اصحاب ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اسی اثنا میں مسٹر جیرام بھیا نے اپنے بھائی مسٹر شیورام بھیا کی معرفت قدمبوس ہونیکی آرزو ظاہر کی۔ مہاراج نے اجازت دی چونکہ مسٹر جیرام ایک مدت سے مفلوج اور چلنے پھرنے سے معذور تھے چار آدمیوں کے سہارے سے گاڑی سے اترے اور مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیے تا کہ میں اچھا ہوکر ہر روز آپ کی خدمت

مین حاضر ہوا کرو ن آپ نے فرمایا اچھا کل سے اپنے آدمیون کی مدد سے پیدل آیا کرو۔ انہون نے کہا میرے اعضا مین اتنا سکت کہان ہے جو پیدل چل سکون نہ پاؤن زمین پر ٹک سکتے ہین نہ ہاتھہ سے کوئی چیز پکڑی جاسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آنا ہے تو پیدل آؤ۔ چنانچہ مسٹر جیرام نے تعمیل حکم کی اور پہلے روز بصد مشکل تین چار آدمیونکی مدد سے پیدل آئے دوسرے روز سے مرض مین فائدہ شروع ہوگیا اور پانچ سات روز مین اکیلے لکڑی کے سہارے آنے لگے اور مہاراج کے قیام کاشی تک بالکل تندرست ہوگئے۔

رام نومی پر مہاراج کاشی ہی مین تھے معتقدین نے بڑی دہوم سے جلسہ کیا اور برہمنون اور مساکین کو کہانا کپڑا دیا گیا۔ ہوم کی رسومات جو تین روز جاری تہین برہمنون کے ذریعے اسی دن ادا کی گئی۔ تقسیم طعام و پارچہ پر نماتک جاری رہی۔ اس خیرات سے ہزارون سادہو، سنیاسی، اور بیراگیون نے فائدہ اُٹھایا۔ اسی شب کو گانا ہوا جس مین سینکڑون آدمی شریک ہوئے۔

انہی ایام مین ویدانت کا ایک مشہور عالم مسٹر یدنیشور شاستری دکشت نامی ہر شب کو جھونپڑی مین مہاراج کی خدمت مین حاضر ہو کر گرنتھہ پڑہا کرتا اور آپکی معلومات سے استفادہ حاصل کرتا۔

یہ تقریبات پیر نماتک جاری رہین اور ادائگی رسومات مذہبی مین باپو صاحب جوگ نے نمایان حصہ لیا۔ اور ایشونت راؤ اور شنکر پٹیل نے بھی جو تمام

معتقدین کے لیڈر تہے قابل قدر خدمت کی۔ اسمو قعپر سائین باباکے معتقدین بہی حاضر تہے۔

ان رسومات کی ادائیگی کے بعد اکثر لوگ مہاراج کے حکم سے اپنے اپنے گہرونکو رخصت ہوگئے۔ مہاراج سے پوچہا تو آپ نے فرمایا کہ مین اکیلا آیا ہون اور اکیلا ہی جاؤنگا۔ آپ کے پاس جو لوگ باقی رہ گئے تہے ان مین کہڑگپور کا کہاسنیس بہی تہا جو باوجود مہاراج کے سمجہانے کے آپ کو چہوڑ کر جانے پر رضامند نہ ہوا۔ اسپر مہاراج نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو رہو اور اپنی قسمت کا لکہا پاؤ چنانچہ دو دن بعد وہ سخت بیمار ہوا۔ اس کا دل مہاراج کے روحانی تصرف سے اسقدر پاک ہوگیا تہا کہ اوسکو اپنی موت کے آثار معلوم ہو چلے تہے اور یہی وجہ ہتی کہ وہ اپنے گروکے قدمونکو چہوڑ کر نہ گیا۔ اور یہ خواہش بہی ہتی کہ کاشی مین مہاراج کے قدمون مین دم نکلے۔ باپو صاحب جوگ سے یہ پہلے ہی ظاہر کرچکا تہا کہ میری وجہ سے آپکو بڑی تکلیف ہونیوالی ہے مرے ساتہی کاشی سے چلے جائینگے لیکن آپ ہی اس آفت کا مقابلہ کرنیکو رہینگے۔ لیکن یہ بات اسوقت باپو صاحب کی سمجہ مین نہ آئی ہتی۔ اسوقت سب لوگ کاشی سے روانہ ہو چکے تہے صرف باپو صاحب جوگ۔ لکشمی بائی۔ سوبہدرا بائی۔ ترمبک راؤ۔ درگا بائی اور کہاسنیس باقی رہ گئے تہے۔ غرض کہاسنیس ۹ دن بیمار رہا جس مین وہ ہروقت بشاش نظر آتا تہا۔ لیکن کہانا پینا چہوڑ دیا تہا اور خاموشی اختیار کرلی ہتی۔

لیکن جب مہاراج مزاج پرسی کو تشریف لاتے تو وہ اُٹھ بیٹھتا اور دل کھول کے باتین کرتا۔ آخر نوین دن اسکا انتقال ہوگیا اور لاش گنگا کے کنارے چتا کے سپرد کی گئی۔ مرنے سے ایک دن پہلے اس نے اپنی بیوی لکشمی بائی سے کہدیا تھا کہ کل تم مجھے یہان نہ دیکھوگی۔ اور یہ کہ تم ہمیشہ مہاراج کی خدمت کیا کرنا کیونکہ مہاراج ایشور اوتار ہین۔ اس کے مرنے کے بعد باپو صاحب جوگ نے ۵ روز مین تمام مذہبی رسومات کاشی کے برہمنون کے ذریعے ادا کین۔ اور مہاراج کے حکم کے موافق ترمبک راؤ اور سوبھدرا بائی کے ہمراہ ساکوری روانہ ہوئے۔

اسکے بعد مہاراج اور درگا بائی نے ایک مہینہ کاشی مین قیام کیا اور پھر یہان سے بذریعہ ریل (چونکہ درگا بائی ساتھ تہین) گیا تشریف لیگئے۔ روانگی کے وقت مسٹر چتنی ویدمیا اور مسٹر شیو رام بھیانے آپ کا فوٹو لیا۔ گیا مین وشنو پاٹوا کی تیرتھ کی اور پھر واپس کاشی لوٹ آئے۔ تین دن رہکر اجودھیا گئے اور رام کا درشن کرکے پھر کبیر مٹھ اور دیگر دلچسپ مقامات کا معائنہ کیا۔ یہان اس مقام پر بھی گئے جہان رام کا مندر اور مسجد ایک ہی احاطے مین واقع ہین۔ دیکھکر آپ نے فرمایا مندر اور مسجد دونون میرے ہین۔ یہان تین روز قیام فرماکر الہ آباد گئے اور گنگا جمنا کے سنگم پر اشنان کیا۔ ایک دو روز کے بعد آپ دولت آباد علاقہ حیدر آباد تشریف لیگئے یہان سے ورول گئے اور ایک روز رہکر بذریعہ ریل چتلی اور چتلی سے بذریعہ گاڑی ساکوری واپس تشریف لے آئے۔

مہاراج کی آمد کی خبر سنکر چاروںطرف سے لوگ درشن کو آنے لگے ایک دن بہت سے لوگ مندر کے مقابل ٹاٹ کے شامیانہ مین بیٹھے تھے کہ آندھی آئی اور شامیانہ گر پڑا۔ اسپر مسٹر فرودن جی اور مسٹر ایشونت راؤ نے اسکی جگہ ٹین کا چھپر ڈالنے کی اجازت مہاراج سے لی۔ ابھی کام شروع ہی نہین ہوا تھا کہ ایشونت راؤ۔ ساکوری کے پٹیل اور دیگر صحاب نے پختہ عمارت بنانیکا خیال ظاہر کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تمہین اس مین بھجن آرتی پوجا اور کرتن وغیرہ ہر روز کرنا پڑے گا اگر ایسا کرسکو تو مجھے کوئی عذر نہین۔ چنانچہ مئی ۱۹۱۹ء مین عمارت کی بنیاد رکھدی گئی۔ مندر کے اردگرد پندرہ کمرے زائرین کے قیام کے لئے بنائے گئے اور مندر کے احاطہ مین ایک بارہ دری نہایت شاندار آجکل بن رہی ہے

مہاراج کی تشریف آوری کے ایک ماہ بعد باپو صاحب جوگ نے آرتی پوجا کی اور غریبو نکو کپڑے تقسیم کئے۔ چند روز بعد گوکل اشٹمی کے دن مسٹر ایشونت راؤ بوراؤ کے اور راہتا کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ملکر کرشن جنم کی تقریب اسی مقام پر بڑے دھوم سے منائی اور گنیش چترتی بھی اچھے پیمانے پر منائی گئی۔

باپو صاحب جوگ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص معتقد تھے اور ہر وقت آپ کی خدمت مین رہا کرتے تھے۔ اور سائین باباؒ کے وصال کے بعد بھی مزار مبارک پر حاضر رہتے تھے۔ انھون نے مہاراج سے درخواست کی کہ مجھے اپنی خدمت مین

رہنے کی اجازت دی جائے۔ آپنے فرمایا کہ میرے پاس رہنے سے میرے پیر کے پاس رہنا اچھا ہے۔ باپو صاحب نے کہا کہ سائین بابا کو مین نے اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ دنیا سے کوچ کرنے پر مین اپنا مسکن مہاراج کے دل مین کرونگا۔ مجھے اُنکے قول پر پورا یقین ہے اور میرا تجربہ بہی کہتا ہے کہ وہ آپکے ساتھہ ہین لہذا میری آرزو پوری کیجائے تاکہ مین اپنی بقیہ عمر آپ کے قدمون مین گذارون۔ چنانچہ مہاراج نے حکم دے دیا اور یہ ساکوری مین آکے آرتی پوجا کا کام کرنے لگے۔

دسہرے سے پندرہ روز پیشتر بمبئی سے مہتاجی آئے اور دسہرے کی تقریب پر آپکو بمبئی لیجانا چاہا آپ نے اول تو انکار کیا جب بہت ہی اصرار دیکھا تو وعدہ کرلیا چنانچہ دسہرے سے دو روز پیشتر مہتاجی خود آکے مہاراج اور درگابائی کو بمبئی لیگئے۔ بمبئی کے اسٹیشن پر ہندو پارسی۔ ایرانی اور بہاٹئے استقبال کے لئے موجود تہے مسٹر دوارکاداس نے اپنی موٹر سواری کے لئے پیش کی آپ نے فرمایا کہ یہ امیرانہ سواری ہے میرے لئے تو پیدل چلنا یا زیادہ سے زیادہ بیل گاڑی مین سوار ہونا کافی ہے لیکن سبنے اصرار کرکے آپکو موٹر ہی مین سوار کیا اور مادہو باغ مین اتارا۔ عین دسہرے کے دن ساکوری۔ ناگپور اور کہڑگپور کے معتقدین بہی آپہنچے اور باغ ہی مین اتارے گئے۔ پونہ اور نگر کے پارسی اور ایرانی اصحاب بہی قدمبوسی کو حاضر ہوئے۔ یہاں علاوہ دیگر تقریبات کے ہرداس بوا کا جن سے ناظرین واقف ہین کرتن ہی ہوا دو چار روز کے بعد باہر کے معتقدین رخصت ہوگئے اور مہتاجی وغیرہ کی التجا کر

آپ نے ۲۰ روز بمبئی مین قیام فرمایا۔ اس عرصے مین آپ نے معتقدین کے سامنے نہایت ہی دلچسپ اور دلکش مضامین پر بحث کی ہیٹرو وار کا داس آپ کو اپنے گھر لیگئے اور نذرانے مین ایک بڑی رقم پیش کی آپ نے فرمایا ٹاٹ پوش فقیر کیلئے سونا چاندی مٹی کے برابر ہے مجھے اسکی ضرورت نہین ہے اسیطرح جن جن لوگون نے نذرانے پیش کئے آپ نے انکار کیا۔ غرض دیوالی سے دو روز پیشتر آپ بمبئی سے ساکوری روانہ ہوئے۔

دیوالی پر ساکوری مین معتقدین نے قریباً ایک ہزار روپے کے کپڑے غربا مین تقسیم کئے اور بھنڈارا دیا گیا۔ کماری پوجا بھجن اور کرتن وغیرہ بڑے پیمانے پر کئے گئے۔ مہاراج کے نام سے پالکی نکالی گئی جس مین ہزارہا آدمیون نے حصہ لیا۔ اسکے چند روز بعد دت جینتی کی تقریب مین بھی اسی شان کا اظہار کیا گیا اور سنکرات بھی بڑی دہوم سے منائی گئی جس مین متھورا بائی نے کئی تھیلے چاول مہاراج کے نام سے غربا مین تقسیم کئے۔ مہاشیوراتری پر مسٹر ایشونت رائو نے عام طور پر گنے کا رس تقسیم کیا۔ لیکن اس عرصے مین خدا جانے کیا واقعہ ہوا کہ مہاراج نے اپنے پاس آنیوالونکو اور خود کو گالیان دینی شروع کین اور اپنی پرانی جھونپڑی جو مندر سے لگی ہوئی ہے چھوڑ مسان والی جھونپڑی مین اوس دن سے آج تک آپ وہین قیام فرما ہین۔ آنے کے بعد تین دن کچھہ نہ کھایا چوتھے روز سے ایک ماہ تک صرف دودھ پر گذارا کیا۔



شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

A 2871–Lakshmi Art, Bombay, 8

مین ہولی کا تہوار آیا۔ مندر کی عمارت کی لکڑیون مین سے ایک موٹا سا کندہ چند لڑکون کی مدد سے آپ مسان مین اُٹھا لیگئے اور اوسکو جلا کر ہولی منائی۔

اب رام نومی کا تہوار آیا۔ معتقدین نے ۹ دن پہلے ہی سے کرتن بھجن وغیرہ شروع کردئے۔ اس تہوار پر ہزارہا آدمی باہر سے آئے۔ آتش بازی چھوڑی گئی اور پہلوانون کے دنگل ہوئے۔ تمام شہر مین پالکی پھرائی گئی اور غربا کو کھانا کپڑا دیا گیا۔ غرضکہ ۹ دن تک بڑی بھاری جاترا کا لطف رہا۔ اس تقریب مین مہاراج کے ممتاز معتقد مسٹر ایشونت راؤ نے اخراجات کا بڑا حصہ اپنے ذمے لیا اور ہر ایک کام نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا۔

اسیطرح مہاراج کے جنم دن پر بھی مسٹر ایشونت راؤ نے نہایت فراخدلی سے روپیہ خرچ کیا اور رام نومی کیطرح آتش بازی وغیرہ چھوڑی گئی۔

انہی ایام مین خان صاحب کیخسرو ایرانی رئیس احمد نگر جو مہاراج کے نہایت ہی سچے معتقد اور دلدادہ ہین آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور چاہا کہ اپنے نئے بنگلے کی افتتاح آپ کے دست مبارک سے کرائین لیکن مہاراج نے فرمایا کہ میری کیا ضرورت ہے تم خود اسکی افتتاح کرسکتے ہو۔ خان صاحب موصوف نہایت با ادب اور کم سخن بزرگ ہین زیادہ اصرار کی ہمت نہ کرسکے اور پندرہ بیس روز کے بعد اپنی اہلیہ گلبائی کے ہمراہ پھر حاضر خدمت ہوئے اور دونون نے ملکر عرض کیا کہ آپ کو اب ہم بیجائے بغیر کھانا نہین کھائینگے اسپر مہاراج نے قرار

کر لیا کہ اچھا فلان روز مین ایک دن کے لئے چلونگا چنانچہ روزِ مقررہ پر خانصاحب احمد نگر سے موٹر لیکر حاضر ہوئے اور مہاراج حسب وعدہ درگا بائی کو ساتھ لیکر بذریعہ موٹر احمد نگر روانہ ہوئے۔ اور مسٹر ایشونت راؤ۔ ترمبک راؤ اور سوبہدرا بائی بذریعہ ریل احمد نگر آئے۔ اسموقعپر پونہ کے پارسی اور ایرانی معتقدین کو بہی خانصاحب نے بلا لیا تہا۔ چنانچہ خان صاحب نے اپنے نئے بنگلے مین مہاراج کو فروکش کیا اور ایک سجے ہوے کمرے مین قیام فرمانیکی درخواست کی لیکن مہاراج نے حسب عادت ایک چھوٹا سا کمرہ پسند کیا اور اسی مین اپنا ٹاٹ بچہا کر بیٹھ گئے سات روز تک آپ نے یہان قیام کیا اس عرصے مین احمد نگر کے لوگ جوق جوق آپ کے درشن کو آتے رہے

یہان آپ نے مذہب زردشت کے متعلق وہ وہ عجیب و غریب باتین سنائین کہ ان لوگوں نے پہلے کبھی نہ سنی تہین۔ آٹھوین روز مہاراج درگا بائی۔ گلبائی اور خان صاحب کے ہمراہ بذریعہ موٹر واپس ساکوری تشریف لے آئے

مئی ۱۹۲۲ء مین آپ کی جنم سالگرہ منائی گئی وہ گذشتہ تمام تیوہاروں سے کئی حصہ رونق اور شان شوکت مین بڑہی ہوئی تہی پہلوانون کو سونے چاندی کے کڑے انعام مین دئے گئے۔ اس کے بعد گرو پورنما بہی اسی شان شوکت سے منائی گئی۔ لیکن اس دن ایک ایسا عجیب واقعہ ہوا کہ دیکھنے والے حیرت زدہ ہو گئے لیکن اسکو بیان کرنے سے پہلے ہم یہ بتانا مناسب سمجھتے ہین کہ سدپروشون کی روحانی

قوت کا اظہار موقع اور محل کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً مختلف طریقون سے ہوا کرتا ہے مگمانکے اندر معجز نما قوتین ہونے پر بہی وہ ان قوتون کا استعمال ظاہرا طور پہ نہین کرتے لیکن بعض موقعے ایسے آجاتے ہین کہ خود بخود ان قوتون کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اسی نوع کا ایک کرشمہ مہاراج سے ۹ جولائی ۱۹۲۲ء کو گروپرناک موقع پر ظہور پذیر ہوا۔ اس دن حسب معمول جبکہ لوگ درشن کو حاضر ہوئے تو تعلقہ مالیگاؤن سے ایک برہمن شادی شدہ عورت بہی اپنے چار لڑکون کے ساتہ درشن کو آئی جسکی عمر ۳۰ یا ۴۰ برس کی ہوگی اور آٹہہ روز سے ساکوری مین مقیم تہی۔ اس دن مہاراج کو غسل دینے کے لئے بہت سے عورت و مرد مہاراج کی التجا کر رہے تہے لیکن آپ انکار کر رہے تہے جب مذکورہ عورت نے اور عورتون کے ساتہہ ملکر زیادہ اصرار کیا تو آپ نے گالیان دینی شروع کین اور کہا کہ مین ہر جگہ اور ہر چیز مین موجود ہون میرے بدلے کسی پتہر یا کسی لنگڑے لولے یا کوڑہی کو غسل دوگے تو وہ مجہے اور مجہسے اعلیٰ کو بہی پہنچیگا۔ یہ کہکر آپ گالیان دیتے ہوئے جہونپڑی مین جا بیٹہے۔ سب عورتین تعمیل حکم کی فکر مین احاطہ کے باہر آئین کہ سامنے سے ایک نیچ ذات کوڑہی جسکے ہاتہ پیر کی انگلیان جہڑی ہوئی تہین اور زخمون سے خون اور پیپ بہہ رہا تہا دکہائی دیا۔ عورتون نے دوڑ کر اوسکو بلایا اور راستہ ہی پر چوکی بچہا کے اسکو نہلانا شروع کیا اور سامنے باجا بجایا گیا۔ عورتون مین برہمن اور دوسری قوم کی عورتین شریک

تہیں اور سبنے ملکر اسکو جسم پر خوشبودار مسالہ اور تیل لگایا اور گرم پانی سے نہلاکر کپڑے پہنائے اور مٹھائی وغیرہ نذر کی۔ اس مین سے ایک عورت نے کہا سب کچھہ تو دیا لیکن ٹوپی تو دی ہی نہین یہ سنکر راؤ صاحب گوکھلے کی بیوی سو بہا گیا وتی پاربتی بائی نے ترمبک راؤ کو ۵ روپے ٹوپی لانے کے لئے دئے۔ ترمبک راؤ نے کہا کہ اسوقت اس قیمت کی ٹوپی ملنا مشکل ہے پہر کبہی لاکر دے دیجائیگی اسپر مایلگاؤن والی عورت نے اپنے لڑکے کی نئی اور قیمتی ٹوپی لاکر اس کوڑہی کے سر پر رکھہ دی ٹوپی کا سر پر رکہنا تہا کہ کوڑہی کی بجائے سب کو مہاراج نظر آنے لگے اور یہ عورت فرط محبت سے گلے سے لپٹ گئی اور خوب روئی۔ یہ منظر قریب ایک گھنٹے تک رہا۔ اسکے بعد پہر وہی کوڑہی دکہائی دینے لگا۔ اور بدن بہی ویسا ہی خون اور پیپ سے بہرا ہوا تہا۔

آج کل مہاراج ممدوح ساکوری ہی مین قیام پذیر ہین۔

تمت

(نوٹ) صفحہ ۱۵۲ سے ۱۵۹ تک بجائے شریمت بہاگوت کے غلطی سے بہگوت گیتا لکہا گیا ہے درست پڑہ لیا جائے۔

(مطبوعہ